



ولو نشاء لمسنناهم علی مکاتہم  
فما استطاعوا مضیا ولا رجوعا  
ولو یواخذنا الله الناس یظلمهم  
ما ترک علیہا من دایہ  
ولو یواخذنا الله الناس بما کسبوا  
ما ترک علی ظہرہا من ایتہ فاعلم  
فکلا اخذنا بذنبہ فتنبہم  
ارسلنا علیہ حاصیبا ومنہم  
من اخذتہ الصیغۃ ومنہم  
خسفنا بہ الارض ومنہم من  
اغرقنا (عنکبوت ع ۵)

پہر راستہ کی طرف دوڑیں تو سہی کیونکر دیکھتے ہیں اور اگر ہم چاہیں  
تو انکو انکی جگہ میں دھنسا دیں پہر چل سکیں گے اور نہ پہر سکیں گے  
ایک اور آیت میں فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ظالموں کو  
ظلم پر پکڑے تو زمین پر ایک چلنے والا نہ چھوڑے  
ایسا ہی ایک اور آیت میں یہ ارشاد ہے۔ ایک اور آیت  
میں اس سزا کا وقوع بھی زمانہ سابق میں بتایا اور فرمایا کہ تین  
ہر ایک سرکش کو اسکے گناہ پر پکڑا پہر کسی پر پہر برائے اور  
سیکو جو نہ کاٹے پکڑا اور کسی کو ہم نے زمین دھنسا یا اور  
سیکو ہم نے دریا میں ڈلویا۔

جن لوگوں پر سابق زمانہ میں ان سزاؤں کا وقوع ہوا  
انکے دعاوی و عادی و مظالم مرزا سے بڑھ کر  
نہ تھے بلکہ بعض عادی مرزاں سب کے دعاوی سے بڑھ کر ہیں خدا کا بیٹا یا خود خدا اپنے کا دعویٰ  
تو پہر زمانوں میں بھی پہر لہے مگر خدا کے باپ نہ ہونے کا دعویٰ مرزا سے پہر کسی نے نہیں کیا  
اسکی سزا میں اگر صرف طاہر بن حاتم نازل ہوا۔ تو یہ کون سے تعجب کا محل ہے۔

یہ دعاوی مرزا تو بہت بڑے کے پہر ہی دعویٰ میں اسکا صرف ایک یہ چوٹا دعویٰ ہے کہ ناکہ مجھے  
خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور مجھے شرف وحی مکمل ملتی حاصل ہے پہر اس کو  
کو نہ مانے اور سچا کر دکھانے کے لئے حکم قاعدہ مسلمہ و مجربہ دنیا کہ جب انسان ایک چوٹ بولتا ہے  
تو پہر اس چوٹ کو سچ بنانے کے لئے اسکو بہت چوٹ بولنے پڑتے ہیں اسکا منہ سوچ  
نئے دن چوٹیں الہامات گھڑتا اور جھوٹی پیشگوئیاں کرنا اور ہر دین میں دنیا کے  
شرم کا نقاب اٹھا کر اشتہارات و سالیحات کے ذریعہ انکو مٹھ کر اپنا چکی تعداد وہ پہر  
ناچکا ہے۔ از انجیل ڈیڑھ سو کی تفصیل کا دعویٰ وہ رسالہ نزل اسچ میں کر چکا ہے۔

اور ان سب مقتربات الہامات اور پیشگوئیوں میں سے زیادہ تر مشہور اسکے یہ چار الہامات ہیں  
(۱) اسکے گہر میں ایک ایسا اور میا فرزند (جسکی تعریف میں اوسنے آسمان زمین کے قلابے  
ملائے ہیں) پیدا ہوگا۔ (۲) عبداللہ آجتم اسقدر عرصہ میں فوت ہو جائیگا (۳) نیکہلم ہر قدر  
دست میں ہلاک ہوگا (۴) مسامہ محمدی بیگم سے مرزا کا نکاح ہوگا۔ رہو گا کیا آسمانی پروردگار  
ہمیں ہی بچا ہے۔ چنانچہ الہام ذکر کجنگھا شاہد ہے) اور اگر بجائے مرزا کسی دوسرے شخص  
سے اسکا نکاح ہوا تو وہ دوسرا اڑٹائی برس میں فوت ہو جائیگا۔ ان ہی مقتربات کے سلسلہ  
میں اسکا یہ پانچواں الہام ہے کہ پنجاب میں طاہرین پڑیگا۔ جسکو بعد الوقوع اسنے اپنی گرا  
بنالیا۔ یہ ایسا سخت ظلم اور ایسا سنگین جرم ہے کہ اس جرم کے ترکب اسکے  
معاویہ مصدق طاہرین سے ہلاک ہو جائیں تو یہ اسکی ایک اوسنے سزا ہے۔ مرزا کا اسکو  
الہام میں جھوٹا ہونا اسکے ان الہامات اربعہ مذکورہ میں سے ایک کا بھی سچا نہ نکلنا تھا  
رسالہ اشاعت السنۃ کی جلد ۱۵۱-۱۶ وغیرہ میں آفتاب نمبر ذریعہ ثابیت ہو چکا  
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ مرزا کے گہر میں چار لڑکے ہیں مگر وقت اور شروط الہام کے مطابق ایک  
بھی نہیں ہوا۔ اور عبداللہ آجتم اور نیکہلم بھی گو فوت ہو چکے ہیں مگر وقت الہام کے خلاف  
مطابق اور شوہر ثانی زوجہ آسمانی مرزا تو اب تک زندہ رہا اور بچہ خیار باقی ہے۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری نے بھی ان الہامات اربعہ وغیرہ مرزا پر ایک  
مستقل رسالہ الہامات مرزا میں پچسپ بحث کی ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ سچا ان  
الہامات کے ایک بھی سچا نہیں نکلا اور اس سال کے جواب لکھنے پر مرزا کو پہلی دفعہ پانسو روپیہ

بہر قرآن مجید میں بہت سی آیات اس معنوں کی موجود ہیں کہ الہام کا ہونا خود کوئی کسے خبر نہ کر سکتا  
نہیں۔ فمن اظلم من اقری علی اللہ کذباً او قال اوحی الی وہ کفر لیس فی الدنیا (انعام ۱۱)  
یعنی اس شخص سے زیادہ گمراہ کوئی ظالم ہے جو خدا تعالیٰ پر افسر کرے۔ یا یہ کہ میری طرف وحی ہوتی ہے۔ حالانکہ اسکی

دوسری دفعہ ایک ہزار روپیہ الغام کا وعدہ بھی دیا۔ مگر مرزا اور اسکے پارٹی کی طرف سے ہمارے بارگاہ  
 امرتسری کے بحث و دلائل کا کوئی جواب نہیں نکلا۔ ہمارے جلد ۱۵-۱۶ کے جواب میں تو انہوں نے  
 ایک خط ہی منہ یا قلم سے نہیں نکالا۔ مولوی امرتسری کے مقابلہ میں رسالہ اچھا از احمدی پر  
 رسالہ مواہب الرحمن شائع کیا ہے مگر انہیں کسی ایسا م پیشگوئی پر کتبہ جینی مولوی امرتسری کا  
 کوئی جواب نہیں دیا صرف گالی گلوچ اور نصرت ملاست کا کام لیا ہے۔ چنانچہ خط اچھا از احمدی  
 میں لکھا ہے کہ مولوی شہار احمد سچے ہیں تو قادیان میں اگر کسی پیشگوئی کو جہتی تو ثابت کریں پھر  
 میں لکھا ہے کہ مولوی شہار احمد نے موضع مدین بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں  
 جہتی نکلیں اسلئے ہم انکو مدعو کرتے ہیں۔ اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس شخص کے لئے قادیان  
 میں آویں اور تمام پیشگوئیاں کی پرتال کریں اور ہم قسم کھا کہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہر ایک پیشگوئی کی  
 نسبت جو منہلج لبوت کے رو سے جہتی ثابت ہو ایک ایک سو روپیہ انکی اندر کرینگے ورنہ خاص  
 تفریعت کا انکے گلے میں رہیگا۔ اور اگر میرے اس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس شخص کو نہ لیں  
 بیابند کی شہر الیڈن کو رہ قادیان میں نہ آئیں تو پھر نصرت ہے اس بات و کرافت پر جو انہوں نے  
 میں مباحثہ کے وقت کی اور بحث سے تیاری سے جھوٹ بولا وہ انسان کتوت سے بدتر ہوتا ہے۔  
 کہ جو بے وجہ ہو کتوت ہے۔ احمد ۹۔ الہامات مرزا کے حاشیہ میں یہ الفاظ بھی موج ہیں خبیث سرا  
 کتابذات گوہر گردا وغیرہ۔ ناظرین ان ناپاک الفاظ مرزا کا اسکے اس ایہام سے جس کے  
 یہ الفاظ میں یا احمد قاضی الرحمة من شفقتیٰ یعنی اے احمد میری ایوان رحمت جاری  
 سوار نہ کریں۔ اور انصاف سے داد دیں کہ کیا رحمت اسم کا نام ہے کہ انسان مباحثہ میں اپنے  
 منست کو کتے سے تشبیہ سے۔ سو کتے کے۔ ناظرین جو شخص کسی کو کتے کہے وہ اسکو دس بار  
 سنا کہ سکتا ہے۔ مگر شرافت اور انسانیت سے یہ امر نہایت بعید ہے۔ مولوی امرتسری کی قرآن  
 حوصلگی اور عالی معی کو دیکھو کہ ان الفاظ کے مقابلہ میں انہوں نے مرزا کو نہ کتا کہا نہ بیجا بنایا  
 نہ کسی اور نام اسباب الفاظ سے مخاطب کیا۔ اور مرزا کی دعوت پر وہ حق تھا بلا فاقہ و معیت

یہ الفاظ مرزا کے رسالہ میں ہیں اور صحیح الفاظ تھے۔



دیگر مباحثین علماء قادیان میں جا پہنچے اور ان پیشگیوں کی نسبت اپنے خیالات کے اظہار و تحقیق کے خواستگار ہوئے مگر چونکہ مرزا کی وہ دعوت صرف گیدڑ بھیگی تھی اسکو یہ امید نہ تھی کہ مولوی امرتسری دروغگو را تا سجانہ باید رسانند پر عمل کرنے کو قادیان میں پہنچ کر مرزا کو حرم سرار میں متکلف بنا دینگے۔ لہذا مولوی امرتسری کا قادیان میں پہنچنا سکر مرزا کے اوسان جلے رہے اور وہ ہوشوں حواس باختہ ہو گیا۔ اور اوسکو بغیر اسکے کچھ نہ سوجھا اور کوئی لمجا واپسے نظر نہ آیا کہ وہ حرم سرار میں جا چھپا اور میدان مناظرہ میں نہ آیا اور گہر میں بیٹھے بیٹھے اس مضمون کا رقعہ لکھہ دیا کہ بحث و مناظرہ نہ کرونگا کیونکہ میں انجام آتم میں خدا قائل سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کرونگا۔ یہاں فوط دہشت و خوف مباحثہ مولوی امرتسری سے یاد و غلو کا حافظہ نباشد کے تقاضا سے مرزا اپنے آئینہ کمالات کا یہ الہام یا علی عہم ذرا عہم انصار ہم پیش کرنا بھول گیا۔ اور یہ لکھا کہ مولوی شہار الد و سطرون میں اپنا اعتراض پیش کریں اور نہ سے ایک کلمہ نہ کہیں صم بکم ہو کر بیٹھ رہیں میں اسکا جواب تین گھنٹہ میں دوں گا ناظرین خدا کے لیے انصاف سے داد دیں کہ جس تحقیق و پر تال کے لیے مرزا نے مولوی امرتسری کو بلایا تھا وہ اس طرح ہو کر رہی ہے اور جس ثبوت کا وہ اسے صلا اعجاز احمدی میں طالب ہوا تھا اسکی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ وسط میں اعتراض لکھ کر معترض چپکا ہو رہے مرزا کی تقریر تو شیطان کی آنت ہوتی ہے۔ اس کے کہی کوئی نتیجہ صحیح نہیں نکل سکتا ہے۔ جیتک کہ اس تقریر کے حرف حرف پر نکتہ چینی نہ ہو اور تحقیق و پر تال کنندہ اپنی نکتہ چینی کا خود ثبوت بدلائل پیش نہ کرنے۔

ان پیشگیوں یا دیون کہیں کہ دروغگو یوں کی تحقیق اور انہر بحث کرنے سے تو یہ لوگ دیوان چہرہ لائے اور جی چر لائے ہیں مگر بار بار انکی دفع کا دعویٰ زبان پر لائے سے شرم نہیں کرتے ہر مرقہ لات زنی پر ان پیشگیوں کو پیش کرتے ہیں۔ اور انصاف و شرم و حیا کو کام میں لا کر اتنا بڑا سوچے کہ ہمارے صم مخالفت تو ان پیشگیوں کا دروغ ہونا ثابت کر چکے ہیں ہم ان دلائل کا جواب تو کچھ نہیں دیتے پہر ان پیشگیوں کو زبان یا قلم پر کیوں لاتے ہیں۔ انہیں یہ سوچ و شرم

مجاوہ تو بر طبق مثل اولیٰ چور کو ڈال کوٹانٹے اس پیشگو یوں کے منکروں اور مخالفوں کو مٹا دیتے اور ان پر جھجھلاتے اور یہ فرماتے ہیں دجنا پچہ خلیفہ دوم مزلے کتاب صیانۃ الیاس کے حصہ ۲۰-۱۰ میں لکھا ہے (ان دونوں عبد اللہ اہم و شوہر ثانی کے متعلق پیشگو یوں کی صدق کی نسبت واضح طور پر علی متناج النبوة و علی متناج اصول المسلمین کھول کر صد ہا اشتہارات اور متعدد رسائل میں بحجت و برہان بیان کیا گیا مگر آپ مرثیہ کی ایک ٹانگ کہہ جاتے ہیں۔ ان دونوں پیشگو یوں

میں وہی تاویل کی جاتی ہے جو علی متناج النبوة ہی یعنی مطابق و علیہک من تاویل الاحادیث۔ ان فقرات کو بڑھ کر مجھے یہ شعر یاد آیا ہے و کنت اری زیداً کما قبل سیدنا اذا انت عبد القفاد اللہازم۔ اور میرا خیال ہی خیال شاعر شعر مذکور کے مطابق غلط لکھا میں تو خلیفہ دوم مزلے کو کس قدر اہل علم سمجھتا تھا مگر وہ تو وہی و سئل و ائی ملاً نکل آیا۔

جو تاویل موت شوہر ثانی منکوحہ اسمانی کی کیجاتی تھی وہ تاویل الاحادیث حضرت یوسف کی نظیر ہو تو آئندہ خاکسار مزلے کے مقابلہ میں ہتھیار ڈال دیگا۔ اور قائم کو توڑ ڈالے گا جو صد ہا اشتہار اور متعدد رسائل آپ کی طرف سے شائع ہوئے ہیں۔ انہیں وہ تاویل مجھے نظر نہیں آئی۔ آپ میدان مناظرہ میں ازین اور مباحثہ سے ثابت کریں کہ وہ تاویل۔ تاویل الاحادیث یوسفی کی نظیر ہے۔ مباحثہ سے اگر تم کہانی یا الہام میں اسکی مخالفت آچکی ہے تو آپ کے پیرو مرشد کے لئے نہ آپ کے لئے۔ پس آیت دیر نہ کریں غریب خانہ پر تشریف لاویں اور جتنا عرصہ گفتگو رہے یہیں رہیں اور یہیں دونوں وقت حاضر تناول فرماویں گفتگو کے وقت صرف یہ خاکسار ہوگا اور آپ اور چار کے بیان کو قلمبند کیا جائیگا۔ پس اگر میدان آپ کے ہاتھ میں رہا تو اسکا نتیجہ اور تسلیم کیا گیا ہے اور اگر آپ کے ثابت نہ ہو سکا کہ یہ تاویل تاویل الاحادیث یوسفی کی نظیر ہے تو آپ کو مزار کا اتباع چھوڑنا پڑیگا۔ یا و سئل و ائی ملاً کا خطاب قبول کرنا ہوگا۔

اس مباحثہ اور تصفیہ کے بغیر آپ لوگ ان پیشگو یوں کا نام لیگے اور کسی تحریر یا تقریر میں انکا ذکر کرنا تو پھر اب لوگوں پر بے شرعی کا الزام قائم ہوگا۔ ان پیشگو یوں کے مقابلہ میں ہمارا مجرد انکار کرنا

اور آپ کے مرغ لکھنا ٹانگ بکرا اسکو بے ٹانگ بتانا صحیح ہوگا۔ کیونکہ ہم اسکا ثبوت دے چکے اور ملاک  
سے بنا چکے ہیں کہ اگر بکرا مرغ لنگڑا ہے اسکی ایک ٹانگ بھی سالم نہیں۔ یہ پہلی چار پیشگوئیوں  
کے اقترا ہونیکا اجالی ثبوت ہے۔ اب رہی پیشگوئی پنجم متعلق طاعون سواس سے مقام  
میں بحث کی جاتی ہے جو اس مضمون کا اصل مقصد ہے۔

پس واضح ہو کہ جبکہ جھوٹا اقترا دھوکہ دہی و فریب بازی سے اس الہام و پیشگوئی متعلق طاعون  
فرزلے کام لیا ہے۔ اسقدر جھوٹا فریب دھوکہ دقترا اسکی پہلی پیشگوئیوں و متعلقہ موت آخر  
و موت لیکہرام و موت شوہر نانی منکوحہ آسمانی۔ و تولد فرزند الہامی (مین پایا نہیں جاتا۔ اس وقت  
کو شاید مرزائے آخری موقعہ دروغ گوئی و دھوکہ دہی سمجھا ہے اسلئے اسمین ساری قوت دھوکہ دہی  
کو ختم کر دیا ہے۔ اس امر کا ثبوت ناظرین توجہ سے دیکھیں تو امتیاز نہیں کہ پہر فرزلے کے دھوکہ بازی سے  
انکو شک تردید باقی رہ جائے۔

پس بگوش ہوش و توجہ سننا چاہیے کہ مرزائے بمبئی و غیر طاعون کا واقع ہونا اور نیری کے ساتھ  
اسمین ترقی کرنا اخباروں میں پڑنا تو تقیاس و حکم قاعدہ تعدیلہ امراض متعدیہ اسکو یقین ہو گیا کہ ایک  
و ایک دن پنجاب میں بھی طاعون آئیگا یہ سمجھ کر کسے یہ شان لیا کہ چلین اس واقعہ کو بھی احمقوں کے  
پہنائے کے لئے اپنا جال بنا دیں اور عقل کے اندھے کاغٹھ کے پورے اشخاص تین کوئی نہ کوئی  
آؤ تو سید ماکرین۔ ایسے نازک و خوفناک واقعہ کو اپنے کام سے کیوں خالی و بیکار جانے دیں۔  
یہ سوچ کر اسنے پہلے ایک گول ہول الہام گہرا جب اسمین وہ کہیقدر کامیاب ہوا اسنے بعض حقاہ  
نے اسکو قبول کر لیا تو پھر جرن جرن واقعات پیش آئے گئے تو ن لوقن اس گول الہام کے وہ  
پہلو بدلتا اور گرگٹ کی طرح اسپر نیاز نگ پڑنا لگا۔ یہاں تک کہ چوتھے سال صاف کہہ دیا کہ یہ  
طاعون مجھے میرے زمانے کی نذر ہے اسکی نہ ہی شخص سمجھا جو چٹھے مسیح و عودان لیا۔ مگر اب بھی  
ان لوگوں کی طرف سے جو مرزا کو یہ بات کہ بھی طاعون سے ہلاک ہوئے ہیں یا آئندہ ہونگے۔ ان  
چار عذروں کی جگہ اسنے رکھ لی ہے (۱) کہ گوہ لوگ زبان سے مجھے مسیح مانتے تھے مگر دل سے

نہانتے تھے اور وہ منافق تھے۔ (۲) وہ میری چار دیواری میں آکر پناہ کریں نہ تھے (۳) لوگ شافو نادریں اور مخالفوں کی نسبت کم ہیں والسادہ کا ملامت (۴) جہاں ان عذرات میں سے کوئی عذر نہ چل سکا وہاں یہ عذر تو ضرور چل ہی جائیگا کہ ان لوگوں پر طاعون وار ہو کوئی وجہ مخفی ہوگی۔ جو خدا کے علم میں ہے ان عذرات کو مزلنے رسالہ کشی فوج میں ذکر کیا ہے اصل عبارت کشی فوج کی نمبر پر آئے گی۔

و انا سچا کہ اسکا وہ الہام منجانب خدا رحمن نہ تھا بلکہ محض افتراء احتلام شیطان تھا لہذا حکم منطوق واجب التوق آیت ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرا۔ اس کے ہر ایک پہلو اور ہر ایک رنگ میں اس قدر اختلاف وقوع میں آیا کہ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ فہم اور دماغ میں شمر عقل ہوگی وہ اس اختلاف سے یقیناً نتیجہ نکال لیگا کہ وہ الہام رحمانی نہیں افتراء شیطانی ہے۔ پس واضح ہو کہ طاعون کے متعلق مزلنے (سات) اشتہارات و تحریکات شائع کئے ہیں جو ایک دوسرے کی کذب ہیں اور ہر ایک بجائے خود بھی محض مدفع بیقراری ہے اسکا سب سے پہلا وہ چار صفحہ کا اشتہار ہے جسکا عنوان اور صورت یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
تَحْرِیْکَ وَ تَحْوِیْلَ عَلٰی سُلٰلِہِ الْکَرِیْمِ  
قُلْ مَا یَعْبَآءُ بَکُمْ رَبِّیْ لَوْ کَادَ عٰلَآءُکُمْ  
**طَعُون**

اس اشتہار میں گورنمنٹ اور سپیک کے نوٹس اپیل چند فقرات میں خبریں اپنی طرف سے نمبر لگا کر اصل اسکے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

دعا اس مرض نے جس قدر بڑی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر چلے گئے اور کہہ رہی ہے افکار بکنے کی

ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصہ میں ہزاروں بچے اس حق سے محروم ہو گئے اور ہزار ہا گھر ویران ہو گئے۔ دوسرے اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ اور اپنی انتہا نہیں۔ بچہ بچہ نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محنت لئے کمال سہار دی ہے تیسری میں کہیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے کچھ کھاروپہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا اور قواعد طبیہ کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا ہڈیاں شالاج کہیں مگر اس فرض ٹھیک کے ایک ایک اس حاصل نہیں ہوا بلکہ بیسی میں ترقی پر ہے اور کچھ بچے نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ ہر ایک کے چاہیئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی سہار دی میں مشغول ہو کر نہ کہ وہ شخص انسان جنہیں حسین سہار دی کا مادہ نہ ہو۔ اور یہ امر بھی نہایت ضروری کہ گورنمنٹ کی تیسریوں اور ہڈیوں کو دیگر مانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ غور سے معلوم ہو گا کہ اس بار میں گورنمنٹ کی تمام ہڈیوں نہایت احسن تیسریوں میں۔ گو ممکن ہے۔ کہ آئندہ اس سے بھی بہتر بنایا پیدا ہوں مگر ابھی نہ ہمارے ہاتھ میں نہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ڈاکٹری اصول کے لحاظ سے کوئی ایسی تیسری ہے کہ جو شالاج کردہ تیسریوں سے عمدہ اور بہتر ہو۔

(۲) آج جو ہر فردی سائنس اور روزیکٹینہ ہے اپنے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملاک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بڑاں اور سیاہ رنگ اور خوشنک اور چھوٹے قد کو ہیں اپنے بعض لگانیوں سے پوچھا کہ یہ کیسے رخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاہر علی کے درخت ہیں جو غریب ملک میں پھیلنے والے ہیں میرے پر یہ امر شہرہ رکھا کہ او سو یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا۔ یا یہ کہا کہ اسکے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا لیکن نہایت خوشنک نمونہ تھا جو اپنے دیکھا اور مجھے اس سے پہلے طاہر علی کے بارے میں الہام بھی ہوا اور یہ ہے ان الفاظ لا یضیر ما یقوم حتی ینزل و املاہم انفسہم انداوی القرینۃ یعنی جب دلوں کی دیار معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری دیار بھی دور نہیں ہوگی (۱) اور حقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر نہاد ہو کر کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اندر جانشانہ کا خوف اٹھ گیا اور دلوں کو ایک محول

تکلیف سمجھا ہے جو انسانی تدبیروں سے دور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی لیری سے ہو رہے ہیں اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرے۔ وہ لوگ مسلمان کہلاتے ہیں انہیں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر انہیں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جو بڑے بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کی خسیس اور کردہ حرکات ان سے سرزد ہوتی ہیں اور رعیتوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہمارا کام تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک مونیج بھی نہیں دیکھا اور کپڑے ہی صاف نہیں کرتے اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولتمند ہیں وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زنا کاری اور بداخلاقی اور فضول خرچی انکی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

(۴) اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک بندی سے دور ہو سکتی ہے۔ لہذا بندگان خدا کو اطلاع دیجاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور سبیل الہی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بیکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں مسلمانوں کو چاہیے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجالا دیں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر ایک منقہ و خور سے پرہیز کریں۔ لاتہ کریں اور نیک سختی اور خدا ترستی اور اندر تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور یتیموں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور دراندوزوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دین اور حاجت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رور و کر دعا کریں پچھلی رات اٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں غرض ہر قسم کے نیک کام بجالائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب ایک دم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دغا اور صدقات اور خیرات

اور اعمال صالحہ اور توبہ نصیح سے مل سکتی ہے اسلئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔

اس اشتہار کے فقرہ نمبر اول میں مرزا نے گورنمنٹ کو جھوٹ بول کر دہوکہ دیا ہے۔ زبان و قلم سے تدبیر گورنمنٹ کی حمایت کی ہے اور دل میں اس کے یہ مخفی تھا کہ یہ تدبیر محض لغو و فضول ہے جسکا اظہار اس نے دلی زبان سے ۱۹۰۲ء میں بعض رسالہ کشتی نوح اور منظم کھلے طور پر ۱۹۰۳ء میں بعض رسالہ مواہب الرحمن کیا۔ جن کی اہل عبارت اپنے نمبر ۷۷ پر منقول ہو گئی۔

اوسکی یہ دلیری دیکھ کر حکم ۷۷ یہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد x زنت ز شکر یا نش ہزار مرغ پر سنج x اس کے خلیفہ دوم و سئل واتی بنا امر وہی نے رسالہ صیانتہ الناس کے صفحہ ۳۷ میں گورنمنٹ کو خوب شرمایا اور یہ الزام دیا ہے کہ اگر طاعون کا کوئی علاج مفید ہے تو وہی ایک ٹیکا آسمانی (مذکورہ کشتی نوح و دافع البلاء وغیرہ) جو اس نے تمام دنیا کے روبرو کیا ہے۔ پس یہ بلہم اگر مفتری تھا۔ تو اس قدر کامیابی اس کو کیوں حاصل ہوئی اور اس کے مقابلہ تمام دنیا کو گورنمنٹ عالیہ تک ٹیکہ وغیرہ میں ناکامی کیوں ہوئی۔ خلیفہ دوم مرزا کا گورنمنٹ کے موخے آنا اور گورنمنٹ کے مقابلہ میں مرزا کی کامیابی پر فخر کرنا اور گورنمنٹ کو یہ الزام دنیا کہ اگر وہ مرزا کو دعوے سنج موعود ہونے میں مفتری کہتی تو مرزا کے مقابلہ گورنمنٹ کو کامیابی نہونے کا کیوں جواب نہیں دیتی۔ یہ گورنمنٹ کی اس لوٹ بھج بردباری کا نتیجہ وصلہ ہے جو مرزا کی سالہا سال کی متہ زہر زون اور گورنمنٹ و سلطہ رعایا گورنمنٹ کے سکرم و مقدمات پیشوا حضرت شیخ علیہ السلام کے حق میں سخت بند بانیوں اور دشنام دہیوں پر وہ کر رہی ہے اس دفعہ کے مقابلہ گورنمنٹ پر بھی گورنمنٹ نے سکوت اختیار کیا اور مرزا اور اس کے خلیفہ کو اس شوخی سے طعن لے کر نالہ لیا اور اس سے اس الزام کا جواب طلب کیا تو اس نے اس کا نتیجہ بہت خوفناک لکھ لکھا۔

اور اس اشتہار کے فقرہ نمبر ۳ میں جو مرزا نے ایک خواب گہر ذکر بیان کیا ہے وہ بھی محض کذب مجموعہ افترارات شیطانی ہے جس سے عام لوگوں کو دھوکہ دیکر اپنے دام ترور میں بہنایا مرزا کا مقصود ہے۔ اسمین ایک افتر اتو یہ ہے کہ جو طاعون پھیلنے کا وقت آئندہ جاڑہ یا اسکے بعد کا جاڑہ اشتباہ کے ساتھ قرار دیا ہے اسکے اقرار ہونے پر پہلی دلیل بھی اشتباہ رکھتا ہے۔ جو موقوفہ رفتار طاعون کو دیکھ کر اور وقت کی گنجائش رکھ کر اختیار کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ ملہم الصادقین کی یہ شان و عادت نہیں کہ جس بلا سے لوگوں کو بچانا اور ان کو توبہ استغفار کو اس بچاؤ کا ذریعہ بنانا ہو اسکی میعاد کو تبتائے مگر اسمین اشتباہ باقی رکھے دوسری دلیل یہ کہ عمر بابا پنجاب میں طاعون کا پھیلنا نہ اس الہام متصل جاڑہ میں ہوا نہ اسکے بعد کے جاڑہ میں بلکہ وہ دونوں جاڑوں کے بعد چوتھے سال ۱۹۰۱ء میں ہوا چنانچہ مرزا کا اشتہار (نمبر ۳) مورخہ ۱۱ ماہ مارچ ۱۹۰۱ء شاہد ہے۔ اسمین وہ خود کہتا ہے ۲۶ فروری ۱۹۰۱ء کو میں نے طاعون کے بارہ میں پیشگوئی کی تھی۔ وہ بلا جو نزدیک آگئی ہے خدا کو دور کر کے ہی وقت توبہ و استغفار کا ہے جب بلا نازل ہو گئی تو پھر توبہ سے بھی فائدہ کم پہنچتا ہے۔ اب اس سیلاب پر سچی توبہ سے بند لگاؤ۔ ان الفاظ فقرات شلہ مرزا سے (۱) وہ بلا نزدیک آگئی ہے (۲) اس سخت سیلاب پر سچی توبہ سے بند لگاؤ (۳) جب وہ نازل ہو گئی تو توبہ سے ہی فائدہ ہو گا صاف ثابت ہے کہ وہ بلا اس وقت تک پنجاب کے مختلف مقامات میں جیسا کہ اشتہار ۴ فروری ۱۹۰۱ء کا مفہوم ہے نازل ہوئی تھی۔ تب ہی مرزا نے یہ اشتہار جاری کیا اور اسمین کہا تھا کہ لوگو توبہ و استغفار کرو تاکہ وہ سیلاب ترک جائے اور وہ نازل نہ ہو

اس اعتراف اشتہار مرزا کے علاوہ سرکاری رپورٹیں اور ملکی اخباریں بھی گواہ ہیں

سے ناظرین! بیان روٹو رکھنا تھا کہ مثال درج ذیل ہے اس اصل اشتہار پر تاریخ ۱۹ فروری

۱۹۰۱ء ثبت ہے یہاں ۲۶ رکھنا چاہیے۔



کہ گشتی میں سوار ہو جا کہا تھا کہ میں بیابان کی طرف جگہ لڑکا جو مجھے پانی سے بچا بیگا۔  
(۲) اداوی دکن متدیلہ (۷۳۶)۔  
یعنی حضرت لوطؑ نے کہا کاش میں مضبوط کن (قوم) کی  
طرف جگہ لیتا یعنی مجھے قوم نپاہ دیتی۔

(۳) اداوی الفتیۃ الی الکفت دکت (۱۲)  
یعنی جبکہ جالون نے غار کی طرف جگہ لی۔  
(۴) فاووا الی الکفت دکت (۲۶)  
یعنی انہوں نے کہا غار کی طرف جگہ پکڑو۔

اب اگر اس فقرہ عربی میں اداوی کو باب ضرب مجروح سے قرار دیا جائے اور قریہ کو اسکا مفعول  
بلا واسطہ الی تسلیم کیا جائے جیسا کہ مزل نے اپنے اشتہار ۴۱۹ فروری ۱۹۴۷ء میں دو جگہ  
متن اور حاشیہ میں۔ اور رسالہ دفع البلاء میں صفحہ ۱۴ ضبط کیا ہے۔ اور اداوی کے  
الف پر اور قریہ کی متا پر پڑی زبر کی حرکت دی ہے تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ خدا نے یا  
شخص نے جبکہ مزل اس کلام کا قائل اور اداوی کا فاعل بتا ہے خود نبی یا اپنے ملہم معلم الملکوت  
کو تیار دے اس قریہ میں جگہ لی اور نپاہ پکڑی اس صورت میں وہ قریہ جگہ لینے والے کو چیلنے  
والا ہوتا ہے اس قریہ کو اور کوئی (خدا یا مزل کا ملہم) بچا نیوا لا ہوا جیسا کہ مزل نے بیان کیا ہے۔  
اور قرآن مجید میں اداوی نزدیک آیات استعمال ہو اسے جس میں اس لفظ کے معنی جگہ دینے کے ہیں

(۱) اداوی الیہا خا (سورہ یوسف ۶)  
یعنی حضرت یوسفؑ نے اپنے بہائی کو اپنے پاس جگہ دی۔

(۲) اداوی الیہا یوسر (یوسف ۱۱)  
یعنی حضرت یوسفؑ نے اپنے بابا کو اپنے پاس جگہ دی۔

(۳) وادیناھا الی ہابوۃ (مومن ۳۶)  
یعنی ابن مریم اور اسکی ماں کو ادنیجی مکان میں جگہ دی۔

(۴) تووی الیک من تشاد (احزاب ۶)  
یعنی اے رسولؐ اپنی جیس عورت کو چاہو اپنی پاس جگہ دو۔

(۵) وفصلتہ الی توویہ (معاہم ۱۰)  
یعنی اسکا قبیلہ جو اسکو جگہ دیتا تھا۔

(۶) الم جیک یثیما فاوی (الضحیٰ ۶)  
یعنی کیا اسے شکوہ یتیم نہ پایا تھا پہر جگہ دی

اب اگر اس فقرہ عربی میں اداوی کو باب افعال سے قرار دیا جائے اور مزل اپنی ضبط حرکات ان  
الفاظ کو اپنی غلطی مان لے تو اس فقرہ کے معنی یہ ہونگے کہ مزل کے ملہم نے قریہ کو جگہ دی

اور چونکہ قرینہ خود ایک جگہ ہے لہذا اسکو جگہ دینے کے کوئی معنی نہیں۔ پھر جگہ دینے سے پہلے کے معنی مراد بتانا بنا رفاہ علی الفاسد ہے۔ اور اگر یہاں کوئی حذف و تقدیر ہے تو پھر اس فقرہ کا مطلب ہنوز مطلب درلین شاعر کا مصداق بنتا ہے۔ اس حذف و تقدیر پر کوئی قرینہ نہیں ہے اور نہ کوئی محاورہ قرآن یا عرب عربا ایسا پایا جاتا ہے جس سے اوی القرینہ کا مطلب قرینہ کو بچانا سمجھ میں آسکے۔

پانچویں دلیل۔ دلائل اربعہ مذکورہ سے بڑھ کر اس خواب الہام کے جعلی اور دوغ ہونے کی بڑی قوی اور قاطع دلیل یہ ہے کہ خاص قادیان میں طاہرین واقع ہو گیا اور اس فقرہ کا مطلب جو چار سال سے درلین قائل رہا تھا پھر وہ وحینکا وحینگی اس فقرہ کا مطلب بنا یا گیا تھا وہ جھوٹ نکلا۔ اور اس کے جھوٹ نہ دیکھنے سے ہر کسی کو یقین ہو گیا کہ وہ الہام روحانی نہ تھا احتکام شیطانی تھا۔ قادیان میں طاہرین کا واقع ہونے پر تین دلیلین خارجی ہیں اور ایک داخلی جس سے مراد انکار کرنے کی ذرہ بھر گنجائش نہیں ہے۔ خارجی دلیلین یہ ہیں۔ اول سرکاری رپورٹیں۔ دوم ملکی اخبارات کی شہرہ خیرین۔ سوم میر واحد علی صاحب سرکاری اخبار ملتان کی نہرست جو انکی کتاب صحیفہ الولاء النظرانی دافع البلاء میں شائع ہوئی ہے اور اس میں (ص ۵۴) اشخاص کے نام درج ہیں جو قادیان میں طاہرین کے ہلاک ہوئے ان دلائل کے برابر ہیں جن ہشت دہری و بے حیائی اختیار کرتے تھے حامیان فرما کہتے ہیں کہ یہ سب رپورٹیں و اخبار و فہرستیں غلط ہیں جو لوگ قادیان میں مرے وہ طاہرین سے نہیں مرے۔ یہ ضعیف و بے قوت ہے۔ ہر سہ ماہی ہم ان ہشت دہری و بے حیائی کرنے والوں کے بحث میں اپنے اوقات کو خراب کرنا نہیں چاہتے اور ان کے مقابلہ میں جو قحقی دلیل داخلی پیش کرنی کافی سمجھتے ہیں اور یہ ہے کہ قادیان کے بزرگ حضرت اقدس نے خود مان لیا ہے کہ قادیان میں طاہرین آیا اور آمینا ہی آتا رہا مگر اس طاہرین کا مخالفت پیشگوئی اشتہار ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء ہونے لگا چار عددوں سے اوشٹایا گیا ہے جنکا ذکر فقیر وغیرہ میں ہو چکا ہے۔ اور اگر قادیان میں مطلق طاہرین نہ آتا

اور آئینہ بھی اسکا کھٹکا نہ ہوتا تو تمہارا مرشد بڑی ثابت قدمی اور الواغری سے کئی انکار کرنا اور سرکاری رپورٹوں اخباروں - مشترکہ دستوں کا مقابلہ صحیح سرکاری رپورٹوں اور صحیح شہادتوں اور حضر ناموں سے کرنا اور اخبار نویسوں کو انکی غلط بیانی پر نوٹس دینا (جیسا کہ ایک خبر متعلقہ خاص اپنی چار دیواری کے غلط چینی پر میرا اخبار کو نوٹس دیا تھا اور جب اسکا خلاف اس میں شہر ہوا تب پس اخبار کو چھوڑا) اور مدعی پر فوجداری میں استغاثہ ٹھوک دیتا - جیسا کہ بعض اخبار نویسوں پر اسٹے اپنے معاملات میں مریدوں کی آڑ میں اسکے بعض استغاثہ جاری ہیں استغاثہ اور نالٹوں میں تو اسکا کچھ بھی خیر نہیں ہوتا بلکہ نقل مشہور خساری مفت فوج طفلان مفت مقدمہ کرنے میں تو اسکا دھیلا بھی خیر نہیں ہوتا بلکہ جو خرچ ہوتا ہے اس کے دس حصہ چندہ آجاتا ہے - اور مقدمہ کرنا اسکی آمدنی کا ایک خاصہ ذریعہ بن جاتا ہے - اسکا دھوکہ وقوع طاعون کے جواب میں کئی نوٹس زد دنیا اور بالمقابلہ صحیح رپورٹیں اخبار میں شائع نہ کرنا اور بجائے اسکے چار عذرات مذکورہ کو پیش کرنا قطعی دلیل جسے عین الیقین حاصل ہو جاتا ہے کہ قادیان میں ضرور طاعون آیا آیا - ہر کہ شک آر کا فرگرد پیران لوگوں کا قادیان میں وقوع طاعون سے انکار کرنا ہٹ دہری بیہ شرمی نہیں تو پھر دنیا میں بے شرمی کس کا بوز کا نام ہے ان پانچ دلیلوں کے جن میں آخری دلیل ایسی ہے جیسے ایک اور ایک دو آفتاب نیم روز کی طرح صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کا وہ خواب والہام محض کذب ہے - مرزا نے اپنے خیال میں تو اتنی بات بنائی تھی مگر خدائے چھوٹی کر دی -

اور اس اشتہار کے فقرہ (نمبر ۱) میں جو کچھ مرزا نے کہا ہے پہر ہے مگر وہ کلمہ حق اوریدھا الباطل کا مصداق ہے بے شک لوگ گناہوں میں سخت مبتلا ہیں اور گناہ بھی مرزا نے بطور طاعون کا ایک سبب موجب ہے - مگر مرزا نے جو گناہ خلوقات کے اس فقرہ میں شمار کئے ہیں وہ دل سے ان گناہوں کو سبب وجالب طاعون نہیں جانتا اور مرزا سے جو کہتا ہے اس پر اعتقاد نہیں رکھتا بلکہ وہ موجب سبب طاعون خاص کر اس گناہ کو جانتا ہے کہ تمام دنیا کو مختلف

مذاہب کے اشخاص اسکو مسیح موعود و مہدی مسعود و امام برحق نہیں مانتے چنانچہ تحریک چارم پنجم  
 و ششم ہشتم میں اسنے اسچسپے خیال کا اظہار کیا ہے۔ اس اشتہارہ زوروری شد  
 میں اس سے مابعد کے دو تین اشتہاروں میں اسنے کہو لکریہ سبب بیان نہیں کیا کہ  
 یکایک اس سبب کو بیان کرنے سے لوگ اسکو پاگل کہیں گے اور کوئی بھی اسکے دام میں نہ آسکا  
 مگر جب اسنے ان دو تین اشتہاروں میں عام گناہوں کا سبب طاہر علیہ السلام بیان کر کے بعض لوگوں  
 کو ڈرایا اور اپنی صداقت کا سکڑاؤ سکڑن میں بزم خود جالیا اور یہ دیکھ لیا کہ بعض لوگوں پر اسکا  
 منہ چل گیا اور اثر پڑ گیا ہے۔ تو پھر نفاق کا نقاب اٹھا کر اصلی خیال دلی کا اظہار کیا اور یہ  
 کہنا شروع کر دیا کہ طاہر علیہ السلام گناہ کی سزا ہے کہ لوگ مجھے مسیح موعود نہیں مانتے۔ مگر شرم حیا  
 و خوف خدا کو پیش رکھ کر یہ سوچا کہ اگر طاہر علیہ السلام کی وجہ یہ ہے تو پھر وہ لوگ کیوں نہ کار طاہر علیہ  
 ہوئی جو مجھے (مرزا) پر ایمان لائے تھے اور اسنے نام اخباروں اور میر احمد علی کی فہرست  
 میں مستہر ہو چکے ہیں اور خود مجھ (مرزا) کو انکی موت کا علم و تسلیم ہے تب ہی میں انکی  
 طرف عذرات اربعہ مذکورہ صفحہ ۲۰ پیش کرتا ہوں۔ واضح رہے کہ وہ عذرات اسکے  
 عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہیں اسکا ثبوت غفریب الیاد یا جائیگا کہ اوسمیں مرزا کو چون  
 دہر کرنے کا موقع نہ ہے گا انشاء اللہ تعالیٰ

اس اشتہار کا فقرہ غیر صحیح ہے۔ مگر وہ ہی کلمہ حق اور یحیٰ الباطل کا مصداق ہے اور بھی  
 منی لفاق ہے بظاہر تو اسمیں توبہ استغفار کو راقع واقع طاہر علیہ السلام کہا ہے مگر مرزا کے دل میں  
 یہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی توبہ کوئی استغفار کام نہ آسکا جب تک کہ وہ مرزا کو مسیح موعود نہ  
 مان لیں گے اور مہدی مسعود و امام برحق تسلیم نہ کر لیں گے۔

منشی شمس الدین: سب کڑی حمایت اسلام لائے نے ججزۃ المسنت الجماعت کی المحدث  
 کیمنوئی کے ایک ممبر میں اور اسخاکسار کے پرانے مجلسی صحبتی اور ہمارے حلقہ درس قرآن  
 صدیقہ کے سامع و قاری رہے ہیں اس مضمون کا ایک اشتہار جاری کیا تھا کہ تمام شہر

کے مسلمان ایک خاص وقت میں اپنے اپنے شہر میں جمع ہوتے اور اس وقت میں سب ملکر نماز پڑھ کر عاجزی کے ساتھ توبہ و استغفار کے بعد جناب باری میں دعا مانگیں خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بشارت آیت امن یحبیب المضطر اذا دعاہ ویكشف السوء انکی دعا قبول کرے گا اور اس بلا کو رفع دفع کر دیگا۔ جسے مزلے بڑی شد و مد سے سکرٹی پر لی دی کی اور ان مسلمانوں کی جو مزا کو مسیح نہیں مانتے دعا و استغفار ناقابل قبول اور مصداق آیت وما دعا الکافرین الا فی ضلال یعنی کافروں کی دعائوں ہی جاتی ہے ہڑائی اور پھر یہ ن ترانی مانگی کہ طاعون ملک سے تب ہی دور ہوگا جب مزا کو مسیح موعود مانا جائیگا۔ چنانچہ صفہ رسالہ دافع البلاء کے حوالہ سے طاعون کے باب میں ڈاکٹر سی اور سرکاری تیرہ ٹیکا کا کچھ فائدہ کچھ نقصان بیان کیا ہے۔ پھر کہا ہے مسلمان لوگ جیسا کہ مسیح اور اس سکرٹی انجمن حمایت اسلام لاہور کے اشتہار سے سمجھا جاتا ہے (جس کا نتیجہ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء میں شائع کیا ہے) اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تمام قری مسلمانوں کے یہ راز نہ پکا اپنے اپنے طریق مذہب میں دعائیں کریں اور ایک ہی تاریخ میں اکٹھے ہو کر نماز پڑھیں۔ اس طاعون دور ہو جائیگی۔ پھر اس پر پڑھتے ہیں مسلمان اور مسلمان اڑائی ہیں۔ پھر سنی مسلمانوں کے بعد شیعوں کی خبر لے ہے۔ پھر مسلمانوں کے بعد عیسائیوں ہندوؤں آریوں پر صفحہ ۱۰ من لے دے کی اور پھر صفحہ ۱۱ کہا ہے بالآخر میان شمس الدین کو یاد رکھ کر اپنے جواستہار میں آیت امن یحبیب المضطر الخ لکھی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی امید کی ہے یہ امید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں۔ جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ مزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ مزا کے طور پر کسی ضرر کے تحت مشغی ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم عاد اور قوم فرعون وغیرہ کی مثالیں اس مضطر کے وقت قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے ان کو مومن کو ہلاک کر دیا اور اگر میان شمس الدین کہیں کہ پھر ان کے مناسب

حال کو کسی آیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے کہ اور مادہ علماء الکافرین  
اکافی ضلال "جسے منشی شمس الدین صاحب کے حق میں یہ سلسلے سے پیش پڑھی اور اس پر یہ آیت  
نزل کے قلم سے لکھی دیکھی تو یہ بات میرے خیال میں آئی کہ یہ منشی صاحب کے اس قصور کی  
نرا ہے کہ وہ مرزا کو کافر کہنے میں متردد تھے اور باوجود اہلحدیث ہونے کے کسی کہی تھاویان  
میں مرزا کے جلسوں میں بھی جایا کرتے۔ کیا اب بھی وہ قادیان جہانگیر کے اور اپنے اور تمام  
مسلمانوں کے حق میں مرزا کا فتوے کفر تک اور اپنے آپکو اس آیت کا مصداق پھر انا دیکھ کر  
بھی وہ مرزا کے کفر میں تردد و تامل کرینگے۔ آپ تو انکو ضرور ایک طرف ہونا پڑیگا۔ یا مرزا  
کو کافر کہنا یا مرزا کے فتوے سے خود کافر ہونا تسلیم کرنا۔

اس فی دمی کے بعد مرزا نے وہ دن ترانی ٹانگی اور صحت رسالہ میں یہ بات کہی ہے کہ چونکہ  
احتمال ہے کہ بعض غبی الطبع اس اشتہار کا اصل منشا سمجھنے میں غلطی کیا ہیں اس لیے ہم کرنا اپنے  
فرض دعوت کا اظہار کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ طاعون چوہا میں پھیل رہی ہے کسی اور جگہ  
انہیں (اس لفظ کی طرف ناظرین توجہ کریں اور انصاف سے کہیں کہ اس کے تیسرے فقرہ ختم  
۱۹ فروری ۱۹۰۹ء مرزا کی نگذیب ہوتی ہے اور یہ بات ثابت ہوتی ہے یا نہیں کہ اس فقرہ  
میں مرزا نے جو سبب طاعون تمام گناہوں کو قرار دیا ہے وہ دلی سے نہیں کہنا اور ہمارا  
دیہارک اس فقرہ پر حق ہے جس پر مرزا کے یہ الفاظ ناظرین میں) بلکہ ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ ہے  
کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کو ماننے سے انکار کیا جو تمام بشریوں کی پیشگوئی کے موافق  
دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا ہے (ناظرین یہ بھی محض جہڑ ہے یہ پیشگوئی کسی نبی سے  
انہیں کی۔ جن مقامات پر اسے کشتی نوح کے صف کے حاشیہ میں حوالہ دیا ہے انہیں پیشگوئی  
نہیں ہے۔ اسکا ذکر مفصل عبارت کشتی نوح کے ذیل میں ہوگا) اور لوگوں نے صرف انکا  
بلکہ خدا کے مہم کو گالیاں بن کافر کہا اور قتل کرنا چاہا اور جو کچھ چاہا اسے کہا اسلئے خدا  
کی غیرت نے چاہا کہ انکی شوخی اور بے ادبی پر تنبیہ نازل کرے اور خدا نے پاک نوسنتوں میں

خبر دی بھی کہ لوگوں کا انکار کی وجہ سے ان دنوں میں جب مسیح ظاہر ہوگا ملک میں سخت  
 طاعون پڑے گی۔ سو اسے عزیز و اسکا بھائی اسکے کوئی بھی علاج نہیں کہ اس سچ کو سچ  
 دل اور خلاص سے قبول کر لیا جائے۔ یہ تو یقینی علاج ہے اور اس کے کمتر درجہ کا یہ علاج ہے  
 کہ اسکے انکار سے منہ بند کر لیا جائے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت قریب آتا ہے۔  
 کہ لوگ کہتے ہوئے کہ یا مسیح الحق عدوانا میری طرف دوڑینگے۔ یہ جو یسے ذکر کیا ہے خدا  
 کا کلام ہے۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ اسے جو خلقت کے لیے مسیح کو کہہ سجا گیا ہے ہماری  
 اس ملک بیماری سے شفاعت کرو۔ (ناظرین یہ کلام خدا نہیں کلام شیطان ہے  
 اور جو مننے اسکے مزلے بتائے ہیں یہ عربی زبان و محاورہ کے معنی نہیں۔ یہ مرزا  
 یا اسکے ملہم معلم الملکوت کے خاندان ساز معنی ہیں) تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز  
 اس سچ کے اور کوئی شفیع نہیں۔ اے عیسائیو۔ منشر لو اب دینا المسیح مت کہو  
 اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس سچ سے بڑھ کر ہے اور اسے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو  
 کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر  
 ہے (خدا تعالیٰ اس منہ کو سیاہ کرے جس کے یہ کلام نکلا ہے۔ اور اس زبان کو کاٹ دے  
 جو یہ بول بولی ہے) کجا سید الشہداء سخت جگر بتول اور کجا یہ ابوالفضل (اس عبارت  
 سے صاف ثابت ہے کہ مرزا نے جو فقرہ چارم اشتہار میں کہا ہے وہ دل سے نہیں  
 کہا منافقانہ کہا ہے۔ اور اس میں لوثہ و استغفار سے اسکی مراد یہ ہے کہ اسکو مسیح مان لیا  
 جائے۔ اسکو مسیح موعود ماننے کے بغیر نہ ریشکی کوئی کرے گناہوں کے بچے تو یہی کوئی  
 فائدہ نہ ہوگا۔ اور نہ ہی طاہرین نفع ہوگا۔ اشتہار ۴ فروری ۱۹۰۶ء کو دیکھا  
 اور ائی گئی ہیں اب ہیکو کوئی حاجت نہ تھی کہ دوسری سچے اشتہارات و تحریرات مرزا  
 پر کچر بیا رک کر لے۔ جب اصل اشتہار ۴ فروری ۱۹۰۶ء کے فقرہ فقرہ کا کذب ہونا  
 ثابت ہوا تو اسکے فروعات پر بحث کرنے کی ضرورت نہ رہی تھی مگر چونکہ ہمارا مقصود دوبارہ

جنگ سے اکاؤنٹ منہ لطافت مرزا کا اظہار ہے اور ان اشتہار میں اشتہار اول سے  
بڑھ کر دروغگو یانہ و اکاؤنٹ کوٹ کوٹ پھری ہوئی ہیں، لہذا دینے بحث کرنے سے ہماری  
غرض نکال اور بھی تکمیل ہوتی ہے جبکہ اس کے کذب ظاہر ہوں اس قدر ہدایت خلق اور متصو  
ہے لہذا انہیں بھی بحث کی جاتی ہے۔

دوسری تحریر مرزا کی وہ ایک صفحہ کا اشتہار ہے جو ۲۲ اپریل ۱۹۹۱ء کو شائع ہوا ہے اور  
اسکی صورت و عنوان یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
بجانبہ و تصدی علی رسول اللہ

## جلسہ طاہرون

اصل اشتہار میں نوٹس لینے کے لائق دو فقرہ ہیں جنہیں ہم اپنی طرف سے غور لگا کر اسکی اصل عبارت  
نقل کرتے ہیں۔

۱) چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ دربارہ ہدایات طاہرون قادیان میں منعقد ہوا اور اس جلسہ  
میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاہرون کے بارے میں ایک شائع ہوئے ہیں مع  
طبی اور شرعی ادب فوائد کے جو ان ہدایتوں کے سوا یہ ہیں اپنی جماعت کو سمجھائی  
جائیں۔ اسلئے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کو احباب حتمی الوسع کو شش کین  
کہ وہ اس جلسہ میں عیار ضحے کے دن شامل ہو سکیں۔

(۲) اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس بات پر اطمینان نہیں ہے کہ ان ایام گرمی میں طاہرون  
کا خاتمہ ہو جائیگا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو جاڑوں تک سخت اندیشہ  
ہے۔ لہذا یہ وقت ہنسنا کہ ہمارے جماعت بنی فلاح کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ  
عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل جہان سے پیروی کر کے اپنی نیک ذاتی اور نیک عملی



## ہم اور ہمارے خریدار اور محاول

پہلے میری سنو۔ جلد ۱۹ میں وعدہ ہوا تھا کہ آئندہ سچا ہوا نکلیں گا۔ وہ کہیں پورا نہیں ہوا۔ حضرت  
 اول میرے جوان رنگوں کی آوارگی نے مجھے زمینداری کے اہتمام میں بہنسا دیا۔ اسکو چھوڑ کر زمین  
 ٹھیکہ پر دیکھی تو میرے اہتمام کا (جس کو میرا گھر آباد تھا) انتقال ہو گیا۔ تو بجائے زمین۔ اس کے چار سال  
 چھوڑنے کو جو کئی تعلیم و تربیت کی نگرانی میرے دست پر لگئی۔ جنکو اکیلا چھوڑ کر میں اہتمام رسالہ کے لیے لاہور نہ  
 چھوڑ سکا۔ اور اہل مطبع اور کاتب عوامی سے ہونے میں جو سیر کرے نہ رہتو کو کام نہیں کرتے۔ جو نقد پرستی  
 ہے اور ستر پر کھڑے ہے اسی کام کرتے ہیں۔ مابعد کو کو خصوصاً جو غائب ہو جاتے رہتے ہیں۔

اپنی اپنی کہو کیا آج صاحبوں نے چندہ و عہد الاوار رسالہ ادا کر دیا ہوتا ہے بہت ایسے نکلیں گے جنکو  
 دس چھپے۔ دو تین تین چار چار سال کا چندہ باقی چلا آتا ہے۔ بطور تشریف دیندہ صاحب کے غیر مقامات کو جاننا

غیر	مقام	کس سال سے چندہ باقی ہے	رشدیدان یا کوم	۱۹۰۳ء
۲۳	بہاولپور	ستمبر ۱۹۰۹ء	۳۰۹	رنگون
۲۸	سکر	۱۹۰۳ء	۸۰	سکر
۲۶	سکر	۱۹۰۳ء	۸۱	سکر
۲۶	بیاس	۱۹۰۳ء	۲۴۲	کوٹلی
۱۹۵	بٹالہ	جولائی ۱۹۰۲ء	۱۰۳	کاکتہ
۲۳۹	پٹنہ	اکتوبر ۱۹۰۲ء	۳۵	کابل
۲۱۳	پٹنہ	مئی ۱۹۰۵ء	۲۹۹	گاہر
۲۲۲	جھجہ	ستمبر ۱۹۰۵ء	۱۱۵	گجرات پنجا
۱۱۳	حیدرآباد دکن	جولائی ۱۹۰۲ء	۲۴۲	لداخہ
۶۱	دہلی	۱۹۰۶ء	۱۱۹	سکر
۷۵	حیدرآباد	۱۹۰۳ء	۱۳۵	گنگوہہ

اور برہہ شرعی کی ضرورت کا ثبوت (۱۰) لکھنا کہ وہاں سبب اور علی (جس میں سکر کی چار تحریروں اور صیت الدعوت ملائکہ

نمبر	مقام	کس سال کو چہرہ باقی ہے	نمبر	مقام	کس سال سے چندہ باقی ہے
۱۳۱	لاہور	نمبر ۱۹۷۰ء	۲۹۳	مورگوں بہا	۱۹۷۰ء
۲۹۸	"	۱۹۷۰ء	۲۰۱	ماہوں والی	۱۹۷۰ء
۶۹	شیخ گڑھ	۱۹۷۰ء	۷۸	نروانہ	۱۹۷۰ء
۱۲۹	منطقہ گڑھ	۱۹۷۰ء	۱۶۲	ناگ پور	۱۹۷۰ء
۱۷۱	ناگ پور	۱۹۷۰ء	۲۰۲	نور پور	۱۹۷۰ء
۱۵۸	مولیا والی	۱۹۷۰ء			

اگر آپ سب صاحبوں کا چندہ وصول ہوتا تو نقد روپیہ پیشگی دیکر جس طرح چھپوا لیتے۔ آئندہ رسالہ ماہ بہ ماہ چاہتے ہیں۔ تو آخر تک رسالہ کی جلد سبم آپکو وصول ہو جائے (چندہ رسالہ کریں۔ اور رسالہ ماہ بہ ماہ لیں۔ مانعہ ہو تو قیمت نہیں۔ یا جتنی چاہیں جو مانگیں۔ اگر آپ کے چندہ کا یہی حال رہا تو ماہیہ (جو کچھ ہوا و جب لے) اکتفا کریں۔

نمبر ۲۔ اب یہی نمبر ۱۹۷۰ء کو نکال دیا ہے۔ یہ جلد بابت ۱۹۷۰ء میں ہے۔ آپ لوگ بھی ۱۹۷۰ء کا چندہ نہیں ۱۹۷۰ء تک پہنچا چندہ اور رسالہ کا چندہ رسالہ کریں۔

نمبر ۳۔ حضرات رسالہ دیر میں تو نکلا ہے۔ مگر آپ داد حتی دیں اور انصاف سے کہیں کہ مضامین سالانہ ہیں۔ کسی معمولی رسالہ یا اخبار میں ایسے مضامین کچھ نہیں تو آپ انکی نشانہ ہی کریں۔ اور رسالہ مفت لیں گے۔ مضامین سالانہ غیر معمولی ثابت ہوں تو آپ چندہ بھی حسب قیمت آمدنی خود ارسال کریں۔ بہت حضرات ایسے ہیں کہ ابجد زمانہ خریداری میں کم آمدنی رکھتے تھے اور تین سالانہ دیتے تھے۔ اور اب انکی آمدنی چار چندہ ہو گئی ہے۔ تب بھی وہاں نے قیمت تین ہی روپیہ سالانہ عنایت کرتے ہیں۔ جیسے رسالہ کی حق تلفی کر دینے جی تدریٰ نہیں۔ اس دفعہ بعض حضرات کے پاس بیس سالہ برخلاف عادت مدت اہم سابق بلا درخواست روپے کا کچھ دیکر ایک مضامین رسالہ ایسے ہیں جن سے اکثر مسلمانوں کو دلچسپی اور انکی ضرورت متعلق ہے۔ وہ حضرات اس رسالہ کو پڑھ کر مضامین کو پسند کریں تو پھر انکے اکاؤنٹس میں آرڈر کرکے واپس کر کے رسالہ واپس

پیری ورمیدی (ہیں) خانہ غزوہ الجہنمیت امرتسری کو نصیحت ہے اور اصلی و تبدیلی ہر روز کی علامت کا بیان

کہ اس نے پہلے طاعون تمام ملک پنجاب میں نہ پہیلی تھی صرف بعض اضلاع میں پہنچی تھی۔  
 تیسری دلیل۔ اس میں جو عربی فقرہ ان۔ اوی القرہ گہر کر لگا یا ہے اور اس وقت اسکا  
 مطلب درلین قابل رکھ کر صاف کہا گیا ہے کہ اسکے معنی میرے پرہیز گاہی یہ اس غایت  
 کے دروغ و جعل پہنچنے پر بڑی بہاری اور قوی دلیل ہے۔ مرزا یہ کہتا ہے کہ اسکے معنی مجھ  
 پر نہیں کھلے یہ ایسا ہے جیسے ایک مسخرے یا فریبی شاعر نے ایک شعر کہا تھا اور اسکے معنی  
 کی نسبت وہ بولا تھا کہ ابھی میں نے کوئی معنی سمجھ نہیں ڈالے جس کا مقصد یہ تھا کہ جیسا  
 پاؤ لگا ویسے معنی بنا کر تباد و لگا۔ مرزا کا مقصد یہی اس کہنے سے کہ اسکے معنی ابھی مجھ پر  
 نہیں کھلے یہی ہے۔ کہ اس طاعون کے حملے سے موضع قادیان بچ گیا۔ جیسا کہ حدیث کا ذکر  
 اس وقت تک نہیں ہوئے ہیں اور آئندہ بھی نہیں رہے گی (تو اس وقت کہہ دینا کہ اس فقرہ کو  
 قادیان کا بچے رہنا مراد ہے۔ مرزا کے اکثر الہامات شیطانہ مندرجہ برابر میں احمدیہ و غیر لغت  
 مرزائیہ ایسے کہتے ہیں کہ اسکے معنی درلین شاعر رہتے ہیں۔ اور جب کوئی موقع پیش آتا ہے  
 تو اس موقع کے مطابق وہ معنی گہر کر تباہے جاتے ہیں۔ پس اب میں برس کے الہامات  
 براہ کچھ معنی اب اسے بتائے ہیں جو اس پیش عام لوگوں کے خیال میں کہاں کسی مرزائی کے خیال  
 میں بھی نہ آسکتے۔ مرزائی کجا خود مرزا نے سمجھو کہ مرزا کہاں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی جانب  
 بھی لائے تھے۔ خدائے عالم الصداقین کی شان عادت نہیں کہ جو الہام عام لوگوں کی ہدایت نہایت  
 کے لئے کسی ہم صادق کے دل پر کرے اسکے معنی کسی ٹوک سے یا دھبے میں بند کرے کہ  
 چور ہے۔ اور جب اسکے مطابق و موافق کوئی موقع ملے آئے تب اس منکر کا اظہار کرے۔  
 یہ شیوہ مرزا کے ہم معلم الملکوت اس مسخرے یا فریبی شاعر کی بہائی کا ہے۔ اور اس کا یہ  
 ہے۔ اس شیوہ اور خاصہ کے مطابق مرزا کو اس فقرہ عربی کا معلم الملکوت کی طرف القا  
 الہام ہوا۔ اور وہ پانچ سال ۱۲۹۵ سے ۱۳۰۰ تک اس موقع کا متلاشی و منتظر رہا جب  
 ۱۳۰۰ میں قبول مرزا طاعون قادیان کے آس پاس پہنچا اور قادیان میں اپنے قدم نہ رکھا تو مرزا

کی رال ٹپک پڑی اور منہ میں پانی بہا آیا اور اس کے اور ضبط و حوصلہ نہ ہو سکا اور زمانہ بایں کا  
 (جس میں قادیان میں طاہر کا گیا) وہ انتظار نہ کر سکا۔ تو اس نے اپنے خیال میں اس فقرہ میں  
 یہ معنی ڈالنے کا موقع مناسب پایا اور اپنی تحریر نمبر ۱۵ رسالہ دفع البلاء میں یہ دعوے  
 مشہر کر دیا کہ اس فقرہ سے قادیان کا بچا یا بچا نامراد ہے۔ یہ اسباب میں جو کچھ اسکو شیطان  
 کی طرف سے القا ہوا اسکو اس نے اس رسالہ کے حصہ ۱۵۰ و ۱۵۱ میں الفاظ سے ادا کیا کہ وہ قادر خدا  
 قادیان کو طاہر کی تباہی سے محفوظ رکھیکا تا تم سمجھو کہ قادیان اسلئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ  
 خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں رہتا ہے۔ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل  
 کے فاصلہ پر طاہر کا زور پھوڑا ہے۔ مگر قادیان طاہر سے پاک ہے بلکہ آجکے جو شخص طاہر  
 زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ ہی اچھا ہو گیا۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت نہ ہو گا کہ جیسا کہ  
 آپ کے چار برس پہلے کہی گئی تھی وہ پوری ہو گئی۔

پھر سال جب تک طاہر و دنیا میں رہے گھر میں رہے قادیان کو اسکی خوفناک تباہی سے  
 محفوظ رکھیکا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ بل بے پہلو ان مرد میدان افتراء  
 کذب و بہتان یہ کام تیرا ہی تھا۔ جو پتہ ظہور میں آیا ہے اس کا راز تو آید و مردان جنین کنند  
 جو حقیقی دلیل۔ اس فقرہ عربی کے جو معنی موقعہ دیکھ کر اس میں ڈالے گئے ہیں یعنی بچانا اور  
 محفوظ رکھنا یہ معنی اس فقرہ کے شہادت قرآن و عام اہل زبان عرب کے بن نہیں سکتے اور اگر  
 یہ معنی نرا نے معلوم الملوک کے کسی محاورہ یا اسکی الہامی دشمنی کے اخذ کئے ہیں تو یہ اس  
 فقرہ کے الہام شیطانی ہونے پر قاطع دلیل ہے۔

اوی۔ اور اسکے مشتقات قرآن مجید میں دو باب ایک مجرد (ضرب یضرب) اور دوسری  
 زید (باب فعال) سے مشتق ہوئے ہیں

مجرد ان آیات میں ہیں جس میں اس لفظ کے معنی جگہ لینے کے ہیں۔

(۱) ساوی الحیل یصم من الہاء  
 یعنی حضرت نوح کے بیٹے نے بحر باہر اس ارشاد پاک کے

اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھائے۔

اس اشتہار سے مرزا کا مقصد صرف گورنمنٹ کو جھوٹ بولکر اور دہم کہ دیکر خوش کرنا اور اس جلسہ کے صلہ میں کوئی اعزاز یا خطاب پانا جسکی تشاوہ صحیح الفاظ سے کسی رسالوں میں کرنا ہے۔ یا صرف کوئی چٹھی خوشنودی مزاج حاصل کرنا ہے۔ اس میں جو اسے جھوٹ بولکر دہم دیا ہے اسکا بیان اشتہار اول کے فقرہ اول کے متعلق رہیا رکھیں ہو چکا ہے کہ مرزا گورنمنٹ کی تدبیر کے دلی نفاق نہیں رکھتا۔ وہ اس تدبیر سے دل سے مخالفت رکھتا ہے جسکا اظہار اسے رسالہ بواسطہ الرحمن میں کیا اور اس کے خلیفہ دوم ملا امروہی نے رسالہ صیانتہ الناس میں بے بڑھکرا اظہار مخالفت کیا ہے۔ یہاں اس اشتہار کے متعلق صرف یہ کہا جاتا ہے کہ جس غرض سے مرزا نے یہ اشتہار جاری کیا ہے اور اس کے مطابق جلسہ بھی منع کیا تھا وہ غرض اسکو حاصل نہ ہوئی گورنمنٹ چونکہ خود غرضوں اور چوڑے خوشامد کرنے والوں کو خوب پسپا نہیں ہے اس لئے اس جلسہ کی وجہ سے مرزا کو کچھ نہ بوجھا۔ اس جلسہ کے متعلق کچھ لکھا تو شیخ رحمت اللہ سرکاری ناکار کن جلسہ کے نام لکھا اور مرزا کا ارمان اُن کا دل ہی میں رہ گیا اور اس کے حال پر یہ مضمون صادق آیا ہے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صہبہ نہ ادھر کے رہے نہ اوہر کے رہے اور وہ اپنی دھوکہ دہی کے اس آیت کا مصداق بنا۔

خسر الدنیا والآخرۃ ذلک ہول الخسران المبین۔

اس اشتہار کے دوسرے فقرہ کے متعلق یہ کہنا ہے کہ اس میں طاعون کے خاتمہ کا وہ جواز تک انتظار کیا گیا ہے۔ حالانکہ اشتہار سابق مشہور ۱۹۰۱ فروری ۱۹۰۱ء میں دو جوازوں تک اسکی آمد کا انتظار کیا گیا تھا۔ یہ خلافت بیانی نہیں اس پیشگوئی کے کذب پر روشن دلیل ہے صدق اللہ تعالیٰ و لو کان من عند غیر اللہ لوجدنا فی اختلاف کثیرا۔

تیسری تحریر مرزا کی بھی اسکا ایک صفحہ کا اشتہار ہے جو ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء کو لکھنے والی ہے اور اسکی صورت عنوان یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم طاعون

اسل شہر میں جو لوٹ اسل فقرات ہیں ازاں بعد دو ایک فقرے بصری منقول ہو چکے ہیں اور  
اوتکے متعلق ہمارے ریمارک بھی گزر چکے ہیں۔ یہاں چند فقرات اور انہیں اپنی طرف سے  
میر لکھ کر نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں حسین مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو ایک ہی کامل  
راستباز ہوگا۔ جب یہ بلا اس شہر سے دفع کی جائے گی۔ پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا ایک شہر کو  
کہاتی جاتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک ہی راستباز  
نہیں معمولی درجہ کی طاعون یا کسی اور وبا کا آنا ایک معمولی بات ہے لیکن جب یہ بلا ایک  
کہا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا موٹہ کھولے تو یقین کر دو کہ وہ شہر کامل راستباز  
کے وجود سے خالی ہے

(۲) دنیا ارضی اسباب کی طرف متوجہ ہے مگر اس مرض کی گناہ کا ذریعہ ہے اور عریاقت  
وجود کی ہمسائیگی فائدہ بخش ہے۔ اسد جانشانہ اپنے رسول کو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔  
ماکان اللہ لیصل فیہم وانت فیہم یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ وہ بار و غیرہ سے ان لوگوں کو  
کو ہلاک کرے جتنے شہر یا تو رہتا ہو پس چونکہ وہ نبی علیہ السلام کامل راستباز تھا۔ اس لیے لاکھوں  
کی جانوں کا وہ شفیع ہو گیا۔

ہی وجہ یہ کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف رکھتے تھے۔ امن کی جگہ  
اور ہر جیب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کا اس وقت نام یثرب تھا جسکے معنی میں ہلاک  
کرنے والا یعنی اس میں ہمیشہ سخت و بارش کرتی تھی۔ اپنے داخل ہوتے ہی فرمایا کہ ایسا کہ  
بعد اس شہر کا نام یثرب نہ ہوگا بلکہ اسکا نام مدینہ ہوگا یعنی مدن اور آبادی کی جگہ اور  
فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ مدینہ کی وبا اس میں سے ہمیشہ کے لئے نکالی گئی ہے چنانچہ

ایسا ہی ہوا اور ایک کہ اور مدینہ ہمیشہ طاعون سے پاک ہے۔

(۳۷) میں اس خدا کے کریم کا شکر کرتا ہوں کہ اسی آیت کے مطابق اس نے مجھے بھی الہام کیا اور وہ یہ ہے الامراض تشاع والنفس تضاع ان الله لا یغیر ما یقوم حتی یتغیر واما بالقتل انما اودی القریہ۔ یہ الہام ۱۹ فروری ۱۹۱۵ء میں شائع ہو چکا ہے اور یہ طاعون کے بارے میں ہے اسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ موتوں کے دن آنیوالے ہیں مگر نیکی اور نوبت کرنے سے ٹل سکتے ہیں اور خدا نے اس کا دن کو اپنی پناہ میں لیا ہے اور متفرق کئے جانے سے محفوظ رکھا ہے یعنی بشرط نوبت۔

(۳۸) اور برائے امین احمد یہ میں یہ الہام ہی درج ہے کہ ماکان الله ليعذبہم وانت فیہم یخدا تعالیٰ کی طرف سے برکتیں ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب اور یاد رہے کہ یہ ہجرتی تحریر حضرت نیک نیتی اور سچی ہمدردی کی راہ سے ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ والسلام علی من اتبع الهدی۔ فقط

ان چار فقرہ میں سے پہلے فقرہ میں مرزا نے جو قاعدہ مقرر کیا ہے کہ دس لاکھ اشخاص اس مسکن شہر میں ایک بھی استیبار نہ ہو گا تو وہ شہر اس بلا سے بچا رہیگا وہ شہر نہ بچا تو معلوم ہو گا کہ اس میں ایک بھی استیبار نہیں ہے۔ اس قاعدہ سے مرزا نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ راستہ نہیں اسکا تمام سلسلہ دروغ کا سلسلہ ہے کیونکہ قادیان میں دس لاکھ کی جگہ دس ہزار اشخاص ہی نہیں بااستیمہ ومان طاعون آیا جبکہ مرزا نے چار خدشات پیش کرنے سے مان لیا تو اس کے حکم قاعدہ مذکور صاف ثابت ہوا کہ راستہ استیبار نہیں۔ اس اعتراض سے بچنے کے لئے جو مرزا نے اس فقرہ میں یہ ڈھکوسلہ گھڑ لیا ہے کہ معمولی درجہ کی طاعون یا کسی وبا کا آنا معمولی بات ہے لیکن جب ایک بلا کہاجائے الی آگ کی طرح کسی شہر میں منہ کھولے تو یقین کر دو کہ وہ شہر کامل راستہ بازی وجود سے خالی ہے۔ یہ پرانے سرے کی ہٹ دہری اور بے شرمی کی بات ہے۔ یہ بات اصل الہام مندرجہ اشتہار ۱۹ فروری ۱۹۱۵ء کو چوتھے سال بنیادی گئی جبکہ

اصل الہام میں فرمودی کہ ہمارا دور ہے کہ اگر امانت نہ باشد

مرزائی پارٹی میں یہ بلاناازل ہو گئی اور یہ بات اخباروں میں شائع ہو گئی۔ اور اگر یہ بات پہلے سے  
مہم کی مراد تھی تو پہلے وقت الہام اولی القرینہ کہنے کے ساتھ ہی کیوں نہ کھول کر کہہ دی  
جا رہا ہوں کہ بعد اسکو پیش کرنا اس مثل مشہور کا مصداق ہے۔ مشقے کہ بعد از جنگ  
یاد آئد بر کلمہ خود باید زد و یا اس مثل کا مصداق۔ کفشی یا سنگے کہ بعد از جنگ بدست آئد  
بر سر خود رسید باید کرد۔

مرزا کو شرم و حیا سے کام لیکر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس راستباز کی مثال میں مرزا نے فقرہ فہم  
میں آنحضرت اور آپ کے مسکن پاک کہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کو پیش کیا ہے پہر کیا آنحضرت کے  
کہ معظمہ میں رہنے کے وقت تک معمولی درجہ کا طاعون کہ معظمہ میں آیا۔ یا آنحضرت کے تمام  
حیات طیبہ میں کبھی مدینہ طیبہ میں معمولی طاعون نے قدم رکھا اور چونکہ فقرہ آئندہ میں مرزا  
نے اپنے آپ کو بھی آنحضرت کی نظیر بنایا اور اس آیت قرآن کا جو آنحضرت کے موجب امن ہونے  
کی بابت آپ کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ اپنے آپ کو مورد نزول ٹھہراتا ہے پہر چاہیے تھا  
کہ جب تک اسکا وجود بے جو قادیان میں رہتا تب تک اس کا دن میں معمولی درجہ کا طاعون  
بھی قدم نہ رکھتا۔

اس بات کو سوچکر یا سنکر اسکو شرم نہ آئے تو اس بات کو سوچکر کہ یہ تو شرمائے کے جن مقامات

بچہ مرزا نے رسالہ دلخ البلا کے صفحہ ۱۵۱-۱۵۲ میں چند شہروں کے رہنے والوں یا انکو تبرک  
جاننے والوں کو جکے نام ذیل کے نقشہ میں درج ہیں اس مضمون کا جیلینج کیا ہے کہ قادیان کو میرے شفا  
کر کے طاعون بچا لیا ہے تم لوگ مجھے جھوٹا اور اپنے آپ کو سچا جانتے ہو تو تم بھی ان مقامات کو  
شفا دے کر کے طاعون بچا لو۔ اور متیرہ استہار کے ذریعہ یہ بات شہر کر کہ وہ فلاں فلاں مقامات  
طاعون سے بچ جائینگے۔ تم ایسا نہ کرو گے تو اپنے جہولے ٹھہرنے پر ہر گز دو گے۔

میرے علم و خیال میں اس اجتماع جیلینج کا اسکو کسی شخص نے جواب نہیں دیا اور نہ ہی آئندہ آئندہ  
کہ کوئی صاحب سبب و عقل و شرم ایسے بہبودہ اور بے نرمی کے پہر اپنے جیلینج کو قبول کر گیا جن



ان کے مخالفت سے پہلے میں یا وہ ان مقامات کو اچھا اور متبرک سمجھتے ہیں اور ان مقامات کے طاعون کے  
محفوظ رہنے کی دعا کے لئے مزاران کو گون سے چیلنج کرتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اگر میرے مخالف

لوگوں کو اسے اس چیلنج پر غصہ کیا ہے وہ سب کسی کسی مذہب کے پابند و متفقہ ہیں اور  
وہ اپنے اپنے مذہب کی ہر شے سے خدا تعالیٰ پر تحکم نہیں کرتے اور کوئی حکم لگانے کی جرأت  
نہیں کرتے۔ اور دنیا میں شرم و آبرو وہ رکھتے ہیں لہذا ایسی بات منہ سے نہیں کہہ سکتے جس کا  
وقوع ان کے اختیار میں نہ ہو۔ مزار چونکہ کسی مذہب کا معتقد نہیں اور اس کا اسلام کا دعویٰ صرف  
احق مسلمانوں کے مال مارنے اور روٹیاں کھانے کو ہے اور شرم و حیا دنیا کا نہ ہونا تو اس کے  
مذہب جدید کا (جو اسے نکالا ہے) ایک جزو یا لازمی امر ہے لہذا ایسا دعویٰ اسی کے منہ  
سے بار بار نکلتا اور سختی ہے وہ اس چیلنج کے وقت یہ سمجھتا ہے کہ آخرت اور آخرت کے حساب  
اور جہنم وغیرہ گناہوں پر عذاب کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ رہا نتیجہ دنیا میں اگر میرے مخالف  
سچا نکلا اور قادیان میں کسب اتفاق طاعون نہ آیا (جیسا کہ بہت مقامات میں اس وقت تک  
نہیں آیا تو میرے دربارے نیا یہ ہیں اور اگر وہ ان طاعون آگیا اور میں خود شکار طاعون ہو گیا  
تو میرے مردہ کو کس نے کچھ کہا ہے۔ اور میری ٹانگ کسی پکڑنی ہے۔ کوئی ایسا کرے تو مجھ کو  
کیا اور اگر میں بچ گیا اور میرے خاص کنبہ میں اور خاص خلفاء میں سے ہی طاعون آگیا تو پھر اول  
کا دروازہ میرے لئے کھلا ہے۔

عبداللہ آہتم کے نہ مرنے کے وقت میں بزرگوارہ میں جھوٹا ہوا اور عیشیانی جماعت کو پہنچنے نہ دیا  
نبیہال لیا تو طاعون کے آنے پر ایسے سارے لوگوں کو سنبھال لینا کیا مشکل ہو گا۔ میرے پیروان کا  
ہیونے ایسا قابل ہے کہ اس پر جو صورت یا رنگ میں چڑاؤن یا سانی چڑہ سکتا ہے۔ اگر میرے  
کنبہ یا خاص کسی خلیفہ (مثلاً خلیفہ اول مولوی حکیم نور الدین۔ یا خلیفہ دوم ملا محمد احسن امرہوی  
یا خلیفہ سوم محمد علی خان کوٹلوی۔ یا خلیفہ چہارم کریم بخش سیالکوٹی) پر طاعون آیا تو میں پہلا  
عذر منجملہ عذرات ابرو کر دوں گا اور کہوں گا کہ وہ میری چار دیواری میں نہ تھے جس وقت

بچے میں اب دین انکے نزدیک چھوٹا ہوں لودہ ان مقامات کے بچ جانے کے لئے دعا کریں اور  
پیر وہ قسم کہا کہ اس مضمون کی اشتہار شائع کریں کہ وہ مقامات طاعون سے بچ جائیں گے  
ورنہ وہ اپنے کاغذ و مقتری ہونے پر مہر لگا دینگے

انکو طاعون نے پکڑا اسوقت وہ کہیں سیر گلشن کرنے کو یا پاسخانہ پیر نے کے لئے باہر نکلتے ہوئے  
تھے کہ طاعون نے انکو ڈلوچ لیا۔ اس تاویل کا اگر کسی نے غلط ثابت کیا اور شواہد سے ثبوت  
ہم پہنچا دیا کہ وہ لوگ عین میری چار دیواری کے اندر طاعون ہوئے ہیں تو پیر میں دوسرا عقد  
پیش کر ڈنگا اور یہ کہہ ڈنگا کہ گوہ لوگ بظاہر میرے مرید و خلیفے تھے مگر حقیقت وہ دل سے مرید  
نہ تھے اور پروردہ منافق تھے۔ اس تاویل کو بھی کسی نے رد کر دیا اور ان لوگوں کے اخلاص  
پر میرے ان الہامات و اشارات کو جو انکے حق میں سناچا ہوں پیش کیا۔ یا بطور کرامت و فرق  
عادت کوئی مردہ امنین سے بول اٹھا۔ انا علی طے غلام احمدؑ یعنی میں مرزا کے  
ذہن پر ہوں تو پیر تیسرا عندیش کر ڈنگا اور یہ کہہ ڈنگا کہ یہ لوگ عدو میں میرے مخالفوں کی  
نسبت نادراور کم میں والہام کا محلہ ۴۔ اور اگر اسکو بھی کسی نے رد کیا اور سرکاری  
رپورٹوں کی شہادت سے میرے اصوات طاعون زدہ کی جانب کثرت ثابت کر لے  
نہیں چوتھا عندیش کر ڈنگا اور یہ کہہ ڈنگا کہ ان لوگوں پر طاعون وارد ہونے کی وجہ غی  
ہے اور وہ خدا ہی کو معلوم ہے۔

اور چونکہ یہ باتیں کسی اعلیٰ عقل سے جو کہے قدیمی ندریک ہی قابل ہو اور وہ دنیا کی ہنگامہ شرم بھی  
دھتتا ہو۔ سرزد ہوتی ناممکن ہیں لہذا انکے کسی نے اس چیلنج کو قبول کیا نہ آئندہ کسی  
کے قبول کرنے کی امید ہے۔ فیل میں ان مقامات کے مہداون اشخاص اہل اقوام  
کے جن کے نام سے چیلنج کیا ہے۔ ہم ایک نقشہ میں نام پیش کرتے ہیں

وہ نقشہ یہ ہے

کیا ان مقامات میں اس وقت تک بیجا ظمروم شماری قادیان سے بڑھکر طاعون نے اثر کیا اور کہا  
جلنے والی آگ کی طرح اٹکو کہا لیا۔ تینین تو پھر قادیان کو (جو بقول مرزا اس رسول کا تخت گاہ  
ہے) ان مقامات پر کیا فوقیت رہی اور آئندہ بھی اگر خدا تعالیٰ ان مقامات میں کہا جائیوالی  
آگ کی طرح طاعون نہ بھیجا تو پھر بھی قادیان کے دم میں کوئی سرخاب کا پر لگ گیا اور اس کا حکم  
و تخت گاہ رسول ابراہیم مبراہین کا کام آیا۔

دوسرے فقرہ میں جو مرزا قادیان میں کیا ہے اسے قاعدہ کے حکم سے ثابت ہوتا ہے  
کہ مرزا دعوئے راستبازی اور الہام میں صادق نہیں ہے اور اس کا الہام ۴ فروری ۱۸۹۰ء میں  
ڈھکڑا گیا ہے۔ کیونکہ قادیان میں طاعون وارد ہو گیا اور مرزا نے اس کے جواب میں جو عذر کیا ہے  
اس کا جواب لا جواب دیا گیا ہے اور بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ وہ عذر اس کے پیش کردہ نظیر وجود باہ  
حضرت رسالت اور آپ کے مسکن مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے حالات مستمر مرزا سے جھوٹا ہو گیا اور  
عندہ بدتر از گناہ ثابت ہوا۔

اس مقام اس قدر اور کہنا ضروری ہے کہ آیت وما کان اللہ ليعذبکم فانت فیہم وما کان  
اللہ ليعذبکم وہم لیسعظرون میں جو آنحضرت پر نازل ہوتی تھی دو باتوں سے ایک بات

نام	نام	نام	نام
بنارس	کریم پور	بٹالہ	سیا پان بٹالہ و خاکسار۔
کلکتہ	پادری واپس رحمت دیگر عیا پان پنجاب	امرتسر	ہندوستان دہرم۔ و مولوی غزنوی دہرم
	ہندوستان۔	لہور	مولوی احمد حسن صاحب۔
دہلی	شیخ شمس الملک شمس العلماء سید محمد زید حسین مرحوم	گواڑہ	پیر مہر علی شاہ صاحب۔
	دہلی اور خاکسار۔	نابھہ	عیان پان۔
لاہور	مفتی شمس الدین انجمن حیات اسلام و فتی الہی بخش		
	آکھوٹہ مدعی الہام بمقابلہ مرزا۔		

عذاب ٹل جانے کی بشارت ی گئی ایک آپکا وجود باوجود کہ میں رہنا دوسری ان لوگوں کا استغفار تو بہ کرنا۔ نہیں کہ دونوں  
 کچھ ہوئے، حضرت کہ میں نہیں اور ان لوگوں کے نائب ہر جگہ کی شرط سو عذاب ٹلنے کی بشارت ہی ہوا اور اتنے ایسا ہی  
 بلکہ حضرت کا کہ میں نے کہا ان لوگوں کو تو بہ نہ کی۔ اس لیے آنحضرت نے کہ سے ہجرت کی تھی تب بھی صرف  
 آنحضرت کے وجود کی برکت سے کہ سے عذاب ٹلنا رہا۔ مرزا نے فقرہ سوم چہارم میں اپنے خطاب  
 میں اس آیت کے نزول کا دعویٰ کیا ہے اور یہ لپٹے وجود کے سود کے قادیان میں رہنے کے  
 ساتھ تو بہ کو بھی عذاب طاعون ٹل جانے کے لیے شرط ٹھہرا دیا ہے اور مثل مشہور دروغ و غلط  
 نباش کر لپٹے اور پرتیا کر دیا ہے۔ اس کی مزید تفصیل فقرہ سوم و چہارم کے متعلق ریا کر میں گی۔  
 فقرہ سوم میں مرزا نے لپٹے کا کون (قادیان) کو تباہی سے بچانے کے لیے تو بہ کو شرط ٹھہرایا  
 اور اس فقرہ کے اخیر میں لفظ شرط تو بہ بڑھا دیا۔ اور فقرہ چہارم میں اس آیت قرآن کو جس میں  
 بغیر شرط تو بہ کے صرف وجود باوجود آنحضرت کو کہ میں رہنے تک عذاب ٹلنے کا وعدہ دیا ہو  
 لپٹے اور نازل تباہی ہے اور یہ دونوں باہم متناقض امر ہیں۔ لہذا کچھ خدا کی طرف سے یہ دونوں  
 الہام نہیں ہو سکتے۔ اگر مرزا کو آیت مذکورہ کا الہام ہوا جس میں عذاب ٹلنے کے لیے تو بہ شرط  
 نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے تو وہ دوسرا الہام جس میں قادیان سے عذاب ٹلنے کے لیے  
 تو بہ کی شرط لگائی گئی ہے۔ ہرٹ اور خدا پر اقترا ہے۔ اگر یہ الہام شرط تو بہ والہ سچا اور خدا کی  
 طرف سے ہے تو اس آیت مذکورہ کے الہام کا دعویٰ جھوٹ اور خدا پر اقترا ہے۔ مرزا اگر ان دونوں  
 متناقض الہاموں میں سے ایک کو جھوٹا ٹھہرا کر واپس نہ لی تو یہ دونوں سا قضا الاعتبار نہ ہوتے  
 ہیں اور دونوں کے دعویٰ میں مرزا کا جھوٹ ثابت ہوتا ہے۔ مرزا نے ۹ فروری ۱۹۰۸ء  
 اشتہار شائع کیا تو اس میں کو تمام دنیا سے طاعون ٹل جانے کے لیے تو بہ کی شرط کو ذکر کیا کہ تمام  
 قادیان کے بچاؤ کے لیے تو بہ کی شرط نہیں لگائی اور نہ کسی در اشتہار میں قادیان کے بچاؤ  
 کے لیے شرط تو بہ لگائی ہے اور نہ ہی یہ شرط حکم عقل صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اگر قادیان کا بچاؤ  
 عذاب طاعون سے تو بہ پر موقوف ہو تو اس میں مرزا کا ہونا یا نہ ہونا دو نو مساوی ہے تو یہ ہو کر

ہر جگہ کو مرزا کے مخالفین کی جانے رہائش یا محل تعلیم کیوں ہو (جیسے لاہور۔ امرتسر۔ بنارس  
بٹالہ۔ نادر وال وغیرہ) بچاؤ ہو سکتا تو پھر مرزا کی شفاعت خاص قادیان کے لئے کس کام  
آتی ہے اور اسکے وجود بے سود کے قادیان میں رہنے کا اثر کیا ظاہر ہوتا ہے۔ شفاعت  
اور وجود (نامسود بے سود) کا اثر تو تب ہی مسلم ہو جبکہ قادیان کے لوگ اپنے خیالات مخالفت  
پر رہیں اور پھر وہ محض اس وجود کی برکت سے بچے رہیں۔

مرزا نے اشتہار ۴ فروری ۱۸۸۸ء سے چوتھو سال ۱۲۹۷ھ میں ڈھکو سلسلہ بنایا اور اپنے  
خیال میں وہ دور کی کوڑی لایا۔ تاہم اس میں اپنی پچھلی کی کرائی کو باطل و بے کار کر دیا تاہم  
کے ساتھ اس توبہ کی قید نے یہ ثابت کر دیا کہ اس سے پہلے جو قادیان کو صرف مرزا کی شفاعت  
اور قادیان میں اسکے موجود ہونے کے سبب مطابقت مضمون آیت مذکورہ وعدہ بچاؤ دیا گیا  
تہا وہ محض دروغ تھا۔ اور حقیقت قادیان میں مرزا کا ہونا۔ اور قادیان کے حق میں مرزا کی شفاعت  
کرنا کوئی اثر و اعتبار نہیں رکھتا۔

مرزا نے اپنے خیال میں توبہ یا پانچواں عذر پیش کیا کہ وہ توبہ کا لاکھ لاکھ اسکویہ نہ سوچا کہ  
اس عذر نے اصل پیشگوئی کو جو ٹکا کر دیا ہے۔ مرزا پیش بندی کرنے اور بات بنانے میں تو اپنا  
انتہا آپ ہی تھا۔ مگر اس توبہ کی قید لگانے اور توبہ یا تبت بنانے میں وہ جو پٹ گڑا اور اپنی اس  
دعاویٰ و خیال میں کہ میں میدان پیش قدمی کا شہسوار ہوں اس بہت کا مصداق بن گیا۔  
کہتے ہیں شہسوار بھی میدان رزم میں نہ وہ طفل کیا کر لگا جو گھٹنے کے بل چلے  
بالکل اسلئے تیار کا فقرہ سوم و فقرہ چہارم آپس میں ہی مخالفت و متناقض ہیں اور فقرہ سوم  
کی شرط توبہ اسکے پہلے الہام متعلق طاہرین کے بھی مخالفت و متناقض ہے اور عقل کے بھی مخالفت اور  
اسکا ان الہامات میں متناقض اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ یہ الہامات حافی نہیں احلام شیطانی ہیں  
اور افراط و تفریط کے سبب بگم دروغ اور حلقہ نباشد مرزا کو حلقہ میں بھی سخت فتنہ و فتنہ واقع  
ہو گیا ہے وہ پہلے کچھ لکھتا ہے پچھلے اسکے مخالفت کچھ اور۔

مرزا کی جو تھی تحریر اسکا وہ چار صفحہ کا اشتہار ہے جسکی صورت عنوان یہ ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے یہ اشتہار  
مختلف پانچ زبانوں یعنی انگریزی  
اردو فارسی عربی پشتو پنجابی  
اور اسمیں کے صرف اردو انجمن فرقانیہ  
نے پبلک کے قارئین کے لئے مندرجہ  
تاکہ لوگ فائدہ اٹھاویں۔

## طاعون

اسل اشتہار کی تاریخ اشاعت اس پرچہ اشتہار شہرہ انجمن فرقانیہ پرچہ کو ملا ہے درج نہیں۔ مگر  
ایک مضمون کے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشتہار ۱۸۹۷ء کے بعد اور سالہ دافع البلاء کے پہلے  
پہلے ہے۔ کیونکہ اشتہار ۱۸۹۷ء میں طاعون کے قریب پہنچنے کی خبر دی گئی ہے اور اس  
میں طاعون کے آنگٹھوں میں آتر آئے اور صحنوں میں داخل ہو جانے کی خبر دی گئی ہے اور ساتھ  
ہی یہ بھی اسمیں پیشگوئی کی گئی ہے کہ وہ ہر شہر میں داخل ہوگی۔ جسکے واقعہ ہونے کی خبر سالہ  
دافع البلاء میں دی گئی ہے۔ اسل اشتہار میں مرزا نے یہ دعوائے کیا ہے کہ طاعون کے  
سبب ہمیشہ سے چار ہی ہوتے چلے آئے ہیں اور ابتداء فطرت (پیدائش) سے خدا کی سنت  
(عادۃ) اس طرح جاری ہے۔ پہلا سبب یہ ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی خوشنودی چھوڑ کر فسق  
و بدکاری و گناہ نگاری اختیار کر لیتے ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ لوگ احکام سلطنت کی اطاعت  
چھوڑ کر خلافت و رزی کرنے لگ جاتے ہیں۔ تیسرا سبب یہ نام وقت کو (جو صدی کے سرے  
پر خدا کے طرف سے بھیجا گیا ہو) قبول کرنے سے انکار کرین اور اسکی تکفیر اور انکار کے درمیان  
بوجاتے ہیں۔ چوتھا سبب یہ کہ لوگ آپس میں رحم کرنا چھوڑ دیں اور کیرٹوں کو ٹروں کی طرح ایک دوسرے  
کو کھانے لگ جاتے۔ ان چار اسباب میں سے چونکہ مرزا نے زیادہ تر دوسرے سبب کے بیان پر  
روزدیا ہے۔ اور لوگوں کو اس سبب کو دور کرنے کی بہت تاکید کی ہے اور بذات خود اس سبب  
کا دلیری کے ساتھ ارتکاب کیا ہے۔ لہذا اس سبب کے بیان کو اور اسکو دور کرنے کی تاکید کو مرزا  
کی الفاظ سے یقیناً نقل کیا جاتا ہے وہ صفحہ اول اشتہار میں لکھا ہے۔ دوسرا سبب کہ لوگ  
اولاً مردن کی بے فرمانی کرتے ہیں جو مصلحت الہی سے انہیں دیے جاتے ہیں۔ اور رعیت کے

انبار غلہ کے لئے بھلے مہر کے سوتے ہیں اور رعایا مفسد اور باغی بن جاتی ہے اور اطاعت کی رستی  
 اتار ڈالتی ہے۔ اور معروف باتوں اور جائز امور میں انکی بددہنیں کرتی۔ اور ان کی نسبت بدگمانی  
 کرتی۔ اور اڑائی اور مقابلہ کر کے انکے معاملات کو درہم برہم کرتی ہے اور وفاداروں اور صادقانہوں  
 کی طرح اسلئے بادبیش نہیں آتی اور اس کے حکم کو نہیں مانتی اور خدا کی جوڑے ہوئے کو کاٹنا  
 چاہتے اور دفع کرتے ہیں اس لئے کہ جسے خدا بڑی بہاری حکمت لایا ہے۔ پھر تفسیر کے  
 اور چوتھے سبب کا مختصر بیان کر کے دوسرے اور تیسرے اور چوتھے صفحہ میں لکھتا ہے۔ اور خدا  
 اور اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو اور فساد نہ کرو اور حکام کے حکم اور فیصلوں اور پروانوں وغیرہ  
 میں ان کی مخالفت نہ کرو اور ان کی رضا کے خلاف ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ کرو اور جب انکی  
 طرف سے کوئی حکم آئے تو فوراً حاضر ہو جاؤ اور انکے بلانے پر سست اور مار کھائے ہوئے نہ بنو  
 اور انکے قانون کی خلاف ورزی نہ کرو اور انکی توہین نہ کرو اور جب کوئی خدمت ہمیں سپرد  
 کی جائے تو نسبت جلد حکم مانو اور اس کے پورا کرنے کی سعی کرو۔ خواہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا  
 پڑے۔ اور جابلوں کی طرح عذر نہ تراشو اور کینہ لوگوں کی طرح انکار نہ کرو۔ اور خوب سمجھ لو  
 کہ سلامتی حکم کے قبول کرنے میں اور طاعت مانفرائی اور جھگڑے میں ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے  
 ہیں کہ اس نے ہمیں سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی مہربانیاں اور فصل  
 ہم پر کئے۔ سمجھئے اس سلطنت کے آنے سے انواع۔ اقسام کی نعمتیں پائیں۔ ہماری قوم کو عالم  
 تہذیب سیکھی۔ اور بہائم کی زندگی سے نکلنا انہیں نصیب ہوا۔ اور حیوانی جذبات سے نکل کر  
 انسانی کمالات پر پہنچا سیر آیا۔ سو ہمیں اس گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے بڑھ کر امن  
 امان ملا۔ اب ہم زمین پر گامیوں کی طرح نہیں۔ بلکہ بار بار اونٹنیوں کی مانند بڑی وقار اور سہولت  
 سے سفر کرتے ہیں اور ہمیں ڈاکوؤں اور بدذات دشمنوں کا کچھ بھی ڈر نہیں ہوتا اور ہم رات کے پہلے  
 صدمین کیلئے بلا خوف خطر سفر کرتے ہیں اور ریل گاڑی کے چلنے سے اونٹنیوں تعافلوں اور گھوڑوں  
 کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب مناسب ہے کہ اپنی نعمتوں کو درست کرو اور اس سلطنت کی نسبت نیگا

رکھو اور صاف دلی اور پاک نیت سے اس کے حضور حاضر ہو۔ اور زمین میں باغیوں کی طرح نہ  
 مچاتے اور شریوں کی طرح بہاگے بہاگے نہ پھرو اور خوب سمجھ لو کہ اس سلطنت نے تمہیں ایسا  
 دینے سے ظالموں کے ہاتھ بند کر دیئے۔ اور تم سوتے تھے اور اسے تمہیں جگایا اور  
 تمہارے سفر اور حضر میں تمہاری پوری پوری نگہبانی کی اور جیب تم کہیں نہ کارور کار کر  
 اور صاف کی تلاش میں جاتے ہو اور پھر وطن کو واپس آتے ہو۔ دونوں صورتیں گورنمنٹ  
 کی طرف سے تمہیں محفوظ مقرر ہیں اور اسے تمہاری آبرو اور مال کی خوب نگہداشت کی اور  
 صحت میں اور بیماری میں تمہاری خبر گیری کی اور تمہیں امن بخشا جس کے سبب تم دولت  
 اور مال میں ترقی کر گئے اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی اور تمہارا  
 یاروں دوستوں اور مخالفین کی نسبت خوب سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری  
 پناہ اور جاسے امن ہے۔ اب پھر اسکا احسان کے حقوق ثابت ہیں۔ اور اسے تمہیں  
 ڈاکہ ڈون اور چوروں سے بچایا اور تمہارے مال و عیال کی نسبت نگہبانی کا حق ادا کر دیا۔  
 اور اسکی ہر بانی تمہاری عمر و دن کی درازی کا سبب ہوئی اور اس کے تمہیں ایسی عافیت  
 ملی جو تباہ اور برباد کرنے والی نہیں اور تمہیں پر سے درجہ کی رقابت حاصل ہوئی اور  
 اس نے تمہیں دکھوں دردوں کی خوفناک جگہوں سے بچایا اور اپنے فضل و کرم کی تمنا  
 اور پناہ میں لیا اب یہ حال ہے کہ دشمنوں کا ناقص میدان کی تم تک رسائی نہیں ہو سکتی۔  
 سو نہایت کہ اس گورنمنٹ کی شکر کے ادا کرنے اور ذکر تذکرہ میں گونگے اور بے ہوش  
 بن جاؤ۔ اس لئے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے اور بیشک  
 کہا کرتا ہوں کہ یہ سلطنت تمہارے لئے بڑا امن بخش اور ناز ہے اور اس کے بچے کسی خود کار  
 مددگار کی ہمیں ضرورت نہیں اور حقیقت میں ساری حمدیں اس کے لئے ہیں جس نے ہمیں ایسا  
 مقیم عطا فرمایا۔ جو ہمارے حال کی خبر گیری اور پرداخت میں کوئی قصور اور کوتاہی نہیں  
 کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں ہستی سے باہر لائے۔ اس لئے ہمارا دین ہمیں پھر دیا۔ چنانچہ



ہر گئے اور بعض نے بڑی امید سے ٹھکانا لگوا دیا اور پھر قبر میں جا چڑھے۔ پس کون کہہ سکتا ہے یا کون  
جین سکتی دے سکتا ہے کہ یہ تمام تدبیریں کافی علاج ہیں بلکہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ گو یہ تمام طریقے  
کسی حد تک مفید ہیں لیکن یہ ایسی تدبیر نہیں ہے جسکو طاعون کو ملک سے دفع کرنے کے لئے  
پوری کامیابی کہہ سکیں۔

اسی طرح یہ تدبیریں محض بنیادہ بھی نہیں ہیں کیونکہ جہاں جہاں خدا کی مرضی ہے وہاں ان کا  
فائدہ بھی محسوس ہو رہا ہے۔ مگر وہ فائدہ کچھ بہت خوشی کے لائق نہیں مثلاً گو یہ ہے کہ اگر شہر  
سوائی سے ٹھکانا لگوا دیا ہے اور دوسرے اس قدر لوگوں نے ٹھکانا نہیں لگوا دیا ہے تو جنہوں نے  
ٹھکانا نہیں لگوا دیا وہیں ہوتے زیادہ پائی گئیں اور ٹھکانا والوں میں کم۔ بہر حال یہ طریقے جو ڈاکٹری  
طور پر اختیار کئے گئے ہیں نہ تو کافی اور لپڑے اتنی بخش ہیں اور نہ محض ہتھکڑی اور بے فائدہ ہیں بلکہ  
جو کہ طاعون جلد جلد ملک کو کھاتی جاتی ہے اس لئے بنی نوع کی ہمدردی اسی میں ہے کہ کسی اور طریق  
کو سوچا جائے جو اس تباہی سے بچا سکے۔

نمبر دوم پہلے صفحہ میں اسکے علاج کی نیت مسلمانوں کا خیال منشی شمس الدین سکرٹری انجمن  
اسلام کے وہ نقل کیا ہے جو سابقاً بقصر (مسجد) میں نقل ہو چکا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب  
مسلمان مگر تازہ بڑ بکر دعا مانگیں۔ پہلے صفحہ میں عیسائیوں کا یہ خیال پادری وائٹ بریٹ سے  
نقل کیا ہے کہ تمام لوگ مسیح کو خدا مان لیں اور ہندوان آریہ کا یہ خیال نقل کیا ہے کہ تمام لوگ وہ  
کہ کلام الہی مان لیں اور ہندوان سائن دہرم کا یہ خیال نقل کیا ہے کہ لوگ گاؤ گشی چوڑ دین پہنچے  
میں ان سب خیالات کا دعویٰ بلا دلیل اور پارٹی فیلنگ (اپنی اپنی جماعت کے خیالات)  
پر مبنی ہونا بیان کر کے اپنے خیال کا کہ تمام لوگ اسکو مسیح موعود مان لیں گے تو طاعون دور ہو گا مدلل ہونا  
اور پارٹی فیلنگ پر مبنی ہونا بیان کیا اور یہ کہا ہے۔ اب اے ناظرین صحت خود سوچو کہ یہ عقیدہ  
مستشرق اقوال اور دعویٰ سے کس قول کو دنیا کے آگے صریح اور بدیہی طور پر فروغ ہو سکتا ہے یہ تمام  
اعتقادی امور ہیں اور اس نازک وقت میں جب تک کہ دنیا ان عقاید کا فیصلہ کرے خود دنیا کا

کرنا آیت و مادیات کا فریق الہی ضلال کا مصداق ہے طاہر کا علاج صرف مرزا کو سیم  
موجود مان لینا ہے۔ حالانکہ یہ علاج تمام مرزائی پارٹی کے عمل میں ہے پھر انہیں طاہر کا علاج  
ہے جسکے لئے مرزا اور مرزائیوں کے عذرات بدتر از گناہ ہشتہر ہو رہے ہیں۔ یا بچا اس اشتہار  
چہارم کی اکاذیب اور دروغگوئی بھی مرزا کے الہامات کا احتیاجات شیطانیہ ہونا ثابت  
کر رہے ہیں۔ ویس

پانچویں تحریر مرزا کا چوبیس صفحہ کا رسالہ واقع البیلا ہے جسکے بعض فقرات و حوالہ جات سابق نقل ہو چکے  
ہیں۔ اس رسالہ میں مرزا نے عجب رویہ بازی کی ہے اور کہاں درجہ کی دروغگوئی و دھوکہ دہی  
احقون کی آنکھوں میں خاک ڈال کر درویشان میں اسکو اندھا کر دیا اور ان سے یہ منوالیا کہ مرزا کو سیم  
موجود نہ ماننا طاہر کا سبب ہے اور مرزا کو سیم ماننے کے سوا اسکا کوئی علاج نہیں۔ وہ اس  
خیال اعتقاد سے جوق جوق قادیان آئے تھے اور مرزا کو سیم موجود ہونے پر ایمان لاتے جاتے  
ہیں۔ اگر وہ لوگ انصاف و توجہ سے ہمارے اس مضمون کو جس میں اس رسالہ کے اکاذیب و  
مغالطات کی تفصیل ہی بڑھ چکی تو امید ہے کہ انہیں سے ایک ہی مرزا معتقد و مرید نہ بچے گا اور اس  
دعوے الہام و وحیت و مہریت میں سچا نہ سمجھے گا۔ پس واضح ہو کہ اس رسالہ کے مضامین جو لوگ  
کے لائق ہیں اسکے پانچ دعوایہ ہیں جن پر ہم اپنی طرف سے نمبر لگا کر بعض کو اجینڈا اسکے الفاظ سے اور  
بعض کو بالمعنی و بالاخصار نقل کرتے ہیں۔

نمبر اول اسکے پہلے صفحہ میں طاہر کا ملک میں پھیل جانا بیان کر کے اسکی تہذیب و رقع اور علاج  
کی بابت ڈاکٹر دن کی یہ رائے بیان کی ہے کہ مکانات کو صحت رکھیں اور شیک لگوائیں۔  
پھر اسکے صفحہ میں صفائی شیک کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا اور یہ کہا ہے۔ یہ ڈاکٹر ڈاکٹر  
اور طبیبوں کی رائے ہے جسکو ہم نہ تو ایک کافی اور مستقل علاج کے رنگ میں سمجھتے ہیں اور محض  
بیفائدہ قرار دیتے ہیں۔ کافی اور مستقل علاج ایسے نہیں سمجھتے کہ تھوڑا سا ہے کہ بعض لوگ  
باہر نکلنے سے ہی مرے ہیں اور بعض صفائی کا التزام رکھتے رکھتے بھی اس دنیا سے رخصت

فیصل ہو جائیگا۔ اسلئے وہ بات قبول کے لائق ہے جو جلد تر سمجھ میں آسکتی ہے اور جو اپنے ساتھ کوئی ثبوت رکھتی ہے سو میں وہ بات مع ثبوت پیش کرتا ہوں چار سال پہلے میں نے ایک بیگونی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آئے والی ہے اور میں نے اس ملک میں طاعون کے سیاہ درخت دیکھے ہیں جو ہر ایک شہر اور گاؤں تک لگائے گئے ہیں اگر لوگ توبہ کریں تو یہ مرض دو چار ہفتے میں ختم ہو سکتی خدا اس کو رحم کر دیگا مگر بجائے توبہ کے محکوم کا لیاں دی گئیں اور سخت بد زبانی کے اشتہار شائع کیے گئے جس کا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو اب تک یہ کہہ رہے ہیں۔ خدا کی وہ پاک وحی جو ہم پر نازل ہوئی ہے اسکی یہ عبارت ہے۔ ان اھلک لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما یا لفسھم انہ اذی القریۃ یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلا کے طاعون کو ہرگز دو نہیں کریگا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کر لیں جو ان کے دلوں میں ہے یعنی جب تک لوگ وہ خدا کے ناموں اور رسول کو مان لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھیں گے تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ

۱۔ آدی عربی لفظ جسکے معنی تباہی اور انتشار سے بچاؤ اور اپنی پناہ میں لے لینا یہ اس بات کی تائید ہے کہ طاعون کی صورت میں وہ طاعون محفوظ ہو یا دیہات میں ہے جس کا نام طاعون جارتہ کہتے ہیں چاروں دیہات والی جس کو کہ جا بجا پہا گئے ہیں اور کھنوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسان کی برداشت کے لئے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الہی میں وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی اسی کی تائید یہ دو سرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام۔ لہذا لیسقام۔ یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت محفوظ رہتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا اس الہام سے دو باتیں سمجھ جاتی ہیں (۱) اول یہ کہ کبھی حج نہیں کرنا انسان پر واجب ہے۔ اس کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو سکتا جو بر باد ہو جائے نہ ہو اور بموجب فرار و انتقا رہن کو کہ شاذ و نادر محدود کا حکم نکلتا ہے (۲) دوسرے یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں یہ قادیان کی سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور ظالم اور ظالم اور سفید اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں ان کے شہروں میں یا دیہات میں ضرور برادری کا اثر

قادیان میں تھا۔ اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پڑے ہو گئے یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اسکے کہ قادیان کے چاروں طرف دودھیل کے خالصہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے۔ بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہو گا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہو گئیں بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی دی گئی ہے اور یہ علم غیب بجز خدا کے کسی اور

طاعون پھوٹ پڑے گی یہاں تک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بہا گئیں گے۔ آئی کا لفظ جہاں تک سمجھا جاتا ہے اس کے مطابق یہ مسئلہ کر دینے میں اور ہم دعوائے سے کہتے ہیں کہ قادیان میں بھی طاعون بھارت نہیں پڑیگی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کہا جانے والی ہوتی ہے مگر اسکے مقابل پر دوسرے شہر اور دیہات ہیں جو ظالم اور سفید ہیں ضرور ہونا کہ صورتیں پیدا ہونگی تمام دنیا میں ایک قادیان ہے جسے لینے یہ وعدہ ہوا تھا محمد علی ذکاء منہ (حاشیہ پنجاب مرزا قادیان)

پند آج سے دس برس پہلے ایک بڑا ہتھار میں جو میری طرف سے شائع ہوا تھا طاعون کی خبر دی گئی تھی اور وہ یہ ہے اصنع الفلک یا علینا و وحیدنا ان الذین یبایعونک انما یبایعونک اللہ یا اللہ فوق ایلہم یعنی ایک کشتی میرے حکم اور انکھوں کے رہ پڑ پڑا جو انہوں نے میری بے پائیگی جو لوگ تجھے بیعت کرتے ہیں وہ مجھے بیعت کرتے ہیں یہ قیامت نہیں بلکہ میرا ماتھے ہے جو ان کے ماتھوں پر رکھا جاتا ہے۔ اسی کلام الہی کا ایک فقرہ براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ ہے وَلَا تَخَاطَبُنِی فِی الدِّینِ ظَلَمُوا النَّصْمَ مَعْرُوفٌ یعنی جو لوگ ظلم اور سرکشی اور بدکاری اور نافرمانی سے یا زمینیں کہتے میرے آگے ان کی کچھ شفاعت ذکر کریں گے۔ وہ غرق کئے جائیں گے ۱۲

منہ (حاشیہ پنجاب مرزا)

کی طاقت میں نہیں۔ پس اس بیماری کے دفع کے لیے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی  
 کہ لوگ مجھے سچے دل سے سیم موعود مان لیں اگر میری طرف سے یہی تعبیر کسی دلیل کے صرف دعوے  
 ہوتا ہے جیسا کہ میان بخش الدین سکرٹری حمایت اسلام لاہور نے اپنے اشتہار میں یا پادری  
 وایت بریخت صاحب نے اپنے اشتہار میں کیا ہے تو میں بھی ان کی طرح ایک فضول گو ٹھہرنا  
 لیکن میری وہ باتیں جو میں نے قبل از وقت بیان کیا اور آج وہ پوری ہو گئیں۔ اسکے بعد  
 نے صفا رسالہ مذکور میں کہا ہے جب تک کہ طاعون دنیا میں ہے گو شہر بس ناک ہے قادیان کر  
 خدا تعالیٰ اس خوفناک تباہی کے محفوظ رکھ دے گا کیونکہ یہ اسکے رسول کا تحت گاہ ہے۔

ان دو نمبروں میں چونکہ مرنے والے بہت سے جھوٹے لوگ ہیں لہذا ان دو نمبروں کی گانڈیہ  
 انکے ساتھ ہے بیان کرنے مناسب ہیں۔ نمبر اول و دوم کو پڑھ کر ہر شخص خود کیسے ہی زمین اور  
 نہیں ہوگا ایک دفعہ تو ضرور ہی چکر میں آجائے گا۔ اور مرنے والے جو کہ اور دام تیرہ میں ہمیشہ  
 جائے گا۔ اگر وہ مرنے کی عادت نہ ہو کہ وہی سے واقف نہ ہوگا اور اسکے بچے اشتہاروں اور  
 بخیر دن کو اسنے صرف تقلید سے نہ غور و تحقیق سے پڑھا ہوگا۔ مگر ہمارے بیان کو پڑھ کر اسکا  
 دھوکہ فوراً کا فور ہو جائے گا۔ اور وہ حیرت اور تعجب کیسے کہ میں نے سچا کیا تھا اور صحیح کیا نکلا۔  
 نمبر اول میں جو کچھ مرنے والے کہتا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ علاج طاعون شیشک وغیرہ جو ڈاکٹروں نے  
 بتایا ہے یہ بھی اچھا ہے محض نکتہ اور بڑا نہیں ہے مگر یہ پورا لطیفان بخش اور کافی نہیں ہے  
 اس سے بڑھ کر مرنے والے نے یہ اسکو بڑا کہا ہے نہ خطرناک و خوفناک قرار دیا ہے اور نہ اسکو لوگوں  
 کو منع کیا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ یہ علاج گو مرنے کی طرف سے اور اسکے حکم سے ہے اگر یہ علاج گورنٹ  
 کی طرف سے ہوتا تو اسپر بھی مرزا ہی دیکھ لی کرتا جو مسلمانوں ہندوؤں اور عیسائیوں کے مجوزہ  
 علاج پر کر چکا ہے۔ آسٹا کہ ناظرین بخوبی یاد رکھیں اسکو مرزا کی ساتویں تحریر (رسالہ  
 مواہب الرحمن) کے اس عوالے کا کہ "فیکہ گو لے" کا مینے غلط کیا اور اسکو لوگوں کو منع کیا  
 اور اسکو فضول و نکتا قرار دیا ہے وہ مفید نہ نکلتا ہو گیا۔ جو شہر ہونا ثابت ہوگا۔ اس

نمبر اول پر ہم اس کے زیادہ کوئی ریمارک کرنا نہیں چاہتے۔

نمبر دوم میں جو کچھ نزلے کہہ رہا ہے اس میں سفید جراثیم سے بھرتا کام لیا ہے۔ اور معراج چھ دلاؤست  
 رز کے کہ کثرت چراغ دار پر عمل کر کے دکھایا ہے اور شل مشہور در مرغ گویم بر روئے تو کا  
 انشال کیا ہے اور اس دعوہ میں جو مہندون عیسائیوں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں پیش  
 کیا ہے اسے جھوٹ کو کوٹ کوٹ کر ہر دیا ہے۔ اس میں بدلا اور دوسرے سفید جراثیم اس کا یہ کہتا ہے  
 کہ چار سال پہلے تھے خواب میں طاعون کے درخت لگتے دیکھ کر ہر شہر اور گاؤں میں طاعون کے  
 مارے ہوئے کی خبر دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ اگر لوگ توبہ کریں تو یہ مرض دو جاڑے سے بڑھ نہیں سکتا۔  
 اس میں ایک تیسویں ٹکڑ پر شہر و گاؤں کے ذکر کا دعوہ ہے۔ اسے کلی شہر میں اس سے  
 پہلے ہر شہر و گاؤں کا ذکر نہیں کیا پہلے شہر ۱۸۹۷ء فروری ۱۸۹۷ء میں صرف مختلف مقامات  
 میں طاعون آنے کا ذکر کیا۔ اور مختلف مقامات کا لفظ یہ نہیں جانتا کہ ہر شہر و گاؤں میں  
 طاعون آیا تھا۔ بعض مقامات میں طاعون آنے سے یہ فقرہ صادق ہو سکتا ہے پر جو شہر آہٹا  
 میں جو ۱۹۰۰ء کے بعد شائع کیا ہے۔ ہر شہر میں طاعون آنے کا ذکر و اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ اور یہ کہہ  
 ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ مرض کہیں ہر شہر میں داخل ہو جائے کوئی قطعی خبر نہیں دی کہ ضرور  
 داخل ہو جائیگی اور یہ ڈر ہی چوتھے سال میں یا جب طاعون نہیں جاتا دیکھ لیا۔ غرض کسی  
 اشتہار میں جو چار سال یا تین سال یا دو سال رسالہ دافع البلاء کے پہلے شائع کیا ہو گئے  
 ہر شہر و گاؤں میں طاعون آنے کا دعوہ کیا۔ ہر اس دعوہ میں کہ میں نے چار سال پہلے  
 ہر شہر و گاؤں میں طاعون آنے کی خبر دی تھی سچا ہے تو کوئی اشتہار اس مضمون کا دکھائے  
 اور اسکے خلاف میں اس کا مقابلہ کر دوں گا۔ اور یہ اپنے در و فکروں نے کا اقرار کر لے۔ دو تیسویں  
 اس کا یہ دعوہ ہے کہ میں نے اس اشتہار میں یہ کہہ دیا تھا کہ لوگ توبہ کر لیں تو یہ مرض دو جاڑے  
 بڑھ نہیں سکتا۔ اسے پہلے اشتہار ۱۸۹۷ء فروری ۱۸۹۷ء میں دو جاڑے طاعون آنے کی ابتدا  
 میا دبتا جی ہے نہ توبہ سے اٹھ جانے کی اور آخری میا دبتا ۲۲ اپریل ۱۸۹۷ء میں

(۶)

(۷)

خدا تعالیٰ نے بہترین فرمایا اور یہ حکم قرآن میں آیا ہے نہ خیریت میں یہ حکم شیطانی ہے اور اس کا مصلحت  
مرزا کا دل بولتا ہے۔ مرزا کے ماننے والوں کو بھی اس حکم کے تعمیل اور ان کے اعتقاد کے رو سے بھی افسوس  
جائز ہو۔ تی جبکہ پہلے الہام ۴ فروری کو تراش کر سننے کے وقت انکو یہ کہا جاتا کہ اس طاعون کا سبب  
مرزا کو نہ ماننا ہے اور جو شخص مرزا کو مان لے گا وہ اس طاعون سے محفوظ رہے گا یا مرزا کو مان لینے  
کے بعد اس کا طاعون رفر ہو جائیگا۔ یہ بات اسنے پہلے الہام کی اشاعت کے وقت نہ کہی  
تو کبھی تین سال تک اسکے بعد کبھی چار سال کے بعد اب اس نے مین کہی ہے تو اس کا مان  
لینا ان لوگوں کے لیے بھی جنت حاققت کا اقرار کرنا اور انکے مین بند کر کے کنوین مین گر جانا  
نواں سفید جھوٹ اسکا یہ کہنا ہے کہ میری طرف سے ہی بغیر کسی دلیل کے صرف دعویٰ  
ہی ہوتا جیسا کہ میان شمس الدین سکرٹری انجن حیات اسلام لاہور نے اپنے اشتہار مین یا  
پادری ٹائٹل پر بحث صاحب نے اپنے اشتہار مین کیا ہے تو مین انکی طرح ایک فضول  
بھڑانا مین دو سفید جھوٹ مین ایک شمس الدین صاحب کا دعویٰ کو بلا دلیل کہنا یہ  
ایک ایسا سفید جھوٹ ہے جس کا جھوٹ ہونا مرزا کے پہلے تمام اشتہارات سے بخوبی ثابت  
ہوتا ہے۔ شمس الدین نے بھی کہا تھا کہ طاعون وغیرہ مصیبتیں گناہوں کے سبب نازل  
ہوتے مین مسلمان تو بہ استغفار کر نیکیں۔ تو اسید ہے کہ بلاشبہ جائیگی۔ اور یہ بعینہ وہی بات  
جو مرزا کے ہر ایک اشتہار مین موجود ہے۔ پھر شمس الدین کے دعویٰ کو بلا دلیل اور  
انکو فضول بھڑانا دروغ گو بھی نہیں قرار کیا ہے۔ قطع نظر اس اعتراض و شہادت مرزا کو  
قرآن کریم خود اس امر پر گواہ ہے کہ مصائب گناہوں کے سبب نازل ہوتے اور استغفار  
اور توبہ سے مل جاتے مین چنانچہ اس مضمون کی آیات قرآن مرزا کی خبر گیری سے خارج ہو کر نقل

ہو ایک اسلامی انجن کے سکرٹری کو صرف میان شمس الدین کے لفظ یاد کرنا اور ایک عیبانی

میں رکی پادری صاحب کے خطاب یاد کرنا اسی خیالی سیج کا کام ہے جو بزم خود و صلیب توڑنے

کے لئے آیا ہے۔

(۱۵) کی جائیگی۔ دوسرا سفید جھوٹ مرزا کا یہ کہنا ہے کہ مراد غوث عیسائیوں اور مسلمانوں کی  
 طبع بے دلیل نہیں ہے۔ ناظرین کو بیان سابق سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ مرزا اپنے دعوے  
 پر کوئی صحیح دلیل نہیں لایا جو کچھ لسنے کہا غلط کہا ہے اور جھوٹ بولا ہے پہلا سکا اور ون کو  
 فضول گو کہنا اور اپنے آپ کو فضول گوئی سے بری ہٹانا سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے  
 دوسرا سفید جھوٹ مرزا کا یہ کہنا ہے کہ یہ میری وہ باتیں ہیں جنکو مینے قبل از وقت بیان  
 کیا اور آج پوری ہو گئیں۔ مرزا یہ جھوٹ بھی دوبارہ بولا ہے لہذا ہم کو بھی دوبارہ اسکا جھوٹ  
 ظاہر کرنا پڑا۔ مینے یہاں سابق میں آفتاب منیر کی طرح ظاہر کر دیا کہ مرزا نے اس پیشگوئی سے  
 چار سال گزرنے سے پہلے کچھ بھی نہیں کہا تھا جو کہ جسے کہہا اور اس میں سے بھی خدا  
 تعالیٰ نے اسکو جھوٹا کر دیا۔ پس ناظرین باتھیں انصاف آئیں سمجھ سکتے ہیں کہ فضول گو  
 کون ہے مرزا یا اسکے مخالف اہل اسلام۔

(۱۶) تک عشر کا طہ۔ مرزا کے دعوے نمبر او ۲۰ میں دس جھوٹ کا کل پورا نہیں ہے  
 دو کرات کو کمال دو تو آٹھ پرچان دس یا آٹھ کذب میں سے ایک کا بھی کذب نہ تو مرزا  
 ثابت کرے تو ہے وہ اقامت ترک مقابلے۔ وہ نقد انعام چاہے تو نقد ہی جو وہ ہماری  
 حیثیت کی طبعی تجویز کریم دینے کو حاضر ہیں۔ یہ مرزا کی کسی فضول گوئی دلائل زنی ہے۔  
 ہم سچے دل سے اور حلفیہ وعدہ انعام کرتے ہیں اب بھی کوئی وام افتادہ مرزا حق کی تحقیق کرنے  
 اور مرزا کی لاف زنیوں اور دروغگوئیوں کا امتحان کرنے کی طرف رجوع نہ کرے تو ہم اس پر حیا  
 نہیں ہیں۔ مینے اپنی طرف سے کمال نیک نیتی اور ارادہ خیر خواہی سے یہ طریق امتحان بتایا  
 ہے۔ آگے اسکا ماتنا نہ ماتنا طالبان حق کے اختیار میں ہے۔

دشویے نمبر سوم لاف زنی اور دروغگوئی نمبر دوم کے بعد مرزا نے ایک اور عربی الہام گہر کر پیش  
 کیا ہے جس میں وہ یہ کھڑکیا ہے کہ میں خدا کے لئے ہنر لاد لاد ہوں میں اس میں ہوں اور وہ ہے  
 ہے۔ پہلا اس الہام شیطانی اسلام کے نتائج و فوائد بیان کرتا ہوا وہ صفحہ ۹ میں کہتا ہے۔



(۲) دوسری بات جو اس جی سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی۔ جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرینگے اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آجائینگے کیونکہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا تاکہ ان خبیثوں اور شریروں کا منہ بند کر دوں جو میرے رسول کو گالیوں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ محض انکار اسباب کا موجب نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دنیا میں کوئی تباہی بھی جلے بلکہ اگر لوگ شرافت اور ہندیکے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست داری اور بدزبانی نہ کریں تو ان کی سزا قیامت میں مقرر ہے اور حقدار دنیا میں رسولوں کی حمایت میں مری بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خبیثتوں سے باز آجائینگے اور شریفانہ برتاؤ انہیں پیدا ہوگا تب یہ تبلیہ اٹھا لیا جائیگا۔ اس غرض میں جو مرزا نے الہام گہرا ہے اس پر یوں بحث کرنے کا یہ محل نہیں اور جو اس میں وہ کفر لکھا ہے اس پر حاشیہ صفحہ ۱۱۱۱ میں ہمارا ریمارک ہو چکا ہے اور جو اس سے دوسرا نتیجہ نکالا ہے اس میں وہ منہ بارہ جھوٹ بولا جس کا جواب دو دفعہ ہم دے چکے ہیں کہ یہ محض مروج ہے۔ براہین احمدیہ میں کہیں طاعون کا ذکر نہیں اور نہ مرزا کو مان لیتے اور برا نہ کہتے پر طاعون کے دور ہو جانیکا وعدہ ہے۔ مرزا مچھا اور کچھ شرم و غیرت رکھتا ہے تو براہ احمدیہ کی وہ عبارت نقل کرے اور اس کا صفحہ بتائے جس میں خدا کا یہ قول پایا جاتا ہے۔ مرزا کا یہ کہنا کہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی حق بدسخرے کے اس شرکاء مضمون ہے۔ یہ خوش گفت بہت سہی و زلیخا والا یا ایہا الساقی! ارکا ساؤناؤ لہا! خدا تعالیٰ کا ارشاد اور اس کا مصدر یا مورد براہین سراسر پاک و الحاد۔ لاجول ولا قوۃ الا بالہد۔

اس مقام میں جو مرزا نے یہ دیکھ کر کیا ہے کہ رسولوں کو ایذا رسانی اور ان کو حق میں بدزبانی پر خدا طاعون بھیجتا ہے یہ ایک اور جھوٹا فقرہ ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں شرارت کر کے کچھ کم بدزبانی کی تھی اور آپ کو ایذا رسانی میں کچھ کسر و کمی رکھی تھی پھر مشرکین کو کچھ طاعون

کیون نہ نازل ہوئی۔

یہاں مرزا سے ایک دروغگوئی اور اپنے ہی قول کی تکذیب اختلاف بیانی یہ ہوئی ہے کہ یہاں تو صرف اسکی بدگوئی سے زبان بند کر لینے پر طاعون اٹھا لئے جلسے کا وعدہ کیا ہے۔ اور صفحہ ۷۱۰ دافع البلاء میں جسکی عبارت <sup>۵۱۰</sup>نمبر میں نقل ہو چکی ہے اسکے برخلاف یہ کہا ہے کہ طاعون دور ہونے کا علاج اسکے سوار اور کچہرہ ہیں کہ لوگ مرزا کو سیم موعود مان لیں اور بچے دل سے اسکو قبول کر لیں اسکی یہ اختلاف بیانی اپنی دروغگوئی کا اقرار ہے اور اس امر کا اعتراف واضحاً کر دہ جو کچھ کہتا ہے۔ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر انفراس ہے اور اسی وجہ سے اسکے بیان میں جا بجا اختلاف واقع ہوتا ہے صدق اللہ جل و علا و لو کان من عند غیر اللہ لوجدنا فیہ اختلافاً کثیرا۔

دعوائے نمبر چہارم مرزا نے اس سال کے (۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳) وغیرہ میں اپنے تمام مخالفین کو مسلمان میں خواہ عیسائی یا ہندو آریہ وغیرہ جلیج کیا اور یہ کہا ہے کہ اگر وہ اپنے خیال میں سچے ہیں تو اپنے مقامات کی نسبت قسمیں کھائیں کہ انہیں طاعون نہیں آئیگا۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو نابت ہو جائیگا کہ وہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن ایسا آئیگا کہ وہ قاریاں سورج کی طرح چمک کر دکھلا دیں گا کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔

اس دعوائے کا سر کذب و مخالطہ ہونا ظہور چشمہ صغیر میں ایسا نابت کیا گیا ہے کہ مرزا کو اس میں مارنے کی جگہ نہیں ہے اور اگر وہ شرم کرے تو اس جواب کو پڑھ کر اسکو ڈوب کر مر جانا بہتر معلوم ہو۔ اب اس سے زیادہ ہم کیا کہیں۔

(۱۱۸) دعوائے نمبر پنجم اس سال کے ص ۱۱۱ میں مرزا نے جہولی قسم کہا کہ خدا پرافتر کیا اور یہ کہا ہے اور میں خدا کی قسم کہا کہ یہ کہتا ہوں کہ میں سیم موعود ہوں۔ اور یہی ہوں جبکہ نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت قرآن مجید میں خبر موجود ہے کہ انوقت آسمان پر خسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی اور میری امت میں

ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امر وہ بد میں رہتا ہے اور خواہ اس لئے کہ میں اور خواہ وہی میں اور خواہ  
ملکت میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں اگر وہ قسم کہا کہ کبھی گا کہ اسکا فلان مقام  
طاہون سے پاک رہیگا تو ضرور وہ مقام طاہون میں گرفتار ہو جائیگا۔

اس نمبر میں جو مرزا نے مقامات مذکورہ کی نسبت پیشگوئی کرنے کی درخواست کی ہے اسکا جواب  
تو ہم حاشیہ حقین صحت میں دے چکے ہیں۔ اس مقام میں طالبین حق اور ناظرین اہل انصاف  
تحقیق کو مرزا کی اس دروغگوئی اور دہوکہ دہی پر اطلاع دیتے ہیں کہ بیان اسے میرا ہی نشان  
کہہ کر اپنے نشان کو اس صورت میں محصور کر دیا ہے کہ اس کے مخالف مقامات مذکورہ کی طاہون  
سے محفوظ رہنے کی حقیقت پیش گوئی کرینگے۔ تو ان مقامات میں طاہون آئیگا۔ یہ جہر اس بات  
کی طرف متوجہ ہے کہ اگر وہ لوگ ان مقامات کی نسبت پیشگوئی نہ کرینگے۔ تو وہ طاہون آنا  
ضروری نہیں ہے اور یہ نتیجہ اسکی اس پیشگوئی کو چھوٹا کرتا ہے کہ بجز قادیان ہر شہر میں ہر مقام  
میں طاہون آئے گا۔

ذیہر جہر اس امر کی طرف متوجہ ہے کہ اس نشان کے سوا اگر ان مقامات کی نسبت مخالفین نے پیشگوئی  
کی تو وہ ان ضرور طاہون آئیگا اور کوئی نشان اسکو نہیں دیا گیا اس کے دوسرے نشان دیکھنی تو  
وہ دس ہزار بتا ہے (ظاہر ہونے کے دعوے اور خاص کر طاہون کے متعلق اسکا اس نشان کا  
دعوے کہ وہ قادیان میں نہ آئیگا یا جو شخص اسکو مس موعودہ لنگا وہ طاہون سے محفوظ رہیگا  
یہ سب دعوے دروغ ٹہرتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی نشان نہیں ملا۔  
جیسا جو وعدہ پاتا ہے ویسے موقع نشان از خود گھڑ لیتا ہے۔

اوسے تو اس نشان دیا مقابلہ دعا کے بعد طاہون آئیگے دعوے کے وقت یہ سمجھا تھا کہ میرے محتاج  
کوئی نہ کوئی مذہب رکھتے ہیں۔ اور لنگا نہ ہوا ایسے دعوے سے انکو ضرور مانع ہوگا۔ اور وہ دنیا کی  
شرم اور عقل ہی رکھتے ہیں وہ شرم اور عقل بھی انکو اس دعوے کی اجازت نہ دیگی تو اس میرا پانی  
چڑھ جائیگا اور ایک نشان قائم ہوگا مگر اسکو حکم دیا کہ لکھنؤ میں کافی ضلال یہ نہ ہو جائے کہ

میرزا  
اسم  
دی  
پر عمل  
اشہد  
کذا یا  
کہتا  
شخص  
مہم  
ریو کو  
کوین  
کو مکر  
اور رسا  
بر وقت  
لئے  
عقید  
جسانی  
کا وعدہ  
لائیگے  
موجود  
پیشین

میرے اس لئے کسی سرے باقی نشانوں کا دعویٰ باطل ہو جائیگا۔

اس مقام میں جو مزل نے قسم کہا ہے اور اپنے قسمیہ دعویٰ پر زوریت دینا چیل قرآن اور انبیاء کی سہادت دی ہے اس میں اسے مصرع چھ دلا اور بہت دزدے کہ کہیں چراغ وارد اور مثل دزد و غلویم پر رونے کو پر عمل کر کے دکھا دیا ہے اور اسکی قسم کے مقابلہ میں تین بھی خدا کی قسم کہتا ہوں اور یہ کہتا ہوں انشہد باللہ ان المزل اغلام احمد لیس بمسیح و لیس بملہم بل ہورجل یفتقری علی اللہ کذا یا کلا یکن اینکون مثل هذا المفتقری علی اللہ ملخصا تجزین محض حسبہ بعد خدا کی قسم کہا کہ کہتا ہوں کہ مزل اغلام احمد مسیح موعود نہیں ہے اور نہ وہ خدا کی طرف سے ملہم ہے بلکہ وہ ایک ایسا شخص ہے جو دعویٰ الہام میں خدا کا نام لے کر اپنے شخص مفتری کا خدا کی طرف سے ملہم ہونا عقلاً و شرعاً ناممکن ہے۔

یاد کو براہین احمدیہ میں جبکہ جلد ۱ رسالہ اشاعت النہ میں تاریخ کرچکا ہوں اور اس کے اصول و اصول کو میں اب تک صحیح سمجھتا ہوں اور اسکی شاعت کرتا ہوں (جو میں نے مزل کے ملہم ہونے کو ممکن سمجھتا تھا تو وہ اسوقت تک تھا کہ مزل نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا اور نہ نبوت اور رسالت کا اسکو دعویٰ تھا اور نہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت کا اسکو دعویٰ تھا اور نہ کوئی ایسا عقیدہ یا عمل جو اسکو دائرہ اسلام سے خارج کرے اسنے ظاہر کیا تھا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت اسنے براہین احمدیہ کے ص ۳۹ میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا تھا کہ اللہ ہی رسول اللہ ہی دین الحق لیظہر علی الدین کلہ یتیت جسانی اور یہاں تک کہ اسکی طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور حسن علیہ السلام کا مدعی ہے اور یہ دیا گیا ہے کہ وہ علیہ السلام کے ذریعہ ظہور میں آئیگا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں ظہور پائیں گے تو انکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائیگا اور جب سے وہ مسیح موعود خود میں بیٹھا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو بر ملا گالیان دینے لگ گیا ہے۔ انکو پہچن بزرگان شرابی "موتے عقل والا" جھوٹ بولنے والا زنا کار عورتوں کے خون سے

وجود پذیر، کچھ نیوچ سے صحبت رکھنے والا وغیرہ وغیرہ (فعل کفر کفر نباشد یہ بعینہ مزار کے الفاظ پر)  
دیکھو اس کا قصیدہ انجام آتم صلوٰۃ وغیرہ اور آنحضرت خاتم الانبیاء پر علم یا جو جو دبا جو دبا  
وغیرہ میں فوقیت کا مدعی ہوا ہے اور جھوٹ بولنے میں کتابوں کے جھوٹے حوالے دیئے ہیں  
اپنی نظیر آپ ہی ہو گیا ہے تب کہ وہ اس ریویو کا محل نہیں رہا ایسے شخص کا ملہم ہونا ان ہی کا  
قرآن (جسے ریویو براہین احمدیہ میں استدلال کیا گیا ہے) جیسے آیت اہل انبیا علیہ السلام  
نزل الشیاطین تنزل علی کل افاک انیدہ وغیرہ وغیرہ کی شہادت سے ناممکن محال آیت  
یہ اس ریویو پر سارا مختصر ریویو ہے۔ تفصیلی ریویو بھی اس ریویو پر کرنا چاہتے ہیں جو  
بوقت فرصت ہو گا اسی ریویو میں اس کے ایک خلیفہ سیالکوٹی کے ریویو پر بھی ریویو چھپے گا  
انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس کے دعوئے قصیدہ کے مقابلہ میں اس مقام میں صرف یہ کہنا کافی ہے جو آگے بارہا کہا گیا  
ہے کہ اس دعوئے میں اس نے محض دروغ بے فروغ سے کام لیا ہے اس کے ملہم ہونے کی شہادت  
نہ قرآن میں ہے نہ توریت نہ انجیل میں ہے اور نہ کسی اور نبی نے یہ شہادت دی ہے ہم آہ  
مقام پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہنے پر کفایت کرتے ہیں وہ اپنے دعوئے کی کڑی  
تفصیل کرتا اور آیات قرآن و توریت و انجیل اور شہادت نبیوں کا کوئی حوالہ دیتا تو ہم  
بھی تفصیل سے اس دعوئے کا رد کرتے اور یہ ثابت کرنے کہ ان حوالہ جات میں کہیں اس کا ذکر نہ  
ہماری اس بحث و بیان سے ثابت ہوا کہ رسالہ دافع البلاء میں جو کچھ کہنے کہا ہے وہ مجھ  
دروغ ہے اب ہم اس کی باقی تحریرات کی کاذبیت ثابت کرتے ہیں

اس کی جتنی تحریر اس کا رسالہ کشمی نوح ہے جس کو اپنے بیروان کے ڈالنے کے لئے اس نے تیار  
کی ہے اس رسالہ کے ہر صفحہ میں از انجیل ۹ صفحہ تک نوطا عون کے متعلق پرانی دروغ گوئی  
میں بانی کا اکثر حصہ پرانی لاف زنیان میں کہ وہ ہوں اور یہ ہوں اور میں  
فلان پیشگوئی کی اور وہ یوں سچی نکلی۔ اور مجھے مجھ شریٹ گورڈ اسپورہ کی عدالت میری

نمبر ۲ جلد ۲  
طالعون کا روحانی علاج  
۴۶  
نمبر ۲ جلد ۲

اور میرے مخالف کو نہ ملی۔ وہ علی ہذا القیاس۔ اس کے حصہ ۲ میں کہا ہے "شکر کا مقام ہے  
 کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کر کے دوبارہ طاعون سے بچانے کے لئے ٹیکا کی  
 لی تجویز کی اور بندگان خدا کی پیروی کے لئے لکھی لاکھوں روپیہ کا بوجھ اپنے سر پر ڈال لیا حقیقت  
 یہ وہ کام ہے جس کا شکر گزاری سے استقبال کرنا دشمند رعایا کا فرض ہے اور سخت نادان اور  
 اپنے نفس کا وہ شخص دشمن ہے کہ جو ٹیکا کے بارے میں بدظنی کرے کیونکہ یہ بار کا تحریز میں چکا  
 ہے کہ یہ محتاط گورنمنٹ کسی خطرناک علاج پر عمل درآمد کرنا نہیں چاہتی بلکہ بہت سی تجارب کے  
 بعد ایسے امور میں جو تدریس فی الحقیقت مفید ثابت ہوتی ہے اوسکو پیش کرتی ہے سو یہ بات آہستہ  
 اور انسانیت سے بعید ہے کہ جس بھی غیر خواہی کے لئے لکھو کہ ہارو پیہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اور  
 کر چکی ہے اوسکی یہ داد دی جائے کہ گویا گورنمنٹ کو اس سروردی اور صرف زر سے اپنا کوئی خاص  
 مطلب ہے وہ رعایا بدست ہے کہ بدظنی میں اس درجہ تک پہنچ جائے کہ ہر شک نہیں کہ اس وقت  
 تک جو تدریس اس عالم اسباب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلیٰ  
 سے اعلیٰ تدریس ہے کہ ٹیکا کر دیا جائے اس کے کسی طرح سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ تدریس مفید  
 پائی گئی ہے اور پابندی رعایت اسباب تمام اس میں مضمر ہے کہ اسپر کار بند ہو کر وہ غم  
 جو گورنمنٹ کو انکی جانوں کے لئے ہے اس سے اوسکو سبکدوش کریں۔ لیکن ہم بڑے اوج کے  
 اور محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو  
 یہ سبکا پہلے رعایا میں ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں لو  
 کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھائے سوا دوسرے چھٹے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو  
 شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ  
 سے مجاہد میں محو ہو جائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جائیگے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان  
 ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلائے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تہہ میں سے  
 نہیں ہے اس کے لئے موت دیکھ رہا ہو یہ حکم اتنی ہے جسکی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے

اور ان سب کے لئے جو ہمارے گہر کے چار دیواریں بنتے ہیں ٹھیکہ کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا  
 میں ابھی بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور  
 تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اسے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون  
 کی موت سے بچاؤنگا جو اس گہر کی چار دیواریں ہو گا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخا لفاظہ ارادوں کے  
 ونگش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بعیت میں داخل ہوا اور خدا  
 کے احکام اور اس کے امور کے سلسلے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور  
 خود پسند نہ ہوا اور علی حالت موافق تعلیم رکھتا ہوا اور اسے مجھے مخا طلب کہے یہ بھی فرمایا کہ عمو  
 قادیان میں سخت بربادی انگن طاعون نہیں آئیگی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم  
 اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عمو گنا تمام لوگ اس جماعت سے گودہ کتنے ہی ہوں مخا انور  
 کی نسبت طاعون سے محفوظ رہینگے مگر ایسے لوگ اونہیں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر  
 قائم نہیں یا انکی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہوا نہ ہو طاعون وارد ہو سکتی ہے  
 مگر انجام کار لوگ تجت کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلہ خدا کی حمایت اس قوم کے  
 ساتھ ہے اور اسے حاصل حمت ہے ان لوگوں کو ایسا بچا یا ہے جسکی نظیر نہیں۔ پھر  
 صفحہ ۳ میں کہا ہے۔ اس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ طاعون وغیرہ امراض میں علاج کرنا گناہ  
 نہیں ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسی مرض نہیں جسکے لئے خدا نے دوا پیدا نہیں  
 کی لیکن میں اس بات کو مصیبت جانتا ہوں کہ خدا کے اوس نشان کو ٹھیکہ کے ذریعہ سے  
 مشتبہ کر دوں جس نشان کو وہ ہمارے لئے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں  
 اسے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتک عزت کر کے ٹھیکہ کی طوط رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر  
 میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھ سے  
 کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو پھر تو مجھے شکر گزار اس طبیب کا ہونا چاہیے جس نے نسخہ ٹھیکہ کا نکالا  
 نہ خدا کا شکر گزار جس نے مجھے وعدہ دیا کہ ہر ایک جو اس چار دیواریں کی اندر ہے۔ میں

اور  
 میں  
 ایسا  
 اص  
 طاع  
 کرنا  
 مقنا  
 میرا  
 کار  
 چہ  
 میں  
 بد  
 لوگو  
 جنبہ  
 بھی  
 ہوا  
 مذکر  
 چہ  
 بجا  
 نہ  
 کرنا

اوسے بچاؤنگا۔

میں بصیرت کے راہ سے کہتا ہوں کہ اوس قادر خدا کے وعدے سچ میں اور میں آئینو اے دلوں کو ایسا دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آچکے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح طاعون سے نجات پائیں اور اگر گورنمنٹ کو آئندہ کسی قوت طاعون سے نجات پانے کے لیے ٹیکا سے بہتر کوئی تدبیر مل جائے تو وہ خوشی سے اوسی کو قبول کریگی۔ استصوار میں ظاہر ہے کہ یہ طریق جیسے خدا نے مجھے چلایا ہے اس گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے برخلاف نہیں ہے اور کج سے پیش برس پہلے اس بلائے عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی یہ خبر موجود ہے اور اس سلسلہ کے لیے تخاصص کا کارندہ ہی موجود ہے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۸ و ۵۱۹۔

پھر صفحہ ۵ میں کہا ہے۔ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اگر شاد و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و تہہ میں کوئی خلل آسکا کیونکہ پہلے زمانوں میں موسے اور شیخ اور آخر میں ہمارے بنی صلی علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اوٹھائی اور صدائے انسانوں کے خون کیونکو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور جنوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد تم عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابلہ مجرمین کے اہل حق بھی انکی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاد و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو باعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی۔

پھر صفحہ ۹ میں کہا ہے بالآخر یاد رہے کہ ہم اس شہر میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں پنجاب اور ہندوستان میں پہیلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتی جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہوا انکو ضرور ٹیکا کرانا چاہیے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے اور جبکہ اپنی رضامندی پر چھوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں



جو انکو دی گئی ہے تو انکو بھی شیکہ کرانا سب سے پہلے تا وہ ٹھہر کر نہ کہا دین اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکا دین۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر چند سطریں شیخ لکھ دیتا ہوں۔  
 مزار کی ان عبارات میں تین باتیں دیکھ لیں گے لائق ہیں اول جو ناظرین کے یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اس نے پہلے صفحہ رسالہ میں شیکہ لکھانے کی تجویز کو غنٹ کی نہایت تعریف کی ہے اور اسکو اعلیٰ درجہ کی تدبیر اور مفید کہا ہے اور سولے اپنے اور اپنی جماعت کے پورے تابعین کی کیکو اس شیکہ لکھانے سے منع نہیں کیا۔ بلکہ اپنی جماعت سے ہی ان لوگوں کو جنکو غنٹ کا قطعی حکم شیکہ لکھانے کا ہو نہیں روکا بلکہ حکم کو غنٹ کی طاعت کا حکم دیا ہے اور اپنی جماعت کے ان لوگوں کو جو اسکی تعلیم پر پورے قائم نہیں تھے حکم دیا ہے کہ وہ شیکہ لکھائیں گو غنٹ کی طرف سے انکو قطعی ہوا اور انکو انکی رضا مندی پر چھوڑا گیا ہے۔

شیکہ لکھانے سے اونے خاص کر ان ہی لوگوں کو منع کیا ہے جو اسکے گہر کی چار دیواری میں تھے۔ میں اور وہ اسکی تعلیم کے پورے پابند ہیں۔ اس سے مرزا کے اس دعوے کا جھوٹ ہونا نہایت ہونکا ہوا اپنی ساتویں تحریر رسالہ سوا سبب الرحمن کے صفحہ ۵۵ میں اسنے کیا اور کہا ہے کہ شیکہ لکھانے کا مینے خلاف کیا اور یہ کہا کہ شیکہ لکھانے میں خیر و عافیت نہیں ہے تب اسکا اثر باطل ہوا۔

دوسری بات لائق توجہ ناظرین یہ ہے کہ اس مقام میں اسنے موضع قادیان میں اور اپنے دیگر پیردان پر طاعون دار ہونے کی صورت میں وہ چار عزرات گہر کرتیا رکھ لئے ہیں جنکا ماحصل مضمون صفحہ ۱۸ میں بیان کیا اور انکی اصل عبارت نقل کرنے کا وعدہ دیا تھا۔ ان عزرات کو گہر کرتیا رکھنے سے جو مرزا کی غرض ہے وہ یہی ہے جو بیان ہو چکی ہے۔ اس مقام میں یہ بیان کیا جائے کہ یہ عزرات عذر بہتر از گناہ کا مصداق ہیں۔ آہاں در ذریعہ ۱۹ کے چار بابوں برس بعد از ان عزرات کو پیش کرنا حکم مثل مشہور شیعہ کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلمہ خود یا بدزد

شاید اگر اجماع جنہ کی ط مرزا کرے لوگو کہنا جا کر اور چاہے مرزا کرے یا نہ

نہایت بزرگ و شاک جیلہ ہے۔

اگر الہام ۹۹ فروری ۱۸۹۰ء (جمین قادیان کو بچانے کا وعدہ ہے) یا اسکے تابع الہامات  
جنین بقول مرزا مرزا کے تمام بیرون کو بچانے کا وعدہ ہے خدا تعالیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام  
کی طرف سے ہوتے تو انہیں پہلے سے عام اور مطبق وعدہ نجات اہل قادیان یا عام بیرون  
مرزا وچ نہوتا بلکہ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ مخلص صادق نہ جانتا انکو پہلے ہی سے مستثنیٰ  
کے خاص کر صادق مخلصوں کو وعدہ نجات دیتا اور طاعون کا وہ قسم بھی بتا دیتا جس سے  
لوگوں کو بچانے کا وعدہ تھا اور بیرون چار یا پانچ کے بعد مثل مشے کہ بعد از جنگ کے طور پر اسکو یہ  
کہنا نہ پڑتا کہ جس طاعون کے قادیان اور جماعت مرزا کے بچانے کا وعدہ ہے اس کے مراد طاعون  
جارت دینے چار ٹو دینے والا) اور تباہی لانے والا اور کثرت کی موت مارنے والا اور لوگوں  
کو گھروں سے نکلنے والا ہے۔ نہ معمولی طاعون جو قادیان اور مرزا کی جماعت میں بھی آسکتا ہے  
اور جو جماعت مرزا طاعون جارت سے بچائے جائیگی اس سے فلان فلان اشخاص (مثلاً  
چارون خلفا جسکے نام نامی صفحہ ۳۸ میں مذکور ہوئے ہیں یا آپ کے اہلبیت وغیرہ وغیرہ) مراد  
ہیں جو مخلص ہیں یا فلان فلان اشخاص انہیں سے خارج ہیں جو غیر مخلص ہیں یا وہ لوگ مراد  
ہیں جو مرزا کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں اور وہ صرف لنگر کی روٹیوں کی خاطر مرزا کے مان  
ہیں مان نہیں ملائے۔

اور جو لوگ باوجود مخلص صادق ہونے کے طاعون میں مبتلا ہونگے وہ نسبت مرزا کے مخالفوں  
سے کم ہونگے۔ کیا خدا تعالیٰ کو جسے بہتات و علم ادم الاسماء کُلّھا آدم اور تمام  
بنی آدم کو تمام الفاظ سکھائے ہیں یہ الفاظ پہلے الہام کے وقت اور چار سال تک اسکے  
بعد یاد نہ تھے یا وہ پہلے ہی سے یہ الفاظ درج الہام کر چکا تھا۔

یہ بات کوئی مسلمان نہ کہ کوئی ہندو عیسائی بلکہ کوئی جو بڑا چار بھی جو خدا تعالیٰ مانتا ہوگا  
تو یز نہیں کر سکتا۔ لہذا ان الفاظ سے چار سال کے بعد کہی گئی ہیں ثابت ہوتا ہے کہ وہ الہام

اور اسکی تشیخ میں یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ یہ الہامات اور انکی تشریحات  
مرزا کی اپنی من گھڑت ہیں یا اسکو گمراہ کرنے والی اور ہنسی اور تلامع اسکو لوگوں میں رسوا  
و ذلیل کرنے والے ملہم معلم المکتوت کی طرف سے ہیں جنکو الہام گمراہ کرنے کے وقت یہ چار یا تین  
معلوم نہ تھیں (۱) یہ کہ قادیان میں بھی طاعون آئیگا (۲) یہ کہ وہ خاص کر چار دیواری میں  
رہنے والوں اور صرف نگر کی روٹیاں کی خاطر نان میں نان ملنے والوں میں بھی اپنا کرم نہ دیکھا  
(۳) یہ کہ مرزا کی جماعت خارج از قادیان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو غلط نہیں متفق ہیں۔  
چہارم بعض مخلص صادق اور فدائی بھی طاعون میں مبتلا ہوئے والہ ہیں۔ جنکی وجہ ابتلا  
خدا تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ (یہ وہ لوگ ہیں جنکا ذکر  
کشتی نوح کے صدف سطرہ امین) مرزا کو اور اس کے ملہم کو ان چاروں باتوں کا پہلے الہام کے  
وقت سے چار سال تک علم نہ ہونا اور خاص کر چوتھی بات کا اب تک (الہام ۶ فروری  
۱۸۹۱ء کے چھٹے سال ۱۲۹۰ھ تک) علم نہ ہونا قطعی اور صاف یقین دلانا ہے کہ یہ الہام  
منجانب خدا تعالیٰ (جو عالم الغیب کا اور ہمیشہ سے اولین و آخرین کا علم رکھتا ہے) ہرگز نہیں  
ہے بلکہ یہ مرزا اور اس کے ملہم معلم المکتوت کی اپنی من گھڑت ہے۔

مجھے اس مقام میں ایک حکایت یاد آئی ہے جو بارہا سنی گئی ہے کہ ایک مرشد عیار نے  
جو رسول نمائی کا مدعی تھا چند قتل کے اندھوں کا ہونٹے کے پورے اس وعدہ پر بہت سال مارا  
کہ میں مکہ فلان وقت فلان مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرادو گا  
وہ احمق اس امید پر اپنی اپنی چین خالی کر کے مجلس مقام سو عود پر جمع ہو گئے تو وہ عیار پولا  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب اس مجلس میں تشریف لائے گا روٹن افروز ہو گئے مگر جو شخص حلال  
زادہ ہو گا اسکو آنحضرت کا جمال کمال الغیب ہو گا اور جو حرامی (دولہ الحرام) ہو گا وہ  
زیارت سے محروم رہے گا یہ سنکر وہ سب دم بخود ہو گئے کوئی نہ نکلا جو زیارت ہونے کی نفی کرتا  
اور کون اپنے آپکو حرامی قرار دیتا؟ مرزا اس مرشد کا بھی مرشد نکلا اور نے تو ایک ڈھکوسلہ

و عملہ و جنتی من القوم الظالمین و مریدانیت  
عمران النبی احسن فرجھا تفننا فیہ من رد  
وصلقت بحکمت ربھا و کتبہ و کانت  
من القننات (سورہ یحٰی ۳۶)

کافرون کو کفر کی سزا ملے گی اس سزا میں انکو زندہ کر دیا جائے گا  
(یعنی میری کیون نہوں) کے درجہ اور نیکی کا پورا پورا  
مناوگا اور مومنوں کی مثال ایک فرعون کی عورت  
کو ذکر فرمایا جبکہ اسنے کہا تھا کہ خدا یا میرے لئے  
جنت میں گھر بنا مجھے فرعون سے اور اسکے عمل سے (جو شوہر زور سے کرتا ہے یا ہر ایک اسکا  
عمل بد کفر و تندیب مومنین وغیرہ) اور اسکی قوم ظالم قبطیوں کے بچا جس سے مقصود خداوند  
یہ ہے کہ مومنوں کو انکے قرابتیوں کا کفر کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچاتا جب وہ اپنے ایمان  
پر چختہ و قائم رہیں۔ دوسری مریم بنت عمران کو ذکر کیا جسنے اپنی شرک گاہ کو بچایا اور خدا تعالیٰ  
کے حکم پر ایمان قائم رکھا تو خدا نے بلاد واسطہ شوہر اسکو فرزند عطا کیا۔ اس تمثیل سے بھی  
مقصود خداوندی عام مصفیرین اسلام نبوی۔ بیضاوی۔ امام ہادی نے تو پہلی مثالوں کا  
مقصود بتایا ہے کہ مریم کا ایمان و احکام خداوندی پر قائم رہا تو انکو انکی قوم کے (جو انکو لاپرواہ  
ہتی یا انکے بیٹے مسیح کو خدا کہتی تھی) کفر نے نقصان نہ پہنچایا نہ خاک اس پر لگے۔ اگلا یہ کہ عیسیٰ  
مسلم رکھ کر یہ بھی مقصود خداوندی سمجھا ہے کہ جو مومن کامل ہو گا اور احکام الہی کی پوری پیروی  
کرے گا اور پوری پر قائم و مستحکم رہے گا جیسا کہ مریم علیہا السلام تھیں اسکو خدا نے تو اسے وساطت  
ظاہری اسباب دنیاوی کے بغیر بھی ظاہری و باطنی دینی و دنیوی نعمتیں عطا کر دیں۔ جیسا کہ مریم کو  
بلاد واسطہ شوہر فرزند عطا کیا۔

اس آیت کی نسبت نہ آج تک کسی مسلمان نے کہا اور نہ آئندہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ آیت کنجی خاص  
شخص یا اشخاص کے حق میں ہے اور اس تمثیل سے خداوند تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ مریم کی طرح کوئی  
مرد یا کوئی عورت بلاد شوہر نہ پہنچے گی اور وہ بچا بہر مریم کہلا کر گایہ جسے نہ الفاظ اس آیت سے ثابت  
ہوئے ہیں اور نہ اسکی تمثیل یا تشبیہ ہے کیونکہ وہ تمثیل و تشبیہ صرف بعض امور میں مشابہت ہوتی  
ہے نہ مشبہ و مشبہ بہ میں کل امور صفات مشبہ بہ میں مشابہت و مشاکرت مثلاً کوئی زید کو شیر کہے تو

اس کے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ زید شجاع اور یزید بہادر ہے اس تشبیہ کے مقصود نہیں ہوتا اور نہ کوئی یہ مقصود سمجھ سکتا ہے کہ زید کو شیر کی سی دُم بھی لگی ہوئی ہے اور شیر کے سے ناخن و دانت بھی ہیں جن سے وہ چیرتا اور کاٹتا ہے۔

آیت کے اصل معنی ناظرین نے سن لیے تو اب وہ یہ سنیں کہ مرزا اس آیت کے کیا معنی کرنا اور اس اپنا ابن مریم ہونا کیونکر نکالتا ہے۔

وہ کشتی نوح کے ص ۲۷ وغیرہ میں کہتا ہے۔ اسی کی طرف سورہ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صلی اللہ علیہا وسلم کی مشابہت رکھیں گے جنہاں پانی اختیار کی تب ان کے رحم میں عیسے کی روح پہنکی گئی اور عیسے اس پیدا ہوا اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اسکو ملیگا پھر اس میں عیسے کی روح پہنکی جائیگی تب مریم میں سے عیسے نکل آئیگا یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائیگا۔ گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسے ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائیگا۔

جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی طرف اشارہ ہے الہام ط ۲۱ میں اور وہ یہ ہے کہ ائی لکھا ہوا ہے اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی اور اسی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ ہذا لکھا ہوا ہے الخلفۃ یعنی اے مریم کہو کہ تم کو بلا اور میرے بعد ط ۲۱ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت و زوجک الجنة نفخت خیک میں لکھا ہے روح الصدیق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہوئیے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پہنک دی۔ خدائے اس آیت میں میرا نام روح الصدیق رکھا ہے۔ یہ

اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نفخنا فیہ من روحنا پس اسکا گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے بیٹ میں عیسے کی روح جا پڑی جسکا نام روح الصدیق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۵ براہین احمدیہ میں وہ عیسے جو مریم کے بیٹ میں تھا اسکو پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا یا عیسے المستوفیک ودا فک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی یوم القیامۃ۔

اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جسکی روح کا لفظ صوفی  
 ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا پس اس کا طے سے بن عیسیٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مری حیثیت  
 سے خدا کے لفظ سے پیدا ہوئی دیکھو ص ۴۹۶ اور ص ۵۵۶ براہین احمدیہ - اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم  
 میں بطور مشکوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت میں اسی طرح پیدا  
 ہو گا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جاوے گا اور پھر بعد اسکے اس مریم بن عیسیٰ کی روح  
 پہونک دی جائیگی۔ پس وہ حریت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحیت  
 میں تولد پائیگا۔ اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلایگا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے  
 جو قرآن مجید یعنی سورہ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ  
 میں سورہ التحریم کی ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے قرآن مجید موجود ہے ایک طرف  
 قرآن مجید کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ  
 مشکوئی پرورہ تحریم میں ہے یعنی یہ کہ اس امت میں ہی کوئی فرد مریم کہلایگا اور پھر مریم سے  
 عیسیٰ بنایا جائیگا گو یا اسمیں سے پیدا ہو گا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے  
 پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود  
 تھا جبکہ قرآن مجید نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی راستہ  
 آثار دی جائے اور اس اعتراض سے بھی سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے  
 اور کیا آج سے بیس یا تیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا  
 تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر ادل اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر اقتدار کے طور پر الہام  
 بنانا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں ہی عیسیٰ کی روح پہونکی گئی اور پھر آخر کار ص ۵۵۶ براہین احمدیہ  
 میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیز و عزیز کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز لینے  
 کا دخل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی  
 تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گزر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اپنی احمدیہ میں یہ

کیونکہ کہتا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا۔ سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی اس لیے گواہوں نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔ دوسرے حصہ میں مریت بنیہ پر درش پائی اور پردہ نشوونما پاتا رہا ہے جیسا کہ گزرتے گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں ہے۔ درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ہوا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو اس مہینے سے زیادہ نہیں بزرگ اس الہام کے جو جب آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سرخی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کے وحی جو اس راز پر مشتمل ہے میرے پر نازل ہوئی۔ اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہووے میرا لکھنا جو الہامی تھا محض رسمی تھا مخالفون کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعوے نہیں جیتے کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھائے سو اس وقت تک حکمت الہی کا یہی تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آئے مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے میں موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعوے ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار تبصرہ لکھا گیا ہے۔ اس جگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرنا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صد لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اس زمانہ کا ہے جبکہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اسکے یہ الہام ہوا تھا قا جاء لها الخاض الى جذع النخلة قالت يا ليتني مت قبل هذا وكنت نسيا منسيا یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دروزہ تنہا

کی طرف سے آئی ہیں عوام الناس اور جاہلون اور بے سمجھ علماء ہے واسطہ پڑا جنکے پاس ایمان کا پیل  
تہا جنہوں نے تحفیر و توبہ کی اور گالیان میں اور ایک طوفان برپا کیا تب تکم نے کہا کہ کاش میں اس  
پہلے مرحاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو اشد اہل میں ہو رہیوں  
کی طرف سے ہو سکتا ہے جو عی پڑا اور وہ اس دھڑے کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے ہنوں  
نے فنا کرنا چاہا۔

اس نود و بحر و سخت ریلوے سود طول سر اس فضول تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت سورہ تحریم میں خدا کا  
کی یہ مراد ہے کہ امت محمدیہ میں ایک شخص (مرزا غلام احمد) مریم کے مشابہ ہو گا اور وہ پہلے دو سال  
تک مریم کہلائیگا۔ پھر اس میں غنیمت کی روح پہنکی جائیگی لودہ حاملہ ہو جائیگی اور اس کے دس مہینے  
کے بعد عیسے پیدا ہو گا۔ اور وہی شخص جو مریم کہلاتا تھا عیسے بن جائیگا اور اس مریم کہلائیگا۔

پھر اس مراد کی تائید میں نزلے نے پہلے براہین احمدیہ کے ص ۲۲۱ کا الہام لکھا تھا کہ اے اللہ اے اللہ اے اللہ  
جس میں بعض دفعہ نے فروغ کے کام لیا۔ اور اس صفحہ میں اس الہام کا نام و نشان پایا نہیں جاتا  
اس الہام کے حوالے سے یہ بتایا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ نے اس کو مریم کہا ہے۔ یہ وقت ۲۲۱  
کے الہام ہذا الیک ججز الخلفۃ اور اپنی خاک کی کتاب یادداشت سے اس کا پہلا حصہ الہام  
نالعلم ہا الخاضع لے ججز الخلفۃ نقل کیا اور کہا کہ ان الہامات میں اس کی حالت حمل اور روزہ  
کی حکایت ہے اور اس میں تہہ کچھور سے چاہل اور بے سمجھ علماء مراد ہیں جنکے پاس ہل نہیں۔

پھر ص ۲۲۱ پر اس کا یہ الہام نقل کیا ہے یا مویہ نفخت فیک من لدن روح الصدفۃ اور کہا کہ  
اے اس الہام میں روح الصدفۃ میرا نام ہے (یہاں مرزا حکیم دروغ گو را حافظہ نباشد قدرتی ترتیب  
کو جو حمل اور وضع میں خدا تعالیٰ نے رکھی ہے۔ بہوں گیا۔ حمل اور روزہ کی حالت میں تہہ کچھور پر پہنچے  
اور اکو بلائے کا پہلے ذکر کیا اور نفخ روح کا شیچے۔ شاید یہ بھی اس کی لٹی کر است خارق عام قد ملی  
عادت ہو کہ نفخ روح پیچھے ہوا ہو اور حمل اور روزہ پہلے)

پھر صفحہ ۵۵۶ پر اس کے الہام یا عیسے فی موع فیک نقل کر کے یہ کہا ہے کہ وہ عیسے جو بیٹ میں



ہتا وہ بیدار ہو گیا۔ مزلے اس تقریر میں جو اپنی مروت و جل و ولادت و معیویت کو بزرگ خود  
 اور براہین احمدیہ سے ثابت کیا ہے۔ بہر اسکی بابت بڑی دلیری اور بہادری سے یہ کہا ہے کہ ایک  
 طرف قرآن کو رکھو دوسری طرف براہین احمدیہ کو رکھو اور دو تو میں یہ مضمون کمال نصیح کے ساتھ  
 دیکھ کر انکا باہم مقابلہ کرو۔ اور کہا ہے کہ کیا یہ انسان کی قدرت ہے اور کیا یہ میرے اختیار  
 میں تھا اور کیا میں اسوقت موجود تھا جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔ اور کیا میں نے خدا سے کہا تھا  
 کہ میرے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتاری جائے اور کہا آج سے بیس برس کے زیادہ پہلے  
 میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر کہے اپنا نام مریم رکھتا ہوں  
 یہ الہام بنا کر مجھ میں عیسے کی روح پہنکی گئی ہے۔ پھر آخر براہین کے حلقہ میں کہہ دیتا  
 کہ میں عیسے بن گیا۔ اگرچہ اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اسی براہین میں یہ کیوں کہتا کہ عیسے  
 مسیح بن مریم دوبارہ آئیں گے۔ اس تقریر کو سنکر شخص جسے براہین نہ دیکھی ہوگی۔ اور قرآن کی سزا  
 تحریم میں بھی اسکی نظر نہ پڑی ہوگی لٹو ہو جائیگا اور مرزا کی پیشگوئی کی صداقت اللہ اور اسکی  
 کرامت کا قائل ہو کر مرید مرزا بن جائیگا۔ مگر اے مسلمانان اور اے مرزائیہ مرزا کے دام  
 آفت و گمان مزلے نے جو کچھ اس تقریر میں کہا ہے اس پر غور و فکر کرو۔ ایک حجت پہلی سون سچا  
 نہیں اور اسکی دلیری و بہادری جو اس تقریر میں متنے دیکھی ہے اس پر بے شرمی دلچسپی ہے۔  
 مرزا کا مریم ہو کر حاملہ ہونا۔ پھر مسیح کو جنم پھر عیسے بن مریم کہلانا نہ قرآن ہیچ نہ براہین احمدیہ میں  
 آیت قرآن کا مطلب اور بیان ہو چکا ہے اور قرآن اسوقت اکثر ذہن و مرد و بچہ  
 غور و سال و پیران کہن سال کے مائتھ میں ترجمہ شدہ موجود ہے۔ اس میں مرزا کو مریم ہونے  
 کا حاملہ ہونے کو جنم پھر خود ہی ابن مریم ہو جانے پر کمال نصیح تو کجا کوئی اشارہ ہی نہ  
 پایکا۔ اب یہی براہین احمدیہ سے اسکی عبارات ان الہامات کے متضمن کہ ہم سب مقام  
 نقل کر دیتے ہیں اور ناظرین خصوصاً مرزا کے پیروں سے داد انصاف چاہتے ہیں وہ خود اسے ذکر کر  
 خدا کا ذکر نہ تو دنیا ہی سے شرم کر کے بناوین کہ ان الہامات براہین میں مرزا کا مریم ہو کر حاملہ

ہونا پھر عیسے کو جنکر خود ہی ابن مریم ہو جانا کہاں پایا جاتا ہے۔

پس اضم ہو کہ جو الہامات براہین کشتی نوح میں مرنے والے تھے مرنے والے تھے اور وہ براہین احمدیہ میں سب حوالہ پائی جاتے ہیں مین الہام مین اول الہام ص ۲۲۳ براہین ہذا الیک ص ۲۲۳ جبکہ ترجمہ مرنے والے اس عبارت کشتی نوح میں یہ کیا ہے اسے مریم کہجور کے تہ کو ہلا۔ اور اس میں وہ سفید چہرہ ہلا ہے۔ براہین کے ص ۲۲۳ مین اسے اس الہام کا کوئی ترجمہ نہیں کیا اور جو اسکی تفسیر کی ہو اسے بوجہ نہیں آئی کہ مرزا کو خدا نے مریم بنا کر اس الہام میں مخاطب کیا ہے۔ بلکہ اس تفسیر میں تو مرزا براہین احمدیہ کو چھاپنے والا اور خندہ نہ پہنچنے سے متفکر و غمگین ہو کر اس الہام کا مخاطب بنایا گیا ہے اور اس الہام میں اسکو خندہ کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اصل عبارت براہین احمدیہ یہ ہے۔ ”لوگوں کی عدم توجہی سے (یعنی ادائیگی خندہ میں) طرح طرح کی دشمنی پیش آئیں اور شکل حد سے بڑھ گئی تو ایک دن مغرب کے قریب خداوند کریم نے یہ الہام کیا دھڑ الیک ص ۲۲۳ تساقط علیک رطباً جذا اس الہام کا نقلی ترجمہ (جبکو مزارعہ اس بدینتی سے کہ میں برس کے بعد اسکا مخاطب مریم کو بنا کر بہر میں خود مریم بن بیٹھوں گا چہرہ لگا ہے) یہ ہے کہ اسے مشکلات میں مبتلا و متفکر اور خندہ کے طالب مرزا تہ کہجور کو اپنی طرف کو ہلا دے مازہ کہجورین تجھ پر گرایا گیا۔

اس الہام کو بیان کر کے مرزا نے اسکی تفسیر میں کہا ہے سو میں سمجھ لیا (یعنی اس الہام کی مراد یہ بھی) کہ یہ تحریک و ترغیب کی طرف اشارہ ہے اور یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ ہر وہ جو تحریک میں حصہ لے گا ہر ماہ حج ہوگا اور اسکی خبر بدستور کسی ہندو اور مسلمان کو دی گئی۔ اور اتفاقاً اسی روز زیادہ سے روز حافظ ہدایت علی صاحب جو ان دنوں ضلع گورداسپورہ میں گسٹر اسٹیشن کشتی قادیان میں آئے تو انکو بھی اس الہام سے اطلاع دی گئی اور اسی ہفتہ میں آپ کے مولوی غلام علی انور کو مخاطب کر کے کہتا ہے) دوست مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو بھی اس الہام کی اطلاع دی گئی اس الہام کے بعد حسب الارشاد حضرت احدیت کسی قدر تحریک کی گئی تو تحریک کرنے کے

بعد لاہور۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ مالیر کوٹلہ اور دوسرے مقاموں سے اور جہان سے خدائے چنانہ  
اس حصہ کے لیے جو چاہتا تھا بند پڑ گیا۔

مسلمانوں انصاف کرو۔ مرزا یکتا مشرم و حیا کو کام میں لکر کہو کہ اس عبارت براہین میں مرزا کو مریم کا  
کہا گیا ہے۔ اور اس میں بجز چندہ براہین احمدیہ کی بات کا ذکر یا وعدہ ہے۔ اور اس میں مخاطب  
کون ہے مرزا جو چندہ کے فکر و غم میں تھا۔ یا کوئی اور مخاطب ہو سکتا ہے۔

اور اگر مرزا یا مرزا کی طرف سے کوئی اور کہے کہ یہ الہام چونکہ بعینہ الہام قرآنی ہے جو حضرت مریم  
علیہا السلام کو جبکہ وہ روح القدس سے حاملہ ہو کر دروزہ میں مبتلا تھیں جبریل کی طرف سے  
ہوا تھا۔ اور مرزا کی کتاب یادداشت الہامات میں بھی اس الہام کا پہلا حصہ۔ خاجا جلال الدین  
الحجۃ المکملۃ للہ۔ عبارت حلیہ کشتی نوح میں موجود ہے گو براہین احمدیہ میں اس حصہ کا درج  
کرنا مرزا کو بھول گیا تھا بنا علیہ اس الہام میں مرزا کا مریم تو نام مراد خداوندی معلوم ہوتا ہے  
تو اس کے جواب میں اولاً یہ کہا جائیگا کہ اس صورت میں بھی مرزا کا وہ دعویٰ سچا نہوگا کہ شیعہ براہین  
احمدیہ میں نبی برسر پہلے سے مریم ہو کر عیسیٰ کو جنم کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ خانگی کہ نبی براہین  
احمدیہ نہیں ہے کہ اس کا بیان بیان براہین احمدیہ متصور ہوا اور ثانیاً کہا جائیگا کہ اس خانگی  
کتاب یادداشت کے حصہ الہام مذکور میں مرزا کو حاملہ اور دروزہ میں مبتلا بتایا گیا ہے اور تنہ  
کچھ کہ بے پہل بنا کر اس کے مراد عوام الناس جہلا اور بے سمجھ علماء بتائی گئی ہے۔ اور الہام  
مذکور قرآن میں جو حضرت مریم کو جبریل علیہ السلام کی طرف ہوا تھا نیز انکی حالت حل و دروزہ میں تھا  
لہذا یہ الہام الہام براہین احمدیہ کا مفسر و کاشف و مراد بتانے والے نہیں ہو سکتے کیونکہ الہام  
براہین احمدیہ کے وقت مرزا کو حل نہوا تھا اور نہ اس وقت تک اس میں روح الصدق کا نفی ہوا تھا  
بلکہ یہ نفی اس میں دوسرے کے بعد ہوا چنانچہ مرزا نے خود عبارت حلیہ کشتی میں بیان کیا ہے  
جو نصف (۷۹) رسالہ ہذا منقول ہے۔

اس فرق و تفاوت کے علاوہ الہام براہین میں تنہ کچھور سے چندہ دہندہ پہلدار لوگ اور ان کے

بھیل سے چندہ بتایا گیا ہے اور الہام خانگی کتاب میں تنہ کچھ رسسے پہل جہلا و علما رزوتانی  
 کسی یہ نفارت بھی مقصود ہے کہ یہ الہام اس الہام براہین احمدیہ کا معشر و کاشف مراد  
 نہیں ہو سکتا۔

بہر حال ہمیں برس کے الہام براہین احمدیہ ص ۲۶۶ میں مرزا کو مریم بنین کہا گیا اور مرزا کا یہ اور  
 سفید چہرہ ہے۔ دوسرا الہام براہین کے ص ۲۹۶ کا ہے جسکو وہ الہام اول کے بعد بتانا  
 ہے اور اس میں جو سناری کر کے اسکے صرف یہ الفاظ نقل کرنا اور کہتا ہوں یا مرید اسکن انت و  
 زوجك الجنة لفتح قلبك من لدن روح الصديق فانی اس آیت میں میرا نام روح الصدیق  
 رکھا۔ اس آیت کے مقابل یہ آیت قرآن ہے کہ لفتحنا قلوب من روحنا انجک گویا اسفار کے  
 رنگ میں مریم کے بیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی۔ اس میں جو مرزا نے جو سناری کی ہو وہ یہ ہے  
 کہ پہل الہام جو براہین کے ص ۲۹۶ میں ہے اس میں مریم کے ساتھ آدم اور احمد کا بھی ذکر ہے اور  
 روح الصدیق کی تفسیر سجائی کی روح سو کی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام و آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم وغیرہ تمام انبیاء علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ نہ وہ روح جو مریم کے بیٹ میں جا پڑی  
 اور وہ عیسیٰ بن مریم تھی۔ اصل عبارت براہین ص ۲۹۶ یہ ہے یا آدم اسکن انت و زوجك  
 الجنة۔ یا مریم اسکن و زوجك الجنة یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة یعنی آدم  
 مریم لے احمد تو اور جو شخص تیرا پیروں و تابع اور رفیق ہو بہشت میں یعنی نجات کے وسائل میں  
 داخل ہو جاؤ دیتے اپنی طرف سے سجائی کی روح تم میں پہنچا دے گی ہے۔ اس آیت میں روحانی  
 آدم کا (مرزا اپنے آپ کو مراد رکھتا ہے) وجہ تسمیہ بیان کیا گیا ہے یعنی جیسا کہ آدم علیہ  
 السلام کی پیدائش بلا واسطہ اسباب ہوئی ایسا ہی روحانی آدم (مرزا) بھی بلا واسطہ

جو ناظرین اس خط مرزا کو دیکھنا اپنے الہام کو اب آیت کہنے لگ گیا آگے دیکھ کر کیا بولتا ہے

یا مریم ہی بطور زنا ہے جو اوپر بتایا گیا ہے

مسلمانوں پر۔ انصاف کرو مزائیوں۔ ا۔ شرم و حیا کی تہذیبی دیر کے لئے کام میں لا کر کہو کہ اس نے  
برا میں احمد بن محمد کو صرف مریم کہاں کہا گیا ہے جیسا کہ اس نے کشتی کی عبارت ص ۷۷ میں صرف لفظ  
مریم نقل کیا اور اس کا ترجمہ کیا اور جو بٹ بٹ لایا ہے۔ پھر اس میں روح الصدق سے مراد کو مراد بتایا  
اور خود ہی مریم بنکر اسکے پیٹ میں جا پڑا جیسا کہ اس نے عبارت کشتی میں کہا اور جو بٹ بٹ لایا  
یا روح الصدق اس سچائی کو کہا ہے جو حضرت آدم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء میں  
پائی گئی ہے۔ تمام مسلمان اور مزائی انصاف کر نیکی کے توصات کہیں گے کہ عبارت نہا میں ص ۷۷  
طور پر پایا جاتا ہے کہ روح الصدق اس سچائی کا نام ہے جو پہلے حضرت آدم میں پھر تمام انبیاء علیہم  
السلام میں اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی گئی ہے۔ اور درحقیقت ان ہی انبیاء  
کا وہ خاصہ تھا اہل اگر مرزا میں اس کا کچھ حصہ نزع اسکے آیا ہے تو اوس کا نکل ہے جو طبعی اور طفلی  
طور پر ہے۔ پھر مرزا کا اس عبارت کشتی لوح میں یہ دعویٰ کرنا کہ براہین احمدیہ میں خدائے میرا نام  
روح الصدق رکھ کر اس الہام میں مجھے مریم بنکر اسکے پیٹ میں جانا بیان کیا ہے سفید جو بٹ  
نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۰۔ یہ بھی مرزا کا ایک مددع ہے۔ حکیم محمد شریف کلا نوری سے میں نے بیگوش خود سنا تھا۔

(قَتْمَانِ لَمْ تَسْمَعَا) کہ مرزا نے میرے سامنے حضرت عبدالصاحب غزنوی سے

بیعت کی۔ ہر زاجر کہ اس بیعت سے منکر ہو گیا تھا لہذا اس بیعت کے فائیت

سے محروم کیا گئی۔ اور گمراہ ہو گیا ہے

تهیدستان منت را چه سود از هر پیر کامل بگوید که خضر از آب میوان نشسته و آرد سکندر را

ایہ وہ بے مرشد کہلاتا ہے اور اس پر فخر کر رہا ہے۔

عاجی  
سجده  
حکیم  
زبان  
غنی  
اسر  
عربی  
الها  
باز  
کمی  
به ال  
میز  
میر  
از  
سر  
نیز

غیر زور۔! مرزائی دوستو۔! خدا سے ڈرو ہٹ دھرمی چھوڑ دو ایسا صحیح اکاذیب مرزا  
کے دیکھو بھی تم اسکا دامن نہ چھوڑ گے؟ اور لعنت اللہ علی الکاذبین کہہ کر اس کے  
جدا نہ ہو گے؟۔

تیسرا الہام براہین کے حصہ ۵۵ کا ہے جسکی نسبت مرزائے حدیث کشتی نوح میں کہا ہے کہ  
الہام حصہ ۵۵ سے مدت محل کے بعد جو دس بیسے سے زیادہ نہیں ہوا تھا اور اسکی نسبت  
کشتی نوح میں کہا ہے ہر سیکے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ جسے جو مریم کے پیٹ میں تھا  
اسکے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا۔ یا عیسیٰ انی صوفیک و مر اقل الی الخ۔ اس جگہ  
میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا۔ کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جسکی روح کا نفع حصہ ۵۵ میں  
میں ظاہر کیا گیا الخ۔ مسلمانوں۔ اور مرزائیوں یہ بھی مرزا کا سفید چوٹ ہے براہین احمدیہ میں جان  
یہ الہام بیان ہوا ہے ہر گز گریہ بیان و ذکر و اشارہ تک نہیں ہے کہ مرزا مریم بنا۔ ہر اس میں  
کی روح پہنچی گئی۔ اور وہ حاملہ ہوئی ہر فرد میں اس کے بعد اسکے تولد پر یہ الہام ہوا۔ پیلے دوتو  
براہین تم سب کے پاس ہوگی دیکھو اس میں کہیں یہ لکھا ہے۔ اس الہام کے پہلے تو چند  
الہاموں کا ذکر ہے اور اسکے بعد یہ الہام گہر کے درج کیا گیا ہے۔ صفحہ ۵۵۵ براہین میں چند  
عربی عبرانی فارسی الہامات نقل کر کے الکا ترجمہ یا خلاصہ یہ بیان کیا اور کہا ہے کہ میرے  
اس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان نہیں لاتے یعنی خدا تعالیٰ کا تائیدات کرنا اور اسرار  
عہد پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبر میں بتلانا اور دعائوں کو قبول کرنا اور مختلف  
زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائق الہیہ سے اطلاع بخشنا یہ سب خدا کی شہادت ہے  
جسکو قبول کرنا ایماندار کافر صلی ہے پہر بلکہ الہامات بالاکار یہ ہے کہ یہ تحقیق میرا رب میرے ساتھ  
ہے۔ وہ مجھے راہ بتلایگا اسے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب  
عاجی ہے (اسکے معنی یہی تک معلوم نہیں ہوئے) جن لائق بالذن کی طرف جھکو بلاتے ہیں  
اونے اسے میرے رب مجھے زندان بہتر ہے اسے میرے خدا مجھے کو میرے علم سے نجات بخش۔

اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا یہ سب  
 ابراہیم کہ جو اپنے اپنے اوقات پر چستان میں جبکہ علم حضرت عالم الغیب کو ہے پہر بعد  
 فرمایا ہو شعنا نفسا یہ دونوں فقرے شاید عبرانی میں اور ان کے معنی ایسی تک اس عاجز  
 پر نہیں کھلے پہر بعد اسکے دو فقرے انگریزی میں ہیں جیکے الفاظ کی صحت بیاعت سرعت الہام  
 ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں امی لویہ۔ امی شل گویوہ لارج پارٹی اوفٹ ام  
 چونکہ اس وقت اپنے آجکے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اسکے پورے سسٹم کے  
 میں ایسے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔ پہر بعد اسکے یہ الہام ہے۔ یا عیسے ان صوفیک وداخذک  
 الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القيمة ثلثہ من الاولین ثلثہ من الآخریں  
 اے عیسے میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات و تو کا اور اپنی طرف اوٹھاؤنگا یعنی رفع درجات  
 کو تو کا یا دنیا سے اپنی طرف اوٹھاؤنگا اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر میں قیامت تک  
 بخشوں گا یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو محبت اور برہان اور برکات کے دوسرے کو  
 پر قیامت تک فائق رکھوں گا پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں بھی ایک گروہ  
 ہے۔ اس جگہ عیسے کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔  
 اب ناظرین خصوصاً مرزائی دوست دادالضاف دین اور یہ کہیں کہ براہین کی اس عبارت میں مرزا  
 کے دعاوی کا نام و نشان کہیں پایا جاتا ہے نہیں تو پہر انکو اسکی دروغ گوئی میں کیا شک ہے  
 اور وہ اسکو لعنت کہہ کر کیوں نہیں چھوڑے اور اگر مرزا یہ کہے کہ اس الہام ص ۵۵ کی نسبت  
 براہین احمدیہ میں تو میں یہ دعویٰ نہیں کیا تھا جو کشتی نوح میں کیا ہے لیکن اب میں دعویٰ  
 کرتا ہوں اور اس الہام کے قطعی سننے صحیح سمجھتا ہوں براہین میں ان معنی کا بیان غلطی سے رہ گیا  
 تھا تو اسکے جواب میں کہا جاوے کہ اس صورت میں بھی مرزا کا یہ کہنا کہ براہین لکھو اور اس میں  
 میں برس کے دعویٰ دیکھو سفید چہوٹا ہی ہوگا اب رہے یہ تازہ معنی اور اس معنی کو  
 یہ دعویٰ کہ اس الہام میں عیسے بنایا گیا ہوں تو اسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ ثبت الثبوت

میں چہ  
 مریم ہونا  
 کی نسبت  
 کیا اور  
 اور جس حال  
 ہونا ثابت  
 مشہور ہے  
 ہولین  
 پیدا ہی  
 اور اگر مرزا  
 احمد یہ مرزا  
 کشتی نوح  
 میان ہو  
 تہی۔ چہ  
 کہ اس  
 احمدیہ کا  
 دعویٰ  
 حقیر کا  
 میں اپنے  
 بیان  
 میں کہ

پہلے چہت بناؤ۔ پھر اس پر نقش لگا کر دو۔ پہلے تو یہ ثابت کر لو کہ الہام ص ۲۲۶ سے تمہارا  
 مریم ہونا مراد ہے۔ پھر الہام ص ۲۹۶ سے تمہارا حاملہ ہونا مراد ہے۔ پھر اس الہام ص ۲۵۵  
 کی نسبت یہ دعویٰ کرو کہ اس میں میرے تولد کی خبر ہے اور تولد کے بعد مجھے عیسے بنایا  
 گیا اور مجھے وعدہ کیے گئے ہیں جو اس الہام میں ہیں یعنی توفی رفع وغیرہ  
 اور جس حالت میں ہنوز الہامات مذکورہ سے نہ تمہارا مریم ہونا نہ حاملہ ہونا نہ عیسے بنکر تمہارا تولد  
 ہونا ثابت ہے تو اس الہام سے عیسے ہو کر مخاطب ہونا اور توفی و رفع کا وعدہ دینا مثل  
 مشہور کے آدمی و کے پر شدی کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے پہلے آپ مریم بنین پر حاملہ  
 ہو لین پھر عیسے کو جنم لینے کے بعد الہام سے مخاطب بنکر مرنے اور رفع کی بشارت لین۔ ایسی  
 بیداری نہیں کہ تو مرنا کیسا اور کسا۔ بیان یہ پنجابی مثل خوب جاتی ہے اور تو قن پھلے جم تے لے۔  
 اور اگر مرزا یہ کہے کہ ان الہامات ص ۲۲۶ اور ص ۲۹۶ کے سنے بیان کرنے میں بھی مجھے راز  
 احمدیہ میں غلطی ہوئی وہ تسمیہ اپنی عقل سے کئے تھے اور غلط تھے اور صحیح معنی ہی ہیں جو نیچے  
 کشتی لوح میں خدا کے وحی سے کیے ہیں اور یہی ترتیب الہامات مذکورہ صحیح ہے جو کشتی لوح میں  
 بیان ہوئی تصنیف براہین احمدیہ کے وقت مجھے اس سنے اور ترتیب کی خدائے خبر نہ دی  
 تھی۔ چنانچہ کشتی لوح کی عبارت ص ۲۸۵ میں یہ بات کہی گئی ہے تو اس کے جواب میں کہا جا سکا  
 کہ اس صورت میں تم پر وہ الزام قائم ہو گا کہ جو تم نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں براہین  
 احمدیہ کا حوالہ دیا اور کہا تھا کہ براہین احمدیہ نکالو اور اس میں میرے بیس سال کے پہلے کے  
 دعویٰ دیکھ لو وہ تو سفید چوٹ نکلا۔ اس صورت میں تم کو براہین میں اپنے دعویٰ کی  
 تقریر کا حوالہ مناسب نہ تھا بلکہ بجائے اسکے یوں کہنا چاہیے کہ جن الہامات کے سنے  
 ہیں اپنے عقل کی غلطی سے براہین میں کچھ اور بیان کر چکا ہوں ان الہامات کے صحیح سنے  
 بیان کرتا ہوں اس صورت میں تمہارے دلم انتہادہ احق اور تم کو ملہم اور الہامات  
 براہین گو الہی الہام ہانتے قبول کر لیتے گو تمام مسلمان دجو الہامات براہین احمدیہ کو حتمی



شیطان یہ جانتے ہیں اس عے کو گزشتہ سے زیادہ وقت دیتے مگر تم اس الزام دروغگوئی سے توبہ نہ کرتے

اب تمہارا یہ عذر نہ مسلمانوں میں لائق قبول ہے اور نہ تمہاری جماعت کے قبول کر سکے لائق ہے۔ اگر وہ کچھ عقل سے کام لیں اور تمہاری اس دروغ گوئی کا جو متنبہ براہین کا حال دیکھتے ہیں کی ہے نوٹس لیں۔

اس الزام دروغگوئی کے علاوہ تمہارا یہ عذر اس وجہ سے ہی عدم قبول کے لائق ہے کہ تم نے ترتیب الہامات کی نسبت جو کہا ہے کہ یہ ترتیب مجھے پہلے سے معلوم نہ تھی یہ کوئی نئے نہیں کہتا۔ الہامات اگر وہ واقعی ہوں تو انکی ترتیب وجود درود سے معلوم ہوتی ہے جو الہام پہلے ہوتا ہے وہ ترتیب میں پہلا کہلاتا ہے اور جو اسکے بعد ہو وہ دوسرا اور جو اسکے بعد ہو وہ تیسرا و علیٰ ہذا القیاس۔ اور اسکے کوئی نئے نہیں کہ الہامات تو کسی کو بھی بعد دیگرے ہوتے چلے جائیں۔ اور انکی ترتیب اسکو معلوم نہ ہو اور یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کسی صادق کو وقتاً فوقتاً متعدد الہامات کرے اور انکی ترتیب انکی وجودی ترتیب کے برخلاف پیچھے کرتا دے اور مثلاً یوں ہے کہ جو الہام میں پہلے کیا تھا اسکو دوسرا سمجھنا اور تیسرے کو پہلا قرار دینا و علیٰ ہذا القیاس۔ اس کے بخوبی ثابت ہوا کہ مزاکرہ کہنا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ترتیب الہامات براہین احمدیہ سے اطلاع نہ دی تھی کچھ نئے نہیں رکھتا اور وہ اس کہنے کے برابر ہے کہ وہ الہامات خدا کی طرف سے نہیں ہیں دنیا و علیہ ترتیب الہامات براہین احمدیہ (خواہ انکو کوئی خدا کی طرف سے سمجھے دجیسا کہ مزارائی سمجھتے ہیں) خواہ شیطان کی طرف سے خیال کرے (جیسا کہ عام مسلمان خیالی کرتے ہیں) وہی برقرار رہے گی جو انکی ترتیب وجودی ہے اور اسکے مطابق ان الہامات براہین میں اشاعت ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ الہام براہین احمدیہ ص ۴۴ (جسکو بشہادت الہام کتاب خانگی) مزار اچال حلقہ دروزہ مزار قرار دیا گیا تھا اور وہ حصہ سویم براہین احمدیہ میں

ہو چکا تھا) پہلے ہو گا۔ اور الہام ص ۲۹۶ برائین احمدیہ میں نفخ روح کا بیان ہے اس کے دو بار  
بعد ہو گا (جس کا فرائض کشتی لوح میں خود اقراری ہو چکا ہے) اور اس ترتیب کے مزا کا دعویٰ کشتی  
لوح درہم برہم ہو جائیگا کیونکہ اس ترتیب کے عمل اور درزہ پہلے ٹہرتے ہیں اور نفخ روح پیچھے ہوتا  
ہے جو نہ کو کچھ معنی رکھتا ہے اور نہ دعویٰ مزا کے موافق ہے۔ اس کے مزا کا یہ غدر کہ تالیف  
برائین احمدیہ کے وقت ان الہامات کے معنی اور ترتیب کا مجھے خدا نے علم نہ دیا تھا مابوجودیکہ  
وہ مزا پر دروغ گوئی کا الزام ثابت و قائم کرتا ہے فضول اور نکما ہو گیا۔

تھو ص ۲۸ کشتی لوح میں جو مزا لے کر ہے کہ سیم ابن مریم کے دنیا میں دوبارہ آنیکا عقیدہ اعتقاد  
مسلمانوں کے مطابق سادگی سے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ اس وقت تک براہین احمدیہ  
بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آئے مگر جب وقت آگیا تو مجھے سمجھ لے گئے تب میں نے سمجھ  
کیا کہ میرے اس دعویٰ میں موعود پہنچے کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین  
احمدیہ میں بار بار بصریح کیا گیا تھا اس میں یہ بات ناظرین کے یاد رکھنے کے لائق ہے  
کہ براہین احمدیہ کے الہامات ایسے گول مول نہیں کہ اور کو کوئی انکو کیا سمجھ سکا میں یائس برہم  
تک مزا نے خود انکو نہیں سمجھا تھا اور وہ ٹھیک طور پر اس سغری یا فریبی شاعر کے شعر کے  
ماقہ میں جس نے کہا تھا کہ شعر تو سننے کہہ دیا مگر اس میں کوئی معنی نہیں ڈالے۔ اور اس  
قول کا باقی مضمون محض موعود کے فروغ اور دہو کہ دینے والا ڈھکوسلہ ہے دوبارہ آمد سیم  
کا نسبت عقیدہ مسلمانوں کا بیان براہین احمدیہ میں سادگی سے نہیں ہوا بلکہ کمال حکمت علی  
اور چالاک سے ہوا تھا اس وقت تک کسی شخص نے مسلمانوں کی جماعت سے مزا کو سیم موعود دینی  
مول و امام نہ مانا تھا ایسے مسلمانوں کو پہنچانے اور دام میں لانے کے لئے اسنے اس وقت  
مثیل سیم موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور سیم موعود کی تعریف کرنا اور انکی آمد ثانی کا منتظر رہنا  
اس کے مثیل ہونے کا لازمہ تھا اسوجہ وہ اسلامی عقیدہ مزا نے بیان کیا اور اس میں حضرت سیم  
کی فضیلت ظاہر کر کے اپنا مثیل سیم اور انکا ظل اور طفیل ہونا بیان کیا۔ پھر جب چند حقا

مصدق شرعی صائب منہ الشریع نے مرزا کو مثل مسیح مان لیا تو اسے مشیخت اور ظلیت کو اڑا کر  
مسیح کو بڑا کہتا اور اذکی سخت توہین کرنا اور اذکی فحش گالیاں دینا شروع کر دیا اور ان سے  
عہدہ مسیح موعود ہونے کا چہینکر خود سہتہال لیا۔ اور خود اصلی مسیح بن بیٹھا۔

ناظرین وقت سے جسکا مرزا ذکر کرتا ہے یہی مراد ہے اور یہ موقعہ شناسی آجکل اس پر ختم ہے یہ ایسی  
اسکے مسیح موعود ہونے کے دعوئے و دلائل کشتی لوح پر بحث ہے۔ جس سے اسکی بہت سی  
درود غلو بیان ثابت ہوئیں۔ اب ایک مثال اسکی دعوئے تائید آسمانی کی پیش کی جاتی  
ہے جس سے ایک اور بھی درود غلو کی ثابت ہو۔

و کشتی لوح میں اس مقدمہ خون کا حال جو عیسا یحییٰ نے اس پر دائر کیا تھا ذکر کر کے ص ۵۲ و ۵۳ میں  
کہتا ہے۔ مسیح بن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا لیکن میرے مقدمہ میں اسکی  
برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈوگلز نے جو پلاٹوس کی جگہ  
عدالت کی کرسی پر تھا مجھے کرسی دی۔ اور جب مولوی محمد حسین نے جو گواہی کے لیے آیا  
تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس لت کو دیکھنے کے لیے میری نسبت اسکی آنکھ شوق رکھتی تھی  
اس زلت کو اسٹونہ دیکھتا مساواۃ کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی اس پلاٹوس سے کرسی کا خواہشمند  
ہوا مگر اس پلاٹوس نے اسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی۔  
ناظرین یہ لاف زنی اور درود غلوئی ہی کمال بے حیائی اور سہل دہری پر مبنی ہے مرزا اور اسکے  
اتباع اسکو ۱۹۰۷ء سے اپنی تحریرات و تصنیفات میں شائع و مشتہر کر رہے ہیں اور باوجودیکہ  
اسکا جواب دندان شکن پہلی دفعہ کے اشتہار کا شائع السنہ جلد ۱۸ کے ص ۲۸۵ تک  
ایسا دیا گیا تھا کہ اگر کوئی انہیں سے خوف آخرت یا شرم دنیا رکھتا تو پھر اس قصہ کو کسی کا نام  
نہ لیتا۔ مگر یہ حضرات ایسے باشرم اور صاحب حیا ہیں کہ ۱۹۰۷ء سے اسوقت تک اسکا ذکر  
ہر تحریر ہر رسالہ میں کئے چلے ہیں۔ جو تحریر و کتاب انکی میری نظر سے گزری ہے میں اس میں کبھی  
کا قصہ پایا اور ہر دفعہ اسکے جواب میں قلم اسے نہ اٹھایا کہ اپنے مونہ سے جو کچھ چاہے کوئی بگاڑ

دوسرے کو اسمین کیا حج و نقصان پہنچتا ہے ہر شخص جو حیثیت عزت قوم بین یا حکام وقت میں رکھتا ہے اسکے واقف و آشنا اس کے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور اسکے مخالفت غلطی کو اس کے والد کو وہ ذلیل اور کاذب جانتے ہیں مگر اس سختی تو میں جو اس دلیر بہادر نے بلا وجہ و ناحق میرے والد ماجد کی جاہل دنیا اور اہل دین دونوں جماعتوں میں مفرز اور سلم بزرگ کہتے تو میں کی ہے اور مجسٹریٹ گورداس پور سے غلط اور محض دروغ بات نقل کی کہ اسے خاکسار کو کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کوہی کر سی نہیں ملی۔ لہذا حمیت و حمایت پداری نے مجھے اس امر پر مجبور کیا کہ ایک دفعہ میرا سکا دروغ سبک پر ظاہر کروں۔ پس پہلے تو میں خدا تعالیٰ کے حضور میں مشفق حقیقی ہے اسکے اس جھوٹ اور فقر کو پیش کر کے دعا مانگتا ہوں کہ اسے باری تعالیٰ تو اس بات میں چھوڑ دے اور اسے پرہیزار نصیب کرے۔ اور اس جھوٹ کی بنا پر میں اسکو دنیا میں بھی ذلیل اور خوار کرے۔ آمین ثم آمین۔ ویرحم اللہ عیلاً قال امینا۔ پھر میں ناظرین پر اس دروغ کوئی کے ثبوت میں سرکاری تحریر کی شہادت پیش کرتا ہوں جس سے ہر شخص کو یقین ہوگا کہ کپتان ٹکسر صاحب مجسٹریٹ نے ہرگز وہ بات نہیں کہی جو مرزا نے لکھنے نقل کی ہے۔ میرے والد ماجد شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ سکھوں کی عملداری میں بھی مفرز عہد و نیا مور رہے۔ انگریزوں کے عہد میں وہ تحصیلدار وغیرہ رہ چکے ہیں۔ ایسے عہدہ دار کی نسبت کوئی حاکم باخبر کب کہہ سکتا ہے کہ اسکو کوہی کر سی نہیں ملی۔ سوائے عہد میں بمقام امیر تشریف فرما دربار ہوا تو شیخ صاحب مرحوم اسمین میں ہوئے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جو دربار میں مدعو ہوتے ہیں انکو کوہی ملتی ہے ذیل میں ہم وہ اعلان نقل کرتے ہیں جو صاحب ڈپٹی کمشنر گورداس پورہ کی طرف سے شیخ صاحب مرحوم کے نام پہنچا تھا۔

از پیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بھا در ضلع گورداس پورہ

جلد بہ قریب اختیار کرنے القاب قیصر ہند جنابہ ملکہ معظہ دام اقب الہا  
اعلان بنام شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ۔

ایک جلد بمقام امرتسر نور عام اعلان اختیار کرنے القاب فیض سند خیابہ ملکہ معطلہ دام امتیالہ کے  
یکم جنوری ۱۸۶۴ء کو ہوگا اس اطلاع کے رو سے لکھا جاتا ہے کہ واسطے شمول جلسہ مذکور کے  
مقام امرتسر آؤ ۳۱ دسمبر ۱۸۶۴ء و یکم جنوری ۱۸۶۵ء کی واسطے مکان رانیس اور کہا تا سنا  
مہار دالامعرفت صاحبہ پٹی کشنر بہادر امرتسر ملکہ۔

المرقوم ۳۱ دسمبر ۱۸۶۴ء مقام گورداسپور

مین اپنا حال کیا کہوں ص ۲۸۲ جلد ۱۸۔ اشاعت سنہ ۱۸۶۴ء مین لکھ چکا ہوں تاہم صرف نرالا کا  
ظاہر کرنے کی عرض سے نہ اپنی بڑائی بیان کی نیت سے صرف اس قدر کہتا ہوں کہ باوجودیکہ  
مین ایک گوشہ نشین خادم دین ہوں جب کہ کسی قومی ضرورتوں کے لیے و سیراؤن سکانتا  
نفسٹ گورنوں اور ان کے سکریٹریوں اور صاحبان فنانشل کسٹمر کسٹمر ڈپٹی کسٹمر کے  
گہروں پر انکی ملاقات کے لیے گیا ہوں یا درباروں مین شامل ہوا ہوں تو انہوں نے اپنی ہر  
سے سری عزت کی اور مجھے کرسی دی ہے۔ جس کے آخری دربار کارو نویشن (در بار ناچوٹی)  
دہلی مین لیسر کی طرف سے مدعو ہوا تھا اور یہ امر دینی اخباروں وطن وغیرہ مین شہر ہو چکا  
اس شمولیت دربار کا اعزاز می تمغہ بھی خاکسار کو گورنمنٹ کی طرف سے عطا  
ہو چکا ایک برٹش انڈیا غلام فرید خان کو عطا ہوگا اگر کسی خاکسار کو مرزا مظاہر علی خاں مین پہنچے  
کا اتفاق ہوا۔ تو مین وہ تمغہ زیب بینہ کے مرزا کو برسر عدالت فرستادہ کرونگا انشرا  
شاید اسی تمغہ کو دیکھ کر مرزا کی زبان و قلم جو بڑے قند گری سے بند ہو۔

یہ مرزا کے مقدرون مین مکاری گواہ تھا مینے حسب دستور عام عدالت کھڑے ہو کر شہادت دی تو اس کے مرزا نے جوتا  
قدہ کسی نہ لیا اگر خدا تمکلتے اسکا صلہ و معاوضہ اسکو بہت جلد ایک قدر ملتان کی شہادت مین یا اور دوسرے سچا کر دیا  
دیدی خون حق پر دانہ ٹھہرے بعد ان مین اوکڑیا کھنڈ دیا آگست نہ حال مین اس معاوضہ پر آؤر یہ اضافہ ہوگا کہ مقدمہ مین  
کر مین صاحب کن بہن مین ایک ہندو جھڑ گورداسپورہ کی عدالت مین جین بہت حکام ضلع و دیگر شر فاکسیر  
میں بہر شہادت کے بغیر باہر کو پہنچ گھنڈ کال کھڑا رہنا پڑا جسکا اسکا منہ سوکتا تھا۔ اور پل پل سکورٹ ملا کر دودھ  
ایلیا جاتا تھا



زائد بتائی ہے اور اسکے صفحہ نمبر ۱۰ میں دو لاکھ کے قریب بیان کی ہے اور ان سبھی کو بلا استثنا اس گہر میں آنے کی دعوت کی ہے اور طاعون کج بجات کی بشارت دی ہے پس اگر مرزا کی دعوت اسکے مریدوں نے قبول کی تو اس گہر میں جو دو ہزار روپیہ میں تیار ہو گا منجملہ دو لاکھ دو ہزار آدمی کی بھی گنجائش ہوگی۔ پھر اس گہر میں آنے کی دعوت دو لاکھ آدمیوں دہو کہ کی تھی دو ہزار روپیہ ہارنے کے لئے ایک حیلہ سازی اور فریب بازی تہین تو اور کیا ہے۔

دوسری دلیل۔ مرزا خود کشتی نوح کے صند سطرہ میں یہ لکھ چکا ہے کہ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گہر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گہر میں بود و باش ہیں بلکہ وہ لوگ بھی ہیں جو میری دیواری پیروی کرتے ہیں۔ میرے روحانی گہر میں داخل ہیں۔ عبارت مرزا کی صاف اور صریح باطنی ندامت دی کرتی ہے کہ جس چار دیواری میں رہنے والوں کو طاعون بے پچانے کا مرزا کو وعدہ دیا گیا ہے۔ اس سے مراد خشت خاک کی جا دیواری نہیں ہے۔ پھر اس خشت و خاک کے گہر کی تیاری کے لئے لوگوں سے چند گنا روٹھ گوی فریب بازی اور روپیہ کماتے کی ایک حیلہ سازی تہین تو اور کیا ہے۔

دلیل سوم۔ یہ کہ مرزا نے طاعون کو طوفان نوح پٹرایا ہے اور اپنے گہر یا چار دیواری کو کشتی نوح بنایا اور تمام دنیا کے لوگوں میں سے صرف ان ہی لوگوں کی بجات کا وعدہ ٹھہرے جو اس شئی پر سوار ہو جائیں یعنی اعتقاد و صدق قل سے اسکے گہر اور چار دیواری میں آکر پناہ لیں گے اس گہر اور چار دیواری کو مرزا نے گول مول بنا رکھا ہے اور اسکی شرح و تفسیر کی تو دو مختلف سے کی ہے اس تہا آخری صفحہ نمبر ۱۰ کشتی نوح میں تو اس سے مراد خاک و خشت اور صند کشتی نوح میں اس سے روحانی چار دیواری مراد پٹرائی ہے

(نام ہے) اور یہ دو مراد میں و تفسیر میں باہم مختلف ہوتی ہے کو متلزم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بعض لوگ جو خاکی دیواری

مرزا کا گہر  
مرزا کا  
میں  
والو  
کی  
میری  
یلاوار

میں رہتے ہوں ہرگز کے دلی معتقد اور پورے مطیع ہوں صرف روٹھون کی خاطر دمان پڑے ہوئے  
 ہوں۔ انہی لوگوں کی نظر سے مرزا چار دیواری میں رہنے کی شرط کے ساتھ کمال برہم دی اور  
 سچے تقویٰ کی شرط کے ساتھ کشتی میں لگا دی ہے۔ پس ایسے محل اور مادہ میں خاک کی چار دیواری  
 موجود ہے۔ مگر روحانی مفقود۔ ایسا ہی ممکن کیا بلکہ بحکم عادت و صورت واقع لازم ہے کہ  
 بہت لوگ مرزا کی روحانی چار دیواری میں رہتے ہوں یعنی دل سے اور جان سے اور مال سے  
 مرزا پر خدا ہوں۔ مگر بعد مسافت کے سبب یا تعلقات لازمیت کی وجہ سے مرزا کی خاک کی چار  
 دیواری میں نہ آسکیں۔ اور دو لاکھ آدمی کا اس خاک کی چار دیواری میں جو صرف دو ہزار کی گنت  
 سے تیار ہوگی آ رہنا اسکا غدی سے بھی خارج ہے اس محل اور مادہ میں روحانی چار دیواری  
 موجود ہے مگر خاک مفقود۔ اور جب یہ دونوں تفسیریں باہم مختلف ہوتی ہیں اور ان دونوں کا سبب  
 مرزا میں جمع ہونا اسکا کج خارج ہوا تو اس سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کشتی  
 لوح یا چار دیواری کی یہ دونوں تفسیریں خدا کی طرف سے نہیں۔ خدا کی طرف سے ہوتی تو اس پر  
 مختلف اور متضاد ہوتیں خدا تعالیٰ دونوں میں سے ایک کو متعین کرتا یا دونوں کو جمع فرماتا جیسا کہ  
 حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں شرط ایمان اور سواری کشتی دونوں کو جمع فرمایا اور مرزا کو بھی ایسا  
 کہ عطا کرتا جیسا کہ دو لاکھ آدمیوں کی گنجائش ہوتی ایسا نہیں ہوا تو اس کے یقیناً سمجھا گیا کہ  
 مرزا کو خدا کی طرف سے کسی چار دیواری کے رہنے والوں کی نجات کا وعدہ نہیں ملا۔ یہ مرزا  
 کا اپنا من گھڑت ڈھکوسلہ ہے جس سے اسکا مقصود یہ ہے کہ اگر حسب اتفاق میری چار دیواری  
 میں امن رہا تو میں یہ کہہ دوں گا کہ یہاں اس واسطے اس ہے کہ خدا نے اس چار دیواری کے رہنے  
 والوں کو بچانے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ اور اگر کوئی اس میں مبتلا طاعون ہو گیا تو میں یہ کہہ دوں گا  
 کہ شخص میری روحانی چار دیواری میں نہ تھا گو خدا کی مین تھا اس واسطے یہ ہلاک ہوا۔ اور اگر  
 میری چار دیواری خاک کے باہر والوں پر طاعون آیا تو میں کہہ دوں گا کہ مجھے وعدہ خدا کی چار  
 دیواری کے رہنے والوں کو بچانے کا تھا اس واسطے میں نے دو ہزار روپیہ کا اشتہار دیا تھا اور



اگر کوئی اتفاقی دوست سے باہر والوں سے پھر گیا تو میں یہ کہہ دوں گا کہ وہ میری روحانی چار دیواری سے باہر نہ تھا گو خاکی سے باہر تھا اس واسطے خدا تعالیٰ نے اسکو بچا لیا۔

یہ دورخی پیشگو بیان اور وہ پہلو شریطن مرزا کی قدیم عادت ہے اور انہی سے اس نے اپنے دام افتادہ احمقوں میں فروغ و عروج پایا ہے۔ انہیں کوئی شخص ذرہ عقل و فہم رکھتا تو جتنے اسے کشتی نوح یا چار دیواری کا ڈھکوسلہ گہرا تھا اس وقت اس سے پہلے تو وہی سوال کرتا جو ہم نے سابق میں وارد کیا ہے کہ اس پہلے مائس چار دیواری یا کشتی اب بچھے یا ڈائی ہے۔ پہلے اکتوبر ۱۹۹۲ء فروری ۱۹۹۳ء میں یہ بات کیوں نہ کہی وہاں تو سارے قادیان کو ادوی القریۃ کہہ کر نجات دی گئی ہے پھر یہ سوال کرتا کہ اسے پہلے مائس چار دیواری سے جسکو تو نے کشتی نوح بنا لیا ہے ایک مراد تھا۔ اس کے خاکی چار دیواری مراد ہے یا روحانی چار دیواری۔ روحانی مراد ہے تو تو وسیع مکان کے لیے چندہ کیوں طلب کرتا ہے اور اگر خاکی مراد ہے تو اس چار دیواری کے ذریعہ دو لاکھ آدمیوں کی نجات کی کیا صورت ہے کیا انکو کسی جہ سے سکیل یا قالب میں اتار کر اس خاکی چار دیواری میں بند کیا جائیگا۔ انکو انہیں کوئی سوچنے والا نہیں رہا۔ مریدی کی ٹٹلی نے انکو انہیوں کو اندھا کر دیا۔ اور ان کے دلوں پر قفل لگا دیئے ہیں۔

کشتی نوح کی حقیقت (ساخت و بناوٹ) ہم نے ایسی کہل دی ہے کہ جسکو ذرہ عقل شتم فہم ہو وہ سمجھ جائیگا کہ کشتی یا راتار نے کو نہیں بلکہ یہ کشتی ڈوبنے کیلئے تیار کی گئی ہے جو شخص اس میں سوار ہوگا اسکو یہ کشتی دریا و کفر ضلالت کے منہ بدار میں لیجا کر غرق کر دیگی۔ کوئی پھر سکتا ہے تو اس سے بچے۔

ساتویں پیچہ مرزا کی اسکا رسالہ مواہب الرحمن ہے (جو در حقیقت غایت الشیطان ہے) اور وہ سنہ ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا ہے اس رسالہ کے ۲۹ صفحہ میں اور اس میں اکثر وہی لاف زبانی رہی دروہگو بیان ہیں جو اس کے پچھلے رسالوں سے نقل کر کے انکا جواب دیا گیا ہے۔ لہذا

ہم ان سب لاف زنیوں کا نقل کرنا اور پھر ان کا جواب دینا فضول اور موجب طول مضمون سمجھتے ہیں اور اسکے اخص کا ذیب کی نقل اور اسکے رد پر اکتفا کرتے ہیں۔

پس اصح ہو کہ طاعون کے متعلق جو اسے اس سال میں دروغ گوئی کی ہے ازاںجملہ اس مقام میں جس دروغ گوئی میں اس کی عبارت سے نقل کی جاتی ہیں اور اسکے مقابلہ میں اس کا ترجمہ اردو میں کر کے اس کی تکذیب بھی علمین آتی ہے۔ اور اس کا حصہ ۲ و ۳ رسالہ مذکور میں دعویٰ ہے کہ لوگوں

ولما اصر اعلیٰ الامار اقبلت علی المنکرین <sup>۲۸</sup> هذا ک  
تمیث لوکان ذبا ینہر المعتدین وادھی الی  
الطاعون نازل وقل معتہ اعمال الفاسقین فما  
یعنی الا قلیل من الزمان حتی غاک الطاعون  
فی هذه البلاد ان ففر وکالی سوء اعمالی متالا  
انا تطیر ناک وخصکوا علی اقوالی وقلوا انہ  
المحقوظین لا یسنا هذا للظن ولا یموت  
احد من علماء نابا الطاعون واما انت فستظن  
وتموت فانک کینذ بان فقلت کذبت بل لنا  
من الطاعون امان فما یبثوا الا قلیلا حتی  
وارد المنون ومات بعض اجل علماء ہم  
من الطاعون وکنت اخبرت بهذا قبل موت  
ذلك المظعون فان شئت فانظر ابیاتا من  
نصیدتی الا عجازیة التي کتبناها فی هذه الاصف  
فی الحاشیہ وما نظمت تلك القصیة الا لهذا  
الحزب الذی خل لهم الله۔ بل سمیت بعضهم

نے میرے دعوئے مسیحیت سے انکار کیا تو  
میں انکی طرف متوجہ ہوا اور مینے آرزو کی کہ وہ  
آئے تاکہ ان منکروں کو تنبیہ ہو۔ تو میری طرف  
وجہ ہوئی کہ طاعون آینوالی ہے پس تھوڑے  
ہی دن گزرے کہ وہ طاعون نے ان تھوڑے  
میں تباہی ڈالی یہی پر وہ لوگ مجھے بولے  
کہ یہ وہ تہہاری اعمال کی شامت سے آئی  
ہے ہم اس سے محفوظ رہیں گے اور ہم اسے علماء  
طاعون سے نہ مانگیں گے۔ تو ہی طاعون میں مبتلا  
ہوگا اور مر گیا سینے کہا کہ تم چوڑے ہو ہم کو  
طاعون سے امن رہیگا۔ اسپر تھوڑی ہی مدت  
گزری کہ انہوں نے موت کی زیارت کی اور  
انکے بعض بڑے عالم طاعون سے فوت ہوئے  
جسکے مرنے سے یہی موت سے پہلے خبر دیدی  
تھی چاہو تو یہ خبر میرے اس نصیدہ اعجازیہ  
میں جسکے چند چند ابیات حاشیہ میں منقول ہیں

فی تلك القصيدة فوالله ما مضى شهو كامل على  
 هذه الاشباه المشاعة حتى اخذ كبد هم الله  
 اغرى على اشهر البلدة وكانوا اذ ذقوا ما  
 اذواق جملة من السبب والقرية ومن ذلك  
 طلب بنی الذم قبل هذه الواقعة اية و كنت  
 وعلمتها واما ما في جريدته فندى به يسم  
 بالقيسة

وہ قصیدہ میں نے اپنی لوگوں کے لئے بنایا تھا  
 اور اس میں بعض لوگوں کا لے لینے طاعون کا  
 مرے نام بھی لے دیا تھا۔ ان خبروں کی  
 اشاعت پر پورا مہینا ہی نہ گزرا تھا کہ ان کے  
 بڑے عالم کو جو شہر کے شریر لوگوں کو برا لکھتے  
 کرتا تھا طاعون نے پکڑ لیا ان لوگوں نے مجھے لکھا  
 دینے گالیوں اور اسے ہرے ہوئے اور اق

شائع کئے

انہیں سے ایک بڑے چمکڑالونے مجھے اس واقعہ سے پہلے یہ نشان طلب کیا جس کا منہ وعدہ  
 بھی کر لیا تھا۔ اور یہ امر اسے پسند نہیں کرتا تھا۔

اس دروغ گوئی کی تکذیب

ناظرین! جو کہہ فرمائے اس مقام میں کہا ہے محض دروغ بے فروغ ہے جو سفید جھوٹ کہتا  
 ہندوستان یا پنجاب میں طاعون آنے سے پیشتر اسے کہی یہ آرزو نہیں کی کہ جو لوگ مجھے  
 سچ نہیں مانتے ان پر طاعون کی وبا پڑی۔ اور نہ یہ بات اس نے کی کہ وہ اس کے مقابلہ میں  
 کسی نئے اسکو یہ بات کہی کہ طاعون تیرے شامت اعمال سے آیا ہے تو ہی اس سے مر لگا اور  
 کوئی عالم طاعون میں مبتلا نہ ہوگا اور نہ اس نے کسی عالم کے طاعون کرنے کے اسکی موت کی  
 پہلے خبر دی۔ جس قصیدہ کا وہ حوالہ دیتا ہے وہ اسوقت ہمارے سامنے ہے۔ پہلے اول سے  
 آخر تک خصوصاً اس کے صفحات ۵۸ و ۵۹ کو جہاں اس نے حوالہ دیا ہے دیکھا اس میں کسی نام نہ پایا  
 اسے اپنی سنت قدیم کہ ہے (جو پیچیدہ دروغ کی لوازم ہے) کام لیا اور سیر ہو کر جھوٹ بولا  
 ہے۔ اس پر اسکو غیرت یا غصہ آئے تو وہ یقیناً وقت و تاریخ ان اشخاص کا نام بتا کر کہو کہ ہندو  
 پنجاب میں کب اسے اس کے آنے کی آرزو کی اور کسی شخص نے اسکو وہ بات کہی جو اس نے

نقل کی ہے اور کہا اور کس پرچہ پیچیدہ اخبار لاہور میں وہ شائع ہوئی۔

ان سوالات کے جواب میں وہ کچھ نہ بولا تو گویا اسے اپنے کذب کو مان لیا۔ ہم ان باتوں کے دروغ محض ہونے پر ایسی دلیل پیش کرتے ہیں جس سے اسکے مریدوں کو بھی راگروہ انصاف کریں اور سمجھ سکیں (کام لین) یقین ہوگا کہ ان سب باتوں کے بیان میں وہ محض جھوٹ بولتا ہے وہ دلیل یہ ہے کہ کمیٹی میں طاعون آنے سے پہلے تو اسنے طاعون کے متعلق لب بھی نہیں ہلائی اور جن لوگوں پر وہ ان طاعون آیا انکو مرزا کے ذمہ دکار (چھو جائے دعوائے یحیت) علم نہ تھا۔ ان میں سے ایک شخص کا بھی اسکی یحیت انکار نہ نہیں کیا اور پنجاب میں طاعون آنے سے پہلے اسنے کسی ایک شخص کو بھی نہیں کہا کہ تم مجھے مس نہ مانو گے تو تم پر طاعون آئیگا۔ بلکہ طاعون آنے کے پہلے اور اس کے بعد ۱۹۰۱ء تک طاعون آنیکا سبب بتایا تو عام گناہوں کا ذکر کیا اور انہیں گناہوں کو سبب طاعون قرار دیا۔ اشتہار ۱۹۰۱ء فروری ۱۹۰۱ء اشتہار مارچ ۱۹۰۱ء تک کس تحریر میں اسنے اپنی یحیت سے انکار کو سبب طاعون نہیں بتایا۔ مارچ ۱۹۰۱ء میں جو دور تھا اشتہار اسنے شائع کیا ہے تو اس میں دہلی زبان سے اپنا امام وقت ہونے سے انکار کو پنجاب چار اسباب طاعون ایک سبب بتایا ہے اور ۱۹۰۲ء میں رسالہ دافع البلاء میں کہو لکر اپنی یحیت کے انکار کو سبب طاعون قرار دیا ہے جس سے صاف اور یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ طاعون آنے سے پہلے نہ اسکے دل میں اس مسودہ منصوبہ کا خیال آیا اور نہ اسنے لوگوں کو اسکا ڈر سنایا اور نہ اسکے مقابلہ میں کسی نے اسکو طاعون سے ڈرایا۔ اگر طاعون آنے سے پیشتر اسکے ولین متنا دیا رکھا خیال بھی پیدا ہوتا اور اوپر اسکو وعدہ طاعون دیا جاتا تو وہ ضرور پہلے اشتہاروں میں اور پہلے چار سالوں میں اس متنا اور اسلئے وعدہ کا ذکر کرتا اور اپنی یحیت سے انکار کو سبب طاعون بنا کر اپنی کراست کا نظارہ بچاتا۔ چار سال تک اسنے اسکا نام نہیں لیا تو اب دچٹے سال ۱۹۰۳ء میں اسکا یہ مسودہ بنا کر پیش کرنا سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔



العمل بالرفق والا حقیال فقیض القدر انهم حضرا  
 تلك العمل وكانوا السعة عشر نفساً فلما دخل سم  
 النقطيم عروقهم صهوا كبادهم وبعد ذلك شنى  
 الله عنان الحكمة عن الاصرار على هذه  
 الاعمال عنم التطعيم بالرسائل البرقية ولا شىء  
 ان هذه الدولة ما اختار التطعيم الا بعد ما رأته  
 منفعة والحج ان الاصرار كان كذلك الى ان خالفناه  
 من حى السماء فاد الله ان تصديق قولنا فعمل  
 ابطال نعم التطعيم واحداث مضره فيه والله ان لم  
 تملك اهل تلك القرية لهلكت والحقه بالكاويين  
 فاد الله ان يظلمني كما غلظت من قبل في مواطن - تشم  
 انا لا انظر بشيء في شان التطعيم بل في حق اى  
 بفرايدته وبما فيه من المنعم العظيم وكان هذا  
 العمل جاريًا من سنوات وما سمعنا مضره من ثقل  
 وكان الامر هكذا الى ان الفتى كمال بن مغيته فوج  
 وخالف التطعيم وقتلت من المعافيه مضافا لامر  
 اهل التطعيم فان لم يصدح ولا على هذا قلست  
 من الله العظيم فاد نعم الاصرار بالاطمن والملا  
 فقالوا تخالف هذا وهو مناط السلامه بنا اى  
 ريق قلبى وفانته ودموع عيني وشكوت الى الحضر  
 يستحق ما قيل ولبطل عمل التطعيم ويظلم فيه شيئا

مضرت كى خبر شائع هو لى حكيه نية وقوعه  
 پہلے خبر دى تھی کہ امن و عافیت ہمارے  
 ساتھ ہے جبکہ گولہ لے والوں کے ساتھ نہیں  
 مجھے ان لوگوں کے حال پر حکو شک نے ضرر  
 پہنچایا بڑا افسوس ہوا اگر وہ میرے پاس ملتا  
 ہو کر آجاتے تو اس آفت میں مبتلا نہ ہوتے  
 اور تم جانتے ہو کہ وہ آفت کیا تھی وہ یہ تھی  
 کہ موضع ٹکڑ وال میں وہ ڈاکٹر پہنچے اور انہوں  
 نے نرمی اور حید سازی سے اس گاؤں کے  
 لوگوں کو ٹیکہ کی طرف بلایا اور لگا دیا وہ سب  
 سب کے زہر سے مر گئے وہ افسانہ خاص تھے  
 جبکہ نام حاشیہ دیوانہ مرزا امین علی بن  
 اسکے بعد کہ مرزا نے اس عمل کو کہ پر اصرار  
 کرنا چھوڑ دیا اور تیار برقیوں کے ذریعہ اس سے  
 منع کر دیا اس میں شک نہیں کہ گورنمنٹ نے یہ ٹی  
 ٹیکہ کا اسکا فائدہ دیکھ کر اختیار کیا تھا اور د  
 میں بھی وہ مضرت نہ لگا اس وقت تک کہ شے  
 خلاف نہ کیا تھا اور جب میں نے خدا کی حکم د  
 سے اسکا خلاف کیا تو خدا انا سے لے لے سکے  
 فائدہ کو باطل کر کے اس میں نقصان پیدا کر د  
 اگر ٹکڑ والی واسے لوگ ہلاک نہ ہوتے

من الافة فلو ازل ادعوا واتيهل حتى بات اماردة  
لا متجانية واقتم التطعيم فناء الانام اقيام  
انصر عام دمرای الناس مضرة بالعينين  
كان التطعيم في اول الامر شيئا يثخن عليه  
النفاء ويرجى ثم لما خالفته بوجه من الرحمن  
ظهر ما ظهر من عيبه

کہنے کہ کتاب شعی فریح بنائی اور اس میں شیکہ کی مخالفت کی اور یہ بات کہی کہ عافیت ہمارے ساتھ ہے  
جو شیکہ نہیں لگاتے نہ ان لوگوں کے ساتھ جو شیکہ لگاتے ہیں سو اگر میں اس کہنے میں خدا کی طرف سے  
سچا نہ کہ جاتا تو میں خدا کی طرف سے ہوتا جب میں نے وہ بات کہی تھی تو لوگوں نے مجھے ملامت  
کرنی شروع کر دی تھی پہرین رویا اور جناب باری میں ملتی ہوا کہ وہ شیکہ کے علقہ کا پھر کو باطل کر دے اور  
لوگوں کے طعن ملامت کے سجات دی تو میری دعا قبول ہوئی اور شیکہ ایسا ضرر رسان ہو کر لوگوں کے  
میں انکس جیسا (چیرنے پہاڑ سے والا) شیکہ گیس آتا ہے اور لوگوں نے اپنی دوا لکھو کے اس کا  
نقصان دیکھ لیا پہلے تو یہ شیکہ ایسا تھا کہ لوگ اس کی تفریغ کرتے اور اس میں شفا کی امید کرتے  
پھر جب میں نے خدا کی وحی و حکم سے اس کی مخالفت کی تو اس کا عیب ظاہر ہو گیا۔

ناظرین! اہل اسلام کی پیکیک! اور گورنمنٹ والا مقام! اس دعوے اور بیان میں جو کچھ ہے  
کہا ہے سفید چوٹ ہے۔ ایک فقرہ ایک جملہ اس میں صحیح اور واقعہ کے مطابق نہیں ہے (۱)  
نہ اس واقعہ ملکوال سے پہلے شیکہ لگانے سے پیکیک کو روکا ہے اور نہ شیکہ کی نسبت یہ کہہ کر  
بکہ لگانے والوں کے ساتھ اس عافیت نہیں۔ اس کا غیر مفید ہونا بیان کیا اور نہ کسی نے  
اس کو یہ طعنہ دیا ہے کہ تم شیکہ کو غیر مفید کیوں کہتے ہو اور نہ اس کے کہنے سے خدا قائل نے عمل شیکہ  
کو ہر محل میں بیجا رو مٹل کر دیا ہے۔ یہ چاروں فقرے اس واقعہ ملکوال کے بعد بنائے گئے  
اور پیکیک و گورنمنٹ کو دہوکہ دہی کی نیت سے اس سال میں درج کئے ہیں مضمون فقرہ اول

دوم کی نسبت اسے جس کتاب کشتی نوح کا حوالہ دیا ہے اس کتاب کو گورنمنٹ اور پبلک لفظ لفظ  
 پر ہے اور نے اس میں کوئی لفظ اس مضمون کا نہ ملے گا بلکہ اگرچہ اس میں آج کے زمانہ کے الفاظ لکھا ہوا موجود  
 ہے مگر ایک لکوانے سے عام لوگوں کو منع نہیں کرتا صرف اپنے پورا اور اپنی جماعت کی خاص کر ان  
 لوگوں کو جو میری تعلیم کے پورے پابند ہیں اور انکو گورنمنٹ کی طرف سے قطعی حکم دیا گیا ہے کہ انہیں  
 اس نوح کے کتابوں چنانچہ (۱۶۴۵-۱۶۴۶) نمبر ۱۱ میں اس کے اس مضمون کی عبارت نقل ہو چکی ہیں  
 کشتی نوح تک دور جانے کی تکلیف نہ کریں اسی رسالہ مواہب الرحمن کے صفحہ ۲۰ وغیرہ  
 میں یہ عبارت عربی اور اسکا ترجمہ جاری ملاحظہ کریں وہ کیسے شہد ناطق ہیں کہ اسے ایک لکوانے سے  
 عام مخالفت اور مخالفت نہ کی جاتی ہے وہ عبارت یہ ہے "والن ما اعظم الناس من التطهير ولا ينفع  
 تركه الا اياي من تبغى بقلب سليده من مردم را از خال زدن منع نمائے کہ ترک کردن آن  
 کے رافع نہ بخشد مگر مرد آنا نہ کہ بدل صافی و بطور واقعی اعمال صالحہ بجا آئے آرند۔"  
 بل اسلام پبلک کو عبارت کشتی نوح مذکورہ (۱۶۴۵) میں اس عبارت مرزا کا کذب ہو کہ وہی ثابت  
 ہو تو وہ اسکو دروغگو سمجھ کر اس کے دائم زور سے بچے اور گورنمنٹ سے ہم اس کی زیادہ کی درخواست  
 کرتے اور اسید رکھتے ہیں وہ مرزا کو کسی جوڈیشل یا پولیٹیکل افسیر کی عدالت میں طلب کر کے اس  
 دو حرنی سوال کرنے کے ہماری تجویز ٹیکہ لگانے کا کہی تھے خلاف کیا اور اس تجویز کو غیر مفید کہا  
 اور تمام لوگوں کو اس پر عمل کرنے سے کتاب کشتی نوح میں یا کسی اور تحریر میں روکا ہے یا نہیں  
 روکا ہے تو کس کتاب یا تحریر میں روکا ہے۔ پہلے اگر وہ روکنے کا اقبال کہے ایسی تحریر کے  
 نشان دیں کہ اس سے اس امر کا جواب طلب کرے کہ تھے سرکاری تجویز کے عمل سے جیہاں  
 بطور بار پیم خرم کر چکی ہے کیوں روکا۔ پہلے جو مناسب سمجھے اسکے مترادف اور اگر وہ روکنے کو  
 ایسی تحریر شائع کرنے سے انکار کرے تو پہلے اگر زیادہ سزا نہیں تو گورنمنٹ اسکو اس جہت سے  
 جرم فقرہ اول و دوم میں وہ بولا ہے لعنت اور ملامت تو کرنے اور اسکی لعنت ملامت کا دوٹو  
 اس ہو جائے جس سے پبلک پر غماہ ہو جائے کہ یہ جہوٹا ہے اور عام لوگ اسکی دہو کہ وہی سے



نجات پاؤں۔ رعیت گورنمنٹ کی بہیرون کی مانند ہے اور گورنمنٹ پاسبان کے مانند۔ پس جب گورنمنٹ کو ثابت ہو کہ یہ بہیرون یا فریب دیکر اور جھوٹ بول کر گورنمنٹ کی بہیرون کو کہا رہا ہے اور ان کے مال جو جان سے عزیز ہوتے ہیں مار رہا ہے تو پھر کیا گورنمنٹ کا پاسبان و حسد و انتہاء فرض نہیں ہے کہ وہ اس بہیرون کے اپنی بہیرون کو بچائے۔ گورنمنٹ جہوٹے کیسیا گروں کو جہوٹے طبعین کو کہوٹی چیزیں فروخت کرنے والوں کو اگر گورنمنٹ پر ان لوگوں کا جھوٹ و فریب ثابت ہوگا تو انہیں جہوٹے تو اس شخص کو جو بیک اور گورنمنٹ پر ایسے دیکر جہوٹ بولتا ہے اور اس کے درجے کے لوگوں کے ہزار ہا روپیہ کا مال مار رہا ہے جہوٹے مین کیوں گناہگار اور خدا تعالیٰ کی باز پرس کا محل نہ ہوگی؟۔

فیس فقرہ پہلے اور دوسرے فقرہ کی قرع ہے اور جب واقعہ ملکہ وال سے پہلے اسکا فیس لگانے سے عام لوگوں کو ہٹانا اور اسکو غیر مفید بنانا سچ ہوا تو لوگوں کو اس سے منع کرنے پر اسکو طعن و ملامت کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

اب رہا فقرہ چہارم کہ خدا تعالیٰ نے اس کے کہنے سے ٹیکہ لگانے کا اثر ٹال اور اسکو بیکار کر دیا ہے سو اسکا سچ یا جھوٹ ہونے کا ثبوت بیک پر ظاہر کرنا گورنمنٹ کے قدرت و اختیار میں ہے۔ اگر گورنمنٹ کو اپنے بلیک انٹرن اور جمہولی لوکل رپورٹوں سے معلوم ہو گیا ہے کہ واقعہ میں اب ٹیکہ لگانا بے اثر و فضول ہو گیا ہے اور اسکا سبب بھی گورنمنٹ کے علم و یقین میں بھی ہے کہ مرزا کی دعا کا یہ اثر ہے اور یہ شخص خدا کی جناب میں عجیب الدعوات ہے تو اس صورت میں گورنمنٹ کو ہزار روپیہ جہوٹا کہیں وہ بلیک کے نزدیک سچا سچا جائیگا۔ اس صورت میں گورنمنٹ کو مناسب ہے کہ بلیک انٹرن کو اس ڈیولٹی بلیک سے معطل کر کے کسی اور ڈیولٹی پر لکائے اور ٹیکہ کی نسبت عام سرکار جاری کرنے کے کہ یہ ٹیکہ لگانا قطعاً موقوف ہوتا اسکو کمپسری (دلازمی) طور پر جاری کیا

جائے نہ اوپنٹل (اختیاری) طور پر۔

اس صورت میں ہم گورنمنٹ کی خدمت میں مزار کے حق میں بڑے زور سے سفارش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ اس دعا کو کہ اسیت مزار کے شکر یہ وصلہ میں اسکا کچھ وظیفہ مقرر کرے۔ جیسے امر ستر کے دربار گورو گو بند سنگ کے پوجاریوں کا کچھ مقرر ہے اور نہیں تو دربار گڑھ پراشاد (حلیے) تو قادیان میں بھیجا جاوے۔ اس صورت میں گورنمنٹ مزار کو ایک بڑے گرو یا بشپ کے قائم مقام سمجھ کر ہمیشہ نئی مشکلات کے مواقع پر اس سے دعا کرایا کرے۔ اور اگر گورنمنٹ کی تحقیق کی رو سے بات مزار کی جھوٹی نکلے اور معجزہ گورنمنٹ کو ٹیکہ کے کام رکھنا منظور تو اس شخص کو اس جرم کے کہ جس مفید کام کو گورنمنٹ ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے جاری رکھنا چاہتی ہے اسکو یہ شخص جھوٹ بول کر بے اثر و باطل ٹھہراتا ہے اور اس کام سے عام لوگوں کو پہلے تو نہیں مگر اب تو بر ملا ہوتا ہے مزار دے۔ اور اگر مزار وہی گورنمنٹ کی قدرت سے یا ہرے یا کسی پالسی کے خلاف ہے تو اس روک روک ہی سے اسکو منع کرے۔

یہ حکمت و حکومت کی شان مناسب حال نہیں ہے کہ خود گورنمنٹ ایک کام کو کرنا چاہے اور جو شخص اس کام سے لوگوں کو روکتا ہے اسکو روکنے سے منع نہ کیا جائے۔ گورنمنٹ کو مزار کا کچھ خوف یا الحیظ ہے تو اس کے خلیفہ دوم یا سکریٹری ملا احسن دیوی ہی کو بلا کر کچھ فہمائش کر دے کہ تمہارا یہ پیر و مرشد حضرت اقدس سے توجو کہا گیا

تو اس کے یہ نام و انساب اسلئے تجویز کیے ہیں نہ سلمان خٹاب لی وغیرہ۔ کہ سلمان تو پہ بھی اسکو اپنا بزرگ ولی نہ مانیکے گورنمنٹ اسکی کرامت شان نہ وہ اس کے عقائد کے سبب کہی لی نہ کہیں گے گو وہ انکی لنگہ بہادی۔ انکا یہ عقیدہ مقولہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہول میں اڑے گا تو اسے اب پار چلے اور اسکا باؤں نہ چھکے اوماگ کہا جا اور معجزہ ایک صحت صحیحہ بنو یہ کلام اخلاص کرے تو اسکی یہ تمام نیل استدر راج پیستہ نہک اور شہد بازی ہیں چہ جائیکہ وہ کھلم کھلی کفریات کرے اور پھر یہ کفریات کا انکاب کرے۔

تہا ہم اسکو اس وجہ سے جو کافیتہ نسل تھا ہے روک نہیں سکتے تھے کیون اپنے رسالہ  
صیانتہ الناس کے حصے سطر ۴ میں مرزا کو گورنمنٹ کے مقابل بنایا اور مرزا کے  
مقابلہ میں گورنمنٹ کو شک لگانے میں ناکامیاب ٹھہرایا۔ ملا احسن امروہی کو  
بھی گورنمنٹ نے کچھ نہ پوچھا تو پھر مرزا اور اسکے حواریوں کے پوبارہ میں اور  
پانچون گہی میں وہ جو چاہیں سو کریں۔

طاعون کے متعلق مرزا کی دو دروغگوئیاں بیان کر چکے ہیں تو اب ہم اس رسالہ  
مواہب الرحمن کی اور دروغگوئیاں دہو کہ وہ بیان بد زبانیاں لاف زبانیان دگو  
اونکو طاعون سے تعلق نہیں (مگر ہماری اصل مشن انھارا کاذب مرزا سے پورا تعلق ہے  
بیان کرتے ہیں۔

اولیٰ اس رسالہ کے حصے میں خاکسار کی نسبت کہا ہے اونھے میری نسبت یہ تکبرانہ دعویٰ کیا  
تھا کہ میں ہی اسکو اونچا کیا تھا اور میں ہی اگر اونکا سو دیکھو یہ دعویٰ جھوٹا ہوا۔ خدائے میر  
گھر کو میرے مریدوں اور صحبتوں سے پُر کر دیا۔

اس لاف زبانی کا کذب ہونا محتاج بیان نہیں ہے۔ جن لوگوں کی نظروں میں مرزا کو اشاعت اس  
کے ریولونے اونچا کیا تھا پھر ان کی نگاہوں سے مرزا کو اسی اشاعت السنہ نے ایسا کرادیا ہے کہ  
لوگ اسکو ولی اللہ سمجھنے کے بعد کافر سمجھنے لگ گئے۔ اور سینکڑوں روپیہ کی مدد کی جگہ انہوں نے  
اسکے متخیر میں رسالے چھاپے اور چھپا دیے۔ اس اجمال سے شرم دانہ نیک نہ تو پھر کیا مرزا کی طرف  
اجازت کے انکے نام نہرست اسم وار چھاپی جائے۔ اب یہی نئے دام افتادگان کی بہتر پہاڑ  
ولایت اعتبار نہیں۔ مرزا انکی اسم وار فہرست چھاپے تو اس انکی فلتی خود بخود کھل جائے گی کہ وہ  
کس قماش کے کس علمی رتبہ کے کس سمجھ کے اشخاص میں۔ فہرست بقید ولایت و سکونت  
پیشہ و پزیرش ہو جس سے ہر ایک شخص پہچاننا جاسکے۔

دوم۔ اس رسالہ کے حصے میں کہا ہے کہ جو شخص پرکھی ہوئی حدیثوں سے (جو قرآن کے مخالف ہیں)

انکار کرے وہ شیطان کا بھائی ہے۔

اس قول میں مرزا نے اپنا شیطان کا بھائی ہونا تو ظاہر کیا مگر اس دھوکہ کی آڑ میں اپنا بچاؤ بھی کر لیا کہ جن احادیث سے میں انکار کرتا ہوں وہ قرآن کے مخالف ہیں۔

اس دھوکہ کا ازالہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ جو پرکھی گئی ہوں (جیسے صحیح بخاری صحیح مسلم کی احادیث) جنکی صحت کا اعتراف مرزا کی تصانیف میں موجود ہے نہ کہ کبھی پسین مخالف ہوتی ہیں نہ مخالف قرآن۔ امام دارقطنی نے کہا: کوئی دو حدیثیں صحیح الپسین مخالف نہیں ہوتیں جبکہ پاس ایسی دو حدیثیں ہوں وہ میرے پاس لاکھوں انکو باہم متوافق کر دوں۔ لہذا کسی حدیث کو صحیح کہنا اور پرکھی ہوئی مان لینا پہر اس بہانہ سے کہ وہ مخالف قرآن ہے ترک کرنا بھی شیطان ہی کا کام ہے۔ حدیث صحیحہ کبھی مخالف قرآن نہیں ہوتی۔ پرکھی ہوئی اور مسلم الصحت احادیث بخاری مسلم سے کوئی حدیث کسی کو مخالف قرآن معلوم ہو تو وہ اس خاکسار کے سینہ پیش کرے خاکسار اس حدیث کو قرآن کے مطابق و متوافق نہ کرے تو جو چاہے میری حیثیت کے مطابق مجھے بطور جرمانہ لے میں اس امر کا متضمن اور اقرار نامہ مضابطہ لکھ دینے اور اسکو جبری کرادینے کو بھی حاضر ہوں اور اس میں مرزا کے دو سر بھائیوں (پچر لوین چکر الوستون) کو بھی شامل و مخاطب کرتا ہوں کوئی مرد ہے تو میدان میں نکلتے سووم اس رسالہ کے صفحہ ۹۹ میں اسکا یہ کہنا ہے کہ حکم کے وحی احادیث ظہینہ سے مقدم ہے اور صفحہ ۹۸ میں یہ دعوائے کرنا کہ مسلمان قدیم سے قائل چلے آئے ہیں کہ حکم کا قول احادیث ظہینہ سے مقدم ہے۔

بعض کذب اور سفید جھوٹ ہے مسلمانان اہل علم سے ایک شخص بھی نہ پہلے قائل ہوا ہے اور نہ اب قائل ہے کہ حکم کا قول احادیث صحیحہ نبویہ سے مقدم ہے۔

حضرت عیسیٰ بن مریم مسیح موعود کو جو حدیث میں حکم کہا گیا ہے تو اس کے معنی اہل اسلام میں یہ مقرر ہو چکے ہیں کہ وہ لوگوں کے باہمی معاملات و مقدمات میں حکم ہونگے اور قرآن و حدیث

کے مطابق انہیں محکم کرینگے۔ چنانچہ احادیث صحیح مسلم میں درجہ اول جہاد مفر کے رد کی تائید میں منقول ہوئی اس سے بڑھا صاف صریح دلیل ہیں۔ یہ سننے کسی مسلمان کے خیال و اعتقاد میں نہیں آئے کہ سیم موعود احادیث صحیحہ کو اپنی وحی سے رد کرینگے۔ اور اپنی وحی کو احادیث سے مقدم خدینگے۔ یہ سننے مزا کے لئے اپنے اجتہاد سرسراہد سے اذخود گھڑی ہیں۔ اور پہلے مسلمانوں کے در لگا دیئے ہیں۔ وہ اس معنی کو کسی ایک پہلے مسلمان سے نقل کر کے توجہ انعام چاہئے اور اپنے آپکو ائعتہ اللہ علی الکاذبین کا مصادق سمجھئے۔ علماء اُن میں قدیم سے اس وقت کوئی علماء اس معنی اجتہادی والحادی مزا کا قائل نہیں اور جو اس کا قائل ہو یا جو سیم موعود سنکر اپنے قول سے حدیث بنوی کو رد کرے اسکو مسلمان کا فرقہ ہے اور کفر کی چیز ہے اور تو میں احادیث پر مبنی جاتی جو جس تمام مسلمانوں کی دل آزاری سے اسکی نظر سے تلو کر گیا اسکی اذہمت کر نکلتا ہیں اگر مسلمانوں

جو فادیان کا مزا خوش قسمتی سے ایسی عظمت کے زیر حکومت ہے جو تیورٹل کہلاتی ہے اور اسکی مذہب کے ہر ردی نہیں ہے۔ اور مذہب کی تو کجا مذہب عیسائی کی ہی اسکو حیست نہیں ہے۔ یہی وجہ کہ فرزند حضرت عیسیٰ کو علی نبی وعلیہ السلام بر ملا گالیوں دیتا ہر چنانچہ صفوہ وغیرہ میں ذکر ہوا ہے اور ارکان سلطنت کے کان پر جو نہیں چلتی۔

ایک دفعہ میں صرف حیست مذہبی سے اور حمایت نبی سے کسی اور غرض سے ایک باقی نفیٹ گزرتا ہے جو اسوقت نیم پادری تھے اور اب ولایت میں پور پادری پر مشن کا کام کر رہے ہیں مثلاً ان گالیوں کا تذکرہ کیا تو وہ بولے کہ اس پر مواخذہ کرنا میرا کام نہیں سنئے کہا آپ کسی پادری کو ہی چارہ جوئی پر آمادہ کریں وہ بولے کہ پادری لوگ جگہ ادا الی نہیں کیا کرتے۔ ہر آرزو نشہ گور سے کچھ کہا تھا بے شک پادری صاحبان مذہبی حیست میں رکھتے اسلئے کوئی حضرت عیسیٰ کو گالی دے تو وہ اس سے جگہ ادا نہیں کرتے ویکرن اگر خود پادری صاحبان کوئی گالی دے یا ارادہ تو میں کرے تو جیت پر نہیں کو بلا تے ہیں اسکو مزا اس سلطنت کی تقریفات میں ہمیشہ رطب اللسان رہتا ہے اور اسکو بار بار برکت کہتا ہے اور اسکو جو وہ بلا خوف و بلا ڈر کہ ایسے دعاوی کرتا ہے۔

چارم۔ اسکا صفحہ (۷۵) میں یہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود اس امت سے ہوگا یہ بھی محض دروغ اور سفید چوٹا ہے کسی حدیث میں آنحضرت کا یہ قول نہیں آیا بلکہ مسلم کی حدیث میں اس کے برخلاف صاف یہ آگیا ہے کہ مسیح بن مریم اس وقت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :- اور اگر وہ کسی اسلامی سلطنت دولت خدا داد افغانستان یا عربستان

یا ایران میں جائے اور وہاں اس قسم کے دھادھی زبان پر لادجی عادی کا فروغ پکھڑے

ان دنوں مرزا کا ایک خلیفہ افغانستان میں پنپا اور اسنے وہاں جا کر اس قسم کے خیالات و دعاوی

مرزا کا اظہار کیا تو وہاں اس کے وہی سلوک ہوا جو ایک نبی کی توہین کرنے والے راستی ہو کر ہے

میں بیٹھنے والے۔ احادیث نبویہ کو رد کرنے والے کرڈٹوں مسلمانوں کے دل دکھائیوا

کے حکم شریعت اسلام۔ قدیم ادیان ہوتا چاہیے تھا۔ چنانچہ متجدد دینی اخبار میں اسکا ذکر

ہوا ہے پیر اخبار ۳۰ اگست ۱۹۰۷ء میں بحوالہ پنجاب کا چارم جہ ہے کہ ملا علی قلی خان

میں جاگیر دار تہا ج بیت اللہ کے لیے تیار ہوا۔ قریباً ایک ہزار روپیہ اسے صاحب کابل کی

طرف سے اسکو بطور زادہ ملا۔ ملا صاحب مکہ معظمہ کو جانے ہوئے راستہ میں قادیان

دارد ہوئے اور مرزا قادیان کے مرید بن کر مکہ معظمہ میں جانے کے بجائے وطن کو واپس

پہرے جب میر صاحب کو یہ حال معلوم ہوا تو اس ملا کو بلا کر پہلے تو سمجھا یا جب اسنے زمانا تو

ملا صاحب آخر تو کچے سامنے کھڑے کر کے توپ کے اوڑھے گئے یہ واقعہ ایک ہفتے کا ہے

اور اسکی صحت کا ذمہ دار ملا متوفی کا چچا زاد بھائی ہے۔ خاکسار کہتا ہے ہمارے شہر پٹا

کے قریب موضع مسائیان کے میدان کابل سے پٹا دار دھوکے تو انہوں نے بھی اس خبر کا اخبار

سے شہر ہونے سے پہلے یہ خبر پٹا شہر شہر کی اور مرزا قادیان لاہور وغیرہ بھی اسکو مانتے

ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ کابل میں جو ہمسفہ واقعہ ہوا ہے وہ اسی خلیفہ کے قتل کے جانے

کی نذر میں حضرت اقدس کی بد دعا سے ہوا ہے۔ خاکسار کہتا ہے یہ خوب سنا ہے

لوگے ڈاٹھی والے پکڑا جائے مچھون والا جنکے حکم سے اور جنکے ہاتھ سے وہ مرتد مارا

عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول  
 امیرہم تعالیٰ لہما فیقول ان بعضکم علی بعض  
 اموات تکرمہ اللہ ہذا الامتہ دعی الیہم یتقوا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف انتم اذا انزل فیکم ابن من  
 فامکم منکم قال انزل فی ذنب الدریط امکم منکم  
 قلت تخبرون قال فامکم بکتاب اللہ وسنتہ نبیکم  
 صلواتہ جلالہ اول

یہ احادیث صاف کہہ رہی ہیں کہ انیوالا سیم اس امت کے نبی ہوگا کیلئے امامت امارت اس امت کے  
 امیر کے لئے مسلم رکھینگا۔ اور خود ہی کتاب امرو حدیث سول کے احکام کا اجرا کرے گا اور اس  
 صورت سے اس امیر کی تائید کرے گا یعنی وہ اس امیر کا وزیر ہوگا۔

پہنچ اسکا اس رسالہ کے ملک امین مولوی فاضل ثنائی صاحب امرتسر کو دیا کہنا ہے  
 اور ملک امین بجا اب انکی نمک تھپی قصیدہ عربی اسجاز احمدی کے یہ کہنا ہے کہ تو بڑا جاہل ہے  
 اور تو نجاست کہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ اسکی ایسی بدزبانی ہے جو اسکو دعویٰ الہام یا لہل فاضلہ الرحمن شفیق من  
 چھوٹا کرتی ہے۔ اور اس کے دعویٰ نبوت و امامت کو چھٹلاتی ہے ہم اس کے جواب میں کچھ کہنا  
 نہیں چاہتے۔ صرف مولوی ثنائی صاحب کو اس امر کی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس میں کوئی  
 کی چارہ جوئی پذیر علیہ عدالت یا جسطرح چاہیں کریں۔ کیونکہ اس بدزبانی سے مرز نے ایک تو اپنے  
 اس حلقی جہد کا خلاف کیا ہے جو مسٹر ڈوئی صاحب بھادر کی عدالت میں وہ اقرار نامہ

تقدیر حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۰۰ گیا وہ تو خدا کے فضل سے اس میں عافیت میں ہر اور سزا معفوہ

اگلے جو وہ اس قتل میں بے گناہ ہیں۔ یہ ڈھنگوں سے مرزائی بنیا نہیں پرانا

ہے جسکا ایک جواب اور بھی ہے جو عنقریب آتا ہے۔

۲۴ فروری کی دفعہ ۴ میں کرچکا تھا جسکے الفاظ یہ ہیں (۴) میں اس امر سے باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا انکے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے انکو درد پہنچے میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست یا پیرو کی نسبت کوئی لفظ نفل و جال کا فرکا ذب نہیں کہوں گا۔

وازاں تھا کہ مولوی ثناء راشد صاحب میرے دوست ہیں اور اسوجہ سے کہ بواسطہ میرے ایک شاگرد عالم مشہور حافظ مولوی عبدالمنان صاحب وزیر آبادی مجھے نسبت ملتا رہتے ہیں وہ میرے پیرو بھی سمجھے جاتے ہیں لہذا وہ یہ حق رکھتے ہیں کہ اس اقرار و عہد کی خلاف ورزی کی وجہ سے اسکو عدالت کے سیر کرانین اور نہیں تو ایک دفعہ مسٹر ڈوئی صاحب بہادر کی خدمت میں جو اسوقت کشتربند و نسبت پنجاب میں پہنچیں پہرہ صلاح وہ دین وہ عمل میں لاویں اور دوسرے گورنمنٹ کے عطا کردہ خطاب مولوی فاضل کی جو پنجاب یونیورسٹی کے ذریعہ مولوی صاحب کو عطا ہوئے سخت توہین کی ہے جس شخص کو گورنمنٹ مولوی فاضل کا خطاب دے وہ بجائے مولوی فاضل جاہل کہلائے تو ان خطبات کی کیا وقعت رہی۔ میرے دوست مولوی صاحب نے کچھ نہ کیا تو کچھ کو اشتہار دینا پڑیگا کہ مولوی صاحب ہمارے دوستوں اور پیروان سے نہیں ہے جو کچھ کوئی اٹکو کہو وہ ہماری جماعت کی طرف نسبت سمجھا جائے۔

ششم اس رسالہ کے صفحہ ۱۲۴ میں اسکا حضرت شیخ الاسلام ہادی انام شیخ و شیخ الکمل حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب شمس العلماء بدہلوی کی نسبت انکی وفات کے بعد یہ عبارت مبنیٰ ذرا رہی شہر کرناگ و كذلك صار نذیر حسین الدہلوی دیتہ وحی اللہ بخیر الفصل و دہجین نذیر حسین بدہلوی نشا زین وحی شد کہ تخریر الصدوق

القبور فانہ اول من کفر فی وفرة من النور و کانت سنة وفاته مات ضال ہائما اوالقبور اوالنفس است کہ مکرر قرار دہا واز نور بکبریتہ و تاریخ وفات اور حساب جہنم ضال ہائما



بجساب الجملہ مات ناقصاً ولم یصیب من الکمل - اس بذربانی ودریدہ دہنی کا ہی

درحالت ناقصہ مرد و از مرتبہ کاملان بیچ حدنیات - میں اسکو کوئی جواب دنیا نہیں چاہتا بلکہ سرآمد فرما اہلحدیث واکابر مسلمانان اہلسنت کو اسکی جواب کی طرف متوجہ کرتا ہوں جب اسنے ۱۹۰۲ء میں قادیانی اخباروں میں اس توہین کا ارتکاب کیا تھا اور اخیر دسمبر ۱۹۰۳ء کو یہ خاکسار بغرض شمولیت دربار کارون روشن دہلی پہنچا تھا تو میں نے حضرت شیخ الکمل کے جانشین پڑے مولوی سید عبدالسلام صاحب کو استغاثہ پر مستعد کیا تھا۔ اسکے بعد بعض اہلحدیث لاہور (جو پیروی دین اور اتباع سنہ سید المرسلین اپنی نظیر اپنے آپ کو ہی سمجھتے ہیں) کو مستعد استغاثہ کیا مگر معلوم نہیں انکی غیرت اسلامی کیوں دب گئی اور کیوں سبکی سبکی کی رگ حشمت کٹ گئی۔

۱۹۰۳ء میں پہلے دہی بذربانی کی ہے اور حسب عادت ستمہ قدیمہ آئندہ بھی ہمیشہ یہ بذربانی جاری رکھینگا اور قصہ کر مئی کی مانند ہر ایک موقع ملافت زنی پر اسکا ذکر کرتا رہینگا اب بھی اعلیٰ اہلحدیث پنجاب و ہندوستان جنہیں بڑے بڑے زمیندار لگندار سچا راجہ علم اہل خردت میں یہ توہین سنکر چپ ہو رہینگے تو یہ ثابت کر دینگے کہ انہیں درحقیقت اہلحدیث کوئی ہی نہیں اور نہ کسی میں اسلامی غیرت دینی حشمت پائی جاتی ہے اسصورت میں وہ اہلحدیث کہلانے کے مستحق نہ ہونگے اور وہ اُسی نکتہ خیم (بذنام) کے سر اور سچے جائینگے جس سے انکے مخالف انکو نامزد کرتے ہیں اور اسصورت میں ہم بھی انکی حمایت و دکالت چھوڑ دینگے۔ اور اگر وہ حضرات اہلحدیث غیرت اہلحدیث ہونے کی حشمت رکھتے ہیں اور اس توہین کی چارہ جوئی کرنی چاہتے ہیں تو ارجاع نالیش کے پہلے چندہ معقول جمع کر لیں فریق ثانی (مرزا) کا یہ حال ہے کہ اول تو بربطیق مثل مشہور ”خرساری مفت فوج طفلان مفت“ اسکا بہت کام مفت ہو جاتا ہے اور اسے مرید ہی کو سبیل و میسر ہو جاتے ہیں اور اگر اس چندہ کی ضرورت پڑے تو ایسے مواقع پر اسکے ہاں اسقدر چندہ کی بہرہ ر ہو جاتی ہے کہ گویا مرزا کے لیے ایک تجارتی سبیل نکل آتی ہے۔ ورنہ روپیہ کی ضرورت پیش آئے تو تلوار و پیہ جمع ہو جاتے ہیں۔ اہلحدیث اسکے مقابل میں کھڑے ہو

نادر  
اغوار  
نادر  
نادر  
نادر

تو پہلے معقول چندہ ہزار مار پیسہ جمع کر لیں۔ یہی امر ایشیائے نالاش رہا ورنہ اہل بیت میں ایسے بچے جو شوائے موجود ہیں جو کبھی کے نالاش کر دیتے۔ انہی اعیان قوم متوجہ ہوں تو کچھ نہ شکل نہیں ہے۔ مرزا کے اس قول میں بدزبانی کے ساتھ دروغ گوئی و لاف زنی بھی پائی جاتی ہے کیا میں گہرت ڈکھو سہہ یخبر الصدقہ دنی القبول بھی کوئی وحی الہی یا الہامی پیشگوئی ہو سکتی ہے۔ کوئی زمانہ دنیا میں ایسا گذرے جس میں صدر لوگ اور بڑے بڑے آدمی نہ مرتے ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہونا تو عمر طبعی سے زیادہ عمر کو (یعنی کیسودس یا اس سے بھی زیادہ سال کو) پہنچ کر ہوا ہے لہذا انکی وفات معمولی کو الہامی پیشگوئی بنالینا کمال درجہ کی بے حیائی اور دروغ گوئی بنین تو اور کیا ہے۔

مفہم اس رسالہ کے حصہ ۱۳ میں یہ کہنا ہے کہ طاعون کا کثیر اوہ وابتہ الارض ہے جسکی قرآن میں خبر چکی ہے اور یہ میرے کچھ موعود ہونے کی علامت ہے

اس میں مرزا نے دروغ گوئی اور بے حیائی دونوں کو جمع کیا ہے۔ یہاں تو دابتہ الارض سے یہ کثیر امر اور بابتہ الارض سے وہ ازالہ اوہام وغیرہ میں کہہ چکا ہے کہ دابتہ الارض سے علماء و حکماء میں مراد نہیں۔ مرزا کو ایسی بات بنانے کے وقت ذرا شرم نہیں آتی کہ میں اب کیا کہہ رہا ہوں اور پہلے کیا کہہ چکا ہوں اب ہم کا ذیبت شماری مرزا کو ختم کر رہے ہیں اور اس پر بے شرم ہوتے ہیں۔ اند کے یا تو بقیہ و بیا زیدیم کہ دل آرزوہ شوی ورنہ سخن بسیار است۔

صفحہ (۲۲) سے اس مقام تک جو اکاذیب و مخالطات مرزا کی بطور مشتمل از زوار وائے کے اڑا کر دیکھا زہر تفصیل ہوئی ہے اس سے ہمارا وہ دعوئے ثابت ہوا جو صفحہ (۱۸) میں کیا تھا کہ ہمارے مرزا نے پیشگوئی متعلقہ طاعون میں جھوٹ و افترائے کام لیا ہے اس قدر پہلے کسی پیشگوئی میں جھوٹ کے کام نہیں لیا۔ اور اس کے ثبوت سے ہمارا وہ دعوئے ثابت ہوا جو صفحہ (۱۳) میں کیا تھا

تو اصل عبارت مندرجہ یہ ہے کہ ایک گروہ دابتہ الارض میں کھینچے گئے وہ گروہ کھینچے گئے جو اسلام کی تہا

میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کر چکا ہے وہ علماء و فاضلین ہوں گے۔

کہ مرزا کا دعویٰ ہے کہ اللہ ہام میں چھوٹا ہونا اور چھوٹے اللہ ہام میں بنا کر شائع و شہر کرنا ہی ایک ایسا جرم  
 سنگین ہے کہ طاعون اسکی ایک آنے انہما ہے اور اسکے ثبوت سے ہمارا وہ دعویٰ ثابت  
 ہوا جو صفحہ ۸۰ میں کیا گیا ہے کہ مرزا کے یہ دعویٰ ہمدی سعوا نام برحق ہونے سے انکار کرنا  
 طاعون کا سبب ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ مرزا کا ایسے دعاوی کرنا اور لوگوں کا ایسے دعاوی کو قبول  
 کرنا یا انہما پر اہانت سے سکوت کرنا پنجاب ہندوستان میں طاعون پھیلنے کا ایک سبب ہے جب  
 ہو سکتا ہے۔ اگر طاعون کو عقوبت الہی یعنی گناہوں کی سزا دہی قرار دیا جائے اس پر شاید مرزا  
 کی طرف سے یہ سوال وارد ہو کہ اگر مرزا کے عقاید کفریہ اور دعویٰ سچیت و ہمدویت اور چھوٹا  
 دعویٰ اللہ ہام اور اسکی تائید میں اسکا نہا ہا سال سے چھوٹے اللہ ہام کہتے رہنا اور ہر تحریر و تقریر  
 میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کو دہوکہ فرب دینا طاعون کا سبب اور موجب ہو سکتا ہے تو پھر  
 ایک مرزا اور انکے اخلاقیات و اقربا طاعون میں کیوں مبتلا دہلاک نہ ہوئے بلکہ برعکس انکے  
 وہ خوب موٹے تازے دندانہ ہیں اور خوب مرے سے پلاؤ فورمہ اور ایسے ہیں انکو ہزاروں  
 روپیہ آرہے اور سینکڑوں اشخاص انکے دام میں پھنسے ہیں اور انکی مشن ترقی پر ہے اور انکی  
 پارٹی بڑھتی ہی جاتی ہے جبکی تعداد وہ کہی ہزاروں کہی لاکھوں تک بتا رہے ہیں اور اسپر  
 کے آخرے بلند کر رہے ہیں۔ اور مرزا صاف کہتا ہے کہ اگر میں مغربی علی اور چھوٹا ہوں تو میں  
 کیوں ہلاک نہیں کیا جاتا۔ اور اسپر اس آیت کو سند پیش کرتا ہے حسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ولو تقول علينا بعض کلمات خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)  
 الا قاولی لاخذنا یا واکد وسلم کوئی بات از خود بنا کر ہم پر اختر کرتا تو ہم اسکو دہنے ماتھے سے پکڑ  
 لیتے اور ہم اسکے رگ جان کاٹ دیتے۔  
 لیکن لفظ قطعاً اور وہ بر ملا کہتا ہے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں مغربی علی اور چھوٹا ہوں  
 منہ الوتین اور میرے مخالف میرے سامنے مرتے جاویں۔ مولوی غلام دستگیر قصویٰ مرا۔ مولوی محمد حسن چینی را۔  
 مولوی رسل بابا امرتسری طاعون کے مراد مولوی نذیر حسین دہلوی مرا۔ اور میں زندہ موجود ہوں۔

اسکی یہ سن ترائیاں سن کر بہت لوگ اس کو حق پر جانتے ہیں اور اسکے مخالفوں کو جو فوت ہو چکا اور جو اب بھی خیال میں ناحق پر سمجھتے ہیں

اس کا جواب یہ کہ موت اور زندگی تو ایسے قدرتی امور ہیں کہ ان سے نہ مومن بچتے ہیں نہ کافر حضرات انبیاء علیہ السلام اور نہ ان کے مخالف بہت سے بنی ایسے گزرتے ہیں جن کو ان کے مخالفوں نے اپنی رائے کے تحت قتل کیا ہے۔ قرآن مجید میں یہودیوں کی نسبت یہ بیان ہوا کہ وہ نبیوں کو ناحق قتل و یقتلون النبیین بغیر حق زالماً قتل بنو اسرائیل ثلثۃ و اربعین نبیاً اول التھار فی ساعۃ فقام ہادہ و سبعون رجلاً من عباد نبی اسرائیل قتلوہم جمیعاً من اخر الذہار و جلالین کہنوی حادۃ فثم البیان ہدیۃ منہ فیہ ہدایہ

کیا اس سے مرزا اور اس کے حامی متعرض یہ نتیجہ نکال لینگے کہ وہ نبی اور صالحین ناحق پر ہتھے۔ اور ان کے قاتل یہودی تھے۔ یہودیوں کے پیروان میں ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کے سرور اور بدن پر سے انکی مخالفت ٹوٹنے کی کئی کئیوں کے گوشت اور ہڈی بڑیاں چھوڑ کر سب کھینچ کر اٹا دیتے۔ یہ خطاب ان کو دین سے نہ

پھیرتا۔ اور ان کو زمین میں گاڑ کر ان کے سر کی ہڈیوں پر آ رہ رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر ڈالتے۔ یہ خطاب بھی ان کو دین سے نہ پھیرتا۔ یہ حال آنحضرت نے قیس صحابی کی اس شکایت پر سنایا جو مشرکین کی ایک ایذا رسائی پر انہوں نے کی اور آنحضرت سے یہ بات کہی تھی کہ آپ دعا کریں کہ میری ان ہڈیوں کو جو

عن قیس ایت النبۃ صلۃ اللہ علیہ وسلم وھو متزسل بحدۃ وھو فی ظل الکعبۃ و قد لقینا من المشرکین شدۃ فقلنا لا تدعو اللہ فقلنا ھو محمد وھو فقال لقد کان من قبلكم لم یسطعوا علی اللہ ما دون عظامہ من لحم او عصب ما یصرفہ فذلک عن دینہ فی وضع المتشار علی مفروق و اسفح فباین ما یصرفہ ذلک عن حیوہ و لیقمن اللہ ھذا الامر حتی یسیر الکرب عن صنعاء الی حضر موت

لا یحیات احداً الا الله شہاد  
بیان والد ثب علی غنمہ  
صحیح بخاری صفحہ ۲۸۵ (د)

کیا مزا ادا کے ہم خیال مضر اس بھی نتیجہ نکالینگے کہ وہ  
جو کفار کی اس سخت تکلیف سے مارے گئے ماحق پرہیز اور  
تکلیف پہنچانے والے کفار جو ایک مدت تک زندہ رہے

در کیوں جائیں اسی اہمیت خیر اکرم کے بنی اور ان کے اصحاب کیا اور اہلیت اطہار  
ان حضرات کے مخالف مشرکین اور کفار کا حال بطور مثال کیوں پیش نہ کریں۔

سور کا سنات فخر موجودات۔ خاتم النبیین سید المرسلین کو خلیفہ کے یہودیوں کی بکری۔

عن ابی ہریرۃ قال لما فتحت خیبر لہذا  
لبنی صلی اللہ علیہ وسلم شاة فیہا سم فقال  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہا جیلتی فی

استغفار کرنے پر صاف کہا کہ ہم نے اسے زہر  
کر اگر آپ نبی ہونگے تو آپ کو زہر ضرور نہ دیگا۔ مگر خدا

کی شان امتحان کو دیکھو کہ اس زہر کا اثر آپ کو پس  
ہی گیا۔ جب تک آپ زندہ رہے اس زہر کا اثر المومنین

پائے تھے اور جب آپ دیشہ حضرت سیدنا  
زہر سے آپ کی رگ جان کٹ گئی اور آپ فوت ہوئے

یہ بات اپنے خود فرمائی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری کی  
میں صاف آچکی ہے۔

ما ازال لجدالم الطعام الذی اکلتم  
غیر فہذا اذان وجبت انقطاع  
الہی من ذلک السام (صحیح بخاری ۴۲۹)

نہ ہرے اور جیسا پ دیشہ حضرت سیدنا  
یہ بات اپنے خود فرمائی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری کی

میں صاف آچکی ہے۔

مزا اور اس کے ہم خیال شاف اس وقت موجود ہوتا  
یہودیوں کا وہ قول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات

ضرور بر ملا کہ اٹھتے کہ (منا و اعدا) آنحضرت بنی برحق نہ تھے۔ جو یہودیوں کو زہر سے فوت ہوا

وہ یہودی حق پر تھے۔ جو آنحضرت کے فوت ہو جانے کے بعد زندہ رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات طیبہ پر ایک اور واقعہ عجیب پیش آیا تھا جو ذیل

میں نقل کیا جاتا ہے اور اس سے مزا اور مزا کے ہم خیال لوگوں کا یہ اصول و معقولہ کہ

طاہرؑ روحانی سید اور علویؑ

جھوٹا ہےؑ کے مقابلے میں زندہ نہیں رہتا۔ بلکہ وہ سچے کے سامنے فوت ہو جاتا ہے۔ غلط ثابت ہو رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے وقت میں ایک شخص مسلمان نام نے آنحضرت کا دعویٰ نبوت سنکر اور اس کی  
برکت قبولیت کچھ پہلے تو وہ مسلمان ہو گیا پھر مرتد ہو کر خود مدعی نبوت ہو گیا۔ اور اس نے  
یہی رزاکے قرآن مانا انزلناہُ قُرْآنًا مِّنَ الْقَادِيَانِ کی طرح بہت سی آیات مشابہ قرآن  
بندھی تھیں جن میں سے بعض کا ذکر جلد ۱۹- اشاعت النسخہ کے نمبر (۱۱) میں ہو چکا ہے اور بعض  
کا ذکر عبارت آئندہ حجج الباری میں آئیگا۔ وہ خبیث مرتد ہونیکے بعد مدینہ میں آیا تو یہ کہنے لگا  
کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد خلیفہ (ایسا حالشہرہ اگر دوسرا رسول ملے گا اسی پر ایمان لائے گا)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَقُولَ  
أَنْ جُعِلَ لِي هَذَا مِنْ بَعْدِ بَعْدِ بَعْدِ بَعْدِ بَعْدِ بَعْدِ بَعْدِ بَعْدِ  
فَلَمْ يَكُنْ كَثِيرًا مِنْ قَوْمِهِ فَاقْبَلْ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعْتَابُ بْنُ قَيْسٍ  
بْنِ ثَمَّاسٍ فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقُلْتُ مَنْ جَرَّ إِلَيَّ حَتَّى وَقَفْتُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ  
فَسَمِعْتُ أَصْحَابَهُ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتُكَ هَذِهِ  
فَهَطَّعْتَ مَا اعْصَيْتُ بِهَا وَلَنْ تَعُدَّ وَأَمَّا اللَّهُ  
يَا وَلَدَ ابْنِ أَدِ بَرْتَ لِيَعْقُزَكَ اللَّهُ دَخِلْ  
(باب من قال)

میں نے اسی ہی خوشی کرتا تھا جیسا کہ مرزا اپنے مخالف علماء کے فوت ہونے پر کرتا ہے۔ اور غالباً یہی حکم کہتا ہو گا جو مرزا کہہ رہا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق پر نہ ہو تو میری زندگی

میں وہ کیوں فوت ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جان فانی سے عالم بالا کو عروج و فرخ سے کچلے اور حق مسلمان جو فرائض اصول و مقولہ مذکورہ کے قائل تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ سچا جھوٹے کے سنیے فوت نہیں ہوتا۔ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ ان میں سے چالیس ہزار سے زیادہ تو مرزا کے

بڑے بھائی مسیحہ کیساتھ اسکو زندہ دیکھ کر جا اب بہتر ہے اپنے دین جاہلیت (کفر و شرک) کی طرف پھر گئے۔ اور اس وجہ اسلام میں نیام صرف تین مسجدوں (مسجد مکہ - مسجد مدینہ - مسجد طائیف) میں خواتین کے لئے مسجد ہوتا تھا۔ باقی رو زمین پر شرک پہلو لگ گیا۔ اور بہتر ہے باوجود مسلمان کہلانے کے احکام اسلام خصوصاً زکوٰۃ کے منکروں بیٹھے۔

مرزا اور اسکے چاروں خلیفہ خصوصاً خلیفہ دوم مامور وہی اسوقت ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو اپنے ناپاک اصول کے مطابق آپ کا حق ہونے پر دلیل بھی اگر سبک پہلے مسیحہ کی بیعت کرتے۔ لیکن صادق الایمان مسلمان جن کے امیر و امام اسوقت صدیق اکبر تھے اور وہ مرزا کی طرح کسی کی موت و حیات کو حق پر ہونے کا پیمانہ و معیار نہ سمجھتے تھے۔ اور حق کو بحکم آفتاب آمد دلیل آفتاب

عن ابی ہریرۃ کما توفی رسول اللہ واستخلف ابوبکر بجدۃ و کفر من کفر من العرب المذبح قال النوفی فی شرح هذا الحديث قال النبی نے ان اہل الردۃ کا نفاصنفین۔ صنف ارتداد عن الدین و نابذ و المسک و عاد و الی الکفر و هم الذین عنہم ابوہریرہ بقولہ کفر من کفر من العرب و هذه الفرقة طائفان احدا اصحاب مسلمة من بنی حنیفة و غیرہم الذین صدقوا علی دعوی النبوة و اصحاب الاسود و من کان من مسجیدیہ من اہل الین و غیرہم و هذه الفرقة باسرها منکرة لنبوة نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اعیت النبوة لغيرہ فقاتلہم ابوبکر حتی قتل اللہ مسلمة بالیمامة و العین بصناع و القضاة جموعہم و هلاک اکثرہم و الطائفة الاخری ارتداد و اعن الذین فانکروا الشرائع و ترکوا الصلوة و الزکوۃ و غیرہما من امور الدین و عاد و الی ما کانوا

فی الجاہلیۃ فلم یکن یسجد للہ فی سبیل اللہ  
 الا فی ثلاث مساجد - مسجد مکیہ و مسجد  
 المدینہ و مسجد عبد القیس فی قریۃ یقالا  
 جونا۔ والصفت الآخرہ الذین فرقوا بین  
 الصلوۃ والزکوۃ فافروا بالصلوۃ وانکروا  
 نفع الزکوۃ وجوب ادا تھا اسی کا امام وہو  
 عن الحقیقۃ اہل الخیر (شیخ مسلم امام زوی)  
 قال فی جمع البیاء و اما صلیب بن حبیب فان  
 قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المہاجر  
 فی حبشۃ حنیفۃ واسلم معہم فلما انتمی الی اللہ  
 اورد و ادعی انی اشترکت فی الامۃ ثم جعل  
 یسجد لہم السجۃ مضارعا للقرآن لقد  
 انعم اللہ علی الخلیل اخری و منہ بالسمیۃ فتغی  
 بین صفاق وحشا و احلی حم الخمر والنرا  
 و وضع عنہم الصلوۃ فاتبعتہ کثیرۃ حنیفۃ  
 و منی بالرجین و تنبأ فی حیاتہ و زعم انہ  
 اشترکہ فی النبوة و من منہا فتی فی معاد  
 و العادیات و الزاریات و زعم انہ  
 الحاملات حصلا و الطاحات طحنا  
 و المانزات خیرا و المارقات تروا -  
 یا صنفہ عربنت صنفہ عین الی کم سقیم

حق پہنچے سے پہلے تھے۔ آنحضرت کی فاطمہ اکی  
 بنی برحق مجھے میں شک نہ دزد بن نہ پڑے اور  
 کمال ثابت قدمی کے تھے ان کو کون جو بہت  
 کو ناحق ہونے کی دلیل سمجھ کر دشمن اسلام ہو  
 تھے اور اسلام کے پولیشکل انتظام میں خلل انداز  
 ہو سکتے تھے۔ سینہ سپر ہو کر ایسے لڑے کہ تہوڑے  
 ہو کر دشمنوں کی بڑی بڑی جماعتوں کے ڈبیر کر دیے  
 اور ہر سیکھ کذاب کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 وفات پر خوشیاں مناتا اور مرزا کی طرح لغو خوشی  
 بلند کرتا واصل جہنم کیا۔ اور اسکی چالیں نہر  
 جماعت سے بیل ہزار پیران کو تیرتے کر کے  
 باقیماندہ جماعت کو ترتر بتر کیا۔ اور ہر کے  
 برادر خور و اسود غشی کو خاک میں ملایا پھر سکرین  
 احکام اسلام کو جو اسلام کے پولیشکل انتظام میں  
 خلل انداز تھے سید ٹاکیا۔ ان صادق الایمان  
 مسلمانوں کی ثابت قدمی سے قدم اسلام اکھڑ جانے  
 کے بعد جم گیا۔ اور مولیوں اور دشمنان اسلام کے  
 قتل ہو جانے سے انکا اصول و مقولہ جو مرزا نے رافضیا  
 کر رکھا ہے غلط ثابت ہوا اور مسلمانوں کو بطور  
 الزام اس اصول کو انہیں پرالٹ دینے اور معاصر  
 کرنے اور یہ کہتے کامو قہل گیا کہ اگر



لا الہ الا انت تدبرین ولا الشاربین تمسحین  
 راسک فی الماء و ذنبک فی الطین والقیل  
 وما ادراک ما القیل کہ خرطوم طویل  
 ان ذلک من خلق ربنا للجلیل و نحوھا  
 من المضاحیک و کاتوا یطیبون منه  
 الدعاء للہ صلات فیہدیک علیہم و یخرجون  
 فیہی لعکس ما یدعوا (سیر) و کتب من  
 سیر رسول اللہ الی عجل۔ اما بعد فان  
 الارض لنا نصف و لہم نصف و لکن فی  
 القدر۔ فکتبت علی اللہ علیہ السلام من رسول  
 اللہ الی سیر الکتاب اما بعد فان الارض  
 و رہا من یشاء من عبادہ و العاقبة للبقا  
 و غلب علی حجر الیمامة و اخرج تمامتھا  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکتبت تمامتھا  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم و هو توفی  
 فکتبت الی الضلایق فوجدھا لا افاقا تلو  
 و کان عذرا بنی حلیفۃ اربعین الفا قتل  
 من المسلمین الف و مائتان و من المشرکین  
 مائتان الف فلما راؤاخذ لا تھا قالت  
 لیسلہ این ما بقنا فیقول قالوا عن  
 احباکم و قتلہ الوحشی و البود جانہ و ہم  
 ہر جانہ حق ہونے کی دلیل ہے اور سچا چہ  
 کے سامنے نہیں مڑتا جو مڑتا ہے وہ جھوٹا  
 ہے تو تمہارے اکابر ائمہ الکفر میلہ واسو و  
 وغیرہ کیوں مسلمانوں کے ہاتھ سے دہم  
 جہنم ہو گئے۔ یہ واقعات ایسے مسلمہ  
 کہ ان میں مرزائیوں کو بھی کلام نہیں  
 ہے۔ لہذا ان واقعات کے ثبوت  
 زیادہ شواہد لانے کی ضرورت نہیں  
 تاہم ایک بدایت صحیحہ مسلمہ اور اس کے  
 شرح امام نووی اور کتاب مجمع البحار کے  
 عبارات عربی میں نقل کی گئی ہیں  
 جن کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر  
 ہم نے بیان کیا ہے۔  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 خلص اصحاب و احباب میں ایک  
 صاحب خبیب رضی اللہ عنہ نام تھے  
 وہ و شمنوک کہ قابو میں آئے اور ان کے قب  
 میں رہے۔ تو اس حالت قید میں اور قس  
 میں جبکہ مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ ان کی کرا  
 ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے انکو رو  
 خوشہ ان کے پاس بھیج دیا۔ جس کو وہ شمنوک

دیکھ بھی لیا۔ پھر بھی وہ ان کو قتل کرنے لگے۔ تو انہوں نے دو نقل پڑھے اور یہ شعر کہہ  
 ولست ابا لی حین اقلل مسلما  
 علی شق کان فی اللہ مصرعی  
 وذالک فی ذات الالان یشاء  
 ببارک علی اوصال شلوا منزع  
 برکت کرے۔

انکے بعد وہ ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ مرزا اس وقت ہوتا اور ان کی یہ حالت دیکھتا  
 تو برا کہتا کہ وہ خدا پرست صاحب کرامت صحابی نزاری حق پرست تھے جو کافروں کے ہاتھ سے  
 مارے گئے۔ وہ ظالم حق پرستے جنہوں نے ان کو شہید کیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؑ غزوہ موتہ میں نیزہ اور تیروں کے کچھ لہو پر ہنسنے زخم کافروں کے  
 ہاتھ سے کھا کر شہید ہوئے جن کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے  
 آنسو جاری ہو گئے۔ مرزا اس وقت ہوتا اور حضرت جعفر طیار کو زخمی اور آنحضرت صلی اللہ

عن عبد اللہ بن عمر فی قصۃ غزوۃ موتہ قال کنت فیہم فی  
 تلک الغزوۃ فالتمسنا جعفر بن ابی طالب فوجاہ فی القتلی  
 فوجدنا فی جسدہ لا یضغظک ولا یستحین من طعنہ ودمیۃ بخاری  
 عن ابن شہاب و سئل عن تلک الذناب (بخاری ص ۱۱۹)  
 تھے جنہوں نے ان کو شہید کیا۔

اللہ واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار کو بہت پیش آئے جن کا بالاستیفا  
 اگر نام موجب طول ہے۔ لہذا صرف ایک واقعہ کے بیان پر یہ کلام ختم کیا جاتا ہے۔ وہ واقعہ  
 شہادت امام حسین علیہ السلام ہے جن سے سب ہی مسلمان واقف ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں  
 کہ اس واقعہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام حق پر تھے اور ان کے قاتل اور امر و راضی یزید علیہ

بایستہ اور او کے ہنسیاں ناحق پر تھے۔ اگرچہ مزار نے اس واقعہ کی نسبت ان دنوں اپنے قصیدہ اعجاز احقر  
 کے صفحہ ۱۹ میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ امام حسین حق پر نہ تھے۔ حق پر ہوتے تو خدا کی طرف سے  
 طہران کو مدد ملتی جیسے کہ مزار کو ہمیشہ ملتی رہتی ہے۔ چنانچہ دو اشعار منقولہ خط (۱) اور (۲)  
 ابجد چار اشعار میں وہ یہ دعوے کر چکا ہے۔ اس مقام میں ایک کام اصل اشعار اور دوسرا کام میں مزار کا  
 دشتان مایہ کنی وین حسینکم  
 فانی ایک و فیکل ان وانصار  
 ولما حسین فاذا کراوشت کربلا  
 الوحده الا یام تیکون فانظروا  
 کہنا ہوا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ مجھ میں  
 اور شہر حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھ تو ہر ایک وقت کی امید اور  
 مدد مل رہی ہے مگر حسین پس تم رشت کر بلا کر کو یاد کر لو۔ ایک  
 تم روتے ہو پس سوچ لو۔

۲۔ لفظ حسینم جس معنی یہ ہے کہ تمہارا حسین صاف مشغوبہ کہ حضرت امام حسین مزار کا کوئی تعلق نہیں ہے  
 یہ لفظ اس کے ایسا قلم سے لکھا ہے جیسا مالک بن نویرہ آنحضرت ص کی نسبت حضرت خالد بن ولید کو  
 کر کے لفظ صاحب کہا تھا جس کا لفظ لین لینے سے سمجھا کہ مالک بن نویرہ حضرت سر کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے کہ  
 کے حکم رکھ کر قہر کی تھیلے کا مال ہو کر اسلام کے ایک پولیٹیکل انتظام میں غلغلہ مارتا ہو گا اور اس کو قتل کر دیا۔  
 مزار اس لیے اگر اسلامی سلطنت جنھوں نے ایران میں ہوتا اور وہاں کلمہ حسینم کہتا تو اس کا سر بھی مالک بن نویرہ  
 جیسا کہ مقدمہ بنا ہو قلم کیا جاتا۔ وہ خوش قسمتی سے اگر ایسی سلطنت میں ہو جہاں امام حسین کے فنا کو  
 گالیان دی جاتی ہیں اور گالیان یزدانوں کو کوئی نہیں پوچھتا بلکہ خود خلیفہ حضرت علی علیہ السلام  
 جن کی طرف سلطنت کا مذہب ہے یہ مزار خود گالیان دیتا ہو چکا نہ کہ حضرت (۱) جلد میں  
 ہو چکا اور سلطنت میں ان گالیوں پر لاش نہیں لیا جاتا۔ اس لیے مزار بخوف ایسے کلمہ شائع کر دیا  
 قتل مالک بن نویرہ کی اس وجہ اور سر کر اس وقت کر خلیفہ بنو امیہ اسے باوجود وہ سپہ ایما نہیں سمجھا اور  
 وہ صرف لفظ تھا جن آنحضرت بلکہ کو قتل قرار دینا پر بحث کر رہے ہیں۔ جو ان کے فضول بحث ہو اور  
 سے دور پڑی ہو۔ آہ اگر یہ اختیار یہ صورت کر دیتا کہ لفظ صاحب میرے قلم سے غلطی ہو لکھا گیا ہو تو اس  
 بحث کی نسبت نہ آئے ماسہیں شک نہیں کہ اگر صرف حق حق ہے تو عربی محاورہ میں سلفاً مخالف تعلیم نہیں ہے مگر

۱۔ لفظ حسینم جس معنی یہ ہے کہ تمہارا حسین صاف مشغوبہ کہ حضرت امام حسین مزار کا کوئی تعلق نہیں ہے  
 یہ لفظ اس کے ایسا قلم سے لکھا ہے جیسا مالک بن نویرہ آنحضرت ص کی نسبت حضرت خالد بن ولید کو  
 کر کے لفظ صاحب کہا تھا جس کا لفظ لین لینے سے سمجھا کہ مالک بن نویرہ حضرت سر کوئی تعلق نہیں ہے اس لیے کہ  
 کے حکم رکھ کر قہر کی تھیلے کا مال ہو کر اسلام کے ایک پولیٹیکل انتظام میں غلغلہ مارتا ہو گا اور اس کو قتل کر دیا۔  
 مزار اس لیے اگر اسلامی سلطنت جنھوں نے ایران میں ہوتا اور وہاں کلمہ حسینم کہتا تو اس کا سر بھی مالک بن نویرہ  
 جیسا کہ مقدمہ بنا ہو قلم کیا جاتا۔ وہ خوش قسمتی سے اگر ایسی سلطنت میں ہو جہاں امام حسین کے فنا کو  
 گالیان دی جاتی ہیں اور گالیان یزدانوں کو کوئی نہیں پوچھتا بلکہ خود خلیفہ حضرت علی علیہ السلام  
 جن کی طرف سلطنت کا مذہب ہے یہ مزار خود گالیان دیتا ہو چکا نہ کہ حضرت (۱) جلد میں  
 ہو چکا اور سلطنت میں ان گالیوں پر لاش نہیں لیا جاتا۔ اس لیے مزار بخوف ایسے کلمہ شائع کر دیا  
 قتل مالک بن نویرہ کی اس وجہ اور سر کر اس وقت کر خلیفہ بنو امیہ اسے باوجود وہ سپہ ایما نہیں سمجھا اور  
 وہ صرف لفظ تھا جن آنحضرت بلکہ کو قتل قرار دینا پر بحث کر رہے ہیں۔ جو ان کے فضول بحث ہو اور  
 سے دور پڑی ہو۔ آہ اگر یہ اختیار یہ صورت کر دیتا کہ لفظ صاحب میرے قلم سے غلطی ہو لکھا گیا ہو تو اس  
 بحث کی نسبت نہ آئے ماسہیں شک نہیں کہ اگر صرف حق حق ہے تو عربی محاورہ میں سلفاً مخالف تعلیم نہیں ہے مگر

وانی بفضل الله في حرج الخلق  
اربي فاحص من لثام تنمروا  
وان ياتيني لاعدا بالسيف والنار  
فوالله اني احفظن واطهر  
وان يلقن خصى بنا ومذبة  
فقد ناسليما والعبد ويدمر  
وادعد في قوم بقتل من العدا  
فادر كهم قهر المليك وخشروا

اور میں خدا کے فضل سے آسکے کنار عافیت میں  
ہوں پرورش پائا رہوں اور ہمیشہ لیٹوں کے حملہ  
جو پلنگ صورت میں بچایا جاتا ہوں۔ اور اگر دشمنوں کو  
اور بیرون کیسا نہ میری پاس میں پختہ میں بچایا  
جاؤنگا اور مجھ کو فتح ملیگی۔ اور اگر دشمن ایک گدا کر فی  
والی آگ میں مجھ کو ڈالے تو تو مجھ کو سلامت پائیگا اور میں  
ہلاک ہوگا۔ اور بعض دشمنوں نے مجھ کو قتل کرنے سے  
ڈرایا پس ان کی قہر سے انکو کڑھایا اور وہ بے گناہ ہو گئے

لیکن اس سے پیشتر یہ ایک قصیدہ میں جو سالہ فتح الاسلام کے صفحہ ۵ میں مشہور ہو کر شائع  
ہوا ہے اقرار کر چکا ہے کہ حضرت امام حسین کے مخالف کفر و نفاق پر تھے اور حق پر امام حسین  
ہی کی پابندی تھی چنانچہ اس قصیدہ کا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے جس سے اس امر کی بخوبی تصدیق ہو  
سکتی ہے اور وہ شعر یہ ہے

بر طرف کفر و نفاق چھو افرام زید  
دین حق بیمار و بیکس چھو زین العابدین  
اور اگر وہ یہ کہے کہ اس شعر کے مضمون سے پہنچ کر یہ ہے اور اب میری رائے یہی ہے کہ زید  
حق پر تھا اور امام حسین نفاق پر تھے تو ہم اس واقعہ کو بطور محبت الزامی اسکے مقابلہ میں پیش نہیں کرتے  
بلکہ واقعات کو اسکے الزام کیلئے کافی سمجھتے ہیں تاہم اس واقعہ کو ہم عام مسلمانوں کی نظر و بین  
جہ امام حسین علیہ السلام کو حق پر جانتے ہیں اور زید کو نفاق پر اسکے اصول منقولہ کو کہ سچا چھوڑے  
کے سامنے نہیں مڑا چھوڑا کر نیکے کو بڑی قوی دلیل سمجھتے ہیں اور اسی غرض سے ہم اس واقعہ کو  
مرض بیان میں لائے ہیں۔

ان اشکام کو ڈھک کر مڑا اور اسکے مخپاں شہم و انصاف کرینگے تو اپنے اس اصول منقولہ کو کہ  
سچا چھوڑے کے سامنے ہلاک نہیں ہوتا ثابت کیا تاہم وہ پس لینگے اور اگر وہ مہٹ مہر حق و شہم

تو امید ہے وہ مسلمان جو ان کے اس اصول و مقولہ کے دھوکہ میں اگر موت کو ناحق جونی کی دلیل سمجھ کر بیٹھے ہو گئے اس دھوکہ سے نجات پائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ مرزا اور اسکے بعض اتباع کا خوب سوئے تازے ہونا اور گوشت پلاؤ قورمے سے عیش اڑانا اور نہاروں روپیہ کا خرچہ کرنا پس آنا اور اسکے تابعین کا نمبر بڑھتا جانا یہی مرزا کے حق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ بہت سہ کفار اور فجار مرزا اور اسکے اتباع سے بڑھ کر مالدارین ان سے بڑھ کر صحیح تویٰ تو اور عدو جماعت میں اور ان سے بڑھ کر جن جن کو مرزا ہی حق پر نہیں سمجھتا اور ان کی دولت و طاقت و جمعیت و کثرت کو دلیل حقانیت خیال نہیں کرتا اور قرآن و حدیث کا یہی صاف اور طبعی فیصلہ کر دولت مال دنیاوی اور صحت و طاقت جسمانی اور کثرت و جمعیت عدوی کفر و معصیت کیسا (جو مرزا کی حالت سے) خدا تعالیٰ کے نزدیک کچھ اعتبار و وقعت نہیں رکھتی اور حق ہونے کی دلیل نہیں بلکہ یہی دولت الہی صحت و طاقت الہی کثرت و جمعیت کا ذوق و فاسقوں میں لالچ پائی جاتی ہے اور اسکے برخلاف ایمان اور اطاعت کیساتھ فقیری سبکی بیاری اکثر انبیاء اور ان کے صادق پیروان کا حصہ اور ورثہ ہے۔

### ایسے مال دولت و کسب و کسب دنیاوی کی نسبت قرآن مجید کا فیصلہ

ایک آیت میں ارشاد ہے کہ اگر (سب کافروں کے اہل دولت و ثروت ہوں) یہ نتیجہ نہ نکلا کہ تمام لوگ کافر ہو جائے تو ہم کافروں کے گھرن کی چتہیں اور شیرھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں چاندی کے بنا دیے اور ان کے زوائے اور تخت بھی جن پر ٹیک لگاتے ہیں چاندی کے اور بلکہ یہ سب چیزیں دنیا کے اسباب ہیں اور پرہیزگاروں کیلئے اندک کے پاس عاقبت کی نعمتیں ہیں۔

وَلَا يَتُوبُ النَّاسُ مَتَوَلَّوْا لِمَا جَعَلْنَا مِنَ الْيَكْفُرِ عِلْمًا وَلِيَ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَنَحْنُ سَافِهَةٌ  
وَمَعَارِجُ عَلَيْهِمْ بِالْظُّهُنِ وَبِالْيُتُوبِ قَامُوا  
وَسَرَّ عَلِيمٌ بِتِلْكَ الْوَيِّ وَزَيْنُ الْوَيْلِ  
ذَلِكَ لِمَا مَتَّعْنَاهُمُ الْغَيْرَ الدِّينَارِ وَالْأَخْصَرِ  
عَمَّا يُدْرِكُ الْمُتَّقِينَ (زخرفہ ۳۴)

اور ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا کی قدر و منزلت اس کے نزدیک چھپر کے  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو كانت الدنيا تعدل عندی بخریر کے برابر ہوتی تو وہ کافرو ایک گروٹ پانی  
عند اللہ جناح بعوضۃ ما استقی کافر الشرب من طہ نہ پلانا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہذا الجنۃ فاذا غارت  
من دخلها المساکین - متفق علیہ  
ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ میں بہشت کے دروازہ  
پر کھڑا ہوا تو نگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ ہمیں داخل کرنے  
والے اکثر مسکین ہی ہیں۔

قال رسول اللہ اذا احبب اللہ عبدًا  
سماء الدنیا کما یظلل احدکم بحجۃ یقیمہ الماء  
رواہ احمد و مشکوٰۃ ص ۴۲  
ایک اور حدیث میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جب اللہ  
کسی بندہ کو دوست کہتا ہو تو اسکو دنیا (کے عیش  
سے) بچاتا ہے جیسے کوئی آنچر بیمار کو پانی سے

بچاتا ہے۔  
ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن  
جبل کو ملک ین میں (اپنا گھر وار بنا کر) بھیجا تو یہ فرمایا  
کہ عیش اٹھانے سے بچو۔ خدا تعالیٰ کے (مقبول) بندہ  
عیش نہیں اڑا یا کرتے۔

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ میں کو دنیا  
میں (یہی) اسکی نیکی کا صلہ ملتا ہے اور آخرت میں  
ہی۔ اور کافر کو صرف دنیا میں نیکیوں کے  
بدلے کہا نیکیوں جاتا ہے یہاں تک کہ جب آخرت  
میں پہنچتا ہے تو اسکی کوئی نیکی نہیں رہتی جس کا  
بدلہ وہ دیکھ پاوے۔

اس حدیث کی نظر سے اگر صحابہ کو کچھ ایسا کہنا ہے پیغمبر کو ملتا تو وہ دیکھ کر اسکو چوڑ دیتے۔

و عن معاذ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثتہ  
الیہن قال ایالک والتمتع فان عباد  
اللہ لیسوا بمستعجلین - رواہ احمد  
(مشکوٰۃ ص ۴۲)

عن انس قال رسول اللہ ازل اللہ لا یطعم  
مومنًا حسنۃ یعطی بہا فی الدنیا و یجزی  
بہا فی الاخرۃ و اما الکافر فیطعم بحسنۃ  
ما عمل بہا لہ فی الدنیا حتی اذا قضی  
الی الاخرۃ لم یکن لہ حسنۃ یمیزو بہا  
ترجمہ مسلحہ (مشکوٰۃ ص ۴۲)



عن ابی ہریرہ قال اخبرني البنا عائشة كساء جس چڑھی پاریات انکا انتقال ہوا وہ پسندو  
وانا انرا غلبا نقالت في هذين قبض لهم سے توہر تو تھا و علیٰ القیاس  
رسول الله وفي رواية مليلاً (بخاری ص ۲۲۸) ۸۲

ان آیات واحا ویشہ کو دیکھ کر کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ میں شخص کے پاس بہت سامان  
وردیہ آؤں اور وہ اسی وردیہ سے عیش کرتا ہے وہ حق پر ہوتا ہے اور جو غریب مسلمان  
سکین ہو وہ ناخوش ہے نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

## اسی صحت و طاقت کی نسبت قرآن و حدیث کا فیصلہ

داؤد اذ نادى ربه انى سقى الضر و ائت  
ان حمداً لرحمن (۱۶)  
عزیر بن سعد سئل عنی صلعم او النسا  
اشد بلاء قال لا نبيا اشرا لاشد بلاء مثل  
یبتل بجلل صلب دینه فان کان فی  
دینه صلعبا اشتد بلاء وان کان فی  
دینه رقبۃ هون علیہ فما زال کذلک حتى  
یشی علی الارض ما له ذنب - رواه الترمذی  
مشکوۃ ص ۱۸  
ایک آیت میں ارشاد ہوا ہے (حضرت) ایوب نے  
خدا کو پکارا کہ اہی مجھے دکھ پہنچا ہے اور تو ہی رحم  
کرتا ہے حضرت ایوب کے تمام بدن پر امراض  
کا تسلط ہوا تھا مسلمانوں کو معلوم ہے ایک شخص  
میں آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ سب لوگوں  
سخت کون مبتلا ہوتا ہے آپ نے فرمایا انبیاء ہوتے  
ہیں پھر جو ان کے بعد ہوتے ہیں جو ان کے بعد ہوتے ہیں۔  
آدمی اپنے دین کے مطابق مبتلا ہوتا ہے اگر اس کا  
دین مضبوط ہو تو بلا سخت آتی ہے اگر اس کا دین  
ہلکا ہو تو بلا بھی آتی ہے وہ اسی طرح مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ دین پر آیا ہو کہ چلتا ہے کہ ہلکا  
کوئی گناہ نہیں رہا۔

تکعب بن مالہ عن ان رسول الله صلعم  
مثل المؤمنین مثل الخاتم الزرع قیہما  
ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن  
کی مثال کسی کی جیسی ہے جس کو باریک دھن اور ہر دھن



الربا یح تصیر عما مرۃ وتقدلھا اخری حتی  
یا قی اجلہ و قتل المناقی کا لارہ الحینۃ  
القی لا یصیبھا شیء حتی یکون الخجافما  
مرۃ واحد لا متغی علیہ (مشکوۃ مشک)  
ان آیات و احادیث کو دیکھ کر کوئی مومن نہیں کہہ سکتا کہ جو شخص ہلشیہ مٹا گا مٹا گا تازہ رہے وہی حق پر  
ہوتا ہے اور جو بیمار و ناتوان ہو وہ ناحق پر +

### ایسی کثرت جمعیت کی نسبت قرآن حدیث کا فیصلہ

ایک آیت میں ارشاد ہے کہ بہت لوگ اگرچہ توحید کرے مومن نہ ہوں گے۔ ایک آیت میں ارشاد  
وَمَا آتَاكَ النَّاسُ مَلَكُوتًا وَهُمْ يَكْفُرُونَ  
وَقُلِیلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّاكِرُونَ (السباۃ ۲)  
ہے میرے شکر گزار بندے (ناشکر کفار کی نسبت)  
تھوڑے ہوتے ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے تو آپ نے فرمایا میری شاہدین  
پیش کی گئیں پھر شروع میں ایک نبی گزرا جس کی سیاتھے  
اسکے ماتھے والوں سے صرف ایک من ہر تھا پھر  
نبی جس کے ساتھ صرف آدمی مومن تھے۔ پھر وہ نبی جسکو  
ساتھ نو یا دس آدمیوں کا ٹولہ۔ پھر وہ نبی جسکو ساتھ ایک  
مومن ہی نہ تھا۔ پھر منجہ ایک جماعت کثیر کو دیکھا جسے  
ایک کنارہ آسمان کو روک لیا تھا میں نے خیال کیا کہ  
یہ میری امت ہوگی تو پھر کہا گیا کہ یہ میری امت کے  
ساتھ ہے پھر پھر کہا گیا کہ تو آگے نظر کر میں دیکھا تو  
ایک جماعت کثیر نظر آئی جس کے کنارہ آسمان کو روک رکھا تھا پھر کہا گیا کہ ادھر تو ہر (دو تین بائیں) دیکھا تو

عن ابن عباس قال خرج رسول الله صلى  
يوماً فقال عرضت على الامم فجعلوا يرسبون  
ومع الرجل النبي ومع الرجلان النبي  
ومع الرجلان النبي وليس مع احد طائفة  
سواد الكثر اسد الا في فرجوت انكوا استي  
فقيل هذا موسى في قوم تم قيل لا انظر  
هكذا وهكذا اخرايت سواد الكثر اسد الا في  
فقيل هؤلاء اعدائك - المرصفت عليه ركبته  
ايك جماعت كثير نظر آئی جس کے کنارہ آسمان کو روک رکھا تھا پھر کہا گیا کہ ادھر تو ہر (دو تین بائیں) دیکھا تو

میں نے جماعت کثیر دیکھی جس نے کنارہ آسمان کو روک رکھا تھا پہرہ پہنچے کہا گیا کہ یہ میری امت ہے۔  
 یہ کثرت جو حضرت موسیٰ اور اپنی امت میں اپنے دیکھی یہ اور انبیاء کی نسبت تھی نہ تمام دنیا کے  
 کافروں کی نسبت۔ تمام دنیا کے کافر آنحضرت کی امت کی نسبت ہی عدد میں بہت ہیں چنانچہ حدیث  
 صحیحین البعث البعث النار (جو شکوہ کے معنی میں منقول ہے) اور اس میں دو چیزوں کی تعداد  
 فی ہزار کس زور مٹانا دے بتائی ہے اور اس امت کی تعداد عام لوگوں سے یہی بتائی ہے جس پر سفید  
 رنگ کے میل ہیں ایک بال سیاہ ہوتا ہے (شاہ قزوینی ہے)۔

ان آیات و احادیث کو دیکھ کر کوئی مومن نہ کہے گا کہ جس جماعت کے اشخاص بہت ہیں وہ حق پر ہوتی ہے  
 حضرت نوح کی ساراٹے نو سو برس کی دعوت سے صرف اتنی آدمی مسلمان ہوئے اور اتنی کل کافر رہے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو سب انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہے) کے لوگ تمام دنیا کے کافروں  
 مشرکوں سے کم ہیں کیا اس سے مرزا اور اسکے حواریال یہ نتیجہ نکالیں گے کہ حضرت نوح کے اور آنحضرت  
 کے مخالف حق پر ہیں۔ اس دلیل سے تو مرزا منفعیل ہو گا۔ ہم اسکے انفعال کیلئے اسکا وہی شعر پیش  
 کرتے ہیں جسکو ہم اوپر نقل کر چکے ہیں ہر طرف کفرست جو شان چچا افواج نیریز دین حق بیمار  
 پیکس عجوزین العبا پرینا۔

کیا اس شعر کو سن کر ہی وہ اپنی جماعت کے بڑھتے جانے پر خفا کرے گا اور اسکی تعداد ادا ٹکل بچو لا کہہ دولا کہ  
 بنا کر اس کو اپنی حقانیت کی دلیل ٹھہرا لے گا۔

اس خیال کے تائید میں جو مرزا نے آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا مِثْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو پیش کیا ہے اس کا  
 جواب دندان شکن حافظ محمد رفیع صاحب امت سمری نے رسالہ قطع الوثائق میں لکھ دیا ہے اور  
 مرزا کو ایک شہرہ ہو چکا ہے اس رسالہ میں بہت سے لوگ بطور نظیر پیش کیے گئے ہیں جنہوں نے  
 جو دعویٰ الہام کیا اور وہ تیس برس سے زیادہ رہے۔ مرزا نے رسالہ تحفہ کوثر کے  
 مقدمہ میں سفید جہرٹ بولا اور یہ کہا ہے کہ ابناک حافظ صاحب نے کوئی نظیر پیش نہیں کیا اس کتاب  
 مرزا کے جواب میں حافظ صاحب نے ایک اشتہار دیا ۱۹۰۲ء میں شہر کیا اور اس میں صاف کہا کہ تمہارا

مطلوبہ نظام پر ہم ایک سالہ میں چہا کہ مشہور کر چکے ہیں جلسہ مذمتہ العلماء میں بمقام امرت سرگودھا اور ان نظام پر بحث کر لو۔ اسپر مرزا نے سکوت کیا اور اچانک کوئی جواب اسکا مرزا نے مشہور کیا ہم بمقام میں اسکا اور جواب دیوین ناظرین توجہ کریں اور اسپر مرزا کے اس استدلال میں عجیب جلیبازی دیکھ کر باری متشدد کریں۔

مرزا نے تحفہ گوڑیہ کے صلہ وغیرہ میں اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اگر وہ اس شخص (ت) ہم اکثر کرتا تو اسکی سزا موت تھی کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے چہرے سے دعویٰ سے انکار اور کفر کا طرفہ لا کر ضلالت کی موت سے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اسکا مرزا اس حادثہ سے بہتر ہے کہ تمام اسکی مغتربانہ تعلیم سے ہلاک ہو اسلئے تدبیر سے ہماری یہی سنت ہو کہ ہم اسکو ہلاک کر دیوین جو دنیا کے لٹی ہلاکت سے رہیں پیش کرتا ہے اور جو ملی تعلیم اور جو لٹے عقاید پیش کرے کہ مخلوق خدا کا روحانی موت چاہتا ہے اور وہ کہیں کہہا ہے کہ یہ قرآنی استدلال یہی اللہ پر جب ہی ٹھہر سکتا ہے جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جاوے کہ خدا تعالیٰ اس مغتری کو جو حلقہ کے گمراہ کر نیکی لٹھا اور من السد ہونے دعویٰ کرتا ہے کہی مہلت نہیں دیتا۔ پھر کہا کہ علماء امت میں سے کسی نے یہ اعتقاد و ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مغتری علی احمد آنحضرت کی طرح ۲۳ برس تک زندہ رہ سکتا ہو اور اس سے پہلے اس کے جنت کہا ہے کہ آئمہ و مفتیین نے اس دلیل کو مخالفین کے سامنے پیش کیا بیان تاک کہ شرح عقاید فیہ ہیں ہی اس دلیل کو کہا ہے اور اسکے میں کہا ہے کہ ہزار نامی علماء اور اولیاء ہمیشہ اس دلیل کو اس کے سامنے پیش کرتے رہے۔

اسکے جواب میں خاکسار کہتا ہے کہ مرزا نے جو کچھ کہا ہے محض دعوے ہیں نہ اس آیت کا یہ مطلب جو مرزا نے بیان کیا ہے نہ خدا تعالیٰ نے اس بات کو جو اس آیت میں انشاء ہوئی ہے بطور ایک عقائد استدلال کے (جو کسی قاعدہ کلیہ اور ملازمہ عقیدہ پر مبنی ہو) کفار کے سامنے پیش کیا ہے نہ ایمان و ہزار نامی علماء و اولیاء نے کفار کے سامنے اس آیت کے مضمون کو بطور دلیل پیش کیا ہے نہ عقاید فیہ میں اس آیت کو یا صرف اسکے مضمون کو دلیل ٹھہرایا ہے۔ مرزا کو سچا جاننا تو اسے اور خوا

اسکے نام میں پہننے والے اس سے ان مفسرین ایہ و ہزار نامی علماء و اولیاء سے صرف پانچ سات کا نام پوچھیں اور انکی عبارتیں نقل کرنے کی درخواست کریں وہ ہزار نامین سے پانچ کے نام عبارت پر پیش نہ کرے تو اسکی رد و غلو کی وجہ سازی کا یقین کریں جس کتاب میں شرح عقاید نسفی کا اسنے نام لیا ہے ہم ذیل میں اسکی عبارت نقل کرتے ہیں اور ان لوگوں سے داوچاہتے ہیں کہ اس عبارت میں کہاں اس آیت کو دلیل ٹھہرایا ہے اور اسکی نسبت کہاں یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس آیت میں خدا نے عقلی استدلال کیا ہے اور اسکے مضمون کو قاعدہ کلی اور نسبت الہی قرار دیا ہے۔

شرح عقاید نسفی مطبوع مطبع انوار محمدی لکھنؤ کے صفحہ ۲۱۱ و ۲۱۲ میں کہا ہے۔

۱) نظر آخرت صلعم کی نبوت پر اور دو وجہ سے پہنچا لایا کہ تہمیں وجہ اول آخرت کے متواتر حالات ہیں ۲) جو نبوت کے پہلے اور دعوت کے آداب میں اور دعوت کے پورے ہو چکنے کے بعد ظاہر ہوئے (۳) اور آپ کے اخلاق عظیمہ (۴) اور آپ کے احکام حکیمہ (۵) اور آپ کا ایسے کاموں کی طرف نہایت دلیری سے متوجہ ہونا۔ جن سے بڑے بڑے پہاڑ جبراک جاتی ہیں۔ (۶) اور آپ کا ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی حفاظت کا بہرہ (۷) اور آپ کا خوفناک حالتوں میں ہر وقت قدم رہنا یہ کوشش شکانہ ایسے طور پر آپ کے وجود باوجود میں متحقق و مسلم تھے کہ آپ کے دشمنوں کو باوجود شدت عداوت کے اور حرص جن آپ کے امور مذکورہ کی نسبت طعن اور جرح کی کوئی سبیل نہیں ہے یہ وجہ اسلئے آپ کی نبوت پر دلیل ہے کہ عقل امر ششکانہ بجا نہیں

وقد يستدل ارباب البصائر على نبوته  
ووجهين احدهما بالتواتر من احوال القبل  
النبوة وحوال الدعوة وبعد تمامها واخلاد  
العظيم و احكام الحكيمه و اقدم حيث  
تجمل لابطال وثوقه بصحة الله تعالى في  
جميع الاحوال وثباته على حاله لا يلاؤ  
بحيث لو يتجدد لكان مع شدة عدو وتقصير  
وحرصهم على الطعن فيه مطعون لا الى الفقه  
فيه سبيل فان العقل يحوز به ما مشاع  
جتماع هذه الامور في غير الانبياء وان تجميع  
هذه الامور في حق من ليس له ان يعترف  
ثم يهمل ثلثا وعشرين سنة ثم يظهر دينه  
على سائر الاديان وينصره على اعدائه و  
يحيي اثاره بعد موته الى يوم القيامة رشح عقاید

کسی شخص میں جمع ہونے کو محال جانتا ہے اور اس امر کو محال جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہیم کمالات  
شش گانہ اس شخص میں جمع کر دے جس کو خود مغتری جانتا ہو اور یہ بہیم کمالات اس میں جمع کر کے  
پیشیں برس نکالے اور اس کو مہلت دے اور یہ ہر اسکے دین کو دوسرے ادیان پر غلبہ کیا کرے اور اس کے  
اثر و عورت کو اس کی موت کے بعد قیامت تک زندہ رکھے۔

ماظربین خصوصاً مازا کے مقتدرین و اوقی دین اور انصاف سے کہیں کہ اس عبارت میں  
ریحوت سے کہاں استمدال اور اس کا ذکر ہے اس میں تو آنحضرت کے کمالات شش گانہ سے انداز  
کیا ہے اور جو اس میں مغتری کے ۲۳ برس تک زندہ رہے کہ محال کہا گیا ہے تو وہ بھی نہ اقرار کی نظر  
سے بلکہ مغتری کے محل کمالات شش گانہ ہو نیکی نظر سے جبکہ صاف قطعی مفہوم یہ ہے کہ اگر کو  
مغتری ان کمالات شش گانہ کا مجمع نہ ہو جیسا کہ مرزا کا حال ہے (تو اس کے مغتری ہو کر زندہ رہ  
کو عقل محال نہیں جانتی۔ لہذا اس مفہوم کے ساتھ عبارت شرح عقاید و دعویٰ مرزا کے مخالف  
ہوئی نہ اس کے موافق و مطابق۔

شرح عقاید کے حوالہ میں مرزا کے دروغ گوئی جو عسازنی ثابت ہوئی تو اب ہم آیت زیر بحث کا صحیح  
جائزہ ہیں۔ مآظربین آپ الفاظ آیت کو ملاحظہ فرما کر بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس آیت میں نہ تو  
نہ کوئی متباعدہ کلی بیان کیا ہے اور نہ اپنی قدیم سنت کا اظہار فرمایا ہے بلکہ خاص آنحضرت کی  
جمع قدسی صفات اور محل اعلیٰ و اقصیٰ کمالات کا یہ حکم و حال بیان کیا ہے کہ اگر یہ یہ سول ایسی  
و کمالات کا مظہر و مجمع ہو کہ ہر کوئی بابتہ افسر کرتا تو ہم اس کی رگ جان کاٹ دیجیں کی وجہ وہی جو  
عقائد میں بیان ہوئی ہے۔

اسکی نظیر آیت قرآن ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** (اور جو تم ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جس قدر ڈرنا چاہو تاکہ تم کامیاب ہو سکو)۔  
اور لایا: **ثُمَّ تَوَلَّوْا الْأَنْدَادَ كَذِبَ تَزْوِجِ الْيَهُودِ** (پھر تم لوگوں نے اپنے دوستوں کی طرح یہود کی طرح کرنا شروع کیا)۔  
اور لایا: **وَأَفْلَحَ أَقْنَاكَ ضَعْفَ الْحَيَاةِ وَضَعْفَ الْمَالِ** (اور کیا تم نے اپنے دوستوں کی طرح یہود کی طرح کرنا شروع کیا)۔  
اسکی وجہ یہی ہے جو عبارت شرح عقاید نسخی میں بیان ہوئی کہ آپ مجمع کمالات اور مرزا کا نام غنا

تھے آپ جیسے شخص کا خلاف حق کی طرف چمک جانا ہی مستوجب و مورد سزا و توبہ ہے اس سے  
ان شخص کی نسبت کہ جو اس وجہ کا مجمع کمالات نہ ہو یہی حکم نہیں نکالا جاسکتا کہ اس کو بھی ذرا سی جہک  
جانے پر روکنا عذاب ہو ۔

ایسا ہی آیت زیر بحث میں آنحضرت کو اس کے مجمع کمالات و ذروا تم عنایات الہی ہونے کی نظر  
سے افتراء پر ہلاکت کا حکم سناتے ہو وہ ہرے مفترون پر (جو اس وجہ کے ہوں) حکم ہلاکت نہیں  
نکالا جاسکتا۔ اور نہ ہی واقعات اور ان کے مطابق قرآنی شہادت اس حکم کی اجازت دیتی ہیں  
قرآن مجید میں بہت سی لوگوں مفتری الی اللہ کہا ہے و معہذا انکو دنیا میں ہلاکت کرونی کا حکم نہیں  
سنایا گیا اور واقعات کو دیکھا جائے تو بیسویں انہیں پکڑوں خزاووں لاکھوں ایسے اشخاص گزرتے  
ہیں جو افتراء کرتے ہیں چہرے سبیل عقائد ان خود بنا کر ان کو احکام خداوندی بتاتے ہیں اور  
لوگوں میں پھیلاتے ہیں و معہذا انکو ہلاک نہیں ہوتے۔

ہم ایسے اشخاص اور ایسے واقعات وقت نزول قرآن ہی سے پیش کرتے ہیں۔ قرآن میں صدمہ  
مشکین عرب کا خدا تعالیٰ پر یہ افتراء بیان ہوا ہے کہ وہ از خود کئی جانوروں (بحیرہ سایہ وغیرہ)

حلال بناتے اور پرہیزہ کہتے کہ ہر خدا نے  
یہ حکم دیا ہے یعنی ہم ان احکام میں خدا کی طرف سے مامور  
ہیں اور اس معنی میں وہ خدا تعالیٰ پر افتراء کرتے۔  
ان کے اس افتراء کے ساتھ کسی مفتری کی نسبت  
قرآن میں یہ نہیں فرمایا کہ اس افتراء کے سبب ان پر ہلاکت  
ہلاک کیا بلکہ انکو دنیا میں دفع دین کا ذکر کیے قیامت کے  
دن عذاب و عدم نجات کا ذکر سنایا

وَلَا تَقُولُوا لِمَا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ الْكَذِبُ هَلْ حَلَلْنَا  
هَذَا حرام لتقولوا علم الله الكذب - ان الذين  
يفترون على الله الكذب لا يفلحون - متاع  
قليل ولهم عذاب الیم (نحل ۱۵)  
وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُنَّا لَا وَحْدًا نَعْبُدُ اِلٰهًا مِّنَا  
بَلٰهٖ اٰمِنًا بِمَا قُلْنَا اِنَّ اِلٰهًا يٰمُرُ بِالْفِتْنَةِ اَعْمٰ  
تَقُولُونَ عَلٰى اِلٰهٍ مَا لَا تَعْلَمُونَ (اعراف ۳۰)

ناظرین! مشکین کا وہی قول علیٰ صدمہ ہے جس کا آیت زیر بحث میں ذکر ہے آنحضرت کو تو آپ کی کلامت  
ذکر دے سبب ہلاکت کا حکم نہ آیا گیا اگر کسی مشرک مفتری کی مثال نہ تو یہ کیا ذکر ہی قرآن میں نہیں آیا

اور کوئی واقعہ یا خبر میں ایسا پایا نہیں جاتا کہ اس افتراء کے سبب کسی مشرک کو ہلاک کیا گیا ہو  
 بعد ازیں یہودی ایسے گزرتے ہیں جو احکام تو ریت کو بدلتے اور انکی جگہ اپنے تراشیدہ احکام  
 جاری کرتے اور کئی مسائل اعتقادی انہوں نے از خود بنا رکھوتے۔ از انجملہ حکم رجم کی جگہ زانی  
 کا سہ کا لا کر اسے اور اپنے گروہ کی نسبت یہ عقلاً  
 کہتا کہ وہ صرف چالیس روز و فرج کا عذاب  
 پہنچتے ہیں گے اور شریعت ابراہیمی میں اسکا خدا تعالیٰ  
 پر یہ افتراء کہ اوطاق کا گوشت انکی شریعت میں حرام  
 تھا۔ ان اعتقادات و مسائل کی نسبت خدا تعالیٰ  
 نے انکو مفتری کہا اگر یہ نہیں فرمایا کہ اس افتراء کے  
 سبب انکو ہلاک کیا بلکہ ایک آیت میں صاف  
 فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا پر افتراء کرتے ہیں انکو عذاب  
 اخروی نہ ہوگی دنیا سے وہ نفع اٹھائیں گے مگر کہ  
 انجام کار تمہارے طرف رجوع کریں گے تو ہم انکو  
 سخت عذاب پہنچائیں گے۔

فیہ الذین یکتبون الکتاب یا یذہبیم  
 مشرکین ہوں، ہذا من عند اللہ و ہذا من عندنا  
 ان تمنا انکارا کا ایسا متعدد و دہ (تقریر ۹)  
 یقولون ہذا من عند اللہ و ہذا من عند اللہ  
 و یقولون علی اللہ الکذب و ہم یعلمون ان ان  
 و عنہم فی دینہم ما کانوا یقرؤن (آل عمران)  
 کل الطعام کان حلالاً لہن اسی اسٹیک الی  
 قولہ فخرافتی علی اللہ الکذب و ذاک  
 فاولئک ہم الظالمون (آل عمران ۱۰۶)  
 نزل ان الذین یفتریون علی اللہ الکذب انہم  
 متاع فی الدنیا ثم المینا مہم ثم ندقیم العذاب  
 الشدید بما کانوا یفکرون (یونس ۶)

ہمارے کراس نامہ میں مزار کے پرائی سیکرٹن مولوی واعظ ایسے ہیں جو روپیہ دو روپیہ لیکر  
 جو شے تو سے کہتے ہیں اور مجبور پر چڑھ کر خدا تعالیٰ کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے  
 نہیں فرمائی ہیں یہ افتراء علی اللہ ہیں تو اور کیا ہے اور انہیں سے کوئی ایسا نہیں مستحکم خدا  
 نے اس افتراء کے سبب ہلاک کر دیا ہو۔ کسی کی ٹانگہ توڑ دی ہو۔  
 خدا تعالیٰ کا جیل و دل (عام قاعدہ) سنواری میں یہ ہے کہ ایسے کفر و مشرک و افتراء وغیرہ گناہوں  
 کی سزا قیامت پر رکھی ہے اور وہی دار الجزا ہے۔ دنیا میں وہ کافرون ظالمون مفترین مہملت



دنیا چلا آتا ہے اور یہ دنیا دار العمل ہے۔ اگرچہ بعض اوقات بعض اشخاص اور اقوام کو وہ دنیا میں ہی سزا دیدیتا ہے مگر یہ اسکا جنرل رول نہیں ہے اس نظر سے آنحضرت ﷺ فرمایا ہے۔  
انکم الیوم فی دار العمل ولا حساب | لوگو! تم آج دار العمل میں ہو جسے پورا حساب نہیں  
وانتم عدا فی دار الحساب ولا عمل | لیا جانا اور کل کو (قیامت کو) تم دار الحساب میں  
مرآۃ الیہ بھی مشکوٰۃ ص ۲۳۶

شاید مرزا مضمون ان آیات کی نسبت عذر کرے کہ جن مضمرین کے اقتراف کا ذکر ان آیات میں ہوا ہے انہوں نے دعویٰ نبوت والہام نہیں کیا اور یہ دعویٰ سزا ملاکت کا انہی لوگوں کی نسبت ہے جو الہام و نبوت کے دعویٰ ہوں تو اسکا جواب یہ ہے کہ تحفہ گو لڑکے صد منقولہ بالا میں نو سو سے زائد دعویٰ نبوت والہام پر دعویٰ سزا ملاکت نہیں کیا بلکہ ہر ایک چھوٹی تعلیم اور چھوٹے عقاید اور چھوٹے دعویٰ کے رجحانات و کفر سے لوگوں کو ہلاک کرے (لئے سزا ملاکت تجویز کی ہے) اور یہی بیت قرآن کا مطلب بتایا ہے اور آیت زیر بحث میں ہی ہر ایک بقول علی امیر موعید ہلاک ہو چکا ہے دعوت نبوت میں تقول پر یہ دعویٰ نہیں آئی۔ اور دوسری آیات قرآن میں ہی ہر ایک اقتراف علی امیر موعید کے دعویٰ نبوت اور چھوٹے دعویٰ وحی کے برابر شمار کیا ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے  
ومن اظلمھما فتری علی اللہ الکذب | کس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر کوی اقتراف  
ادقال وحی الی ولہ یوح الیہ شیئ | کرے یا یہ کہو کہ میری طرف وحی ہوتی ہے حالانکہ  
اسکی طرف کوئی وحی نہ ہو۔ (انعام ع ۱۱)

اور جس حالت میں نہ یہ آیت زیر بحث میں خاص کر دعویٰ وحی والہام میں اقتراف کا ذکر ہے اور نہ مرزا کی عبارت مذکورہ منقولہ میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے اور اقتراف علی امیر موعید ہی قسم کے ایک حکم کہتے ہیں لہذا آیات مذکورہ مرزا کے دعویٰ کے رد و ابطال کیلئے پوری جہت میں۔ مرزا اور اسکے اتباع میں کچھ شرم دیا ہو تو آئندہ وہ یہ دعویٰ ظلم یا زبان پر نہ لائیں گے کہ خدا پر اقتراف کرنا یا لا اور لوگوں میں چھوٹی تعلیم پلانے والا چھوٹے عقاید پیش کرنا یا لا زندہ نہیں رہتا اور آیت زیر بحث



میں ہر ایک مقتدری علی السدا کا حکم بیان ہوا ہے صفحہ (۱۱۲) سے اہم مقام تک مرزا کی ہن ترانیوں کا جواب اور اہم باب ہم حمل اس سوال کا جو صفحہ (۱۱۳) میں مرزا کی طرف سے پیش کیا گیا تھا کہ اگر مرزا کے عطا کردہ کفر اور وعظ سے حجت و ہدایت اور چوڑا دعویٰ الہام کرنا اور ماہ سال سے جو شے الہام آ کر ہے نہ بننا طاعون کا سبب ہو سکتا ہے تو ہر مرزا اور اسکے نص خلفا طاعون کیوں ہلاک نہ ہوئے تھے یہ تشبیح سے جواب دینا اگرچہ ضائع ہے جواب ادابی ہو چکا ہے۔

وہ جواب یہ کہ بیشک اور بلاریب مرزا کے چوڑے وعظ کی سزا ہم طاعون ہے اور یہ اس کی اتنی سزا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان ظالمون مقتدرین کو ہلاکت اور تیش دے رکھی ہے جیسے کہ اوس خدا کے عظیم اور عبور سے قوم نوح کو ایذا رسانی اور خدا تعالیٰ پر افسانہ پڑاؤ کیوں پر سار ہو کر سوز و گم ہلاکت دی تھی اور جیسا کہ اس سے فرعون کے اس کے اس فقرہ پر کہ میں تمہارا بڑا بڑا امون اور اتنا بیکم الہ کے و ما علمت انکم من الذمیر

ایک برت و راز تاکہ ہلاکت دی تھی نہ صرف ہلاکت ہی ہلاکت بلکہ ملک مصر کی سرکاری سلطنت اور سیلاب عیش و عشرت جن پر وہ غر کرنا اور یہ کہتا کہ کیا مجھے مصر کی سلطنت حاصل نہیں اور و نادى فرعون فى قومه قال ليقوموا لیس لے میرے (مخلون کے) نیچے نہرین جاری نہیں ملک مصر ہذا الانہار تجوی منہ تختہ میں اس زلیزل (حضرت موسیٰ کی نسبت ہو اس کرتا ہے) سے بہتر ہوں یہ تو صاف بات ہی نہیں کر سکتا اس کو پس سونے کے گنگن کیوں نہیں (جیسے کہ میرے پاس ہیں)۔

یہ ہلاکت اور گناہوں کے ساتھ عیش و عشرت کی بددعا و غتہ خدا کے عظیم و عبور کی قدیم سنت ہے اور یہ مرزا اوس سے پہلے بدکاروں کے لئے کرامت نہیں ہے بلکہ یہ غفلان (توفیقی چہ نہیں) اور امانت ہو جو استدراج کہلاتا ہے جبکہ اس آیت میں ذکر ہے کہ جب شکر نصیحت کو قبول فلما انسا ما ذکرنا یہ ففتحنا علیہم باقواب گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز رحمت و نیکے مدد سے

کے لشی حقتے اذا فرجوا بیا او تو  
 اخذنا ہم بغتۃ فاذا ہم مبلسون سناہم  
 اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت صلیم سے یہ حدیث مروی ہے کہ جب تم کسی بندہ کو دیکھو کہ خدا تعالیٰ  
 عن عقبہ بن عامر عن النبی صلیم اذا راہت  
 اللہ عز وجل یعطی الصلحۃ الدنیا علی  
 معاصیہ یا حیضاً نماہوا استدراہیم ثم تلا فی  
 رسول اللہ صلیم فلما انشوا ما ذکر وہ لایہ رواہ

مرا اور اسکا شاف اس مہلت پر بخیر کرین، بلکہ خدا سے ڈرین اور اپنے متین شیعوں پر کمر بستہ رہو  
 تو دشمنوں پر برسرِ خطا دیر گیر و سخت گیر و مرنرا

ان آیات و احادیث سے مرزا اور ہم خیال لوگوں کو تسلی نہ ہوا اور ہمارے جواب کو وہ صحیح نہ سمجھیں  
 تو ہم اپنی ہی الہامی کتاب کشتی فوج کا واسطہ سے پڑھیں یہ عبارت مرقوم ہے۔

یہ خیال است کہ وہ کہ پہر دوسری قومیں کیوں کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ خدا کو جانتی ہی نہیں  
 جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کا امتحان  
 میں ڈال گئی ہیں خدا پیمالی کا امتحان کہی اس رنگ میں جو تباہ ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور  
 دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا غواں شہد ہوتا ہے تو دنیا کے

وہ دائرے اس پر کھڑے جلتے ہیں اور دین کی رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا  
 کے خیالات ہی میں مرنرا ہے اور ابدی جو ہم میں ڈالنا۔ جاننے [تا ظہرین رو سے زمین کے  
 مسلمانوں کے عقائد میں بجز مشتے چند انا تیل مرنرا۔ مرنرا کا امتحان اس رنگ میں ہوتا ہے اور

اسی وجہ سے وہ بلا طاعون میں ایک مبتلا نہیں ہوتا ہے اور دن رات عیش کرتا ہے اور  
 فرے اڑتا ہے اسلام کا ام جو اسکے قلم اور زبان جھپٹتا ہے تو وہ اس شکل پر شے اکل کا مصداق  
 ہے اور نادان الی اسلام سے شکے سید ہے کر کیا ایا۔ دام ہے آپ مرنرا کہتا ہے اور کہی اس

میں ہر ایک مقتدری علیٰ اللہ کا حکم بیان ہوا ہے صفحہ (۱۱۲) سے اہم مقام تک مرزا کی لمن ترانیوں کا جواب اور جواب ہم محل اس سوال کا جو صفحہ (۱۱۳) میں مرزا کی طرف سے پیش کیا گیا تھا کہ اگر مرزا کے عقائد کفریہ اور دعویٰ مسیحیت و جہودیت اور جہودا دعویٰ الہام کرنا اور ماہا سال سے جو چھٹے الہا تھا کہ عظیمہ رہنما طاعون کا سبب ہو چکا ہے تو پھر مرزا اور اس کے خفا طاعون کو کیوں ہلاک نہ ہو گیا تفسیر و تشریح سے جواب دینا اگرچہ مندرجہ جواب ادب ہی میں چکا ہے۔

وہ جواب یہ کہ بیشک اور بلاریب مرزا کے چھوٹے و عہدوں کی سنہا طاعون ہے اور میرا بھی اتنی منزل ہے مگر خدا تعالیٰ نے ان ظالموں مقتدرین کو ہلاکت اور ذلیل و درگاہی سے جیکے اس خدا کے حلیم اور عبور نے قوم نوح کو انذار سانی اور خدا تعالیٰ پر افسانہ پڑاؤ یوں پر سادہ ہو کر سوچا کہ ہلاکت دی تھی اور جیسا کہ اس سے فرعون کے اس افسانہ پر کہ میں تمہارا بڑا خدا ہوں اور اتنا انکم الاصل و ما علمت لکم من الغیر میں انچوسا کسی کو تمہارا معبود برحق نہیں سمجھتا۔

ایک مدت دراز تک ہلاکت دی تھی نہ صرف ہلاکت ہی ہلاکت بلکہ مصر کی سرکاری سلطنت اور بابل عیش و عشرت جن پر وہ فخر کرتا اور یہ کہتا کہ کیا مجھے مصر کی سلطنت حاصل نہیں اور میرے (محلون کے) نیچے نہیں جاری نہیں میں اس فیصل (حضرت موسیٰ کی نسبت) کو اس کرتا ہے) سے بہتر ہوں۔ یہ تو عارف بات ہی نہیں کر سکتا اسکی پس سونے کے لنگن کیوں نہیں (جیسے کہ میرے پاس ہیں)۔

و نادى فرعون فى قومه قال ليقوم الیسی لے ملك مصر هذه الانهار تجرى من تحتي افلا تتفكرون املنا خیر من هذا الذی هو مہین ولا یکاد یدین فاولا اتقى علیہ ورفق من ذہب (تخوف ۵)

یہ ہلاکت اور گناہوں کے ساتھ عیش و عشرت کی مدد و فراغت خدا کے حلیم و عبور کی قدیم سنت ہے اور یہ مرزا اور اس سے پہلے بدکاروں کے لئے کرامت نہیں ہے بلکہ یہ غفلان (توفیقی نہیں لیا) اور اہانت ہے جو استدراج کہلاتا ہے جبکہ اس آیت میں ذکر ہے کہ جب منکر نصیحت کو بھول فلامن السوا ما ذکر وایہ ففحشا علیہم کتاب

گئے تو چنے پھر حیزر نعمت و نیکے مدد سے

کے لے کر اذافر جوابا اور تو  
 اخذنا ہم بغتہ فاذا ہم مبلسون سنا  
 اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت صلیم سے یہ حدیث مروی ہے کہ جب تم کسی بندہ کو دیکھو کہ خدا تعالیٰ  
 عن عقبہ بن عامر عن النبی صلیم اذا ارادت  
 اللہ عز وجل یعطی العبد من الدنیا سے  
 معاصیہ یا عیب انما هو استدرایہ ثم تلا فی  
 رسول اللہ صلیم فلا تنو ما ذکر ولایہ کایہ رواہ  
 مرزا اور اسکا شاف اس ہر جہت پر تحریر کریں بلکہ خدا سے دین اور آخرت میں فیہ ہر جہت سنا دین سے  
 تر شو مغرور بر جسم خدا  
 ان آیات ما حاویش مرزا اور ہم خیال لوگون کو تسلی نہ ہو اور ہمارے جواب کو وہ صحیح نہ سمجھیں  
 تو وہ اپنی ہی الہامی کتاب کشتی فوج کا لہلہ اس سے پڑھیں جو میں یہ عبارت مرقوم ہے۔  
 یہ خیال مت کرو کہ پہر دوسری قومین کیوں کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ خدا کو جانتی ہیں نہیں  
 جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کی تمنا  
 میں ڈالی گئی ہیں خدا تعالیٰ کا امتحان کہیں اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور  
 دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے  
 وعدے اس پر کب لے جاتے ہیں اور دین کی رو سے وہ نرا مفلس اور نگاہ ہوتا ہے اور آخر دنیا  
 کے خیالات ہی میں مرتا ہے اور بادی جو ہم میں ڈالا جائے [تا ظہرین رو سے زمین کے  
 مسلمانوں کے اعتقاد میں بجز شے چند ازنا تبار مرزا کا امتحان اس رنگ میں ہوتا ہے اور  
 اسی وجہ سے وہ بلاء طاہرین میں الٹیک مبتلا نہیں ہوتا ہے اور دن رات عیش کرتا ہے اور  
 فرسے اڑاتا ہے اسلام کا نام جو اسکے قلم اور زبان سے جھٹکتا ہے تو وہ اس شکل پر اسے اکل کا مصداق  
 ہے اور نادان اہل اسلام سے شکے بیدار کر دیا گیا۔ - - - - -

ہنگ میں امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے ہی نامراد کہا جاتا ہے گو مرنے والا ذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے (جیسے کہ خود بدولت ہیں) کیا اس عبارت کشتی نوح کو پتھر کہی مرزا اور اسکا کوئی پیر و مرزا کے طاعون سے بچ کر رہنے پر نخر کر گیا اور ہمارے اس جواب کی صحت میں جو تین آیات وحدیث سے مدلل کیا ہے دم مارنے کی حرکت کر سکیگا نہیں نہیں کہہ ہی نہیں اور ہرگز نہیں

اور اگر کوئی یہ سوال کرے کہ مرزا اور اسکے اخلاقیات اور اکثر اتباع قوٰسندراج میں دین مگر بہت قتلتھا اور بعض علماء مخالف مرزا (جیسے امت سری رسل بابا) کیوں طاعون میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔ اسکا جواب (جسکے بیان کا وعدہ بعض انگریزی خوانان الحمد للہ سے شروع مضمون میں صفحہ ۷۷) دوا تھا یہ ہے کہ صاحبین کیلئے یہ طاعون عقوبت (سزا دی) نہیں بلکہ کرامت وشہادت ہے۔ گو فاسقون بدکاروں کے لئے یہ اہانت وعقوبت ہی طاعون اور دیگر امر ضلّٰہ و مصائب خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں پر بطور ابتلاء اور دھونے ہیں اور انکوزلات (لغزشوں) اور خطائوں سے پاک کر نیکی لئے نازل ہوتے ہیں اور دنیا سے پاک و صاف کر کے الہدئٰی کی جھپٹ میں اور حجت الفردوس میں لیجاتے ہیں۔ اور یہی مباحثین کافروں ظالموں بدکاروں پر بطور عقوبت نازل ہوتے ہیں اور عقوبت اخروی کا پیش خیمہ بنکر ایک نمونہ دکھاتے ہیں۔ ایسا ہی دنیا کی نعمتیں اور آسائشیں خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں کو بطور فضل انعام عطا ہوتی ہیں جن پر وہ خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں اور ان نعمتوں اور آسائشوں سے سامان آخرت مہیا کرتے ہیں اور یہی نعمتیں اور آسائشیں منکروں اور بدکاروں کو ایک بلا کے طور پر دی جاتی ہیں جن میں مہلک ہو کر وہ آخرت کہو بیٹھے ہیں اور ہلاکت کی راہیں اختیار کرتے ہیں۔

ان دونوں صورت امتحان کا بیان اس آیت قرآن میں ہے جمیع ارشاد ہے تلو (اسے فریقین) نبی لوکم بالخیر والشر فتنہ (نوع ۴) ہم دو نویسیل باب خیر و شر سے آواز لے رہے ہیں ایک اور آیت میں ارشاد ہے کہ تم کو انکو زمین میں عبد خدا

وقطعناہم فی الارض امما

منہج الصالحون ومنہم دوزن لک | گروہ کر دیا۔ کئی نیک ہیں کئی بد سے اذکو بہکات  
و بلوناہم بالحسنات والبریات | اور برائیوں (دو) سے آزمایا تاکہ وہ ہماری  
لعلہم یرجعون (اعراف ۱۲۱) | طرف رجوع کریں۔

بڑا احتجاج نعتوں اور آرائشوں کے امتحان میں ثابت قدم رہنا مشکل ہوتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ  
اپنے مقبول بندوں کو اس امتحان میں کم شامل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ شبانہ اکثر مقبول  
صالحین کو دنیا کی نعمتوں سے بچاتا رہتا ہے کہ اسباب اسایش مال و دولت حکومت  
و سلطنت انکو حاصل ہوتے ہیں چنانچہ اس مضمون کی امداد پیش صفحہ (۱۲۳) عنقریب گذر چکی  
ہیں اور مصیبتوں و بلاؤں کے امتحان میں خدا کے مقبول بندوں کا ثابت رہنا آسان ہوتا  
ہے۔ اسلئے تمام لوگوں سے یہ یاد رہے کہ خدا کے مقبول بند ہی ہونے پر اس مضمون  
کی امداد پیش ہی صفحہ (۱۲۵) منقول ہو چکے ہیں۔

اسی اصول کے مطابق خدا کے مقبول اور صالحین بندوں پر طاعون آتا ہے اور انکو شہادت کا  
عن النبی قال قال رسول اللہ صلیم | درجہ عطا کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت  
الطاعون شہادۃ کل مسلم متفق علیہ | نے فرمایا ہے طاعون ہر ایک مسلمان کیلئے (درجہ عطا کرتا ہے)  
(مشکوۃ ص ۱۲۴) | شہادت ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کافروں کے لئے وہ شہادت نہیں مقبوت ہو۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلیم | حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
الشہادۃ خمس للطہرۃ والمبطون والحرث | علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہادت کا درجہ پانچ چیزوں پر ہے۔  
وصاحب البدم و فی سبیل اللہ متفق | طاعون زدہ۔ اہل ہاں میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا۔  
غلیہ۔ | پانی میں ڈوب کر مر گیا۔ ویرا یا چیت کے بیج  
(مشکوۃ ص ۱۲۴) | دب کر مرنے والا اور وہ شخص جو خدا کی راہ میں

(الکرر) جان دے۔

وخرجنا من عتيك قال رسول الله  
 الشهادة سبع وسو القتل المطعون  
 والغرق شهيد ونحوها من الجحيم شهيد  
 المبطون شهيد وصاحب الحريق شهيد  
 والذي يموت تحت الهدم شهيد  
 يموت جمع شهيد وراه مالك مشكوك  
 من عمر باض بنسب لم يقاتل فيهم شهيد  
 والمختوفون على ضررهم في الذين يتوفون  
 من الطاعون فقال الشهداء اخواننا  
 قتلوا كما قتلنا ويقول المتوفون اخواننا  
 ما تواعلف فيهم كما متنا فيقول الله  
 تعالى نظروا الى جراتهم فان اشبهت  
 جراتهم حاح المقتولين فانعم منهم  
 فاذا اجر احدهم قد اشبهت جراتهم  
 رواه احمد (مشكوك ۱۳۱)

جابر بن عتيك کی روایت میں ان پانچ کے علاوہ  
 تین شہید اور مذکورہ دس میں ایک وہ جو عرض  
 ذات الجنب ہو ملاک ہو۔ دوسرا وہ جو جگر جراہ سے  
 تیسری وہ عورت جو پیٹ میں بچہ مر جائے  
 سے یا جن کو جراہ سے

اور حضرت عمر باض سے روایت ہے کہ شہید میل  
 اور اپنے بستر پر مر گیا ہے ان لوگوں کی نسبت  
 جو طاعون سے مرے ہیں کہیں جگر ٹنگے شہید تو  
 ان کی نسبت کہیں گے یہ ہماری طرح (زخون) سے مرے  
 ہیں۔ بستر پر مر گیا ہے کہیں گے کہ یہ ہماری طرح اپنے  
 بستر پر مرے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے جگر کا  
 یہ فیصلہ کرے گا کہ ان کو زخون کو کہیں اگر وہ مقتول ہو گئے  
 زخون کے مشابہ ہیں تو یہ ان میں سے ہیں اور یہ کہ  
 ساتھ درجہ بہشت میں رہیں گے زخون کو کہیں اگر وہ مقتول ہو گئے

ان سب کو شہید فی سبیل اللہ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ ہی بطور شہید فی سبیل اللہ ناگہان اور تکلیف سے  
 مر جاتے ہیں اور ایمان و حسنات کی برکت سے ان بلاؤں مصیبتوں کا اجر پاتے ہیں۔  
 یہی طاعون و دیگر امراض و مصیبتیں فاسقوں بدکاروں پر بھی آتی ہیں تو وہ عقوبت الہی کہیں کہیں  
 اور سزا آخری کا (جب کا استیغفار قیامت کے دن مقرر ہے) پیش خمیرہ فرمادین جاتے ہیں۔

عز اسامة بن زید قال قال رسول الله صلى  
 الطاعون اخبار اربع اربعها انما هو قتل  
 ایک حدیث میں آنحضرت نے فرمایا کہ طاعون ایک خبر  
 ہے جو چار اشیاں کی ایک جماعت پر ایسا فرمایا کہ اگر

فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِامْرُضٍ فَلَا تَقْدُمُوْا عَلَيْهِمْ  
وَإِذَا وَقَعَ بِامْرُضٍ مِّنْكُمْ مَّا لَا تَخْرُجُوْنَ  
فَلَا تَمْتَقِقْ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ ص ۱۲)

لوگوں پر پہنچا گیا تھا پس اگر کسی میں اس کا وقع  
ہو اس تو تو وہاں مت جاؤ اور جہن میں نہ جاؤ  
وہاں سے طاعون پہنچا گئے کی نیت سے نہ نکلو۔

باجملہ یہ طاعون نیکون کے واسطے شہادت ہو اور بدون کے واسطے عقوبت ہو اور یہہ بعینہ مرگ  
مفاعیات (ناگہانی) کی تفسیر ہے جسکی نسبت واروہی (اخذہ الاسف لکافر ورجلہ للکفرین  
شکوٰۃ ص ۱۳۲) یعنی مرگ مفاعیات کا فر کے لئے مخصص کی پکڑ ہے اور مردمنوں کیلئے رحمت ہے۔

اس بیان سے جیسا کہ جواب سوال مذکور صفحہ (۱۱۲) اور او ایسا ہی اصل مضمون کے اس حصہ  
طاعون کا روحانی سبب کا بیان ہوا اور یہ امر ثابت ہوا کہ طاعون کا روحانی سبب لوگوں کے  
اعمال ہیں نہ انجین کے لئے صالحہ اعمال جنکے بدلے وہ طاعون کے ذریعہ کراہت و شہادت

لے مشابہ یہ لفظ حدیث ہو اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ہاگئے کی نیت نہ ہو کوئی ضرورت ہو تو طاعون کی جگہ سے  
نکلنا منع نہیں ایسا ہی ہے جگہ جہاں طاعون آفہ ہو ضرورت کے لئے جانا منع نہیں ہے یہ حکم اس شخص کیلئے ہے جو  
خدا تعالیٰ پر کامل توکل رکھتا ہو والا ہو اور اگر مبتلا طاعون ہو چکا تو اسکے دل میں یہ خیال نہ گزرے کہ مجھ کو طاعون

کی لگ سی طاعون چواسہ اور اسکا یقین اس حدیث پر چوبیسین آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کوئی مرض بذات خود  
عزیز بریقہ قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم  
ولا ہامت ولا صفر فقال اعرابی یا رسول اللہ

صلی علیہ وسلم ابال ابل نکون فی الدل کانہا  
الغیا فیما الطما البعیر لا جری فیہا  
فقال رسول اللہ صلی علیہ وسلم اولادہ الذی  
وفیہ الاحادیث منع التقدم علیہ

ایسا ہی نام لڑکی خیر صلی علیہ وسلم کہا ہو کہ ان حادثات میں صلی علیہ وسلم  
طاعون کی جگہ مانا اور مان ہو ہاگئے کی نیت سے نکلتا نہ کیا گیا  
ہو اور اگر کسی عذر و عارضہ سے کل جائے تو میں نہیں سے منہ  
وفاہب الجہم شہرہ ص ۲۳



پاتے ہیں اور طالعین (بدکاروں) کیلئے بد اعمال جن کے سزا میں وہ اس طاعون کے ذریعہ عقوبت و نبوتی پاتے اور ذلیل و رسوا کئے جاتے ہیں۔

اب رہا اس مضمون کا دوسرا حصہ کہ اس کا علاج کیا ہے سو یہی اس بیان سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور ازبجا کہ صاحبین کیلئے یہ طاعون شہادت ہو کر امت ہو بہذا اسکے ازالہ کے لئے علاج کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اسکے حصول کے لئے کوشش و تمنا کی ضرورت ہو کیونکہ وہ ایک ابتلا و امتحان ہے اور امتحان کیلئے تمنا کرنے کی اجازت نہیں بلکہ ہمیشہ عافیت (بچاؤ) طلب کرنا حکم ہے ظالم دشمن کے مقابلہ میں مارا جانا شہادت ہو مگر اسکے مقابلہ کی ارزو کو مایوس ہے بلکہ اس سے عافیت کا سوال کرنے کا حکم ہے۔

صحیح بخاری کے صفحہ ۲۲۴ میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ کے موقع پر خطاب فرمایا ان رسول الله صلعم في بعض ايام التثنية فيها العدو وانظر خصمك التثنية ثم قام في الناس فقال يا ايها الناس كلتموه الفاء العدو وانتم لو الله العاقبة فافلقوه ثم فاعبر بخباري ۲۲۴

مولوی اہل بابا امت سری طاعون سے فوت ہوئی تو ان کے متعقدین و اتباع نے انکی موت کو شہادت قرار دیا اور اس مضمون کا ایک شہادہ شائع کیا جو خاکسار کی نظر سے اب تک نہیں گزر جس پر مزاکے ایک خط البدر کے نمبر ۶ جلد ۱ میں مزاکے کی طرف توفیق ملا کہ یہ موت مزاکے الہام بخیر المصدق الی القیود کے مطابق ہوئی جس کا جواب صفحہ ۱۱۱۱ نمبر ۱۱ میں دیا گیا ہے پھر البدر کے نمبر ۶ جلد ۱ میں اس عوی شہادت پر پرہیز عرض کیا کہ اگر طاعون کی موت شہادت ہو تو ان تمام مخالف مولویوں کو اسکی ارزو کرنی چاہئے اور انکو دعائیں کرانی چاہئے۔

اس مختصر کا ایک جواب نو بخاری تقریر بالا میں آ رہا ہے کہ کسی ابتلا و امتحان کی تمنا جائز نہیں۔ اور اگرچہ یہ ہے کہ مرزا نے تذکرہ اہل بیت میں بلا لطیف اور اسکے ساتھی کی موت کو موت شہادت قرار دیا ہے

پس اگر تخریب شہادت کا لازمہ اسکی تمنا ہے تو چاہئے کہ خود ہی اس شہادت کی تمنا کرے اور کابل  
میں پہنچ کر اسکے حصول میں سعی ہو۔ اسکی اس تمنا و غلے کے وقت ہم بھی آمین کہیں گے بلکہ کابل  
میں سائنہ جانے کو حاضر ہیں۔ اس تمنا اور سعی سے جیسے کہ مرزا کو شہادت نصیب ہوگی ویسی ہی  
تمام ملک اور اسلام میں امن و عافیت کی صورت پیدا ہو جائیگی اور جس کم جہان پاک کی مشابہت  
تیمم جواب حالی میں موضع قادیان میں طاعون چلائے پیدا ہو گیا ہے اور کئی ایک اصحاب مرزا  
چار دیواری کے رہتے دسے لقمہ طاعون ہو چکے ہیں تو مرزا کی دوسرے اخبار الحکم میں انکی موت  
کو شہادت قرار دیا گیا ہے۔ پھر مولوی رسل بابا کی موت یا ادھما جین کی موت کو موت تسلیم کرنے  
میں کیوں انصاف کا خون کیا جاتا ہے خدا سے شرم چاہئے دینا سے شرم چاہئے جو کچھ قلم ہاتھ سے  
نکلے اسکو توبہ لیا جائے۔

ان جو طاعون عفتوت ہو اور وہ کفر و فسق کے سزاوری کیلئے کافروں و فاسقوں پر مسلط ہوتا ہے  
اسکا علاج نہایت ضروری ہے اور یہ ہے کہ کافر کفر سے اور فاسق فسق سے توبہ کریں  
اور جناب باری کی طہرت عجز و تقصیر کیساتھ رجوع ہوں وہ ارجمند ہیں جسکی رحمت اسکو عفتوبہ پر  
غالب ہے بندوں کی سچی توبہ پر رجوع برکت کرے گا اور اس عفتوبہ کو دکر دیگا۔

شمارہ مقام میں کچھ سوال ہو کہ وہ کونسا کفر ہے جو اس زمانہ سے پہلے نہ ہوتا تھا اور  
اور وہ کون سے گناہ ہیں جن کا ارتکاب پہلے زمانوں میں نہ ہوتا تھا اور ان پر طاعون ٹپ  
پڑا اور یہ عذاب نازل ہوا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں اس قسم کا کفر دنیا میں پہلا ہوا ہے جسکی نظیر پہلے  
زمانوں میں بحیرہ زمانہ بنی اسرائیل حسین پہلے طاعون نازل ہوا تھا پائے نہیں گئے اور اب گناہ ہی  
اس قسم کے وقوع میں آتے ہیں جو اس زمانہ بنی اسرائیل میں پائے گئے تھے اس زمانہ کا یہ حال ہے  
کہ ہر لوگ کسی عیب کو بظاہر مانتے وہ اسی مذہب کا استغناء و اخلاق کرتے ہیں اور اسکے مسئلہ  
احکام کو فحش سمجھتے ہیں آٹا آتے ہیں خصوصاً وہ لوگ جو مغربی تعلیم پاسچے ہیں اور نئی روشنی

کی جہلک میں اگر نیو فیشن کے دلدادہ ہر سہے ہیں انکے اس استحقاق و تہنر اس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سچا بیٹ (تعلیم یافتہ) اشخاص میں اکثر مسلمان مسلمان نہیں عیسائی بیہیائی نہیں۔ یہودی یہودی نہیں۔ ہندو ہندو نہیں علیٰ ہذا القیاس۔

انکا کسی مذہب کی طرف منسوب ہونا صرف سوسائٹی (قومی جماعت) کے لحاظ سے ہے نہ ولی اعتقاد سے۔ اور ان کا بعض رسوم و احکام مذہب کی پیروی کرنا کسی طریق پر نہ اعتقادی طور پر اس قسم کے ہندوؤں و عیسائیوں وغیرہ کے خیالات مقالات حالات و بحث کرنا ہمارا کام نہیں اور یہ یقیناً اس بحث کا مقام ہے۔ اس مقام میں ہم اس قسم کے مسلمانوں کے کفریات و معاصی کو بطور مثال بیان کرتے ہیں۔ لعلہ یتفقون او جملہ اھل ذکر۔

اس قسم کے مدعیان اسلام ایک گروہ مرزائی (پیران مرزا غلام احمد کرناٹک) ہے ان کے اقوال و خیالات اسی جلد کے نیاول میں صفحہ ۹ و ۱۰ اور جلد ۱۳ ص ۱۲۱ وغیرہ اشاعت میں بیان ہو چکے ہیں۔ وہ اگر وہ چکرالوی ہے جن کے خیالات و مقالات کفریہ جلد ۹ میں مفصل بیان کئے گئے تیسرا گروہ چچری ہے جو ان دنوں کامبرو پیشور ہے انکے خیالات مقالات جلد ۱۵ اشاعت میں مدلل طور پر مفصل بیان ہو چکے ہیں۔

اس مقام میں ہم چند مثالیں الٰہی ذکر کرتے ہیں جن میں ایسے مسلمان بھی مبتلا ہیں جو نہ چچری کہلاتے ہیں نہ چکرالوی نہ مرزائی نہ اور قسم کے بدعتی بلکہ وہ جعفری وغیرہ منی مذاہب کے پیران ہیں شامل سمجھ جاتے ہیں اور بعض ان مذاہب کے لیڈر (رہنما) اور ریزرٹریٹوریٹ (کھلاتے ہیں) ہر مذہب وہ اسلام اور اسلامی احکام کو خیر باد کہہ رہے ہیں۔

پہلی مثال سو و قرض کو حلال جاننا اور اسکی اشاعت میں سرگودھا کو کشش کرنا ہے سو و قرض کا حرام ہونا ایسے احکام شرعیہ سے ہے جنہیں اس زمانہ سے پہلے کسی مسلمان فرقہ یا شخص کا اختلاف پایا نہیں گیا۔ پہلے بانی مذہب چچر نے مسلمانوں میں اسکی حلت کا خیال پھیلا یا اور اس اتفاق حرمت میں یہ شبہ ڈال کر ناواقف مسلمانوں کو متروک کر دیا کہ حضرت عمرؓ صلی علیہ وسلم نے یہ طاعونِ اسلام میں پہلے ہی واقع ہو چکی جسکی تفصیل امام فودی نے شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۱۵ میں کی ہے مگر طاعونِ

نبوی فرما گئے ہیں کہ آنحضرت مسلم فوت ہوئے اور برہنہ سود کی تفسیر نہ کر گئے۔ جب کا جواب  
 انکو اشاعت اسد جلد ۱۲ میں دیا گیا ہے کہ یہ قول عمری سود فرض کی نسبت نہیں ہے بلکہ برہنہ سود  
 یعنی بیح میں بڑھوتری احد العوضین کی نسبت ہے۔ مگر اس جواب کو وہ کہتے تھے اور اشاعت اسد  
 انکے تابعین کب پڑھتے تھے ہذا انکا وہ منکر ہے کہ پیروان پر خلی گیا اور انہوں نے یقین کر لیا  
 کہ جب آنحضرت کے خلفاء کو سود میں پیشہ اختیار نہ تھا تو ہمیں ہر قسم کے اختلاں کی گنجائش ہے  
 پس انہوں نے حکم حرمت سود میں یہ تاویل کر دی کہ سود وہ حرام ہے جو محتاجوں اور فقیرین  
 سے لیا جاوے وہ حرام نہیں جو ایسے مالداروں اور سوداگروں سے لیا جائے جو سودی روپیہ  
 لیکر تجارت پر لگاتے ہیں اور اس سے صدقہ مار پیہ کمانے ہیں۔ اس کا جواب بھی اذکو اسی جلد ۱۲  
 میں دیا گیا۔ مگر اس جواب کو ان لوگوں سے کون منہا اور ماننا تھا۔ ان کا فتوہ ہے نئی روشنی دالوں  
 نے مان لیا ہے اور ان میں سود کا رواج ہو گیا۔ وہ صاحب توحیہ سے صدقہ مار سے اور ان کے پیروان  
 بھی اب خاموش ہیں مگر اب حنفی مذہب کے پیروان اور اہل سنت کے مفتیان سود فرض کی حلت کی  
 اشاعت میں سرگرم کوشش کر رہے ہیں اور ملکی اخباروں (وطن) پیسہ اخبار لاہور۔ کیں (پشاور)  
 میں صرف اسکی حلت کے بلکہ امتحان ضرورت کے مضامین شائع کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو ان  
 اخباروں میں فروخت وغیرہ برفی القاب سے یاد کیا جاتا ہے ایک دفعہ خاکسار نے بعض حضرات کے  
 استفسارات کا جواب اخبار وطن مورخہ ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ میں شائع کر لیا اور تفصیل دلائل  
 جواب کیلئے پسے رسالہ کی جلد ۱۸ و جلد ۱۹ کا حوالہ دیا اور بلا قیمت بطور عانت ان جلدوں  
 کے ارسال کا بھی وعدہ دیا تو اسی اخبار کے نمبر ۲۲ جلد ۳ مورخہ ۵ جون ۱۹۰۳ء میں یہ جواب ملا کہ  
 میں اس درد مری سے محفوظ رہنا چاہتا ہوں جس پر خاکسار دم بخود ہو رہا۔ اور تب اس قسم  
 مضامین اخبار نہ کوئی میل کرتا رہتا ہوں کوئی سننے والا پیدا ہو گا اور کم سے کم اڑھائی اخبار نے  
 میرے جوابات و مرجع اخبار کہنے کا وعدہ دیا تو ایک ایک کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ حنفی مذہب  
 کے ایک فاضل نے جو ایک حنفی مدرسہ کے مدرس بھی رہ چکے ہیں حلت سود میں ایک رسالہ لکھا

اسکا جواب بھی ہمارے راز کی جلد ۱۸ میں شائع ہو چکا ہے۔

حقیقی نمونہ کے بعض مفتی صاحبوں میں اس سوور لینے میں اور لوگوں کو فتنے سے ملتے سوور دیکھ کر بہت اذی  
عام مسلمانوں میں اب سوور کا ایسا رواج ہو گیا ہے کہ اب سوور سے منع کرنے والوں کو تعجب کی نگاہوں سے  
دیکھا جاتا ہے اور ان کو قوم کا بدخواہ سمجھا جاتا ہے اور اس وقت عام مسلمانوں پر اس حدیث کا مضمون دق  
عز ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیا تین  
علی الناس زمان لا یبقی الا کل المرء  
فان لم یاکلہ اصابعہ من بخارہ ویرثہ  
غبارہ رواہ احمد وابوداؤد والشیخان  
آریکا حسین احمد حضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ لوگوں پر ایسا رواج  
آریکا حسین سوور خواری سے کوئی باقی نہیں رہ گیا  
اگر کوئی سوور نہ کھاوے گا تو اسکو بخار یا غبار ہی  
پہنچ رہے گا۔

ہمارے خیال میں مسلمانوں پر اس عقوبت طاعون کا ایک سبب قوی اس سوور خواری کو حلال کرنا ہے  
اور چونکہ اس سوور خواری کا رواج پہلے مسلمانانِ ممبئی میں ہوا تھا اسلئے سب سے پہلے وہاں طاعون  
پڑا۔ پھر مسلمانانِ جالندھر نے ملت سوور کا پیرا اٹھایا اور کبھی تحقیق الزام کو قیام کیا تو پنجاب میں  
سب سے پہلے جالندھر میں اور اس کے ضلع میں طاعون نے زور پکڑا۔ مسلمان اس بلا سے بچنا  
چاہتے ہیں تو اعتقاد ملت سوور سے توبہ کریں۔

**دوسری مثال** جاندار مخلوق کی تصویر بنانا اور تصویروں کا فروخت کرنا اور غلطی سے  
میں آکر گھرون میں رکھنا۔

یہ افعال بھی اسلام میں قطعی حرام ہیں مصور دن کو حضرت صلعم نے لعنت کی ہے اور صحابہ فرمایا  
لعن اللہ صلعم المصورین (بخاری ص ۲۸) ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں میں جن کو بہت  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انشد الناس ابایا یوفی القیامۃ المصورون  
قال اللہ صلعم من صور صورۃ فان اللہ یعذبه  
ختم فیہا الروح ولبس یتاقر فیہا ابدا  
(صحیح بخاری ۲۹) صحیح مسلم۔ متفقہ ص ۳۲  
ایک حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کے  
دن مصور کو عذاب کرے گا جتنے کہ وہ ان میں روح  
پہنچا کرے اور یہ ان کی کمی نہ ہوگا۔

اس قسم کے وعید صحیح حدیثوں میں وارد ہے جسکی تفصیل کا یہ مقام نہیں۔

اب فیصل مسلمانوں میں جایز سمجھا جاتا ہے پہلے تو اس جواز کا خیال حضرات نیچرہ میں پیدا ہوا تھا۔ تاہم اب اختلاف قدیم میں جواز تصویر کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں راوی حدیث ہاغت حضرت میمونہ حرم محترم نبوی کی نسبت ایک سختہ توہین کا لفظ راقم مضمون کے ظلم سے نکلا جسکے پادش میں ہی طاعونی و ذلیل اسکے حلق میں برآمد ہوا۔ اور وہ حیدر آباد دکن میں راہی ملک عہد ہوا۔ پھر پھر سپر کی تصویریں ان لوگوں کے گہروں میں تعلیم سے کڑی گئیں اسکے بعد آپ کے خلیفہ (کریم کش و مخرف) پر لفظ قاذبان سے جواز کا فتوہ سے دیا اور مرزا کی تصویریں مریدوں (مرزا یوں) کے گہروں میں تعلیم اور سب سے کڑی گئیں۔ تب تو سنی اور حنفی کے مسلمان اسے مسلمان خود کو گراف میں تصویریں بناتے اور فروخت کرتے ہیں اور اپنے گھروں کے کمرے تصویریں اسے سجاتے ہیں اور اسلامی اخباروں میں تصویریں چھپتی اور قیمت تصاویر طبعی کے اہل تشیع ہونے ہیں اور کوئی مسلمان ایسا نظر نہیں آتا جو ان اخبار والوں کو اس فعل حرام سے روکے اور اسکی مذمت میں کوئی مضمون درج اخبار کر اسے۔ اب تو یہ افعال طیب حلال بلکہ نشان عزت و اقبال سمجھے جاتے ہیں اور اسکی ممانعت کو نشان تکبت و زوال۔

پھر مسلمانوں پر عقوبت طاعون مسلط ہو تو کون سے احتجاج کا محل ہے۔  
**تیسری مثال** مسلمانوں کا ڈاٹھریاں منڈوانا یا جڑ سے کٹ کر لانا اور موچوں کو کھڑا کرنا اور سینہ منڈون عیسائیوں وغیرہ مخالفین اسلام پر سبقت لی جاتا ہے۔ بعض منڈون عیسائیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب موچیں بہت بڑھ جاتی ہیں تو وہ انکو کسیدہ رکھوا کر ہونٹہ پہن لیتے ہیں مگر مسلمان ایسے چمپے رستم نکلے کہ وہ موچوں کو تاؤ دیکر کہانے پینے کو لے کر قیدہ راستہ نکال لیتے ہیں اور موچوں کا غصہ ڈاٹھری پر کال لیتے اور صبح استراحت ڈاٹھری کی خبر لیتے ہیں۔

یہاں درج ہونے والے نو لکھنؤ کے شیعوں یا شیعوں کے صحبت یافتہ شیعوں میں لہا اور علی باہر طرف

لاہور کا اہل حق و عدل اور اصلاحیہ  
 پنجاب میں اس فعل کا مسلمانوں میں رواج نہ تھا۔ اب تمام پنجاب کے گرجاؤں اور تعلیم یافتہ  
 و تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اس فعل کو اسلامی شعار بنالیا ہے ان کے نزدیک یہ فعل گویا اسلامی  
 شعار تھا۔ ہندوؤں اور عیسائیوں نے غصہ و نفرت سے یہ فعل اختیار کر لیا تھا۔ جن  
 لوگوں سے ہم آشنا نہیں ہوتے اور ریل گاڑی میں یا کسی مجلس میں ان سے مل بیٹھنے کا  
 اتفاق ہوتا ہے تو اسے بدعنوانی سمجھتے ہیں۔ اگرچہ انہیں پوچھا جائے کہ وہ صاحب ہندو ہیں یا عیسائی  
 یا مسلمان۔ ان کا مذہب معلوم کرنے کیلئے ان کا نام پوچھا جاتا ہے تو بعض اوقات نام ہی  
 ایسا سننا جاتا ہے جو ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں میں مشترک ہوتا ہے آخر بھرتیج پوچھا  
 جاتا ہے کہ آپ کس مذہب کے پیرو ہیں تو وہ یہ جواب سن کر کہ ہم مسلمان ہیں کمال رنج  
 و نفرت میں آتا ہے۔ اور جن لوگوں سے ہم آشنا ہوتے ہیں اور وہ عند الملاقات ابتداً سلام  
 کرتے ہیں تو ان کا لفظ سلام موڑ دے ہوتے ہند اور موچوں سے ڈھکے ہوئے لبوں سے سن کر  
 ہلکایا تکلیف دہ ہوتا ہے جیسا کہ کوئی کسی کو گالی دے یا پتھر سے مارے۔ انکو جواب سلام  
 یا غلط مناسب دیا جاتا ہے اور قدیم شنائی کے استحقاق سے ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ آپ  
 اہم یا احسان کریں اور اسلام کے حال پر رحم فرماویں ڈاٹھری نہ منڈوا کرین اور موچیں دیر  
 وہ بڑا اور صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ہم ڈاٹھری موچیں کے رکھنے یا نہ رکھنے کو اسلام  
 میں داخل نہیں جانتے اور جسکو ہماری بے تکلفی ہوتی ہے ان سے کہا جاتا ہے کہ اس  
 باب میں بیٹھ کر گفتگو کر لیں اپنے دلائل و سناویں ہمارے منہ میں تو وہ وعدہ دیکر ملتا دیر  
 اور ساہا سال ٹلاتے جاتے ہیں۔ ان میں ایک صاحب میرٹھ لٹا خاص ہمارے وطن  
 کے ہیں جو امرتسر میں پریکٹس کرتے ہیں۔ کئی لاہور میں کئی اور متفرق مقامات میں۔ اس  
 مضمون میں ہمیں مسئلہ انہی کے ملاحظہ کیلئے درج ہوتا ہے وہ توجہ سے ملاحظہ فرماویں۔  
 ہم کتب اسلام اور اس کے احکام میں نظر کرتے ہیں تو ان میں بڑے اسلام شاسع  
 علیہ اسلام کا کہنا کہ لا اور صاف الفاظ میں یہ حکم پاتے ہیں۔

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال  
المشرکین اقلنا الحجوا لخصوا الشرب  
(صحیح بخاری ص ۳۷۷)

من زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
قال من لم یأخذ من شاربہ فلیس مننا  
مشکوۃ ص ۳۷۷

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یأخذ  
من شاربہ فلیس مننا (صحیح بخاری ص ۳۷۷)

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یأخذ  
من شاربہ فلیس مننا (صحیح بخاری ص ۳۷۷)

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یأخذ  
من شاربہ فلیس مننا (صحیح بخاری ص ۳۷۷)

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یأخذ  
من شاربہ فلیس مننا (صحیح بخاری ص ۳۷۷)

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یأخذ  
من شاربہ فلیس مننا (صحیح بخاری ص ۳۷۷)

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یأخذ  
من شاربہ فلیس مننا (صحیح بخاری ص ۳۷۷)

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یأخذ  
من شاربہ فلیس مننا (صحیح بخاری ص ۳۷۷)

کہ مشرکین (یعنی مجوس چنانچہ دوسری روایت  
میں تصریح مجوس ہے) کا علاقہ کروڑاہریان  
بڑاؤ اور موہن دین خرب کٹواؤ۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے  
جو مرنے والوں کے ہاتھ کٹوائے وہ ہم سے ریشہ  
مسلمانوں سے (نہیں ہے)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مرنے والوں کے ہاتھ کٹوائے  
وہ ہم سے ریشہ مسلمانوں سے (نہیں ہے)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مرنے والوں کے ہاتھ کٹوائے  
وہ ہم سے ریشہ مسلمانوں سے (نہیں ہے)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مرنے والوں کے ہاتھ کٹوائے  
وہ ہم سے ریشہ مسلمانوں سے (نہیں ہے)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مرنے والوں کے ہاتھ کٹوائے  
وہ ہم سے ریشہ مسلمانوں سے (نہیں ہے)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مرنے والوں کے ہاتھ کٹوائے  
وہ ہم سے ریشہ مسلمانوں سے (نہیں ہے)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مرنے والوں کے ہاتھ کٹوائے  
وہ ہم سے ریشہ مسلمانوں سے (نہیں ہے)

قرآن مجید میں جو ارشاد ہے کہ مرنے والوں کے ہاتھ کٹوائے  
وہ ہم سے ریشہ مسلمانوں سے (نہیں ہے)

قرآن مجید میں جو ارشاد ہے کہ مرنے والوں کے ہاتھ کٹوائے  
وہ ہم سے ریشہ مسلمانوں سے (نہیں ہے)



اس قسم کے مضامین کو شائع کیا تھا پھر رفتہ رفتہ انکی تقلید کو عام مسلمانوں نے بھی جو پوری نہیں کہلاتے اختیار کر لیا ان کے بروین اشاعت اسلئے جلد ۱۲ و ۱۳ میں متعدد مضامین شائع ہو چکے ہیں اس قسم میں صرف چند احادیث نقل کی جاتی ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلیع نے سونے کی انگوٹھی اور ریشم پہننے سے منع کیا ہے۔

عزیر ابن عازب قال سمعنا النبی صلیع  
عن خاتم الذهب عن النبی صلیع عن حماد بن عمار عن  
قال رسول اللہ صلیع من لبس لبساً غیر فی الدنیا  
لم یلبسہ فی الاخرہ بخاری مسلم  
ابن النبی صلیع قال حل المؤمن لایات من امة  
وحمر علی ذکورها۔ رواہ الترمذی مشکوٰۃ  
۳۲۷۰ وقال حدیث حسن صحیح

اور ایک حدیث میں فرمایا ہے جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں نہ پہنے گا۔  
اور ایک حدیث میں ایک ارشاد ہے سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کیلئے حلال ہر مردوں کیلئے حرام ہے۔

اس حدیث میں جو عورتوں کیلئے سونے کی حلت کا حکم وارد ہے یہ بھی مطلق نہیں قید قلت کیا ہے متفقہ چنانچہ نسائی اور ابوداؤد کی حدیث میں وارد ہے کہ

فی خبر للنسائی عن ابن عمر قال قال رسول  
اللہ صلیع من لبس الذهب الا مقطعا  
المقطع للشیء الیسیر نحو الشفت الخاتم  
للنساء وکذا الکثیر للشرک والخیلاء۔  
(تفسیر الوصول ص ۱۸۸)

آنحضرت صلیع نے سونے کے ٹکڑے پہننے سے منع کیا ہے بجز  
مقطعیل۔ تفسیر الوصول میں اس حدیث کو نقل  
کر کے کہا ہے کہ مقطع سونے قدر قلیل مراد ہے جیسے  
بالی اور انگوٹھی عورتوں کیلئے۔ اور کہا ہے کہ اس  
قید کی وجہ یہ ہے کہ کثرت میں اسلئے ترک کر دیا جائے

ایک حدیث میں اسکی وجہ یہ بھی فرمائی گئی ہے کہ یہ نعمتیں (چاندی سونا) کافروں کے واسطے  
دنیا میں ہیں تم (مومنوں) کے لئے آخرت  
میں ہیں۔

ہو لہم فی الدنیا و لکم فی الاخرۃ  
بخاری مسلم

ان احادیث کو مسلمان غور سے پڑھیں اور پھر انصاف سے سوچیں کہ جب مسلمان سونے یا ریشم کو

حلال سمجھنے لگے اور اس اعتقاد سے انکو استعمال میں لاتے ہیں تو ان پر طاعون وغیرہ آسمانی بلائیں کیوں نازل نہ ہوں ؟

**پانچویں مثال** جو سب سے عجیب مثال ہے بہتر ہے کہ جو ایٹ مسلمان کہائے میں حلال حرام کی پابندی کو فضول جانتے مزار جانور لگلا گھوٹی مرغیان وغیرہ اکھٹے اور اس پر شکر بجاتے اور یہ فرماتے ہیں۔ الحمد للہ الذی جعل الدین سیرا لا عسلا یعنی خدا کا شکر ہے جس نے دین آسان کیا۔ شکل نہیں بنایا۔ بعض حضرات نے جو درجہ اعلیٰ تہذیب و کمال کو پہنچ گئے تھے ایک یورپین دعوت میں مختصر یہ کا گوشت بھی تناول فرمایا۔ غناسان یا کہانی کہلا گئے والے خدمتگار کے کہنے پر کہ یہ گوشت آپ کے لائق نہیں ہے مطلق کان نہ دہرا۔ بہت لوگ جو دلاہیت جاتے ہیں وہ حلال حرام کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اور وہ ان فرج جانوروں کا دستور ہی نہیں ہے۔ پرنپ کے ذریعہ سے جانوروں کا دم نکالا جاتا ہے اور وہی گوشت عموماً کہایا جاتا ہے۔ اس بات میں بعض گریجوایٹ ہندو بھی مسلمانوں کے شریک ہیں وہ گائی کا گوشت کھا تو ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ کیا مذہب سا کہ کہانے پیڑ سے جاتا رہتا ہے

اس سے بھی عجیب تر چیز یہی مثال اور سن لو۔ بہتر ہے تعلیم یافتہ مسلمان نماز کو جو اسلام ارکان سے ایک کن عظم ہے لغو و فضول حرکت جانتے اور سجدہ میں سر نیچے اور چوڑا پر کرنے کو حجت اور خلاف وضع فطرت کہتے ہیں گئے ہیں اور بعض جو کسی مسجد یا مجلس میں پہنچ کر اور شرم سے دیکر نیاز پڑھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو وہ بلا وضو و بلا غسل حجامت ہی کام چلاتے ہیں اس قسم کی مثالیں ایک نہیں دو نہیں سیکڑوں بلکہ ہزاروں ہیں۔ ان کے بانو بگتہم و بول کر سیم کہ کہ دل آزر وہ شوی ورنہ سخن بسیار است۔

اسوقت مسلمانوں کے حال پر اس حدیث کا مضمون پورا صادق آتا ہے جس میں ارشاد ہوا ہے  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاقی علی الناس کہ لوگون پراسیاز مادہ آویگا کہ اس میں اسلام زمان لا یبقی من الاصل الا اسمہ من القرآن سے صرف نام باقی رہے گا اور قرآن سے صرف

تینہ نکلے گا اور اسی کی طر پر جمع کر کے گا  
ایکے اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آوے گا جس میں لوگ پروانہ کریں گے

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
موسى عليه السلام

انہوں نے یہ دیکھا کہ ان اعاوش کا پر اسہ مذاق ہے عوام و عینین کے اکثر گریباٹ و خاں ہیں ان کا حال  
تو آپ لوگوں نے سن لیا ہے ہی حال اکثر علما و زمانہ کا حال ہے وہ بھی اتنی کے مذہب میں رنگے  
ہوئے ہیں۔ اور اگر سچ پوچھو تو جو رنگ عوام پر لگیا ہے یہ انہیں حضرت کا رنگ ہے۔ بڑے  
خیر سے علما و پیشواں انہی مغربی علوم کے حامی ہیں جن علوم کو کچھ مکر وہ لوگوں میں سے آڑو ہو گئے ہیں  
جنہی نے ہم مشرقی جو رہیں پر عمل مستقامت کا بار نہیں کے پڑھنے پڑانے کی طرف انکی توجہ کچھ ہٹ گئی  
ہے۔ اور انسانی اصول و مسائل اسلام کی حرمت و شاعت کی طرف انکی توجہ انہیں ہی وہ ہمہ تن  
دیا وی علوم کی ترویج و ترویج میں مصروف ہیں اور اپنے معتقدوں اور اپنی اولاد کو ان ہی  
علوم کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اس کی کچھ وقعت ہے تو اسکو وہ فردی جیگرڈ میں جن  
مسائل میں ہم اہم اعتبار دے رہے ہیں۔ ان کا فوہ اور انکی سیما کاری پانچم اشیا  
میں بار و چھوٹا ہے اور آئینہ بھی جتنا کہ وہ اپنی روش کو نہ بدلیں و خفا و خفا ہوتا رہ گیا۔  
تک تو ان کے اور ان کے پیران عوام کے حال پر یہ بہت عاقل آ رہا ہے

تکریم کتب است و این کتاب  
کار خندان تمام خواهد شد

حضرت ناظر علی آپ کسی طفل اس کے متنب کا امتحان کر کے دیکھو اور بڑی بڑی اسلامی یا غیر اسلامی

اس سٹیٹ یا تعلیم گاہ کے طلباء کے عمل اعتقاد کو ٹھٹھاروں میں اصول و مسائل مذہب کا پورا  
محققہ کم پائے گئے کوئی کسی حکم مذہب میں شک ظاہر کر بیگا کوئی کسی حکم میں۔ اور ایسا کوئی نہ ٹھٹھار  
یا شاذ و نادر تکلیف گاہ جو اپنے مذہب کے جملہ اصول و مسائل کو ماننا ہو۔ سہنے بعض اسلامی  
کاجون کے طلباء کو حال ششہنا اور دیکھا بعض نمازین ٹھٹھارے ہیں تو اتالیقی کے جبر سے او  
بلا و ضو و طہارت۔ ایک اسلامی کالج میں حکم ہو کہ جو نماز کی پہلی رکعت شامل جمعیت نہ ہو گا وہ  
ستوجیب سزا دے گا۔ تو بعض طلباء نے یہ شدید اختیار کر لیا کہ آخری رکعت میں شامل جمعیت نہ ہو  
اور امام کے ساتھ ہی سلام پیردین تاکہ پہلی رکعت میں شامل سمجھ جاوے بعض طلباء کو سزا دے  
یعنی اسلامی انتظام و حکم پر وہ لٹوان پر معترض پایا۔ بعض کو احکام حلال و حرام متعلقہ لباس و کپڑے  
میں شک ظاہر کرنے ہوئے دیکھا۔

اسے حضرت یہ ان دنیاوی علوم مشرقی کی تعلیم کا اثر نہیں بلکہ ان علوم کے مقابلہ میں دینی علوم  
کی تعلیم میں کمی اور اصول و مسائل مذہب سے ناواقف کا اثر ہے جن کاجون اور سکولوں میں مغربی  
تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم ہی دیکھائی ہے وہ نسبتاً ایسے کم ہوتی ہے جسے جیسے آٹے میں نمک ڈالا  
جاتا ہے یا چھلنے والی گاڑی کے پیٹے میں تیل لگایا جاتا ہے۔

یہی مذہبی تعلیم کی کمی اور مسائل مذہب سے ناواقفی ان گریجویٹ اشخاص پر وہ رنگ لائی ہے  
تہہ اعرصہ گزرا ہے کہ ایک گریجویٹ بی اے عبدالغفور نامی اسلام سے فرزند ہو کر آریہ  
بنگیا اور وہ ہم پال نام رکھوایا ہے اور اس نے ایک رسالہ ترک اسلام کے نام سے شائع  
کیا ہے اس قسم کے گریجویٹ گہر گہر اور ہر مدرسہ و سکول میں ہونے لگے گروہ سوسائٹی  
رقم کے لحاظ و پابندی سے نام کا اسلام نہیں چھوڑ سکتے۔

ان پڑھلیوں اور بد اعتقاد یوں پر ایک طاعون کیا ہزار آفت ٹوٹ پڑتی اور نئے دن نئی  
بلا آسان سے نازل ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کا علاج سبوتا کے اور کچھ نہیں ہے کہ  
لوگ ان پڑھلیوں اور بد اعتقاد یوں سے ناٹھ ہوں۔ اور ہدایات و احکام مذہب کی

پوری پابندی اختیار کریں۔

ہر چند اس بیان سبب و علاج طاعون میں ہمارا روسے سخن مسلمانوں کی طرف رہا ہے اور انہی بدعالیوں اور باعقادیوں کی تمثیلات کی زیادہ تفصیل ہوئی ہے کیونکہ ہم مسلمان ہیں ہمارا رسالہ خادم اسلام داخل اسلام ہے مگر اقوام غیر کے اعیان و اشخاص کا یہی بھی حال ہے ان میں سے بھی اکثر اپنے مذہب کے اصول و مسائل کے متفقہ و پابند نہیں رہے اکثر ہندو ہندو نہیں رہے نہ عیسائی عیسائی رہے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اور روئے زمین پر عام لائبریری پہلی ہوئی ہے ہندوؤں کی بدعقلی و باعقادی کا ذکر یا سخن مثال میں بیان ہو چکا ہے عیسائیوں کا حال محتاج مثال نہیں۔ یوہوب وغیرہ بلاد میں عیسائیت بڑا نام ہے۔ فی صدی بلکہ فی ہزار ایک شخص ہی مذہب عیسائی کا قائل معتقد نہیں ہے۔ اکثر مذہب کو فضول و لغو سمجھتے ہیں اور بعض جو قائل ہیں تو بڑے نام و بلحاظ قوم۔ حضرت پورو کو مذہب عیسائی کا دم ہر تے ہیں مگر تورات کو پس پشت ڈال چکے ہیں ان میں سے ایک ہی ایسا نظر نہیں آتا جس کا شریعت تورات پر عمل ہو۔ لہذا ان کی نسبت یہی کہنا بیجا نہیں کہ وہ ہی حقیقت عیسائی و حضرت عیسیٰ کے پیرو نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہے جو انجیل متی باب ۵ آیت ۱۷ النہایت ۲۶ میں منقول ہے۔ یہ خیال است کرو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتاب نسخ کرنے کو آیا ہوں۔ نسخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین مل جادیں ایک نقطہ یا شوشہ تورات کا ہرگز نہ ملیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو (۱۹) پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چوٹے کو ڈال دے اور ایسا ہی آدمیوں کو سکھارے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چوٹا۔ پھر جو کوئی عمل کرے اور سکھلاوے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔ (۲۰) کیونکہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ اگر تمہاری استبازی فقیہوں اور فریادیوں سے زیادہ نہ ہو تو تم آسمان کی بادشاہت میں کسی طرح داخل نہ ہو گے۔

اور چونکہ پادریوں کا عمل شریعت تو ریت کے احکام پر نہیں لہذا وہ نبی کی شہادت سے عیسائی نہیں اس لیے جوہر سے قرآن نے ان کے حق میں اور ان کے خطاب میں کہا ہے۔

يَا هٰٓؤُلَآءِ الْكِتٰبُ كُنتُمْ عَلٰٓى شَيْءٍ عٰثِمِيْنَ  
الَّذِيْنَ اَنْزَلْنَا مِنْ رَّبِّكُمْ  
مِنْ رَّبِّكُمْ مَا نَدْعُوْهُ ۙ

اے اہل کتاب تم کسی دین پر نہیں جنتک کہ تم تو ریت اور انجیل کو اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے قائم نہ رکھو۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا اَقْوَامًا اتَّخَذُوا التَّوْحٰٓفَ وَالْاَنۡحِيَاطَ  
وَمَا اُنۡزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ وَلَا كَلٰٓءُ اٰمِيۡنَ  
تَوَحَّيْهِمْ وَمِنْ خَلۡفَتِ اَرْجُلُهُمْ

اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ان کتاب تو ریت انجیل کو اور جو کچھ کہ ان کی طرف خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے قائم کرتے تو اوپر سے (آسمانی برکات سے) بھی کہاتے اور نیچے (زمین کی پیداوار) سے بھی کہاتے۔

(پایہ ۸ ع)

اب ہم عام لوگوں کی جن میں اہل اسلام عیسائی ہنود وغیرہ شامل ہیں بدلی کی ساتویں مثال بیان کرتے ہیں اور اس پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ دنیا میں اس وقت جو لوگ اس قدر پھیل گیا ہے کہ اس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں گئی۔ روزمرہ کے لین دین میں ہے تو جو لوگ عدالتوں کی شہادتوں میں ہے تو جو لوگ باہمی شہادتوں میں ہے تو جو لوگ غرض جہر و کیم اور جس طرف نظر کر دو جو لوگ ہی جو لوگ نظر آتا ہے۔

جسوں میں جاؤ تو جو لوگ مسجدوں مجالس درس و وعظ و لیکچروں میں جا کر سناؤ تو جو لوگ تصانیف کتابوں ناموں اشتہاروں میں دیکھو تو جو لوگ۔ ان سب کے اول و رجبہ پر

تجارتی اشتہارات میں خصوصاً ادویہ اور معالجات کے اشتہارات کہ انہیں چرلے یا مشعل لیکچر ڈیوڈ کے تو سچ بہت کلم پاؤ گے۔ ہر شخص اپنی مجوزہ دوائیں ہر مرض کی شفا بتاتا ہے دوسرا دیکھو بتاتا ہے اور یہ کہتا ہے لفاظی طبیبین کی طرف نہ جانا اور جو لوگ اشتہاروں سے دیکھو کہ کہانا صحت ہماری دواؤں میں اور صداقت ہماری اشتہاروں میں ہے۔ ان جو لوگ اشتہاروں کے ذریعہ ہزاروں بلکہ لاکھوں رزیہ مخلوق خدا کا جو عقل

اندھے اور گامٹھ کے پوسے ہیں لو جانا ہے اور وہ روپیہ زنا و شرب کا جائز عیش و عشرت میں صرف کیا جاتا ہے جو لوگ غریب ہیں اور بیگانے گھر و فکی روٹیوں کے محتاج تھے وہ بالا مال ہو گئے ہیں اور گھریوں اور فٹنوں پر مگر گشت کر رہے ہیں۔

ان اکافرین کی اشاعت کرنیوالے اکثر ملکی اخبار میں جو ریفارمر کہلاتے ہیں اور تہذیب و اصلاح ملکی و قومی و اخلاقی کا بیڑا اٹھانے کے مدعی ہیں وہ اجرت چھپائی کے طمع سے ہر ایک شہنشاہ کو اسکی سچائی کا امتحان کرنے کے بغیر سرج اخبار کہہ لیتے ہیں اور اس و بعد شادی سے کہ جو شخص چھوٹ بات کو نقل اور شائع کرے وہ احذ الکافین ہے؟ انہیں دڑتے ان سے بھی بڑھ کر نہ ہی دینی تصانیف کے مصنف اور مذہبی اخبار و رسائل کے ایڈیٹر ہیں وہ اپنے مطبوعات و تصانیف کی نسبت یہ دعویٰ شہر کرتے ہیں کہ تمام دنیا میں ان کی نظیر نہیں ہے حالانکہ تمام دنیا کا اقل قلیل حصہ انکی نگاہ سے گذرنا ہے اور یہ ان کے شہنشاہ و لاف گراف کو اپنے رسائل و اخبارات میں درج کر کے احذ الکافین بنے ہیں۔

احمد علی و المصطفیٰ کہ رسالہ اشاعت السنہ اس مظلمہ سے ایک بری ہے تھ اس نے اپنی تعریف میں کہی کوئی شہنشاہ اس غصہ میں بائیس برس میں شائع کیا نہ کسی اخبار میں درج کرایا اور کسی تجارتی شہنشاہ کو اجرت لیکر خود درج و شائع و شہر کیا۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء وما ابی نفس ان النفس الامارة بالسوء الا ما رحمہ ربی۔

**حضرات ناظرین** یہ کذب ایک ایسا مظلمہ ہے کہ طاعون اسکی ایک دھڑکنے ستر ہے اور طاعون وغیرہ بلاؤں سے بچنے کیلئے ایسے مظالم سے باز آنے اور توبہ النصوح کرنے کے بغیر کوئی علاج نہیں۔

**طاعون** کا یہ سبب اور اسکا علاج جو بتایا ہے کسی مذہب کی خصوصیت نہیں کہتا اور اسپر پائی فیلنگ (یعنی خاص مذہبی اعتقاد) کا گمان نہیں ہو سکتا۔ مرزا قادیانی نے رسالہ دفع البلاء (جو حقیقت جانوب البلاء ہے) کے صفحہ ۱۰ میں شیعہ سنی وغیرہ مسلمانوں

اور مہندون۔ عیسائیوں وغیرہ کا خیال و مقال نقل کر کے یہ کہہ رہا تھا چنانچہ طاعون کا سالہ  
نمبر جلد نیا میں منقول ہو چکا ہے کہ یہ سبب پارٹی فیلنگ یعنی اعتقادی امور ہیں۔ اور  
پھر دعویٰ کیا تھا کہ یہ طاعون میری رسالت مسیحیت سے انتحار کی وجہ سے آیا ہے اور یہ دعویٰ  
کیا تھا کہ اسکا ثبوت میرے اشتہارات میں موجود ہے۔

میں نے خدا کی تائید و مدد سے نہ اپنی ذاتی لیاقت سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مرزا کا  
دعویٰ ہی ویسا ہی پارٹی فیلنگ پر مبنی ہے جیسا کہ اسکے نزدیک اور دن کا کو  
ہے اور اسکا دروغ بھی غرض ہوا اس کے اشتہارات سے جنگو وہ ثبوت میں پیش کرتا ہی  
آفتاب نمبر فریڈر کی طرح ثابت ہو اور درحقیقت طاعون کا روحانی سبب اور علاج وہ ہے  
جو ہم نے بیان کیا ہے جسکو کسی مذہب کے کوئی خصوصیت نہیں ہے اور اس وجہ سے اس پر  
پارٹی فیلنگ یا اعتقادی من گھڑت ہونیکا گمان نہیں ہو سکتا۔ اور اسکا حتمی حتمی حتمی  
یہ ہے کہ دنیا کے ہر ملت و مذہب کے اکثر اشخاص نے اپنا اپنا مذہب چھوڑ دیا ہے اور اپنے  
مذہب کا خلاف کیا اسلئے ان پر طاعون مسلط ہوا۔ اور اسکا علاج وہی اپنے مذہب کے  
پے اصول و مسائل کی پیروی اور رستبازی و دیانت داری اور تقویٰ شعاری ہے  
اس پیروی مذہب و دیانت داری و رست بازی کے سوا اس ملک سے اس طاعون  
کی ہچکینی خیال ہے اور سودا شے محال ہے

ایچا مالک متصرف وارض و سماء تو ہمارے حال پر رحم فرما ہم مسلمانوں اور دیگر اقوام کو جو ہم  
دیانت داری و تقویٰ شعاری عطا فرماتا کہ ہم اپنی حالت کو درست کریں اور نیکو دن نیکو گون کے  
غدا برون کو محفوظ رہیں

وَلَقَدْ ظَلَمْنَا آلَ فِرْعَوْنَ إِنَّهُم خَفَوْا مِنَّا فَمَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُمْ غَوَّارُ  
اے ہمارے رب ہم نے انہیں جانون پر ظلم کیا تو ہمارے گناہ معاف نہ کرے اور ہم کو تو ہم خوارہ پانیوں کی ہوجائے  
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ  
پس ایلا ہمارے گناہ معاف کر دو اور ہمارے بدو کو دور کر دو اور ہمارے نیک بندوں کو سناہ نہ مینا سوا اٹھا دینا آمین



## اہل حدیث اور انکا مذہب

اور ان کے

### شناخت کی علامت

ہر شخص مذہب ایک اوعالیٰ امر ہے۔ ہر شخص جس مذہب کو چاہتا ہے اسکا دعویٰ بن جاتا ہے۔ مشرکین مکہ کا یہ دعویٰ تھا کہ ابراہیم ملت پریم ہی ہیں اور وہ آنحضرت صلعم اور ان کے پیرو مؤمنین صابی (یعنی دین ابراہیم سے خارج) کہتے تھے۔

اہل کتاب عصر نبوی دعوے کرتے کہ مومن ہم ہی ہیں اور ہم ہی بہشت میں جاویں گے۔ اور مومنین قرآن کو لایق بہشت نہ جانتے تھے۔

مسلمانوں سے فرقہ خواہج مدعی تھا کہ مسلمان ہم ہی ہیں اور دوسرے اسلامی فرقوں کو وہ خارج از اسلام سمجھتے۔

اسی جنرل رول (عام قاعدہ) کے مطابق مذہب المحدث کی نسبت بہت لوگوں کا اڑھا پایا گیا اور پایا جاتا ہے۔

ہندوستان میں مذہب نیچر کے بانی کا زمانہ تصنیف رسالہ جواب ڈاکٹر منٹرنگ ہی تھا تھا کہ میں المحدث ہوں رسالہ مذکور کا صفحہ وغیرہ ملاحظہ ہو۔ ان کے شاگرد (مگر نافرمان بڑا و مکش) قادیان کے پراقط نے گوڈا کرکٹ (بلا واسطہ) اور بھارت بہہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ میں المحدث ہوں مگر ان کے ڈاکٹرکٹ (بواسطہ مشاہیر جماعت خود) اور پکٹیکلی (محل) یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ المحدث نہیں تھے۔

عبداللہ عرف غلام نبی (چکرالوی) ہی ابتداء میں اسی محل سے المحدث ہی کہلاتا تھا اسکی تفسیر ملاحظہ ہو) گو اب وہ المحدث کہلائیے کو کفر جاتا ہے مگر اس ادعے کے مقابلہ میں ہر مذہب کے حامیوں کے پیروان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جس شخص کو اپنے مذہب کا حقیقی اور اصلی

پیرو نہ جانے اس کو اپنے مذہب سے باہر باطلہ خارج کریں اور بجائے اسکے اس مذہب کی طرف سے منسوب کریں جس مذہب کا اس کو پیرو خیال کریں **الغرض** ان کو اس اوہما کا حق حاصل ہو تو ان کو اس اعتراف کا بھی منصب ہے۔

مگر اس میں شرط انصاف یہ ہے کہ جس مذہب سے وہ اس کو خارج کریں اس کو واقعی اور مسلمہ اصول کی عدم تسلیم کی شہادت سے خارج کریں اور جس مذہب کی طرف منسوب کریں اسکے مسلمہ اصول کی پیروی کی شہادت سے منسوب کریں۔

ہر چند یہ اصول مسلمہ ہے کہ لازم المذہب لیس بمذہب یعنی کسی مذہب سے ایک بات صرف مفہوم ہوا اور لازم آتی ہو تو وہ عین مذہب نہیں ہو جاتا۔ مگر جب لزوم سے التزام تک نہ پہنچ جائے تو اس وقت امر متلزم کو متلزم کا مذہب بٹھرا دینا خلاف انصاف نہیں ہے۔

یہی مصنفانہ شرط و اصول سے قرآن نے اور اسلام نے مشترکین کو ملت ابراہیمی سے خارج کیا اور ان کا نام مشرک رکھا اور دین اسلام کو ملت ابراہیمی بنایا کیونکہ دین التزام مشرک تھا۔ اس التزام کے ساتھ انکا ابراہیمی کہلانا خلاف انصاف تھا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک نہ تھے مگر ان کا ان ابراہیم کے ہونے کا لفظ کرنا لکھنا کان حنیفاً متعلماً وہ کان من المشرکین

اسی التزام کے سبب اہل کتاب کو منین سے خارج کیا اور مشرک بنایا (آیت مذکورہ بالا ملاحظہ ہو) اسی التزام نے خارج کو خارجی بنایا اور سنی مسلمانوں سے خارج کیا

اسی التزام نے کہ بین نجدی۔ میراباب نادان نجدی خدا چھٹا ہوا نجدی۔ پیر نجدی کو نجدی بنایا اسی التزام نے پرافٹ قادیان اور اسکے شاہین پیران کو جو اہل حدیث ہونے کے مدعی تھے جماعت اہل حدیث سے خارج کیا اسی التزام نے چکر والوی کو مذہب اہل بیت سے باہر باطلہ خارج کر کے پیر نجدی اور قادیان والوں کے ساتھ ملا دیا۔

یہ اصول انصاف بنایا گیا کتاب آدم بر مطلب پر علی کیا جاتا ہے اور فرقہ اہل حدیث کی متہمین

تہذیب و اخلاق مشرک نجدی میں صفوں نجدی و غیرہ ملاحظہ ہو

تاریخ تاج تہذیب کے تہذیب و تہذیب سے ہماری جامعہ کے ہمارے ہی ترعرہ جابجائے تہذیب سے  
لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنکو اہلحدیث ہونیکا ایسا کمال درجہ کا ادعا ہے کہ گویا یہ لقب انکو  
نام پر جڑ پڑو (رجسٹری کرایا گیا) ہے یا انکو لے ریزروڈ (محفوظ و محفوظ) انہوں نے ایک سالہ متعلق  
عقائد تالیف کیا تو اسکا نام مذہب المحدث رکھا۔ نیا مطبع نکالا تو اسکا نام مطبع المحدث  
رکھا انہا اخبار جاری کیا تو اسکا نام المحدث رکھا اور اپنی ان کا ہر رائیوں سے پبلک کو  
یہ بتانا چاہا کہ جو کچھ ان کے مٹھ سے انکے قلم سے ان کے مطبع سے ان کے اخبار میں نکلتا ہے وہ  
المحدث کا مذہب اور ان ہی کا خیال انتقال ہوتا ہے و معہذا ان کی بعض تصانیف لکھیں  
وغیرہ میں اس ادعا کا خلاف بھی پایا جاتا ہے ان میں ایسے اصول و مسائل موجود ہیں جو مذہب  
المحدث سے کلیتہً اور قطعاً مخالفت ہیں۔ اور وہ فلاسفہ۔ بیچر یون۔ مرزا یون۔ معتزلہ وغیرہ  
المحدث کے اصول و مسائل ہیں لہذا احامیان مذہب المحدث کا منہجی فرض ہو کر  
ان مسائل کو مذہب المحدث سے اور ان کے قائل کو جامعہ المحدث سے خارج کریں۔ اور جس  
مذہب کے وہ اصول و مسائل ہیں اس مذہب کی طرف ان مسائل اور انکے قائل کو منسوب کریں۔  
و از انجا کہ رسالہ اشاعت السنۃ النبویہ ایک دیرینہ خادم حدیث اور مسلمہ اطمینان  
(رکبیل) المحدث ہو لہذا یہ کام تصدیق کیا تہ اسکا فرض منصبی ہے جبکہ وہ خدا کی توفیق  
واعانت سے ادا کرنا چاہتا ہے۔ مگر قبل اسکے کہ وہ اس پر عمل کرے ایک تہذیب کو جو منہج الاصول موضوع  
یا علوم متعارف ہوگی پیش کرنا ضروری سمجھتا ہے اور وہ تہذیب یہ ہے کہ مذہب المحدث مذہب  
اربعہ ہورہ (حنفی شافعی۔ مالکی۔ حنبلی) وغیرہ کی طرح مدون نہیں اور اسکے اصول و فروع کی کوئی  
کتاب و رجوز ایک چھوٹے سے رسالہ و زبانیہ اور اسکی شرح و تفسیر کے جو قاضی محمد بن علی شاکانی  
کی تالیف ہو اور ان میں کمی بیشی کر کے نواب صاحب پوپال نے ہندی میں فقہ مغنیث اور عربی میں  
روحہ مذہب نام کر کے چھپوایا ہے میری نظر سے نہیں گزری اور عیاں کہ فقہ مذہب حنفی وغیرہ  
میں رسم الحقی لکھی گئی ہے چنانچہ درختار اور اسکے حواشی میں مرقوم ہے اس مذہب کی رسم الحقی

کوئی لکھی نہیں گئی لہذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی شخص کے قول کو مذہب المحدث کے مبنی یا مخالف ٹھہرائی کی کیا صورت ہوگی اور اس میں وقت یا مخالفت کی کوئی کیا ہوگی اس سوال کا جواب  
 جس میں کسی واقعی اور سچے شخص کا حدیث کو بھی بحال نزاع و متعلق ہو یہ ہے کہ انکا مذہب حدیث صحیح  
 ہے جسکو اکابر مجتہدین نے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اذا صحح الحدیث فهو مذہبی کہہ کر اپنا مذہب بنایا  
 ہے خواہ وہ حدیث متعلق احکام ہو خواہ متعلق اعتقاد و قصص اخبار ماضیہ کے متعلق ہو خواہ متعلق واقعات  
 ہندہ و دنیاویہ۔ برزخیہ۔ حشریہ۔ آخریہ۔ تفسیر و تشریح احکام قرآن کرتی ہو خواہ عوامی احکام شرعیہ کی مثبت  
 پس جو قول کسی حدیث صحیح کے مطابق و موافق ہو گا وہ مذہب المحدث کہلائیکا اور مذہب  
 کے لوگ بھی اسکو اپنا مذہب بنادیں اور جو قول مخالف احادیث صحیحہ کے مخالف و متناقض ہو گا  
 وہ مخالف مذہب المحدث ہو گا خواہ کوئی شخص اسکو اپنا مذہب ٹھہرائے پس اگر وہ قول  
 مذہب فلاسفہ کے موافق اور ان کے اصول مذہب پر مبنی ہو گا تو فلسفی مذہب کہلائیکا اور اگر  
 وہ قول مذہب متکلمین و متولین کے مطابق اور ان کے اصول پر مبنی ہو گا تو وہ کلامی مشرب کہلائیکا  
 اور اگر وہ قول مذہب مزیائی۔ یحیری۔ معتزلہ وغیرہ کے مطابق اور ان کے اصول پر مبنی ہو گا تو وہ ان  
 لوگوں کا مذہب (مزیائی۔ یحیری۔ معتزلی) کہلائیکا۔ اور ان اقوال کے قابل کو اگر وہ ان کے اصول  
 مذہب کا قابل و ملزم ہو گا ان مذہب کی طرف منسوب کیا جائیگا۔ یہ عیب یا ایسا ہے جس میں ہمارے  
 علم و اعتقاد و یقین میں تمام دنیا کے اہل حدیث سے (جسکو ہم نے دیکھا یا ان کے اقوال) مذہب پر ہو علم  
 و اطلاع ہوئی ہو ایک متفقہ ہی نزاع نہ کرے اور شخص ہمارے اس احوال و اعتقاد کا خلاف ثابت کرے  
 ہم اسے شاکر ہی کا اقبال کر لیں اور ہمیشہ کہیں گے ہمارا دشمنی نے تقدیر انعام کے عوض احسان چاہے تو نقد ہی  
 ہمارے پیشینہ کے موافق حاضر رہے۔ اس میں عیب اس کے رویہ پر جان صحیح حدیث نبوی نہ پائی جاتی ہو  
 و نہ عیب اس لیے کہ اگر ذوالعین ایرار و محدثین اخبار میں جس مسئلہ اعتقاد و تعلیم میں صحیح سنت نبوی کا  
 علم ہو مشاہدین اہل حدیث کا تمسک ان کے تعلیم ہوتی ہو اور یہی مذہب المحدث کہلائیکا ہو جسکو متون و شرح کتب  
 حدیث و فقہ وغیرہ میں اہل حدیث کے منسوب کیا گیا ہو اور جس قول کا قابل مجز الہدے معتزلہ وغیرہ یا فلاسفہ یا متکلمین

کئی معلوم دہرہ و سلف صالحین صحابہ اربعین اور ان کے اتباع محدثین سے کسی ایک شخص سے بھی وہ قول مروی و منقول ہے  
 وہ مذہب اہل بیت نہ ہو گا خواہ کتنا بڑا اگر اندیل دریا ایل فلسفی منقول منقول منقول اصول اس قول کا قائل ہو گیا ہو  
 شاید معیار اول کی نسبت کوئی سوال کرے کہ احادیث صحیحہ کی صحت میں اختلاف ہوتا ہے ایک امام ایک حدیث کو  
 صحیح کہتا ہے دوسرا اسکو ضعیف قرار دیتا ہے اور تیسرے صحت و اتفاق ان احادیث صحیحہ میں فرق تکلف ہوتا ہے ایک  
 حدیث صحیح ایک مرکی مجزئی ہوئی ہو دوسری مانع اور تیسری عدم تناقض احادیث ایک ہی حدیث صحیح کے معنی میں اختلاف  
 ہوتا ہے اگر عالم حدیث ایک حدیث کو کچھ معنی کرتا ہو دوسرے کچھ اور تیس ان صدر زعمین مذہب اہل بیت کو نسا قبول ہو گا  
 اس سوال کا جواب بھی حسین کوئی اہل بیت ہی نہ کر سکے یہ کہ مختلف احادیث مختلفہ لہجہ اور متضاد و مختلفہ  
 اور مختلف الوجہ و المعانی جس حدیث کے جس معنی میں سلف سے کوئی تمسک کرے گا وہ مذہب اہل بیت کہلا جائیگا اسی نظر سے  
 بہتر تفسیر مذہب اہل بیت میں کسی حدیث کا لفظ اختیار کیا ہو اور دوسرے معیار پر شاید یہ سوال ہو کہ اقوال اہل بیت  
 و آثار سلف میں ہی اختلاف ہوتا ہے اگر ایک صحابی یا تابعی یا کوئی اہل بیت کچھ کہتا ہو دوسرے کچھ اور بعض اوقات ایک ہی صحابی  
 و تابعی دو احادیث سے دو قول مختلف مروی ہوتے ہیں بہر مذہب اہل بیت کو نسا قبول قرار دیا جائیگا اسکا جواب بھی حسین کوئی  
 اہل بیت نہ کر سکے یہ کہ بعض اختلاف اقوال اہل بیت منقولہ المقتی مقررہ اہل بیت کے مطابق قوت و اعتدال و تہنہ نقل  
 اور الفاظ روایت کو یکجا جائیگا اور بعض خاص قوت مراد نہ کرے گا اسکو اختیار ہو گا کہ جس صحابی یا تابعی یا اہل بیت کے قول  
 کو چاہے اور خدا کرے من قبہ عالم النبی اللہ سالک اور یہ قول ہو چکا سلف صالحین اور ان کے اتباع اہل بیت سے کوئی قول  
 اور جوہر فلسفی کلامی پیچری منزلی چکر لوی قول ہو یہ بات ہی ہے جو قول متبع اور اسکا قائل کی تعریف میں تصدیق  
 کہند ہیں اور کبر اہل بیت سے منقول ہوا یا ان کا نقل ہو گا لیس للشیخ من السلف اصاصہ تہمدی  
 اصول مقرر ہو چکا ہو تو آئندہ ہم اس مذہب اہل بیت کے ادعا کا ایک گزینہ (امتحان) کریں گے اور ناظرین کو یقین لائیں گے کہ  
 اس ادعا میں وہ سچا اور مذہب اہل بیت کی طرف منسوب نیک تحقیق نہیں کہتا اسو اگر ہمارے اس غیر دوست نے  
 اور اسکو اہل بیت تسلیم کر لیا علماء وقت ہمارے اس اصول کو پکڑے اور اسکی تفسیر القرآن وغیرہ تصانیف کو ان مقامات  
 پر ان اصول مذہب اہل بیت کا خلاف اور اصول مذہب اہل بیت سے اتفاق کیا خلاف مذہب اہل بیت قرار دیا اور  
 آئندہ اپنی تفسیر و تصانیف میں اصلاح کرے کیا وعدہ شہر کر دیا تو ہمیں اس گزینہ کی حاکمہ ہوگی یہ ہمارا کام صرف نصیح  
 و اصلاح و انہام ہے نہ تفضیح و فحاحم و الزام سے منہ ہر دھڑل کر دین آدم نے برا تو فصل کر دین آدم -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نصیحت نامہ

نہ مانو تو  
اللہ میٹھم  
(آخری پیام جنگ)

نصیحت گوش کن جانان از جان دوست میدارند جو آنان سوارند پیر و امارا  
اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ و اگر جنگ جوی نہ بستی درنگ  
میرے عزیز اہل الوفا! خدا تعالیٰ تمہیں وہ عطا کرے اور تمہاری کینیت کو ہم ہستی کرے۔  
میر کی تمہاری جو نسبت زوہانی ہے تم کو بخوبی معلوم ہے جو احباب جانشین بہترین جانتے آن کو  
اس غرض سے کہ وہ اس نصیحت نامہ کو واقعی نصیحت سمجھیں اور مجھے تمہارا سچا ہی خواہ اور ولی خیر خواہ  
یقین کر کے تم کو اس نصیحت کی قبولیت کا مشورہ دین (جنا تہوں کہ تم حافظ عین المصابیح صاحب  
محدث وزیر آباد کے فن حدیث میں شاگرد ہوں اور ۵۹۵ ہجری میں اس نادان عاجز سے نسبت لکھ دیتے  
ہیں اس وجہ سے میں بالواسطہ تمہارا دوستیاد اور روحانی باپ ہوں اور تم میرے شاگرد اور روحانی  
فرزند۔ اسی علاقہ پوری اور پسرپور نے مجھے آمادہ کیا تھا کہ میں تمہاری تفسیر عربی کو مخالف سنت صریحہ  
و آثار سلفیہ و موافق خیالات فرقہ پیچیدہ و معتزلہ پاکر دو تین مجلس میں پرانیوٹ طور پر لگوں سمجھایا اور بطور  
مثال تفسیر عربیہ کو شرکی غلطی کو کہ حسین شیعہ حدیث صریح کا خلاف کیا ہے پیش کیا تمہیں  
اس غلطی کو تسلیم نہ کیا اور میری نصیحت کا مقابلہ جدل سے کیا اور پھر میری ناصحانہ تقریروں کے  
جواب میں زہین نہیں میں پہل گیا اپنے ہی اصل مسئلہ محدود تعلیم خود کے رو میں (رسالہ آیات  
مثنیٰ ہات شائع کرویا اور ہمیں آنحضرت کی حدیث کو جو تصریح و تفصیل نبوی مفسر آیت

حافظ دین

یہ مفسر قرآن ہونے سے صاف انکار دے دیا۔ پہلے پھر بھی اسی شفقت پدیری کے تقاضے سے تمہارے اس سالہ آیات متشابہات کا رد و شلح نہ کیا اور اس ارادہ اور امید میں رہا کہ اس سالہ کے اغلاط ٹکڑ پر ایٹوٹ طویلہ سمجھاؤں گا اور حکمت و محبت سے تم کو راہ درست پر لاؤں گا۔ ان ہی دونوں سببوں سے صاحبزادے نے تمہاری تفسیر عربی کے اغلاط کے بیان میں ایک سالہ اربعین طبع کیا اور وہ رسالہ میرے پاس لائے اور اس پر میرے دستخط کرانے چاہے۔ میں نے ایک تو اسوجہ سے کہ مجھے اس سالہ کے طراز استدلال و نتائج سے کافی اتفاق نہ تھا گو نفس سائل سے اتفاق تھا۔ دوسرے ہی شفقت پدیری کے تقاضے سے دستخط کر نیسا انکار کیا اور یہ چاہا کہ پرائیوٹ طور پر تمہاری غلطیاں ٹکڑ بتائی جاویں اور اس سالہ کی اشاعت عمل میں نہ آوے اور سالہ اربعین کے متعلق ایک جگہ اگلا مضمون لکھ کر ان لوگوں کو دیدیا اور کیا میرے کہہ دیا کہ مضمون رسالہ اربعین میں درج کر کے شلح نہ کیا جاوے بلکہ یہ بھی ان کو کہا اور تسلیم کر لیا کہ وہ اس سالہ کو شلح نہ کریں۔ جب تک پرائیوٹ طور پر ان اغلاط کی نسبت میرا تمہارا فیصلہ نہ ہو جائے ان سبب سے یہ تسلیم کر لیا۔ اور اوجھڑے سے یہ وعدہ کیا کہ تمہاری تفسیر کی یہ غلطیاں جو اربعین میں بیان کی گئی ہیں اپنے طرز پر بدل کر کے چار چار کر کے تم کو دکھاؤں گا۔ یہاں تک کہ چالیس کی چالیس ہی ہو جاویں اور اس جگہ کے مطابق چار غلطیاں اپنی طرز پر بدل کر کے تمہاری پاس پہنچ ہی دیں۔ مگر اسے عزیز نے عرصہ تقریباً دو ماہ تک ان چار غلطیوں کی تسلیم یا عدم تسلیم سے اطلال اندی بہانہ کیا پہلے ٹکڑ شہادت مقدمہ گورو اسپور میں پر مشاطہ نگینہ میں مصروفیت ہو گئی اور اس طوالت عہد کی وجہ سے غرضی صاحبزادے کی طرف سے رسالہ کی اشاعت عمل میں آئی جس سے جو کمال کیلئے ہو چکا اور دونوں جانب کے اعیان پر اظہار رنج و غم کی کیا کسی قدر لان لوگوں پر جنہوں نے رسالہ کی اشاعت پر جلدی کی اور زیادہ تر تم پر کہ تم میرے چار اغلاط کا جواب دیکر باقی اغلاط کی نسبت پرائیوٹ میں صفائی کیوں نہ کریں۔ یا اس پر مہینے صفائی اور اتفاق و تقابین کی ایک یہ صورت پیشو کر کے کہ تم اس مضمون کی ایک تحریر شلح کر دو کہ میری تفسیر عربی میں جو احادیث صحیحہ سے مخالفت ہوئی ہے اس میں رجوع کرنا ہوں





رجح یہ معتزلہ وغیرہ سے تیری اختیار کرے اور بر ملا او کو گمراہ کہے اور جہان جہان اس کی  
تفسیر میں رجح یہ معتزلہ سے اسکا توافق ہو گیا ہے انکی نسبت صاف یہ ظاہر کر دے کہ توفیق  
محض تواد رہے اور نتیجہ فہم واجتہاد آن گمراہوں کی موافقت اسکو پیش نظر نہیں ہے۔ اور  
ان مقامات میں جہان پابندی اصول المجاہدین ان گمراہوں کی مخالفت ضروری معلوم ہوا ان  
مقامات میں وہ ان گمراہوں کی مخالفت کیلئے تیار ہے تو وہ ہی خاصہ اہلسنت والجماعت ہے  
اور جو انکی نسبت توافق اہل بدعت کی نظر سے متنوع ہے چیریت داعترال کفایا گیا ہے وہ رفیع جہان  
فان لازم المذہب لیس بمذہب۔

اس جواب میں چونکہ ایک ایسی شرط تھی جسکا تم رسالہ الکلام المسبین اور آیات متشابہات  
میں خلاف کر چکے تھے اور اپنے غلہ اعتقاد سے رجوع کرنا تمہارے لئے ایک مشکل  
امر تھا۔ لہذا تم نے اس جواب کو نہ لیا اور یہ کہہ کر مسکے سوال کا قطعی جواب دو اور جو تیری  
حالت رسالہ الکلام المسبین سے نہ معلوم اور ثابت ہوتی ہے اس کو پیش نظر رکھ کر تباؤ کہ میں المجاہدین  
ہوں یا نہیں۔ اس کے جواب میں تم کو زبانانی کہا گیا کہ قطعی جواب میں تمہارا نقصان  
ہوگا اور وہ تمہارے مذاک کے خلاف نکلیگا۔ اور یہ بھی نمکوزبانی کہا گیا کہ الزامات داعترال کفایا  
اربعین کے پانچ حصے ہیں۔

اول۔ یہ الزام کہ تم دینار تہی ومعجزات و کرامات وغیرہ کے منکر ہو۔

دوم۔ یہ کہ تم نے اس تفسیر میں کل مسلمانوں کا خلاف کیا ہے۔

سوم۔ یہ کہ اس تفسیر میں تمام مفسرین کا خلاف کیا ہے۔

چھٹا۔ یہ کہ تم نے بہت جگہ تفسیر حدیث صریح نبوی کو چوڑ دیا ہے۔

پنجم۔ یہ کہ تم نے معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کا اہتمام کیا ہے۔

سو مجھے ان الزامات کے پہلے تین الزامات سے تم چوٹ گئی اور الکلام المسبین میں ان کا  
جواب ادا ہوا مگر چوتھے اور پانچویں الزام سے تم بری نہیں ہوئے گو حدیث کو

نئے دلی زبان سے مان لیا ہے مگر بعض احادیث کا مفسر قرآن ہونا تسلیم نہیں کیا اور انوال  
مستغزہ وغیرہ سے تبری و بیزاری کا اظہار بھی نہیں کیا۔ بلکہ ان کے اقوال سے شک کو جائز رکھا  
اور ایک جگہ الکلام لم یمن میں ابوسلم جاسطہ مستغزلی کو جبراً کہنے سے منہ منع کر دیا ہے۔  
اس گفتگو کے بعد خاکسار نے تمہارے سوال مندرجہ نمبر ۱۰۸ الکلام لم یمن کا مفصل جواب  
جس کا آٹھ روز میں لکھ دینے کا وعدہ تھا تیار کیا اور تمہارے سکرٹری یا خلیفہ میان حبیب  
صاحب سوداگر لکھنؤ کے نام خط لکھا کہ جواب تیار ہے۔ اول سحر آخر تکست نہ کر لیلو۔ اور اگر تم  
جواب کے قبول کرنے میں عذر ہو تو کسی کو متصنف قرار دو۔ میرا یہ خط پھر کچھ دیر اور تمہارے  
سکرٹری میان حبیب اسد دونوں سمجھ گئے کہ یہ جواب ضرور تمہارے مخالف ہو گا جیسا کہ پہلے  
کہا گیا تھا اور مجھ سے سلسلہ خط و کتابت بند کر دیا اسکی شکایت سکرٹری نہ کر سکی گئی تو انہوں  
نے ایک خط اس ضمنوں کا تحریر کیا۔

میرزا بیٹے جواب دینا اس لئے ترک کر دیا کہ آپ نے سخت دلیل کرایا۔ ایک وعدہ آخرت  
ایشین پر کیا تھا کہ ۱۵ اگست کو دہلی کے دن کے جواب دونوں کا یعنی رسالہ الکلام لم یمن کے طبع  
نمبر ۱۰۸ کا) وہ غلط تھا پھر دہلی کے وقت آٹھ روز تک جواب دینے کا وعدہ کیا وہ بھی غلط  
آٹھ روز کے بعد ایک شرط کی طرح لگا دی (وہی شرط کہ جواب سن لو اس کے قبول کرنے میں عذر  
ہو گا کہ یہ کو متصنف کر لو۔ عزیز من یہ وہی شرط ہے جس کے واسطے تم لوگ مذکورہ عبد الرحیم صاحب کی  
خدمت میں دو دفعہ ہمت گزارش کر چکے ہو) پھر غیب سے کہ زبانی تو آپ نے کہہ دیا کہ از مدین کا  
جواب ہو گیا مگر فریق ثانی کو اور کچھ لکھ دیا اسلئے میں تو علماً کہ ام سے سیر ہو گیا براہ مہربانی مجھ  
اپنے ہی حال پر چھوڑ دیں۔ اس معاملہ میں مجھ سے خطاب نہ کیا کریں۔ " آخر حبیب اسد لکھنؤ  
اور میرا خط تمہارے سکرٹری کا آیا اور تمہارے دوسرے سکرٹری کا اشتہار بہ عنوان  
لو فیصلہ ہو گیا شایع دستہ خواجہ میں یہ وجہ ہے کہ فطان فطان عالم  
اور ان وہ اماموں نے تمہارا اجماعیث ہونا اور تمہاری تفسیر کا دل خوش کن ہونا

مان لیا ہے اور اس میں میرا نام ہی درج کر کے میز پر یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے  
 کلام امین کو کافی جواب ار بعین ہونا اور اغراض اربعین سے چھوٹ جانا تسلیم کر لیا ہے  
 جسکو دیکھ کر میرے بدن پر غضب و رنج سے رخشہ طاری ہو گیا۔ تمہارے اور  
 تمہارے سکریٹریوں کی ایسی باتوں کو تو میں بڑے شگفتہ اور سہارا چلا آتا ہوں۔ اس پر  
 رنج کا موجب ان علماء کے وہ کلمات ہیں جو اس اٹھارہ میں ان سے نقل کئے گئے ہیں۔  
 ان حضرات میں جنکے تمہارے اٹھارہ میں نام درج ہیں ایسے لوگ ہی ہیں جن کو میں واقعی  
 عالم اور اہل حدیث جانتا ہوں مگر ان کی طرف سے تمہاری تفسیر کی تحسین اور تمہارا ہمد  
 ہونے کی تسلیم دیکھ کر اگر واقعی انہوں نے کی ہو مجھے ان کو ضرور پیش تنائی پڑے گی کہ چند  
 حارث خدائی کر دی و مہنوز گاؤں و خزانہ شہناختی اور یہ بات کہہ بی پر  
 کہ آپ صاحبوں نے بخاری و مسلم کتب صحاح بیہون دفعہ پڑھیں پڑائی ہوگی مگر افسوس کہ آپ  
 صاحبوں کو اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ اہل حدیث کہتے ہیں اور اہل سنت و اہل حدیث کی تفریق  
 کیا ہے۔ آپ صاحبوں نے کلام امین کی فصل اول و دوم و سوم کو بھی ملاحظہ کیا ہوگا۔  
 پس اگر آپ اہل حدیث و اہل سنت کے منہ جانتے ہوتے تو اس سالہ کی فصل اول و دوم و سوم  
 کو پڑھ کر کئی لفظ سالہ ہرگز ہرگز اہل سنت و اہل حدیث نہ فرماتے۔  
 اسے غرض اب چونکہ تمہاری طرف سے یہ سالہ شروع ہوا ہے کہ تم نے مجھ سے  
 کلام و خطاب ترک کر کے اس اٹھارہ میں میری نسبت یہ چھاپ دیا کہ میں نے کلام امین کو کافی  
 جواب ار بعین تسلیم کیا ہے اور اسکے الزامات سے تمہارا چھوٹ جانا مان لیا ہے جس پر  
 مثل و روضہ کویم مڑوئے کے تو پوری صادق آتی ہے کیونکہ امین ایک حصہ میری  
 تقریر کا بیلیا اور باقی حصوں کو جن میں تمہارے رسالہ کلام امین پر سخت زور تھی کہ اس  
 میں حدیث نبوی کے مفتر قرآن ہونے سے انکار پایا جاتا ہے اور معتزلہ وغیرہ اہل بدعت  
 سے تبری و تخاصی کا اظہار نہیں بلکہ ان کے اتباع کی ترغیب پائی جاتی ہے اور اس سے

# بخت نامہ ۱۶۷ بکرہ جلد ۱۶

تمہارے اہلحدیث ہونے کی نفی نہ تھی چھوڑ دیا اور نقل کلام میں سرسرقہ کیا لہذا ایچے  
 ہی یہی حاصل ہو گیا کہ میں بھی پہلی قلم اوٹھاؤں اور بندر علیہ السلام تمہاری خبر  
 لون۔ اور تمہارے سکرٹریوں کی غلط بیانی ظاہر کروں مگر پھر ہی میں اپنے اصول کو  
 پتہ نہیں چھوڑتا اور شفقت پر راند کے تقاضے سے تمکو اور تمہارے ہتھیال علماء کو جو تمہارا  
 رسالہ الکلام المسبین کو پڑھ کر تمکو اہلحدیث لکھ چکے ہیں اور تمہاری تفسیر کی تحقیر و تفسوہ  
 کر چکے ہیں صرف اتنا کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ تم اور وہ لوگ میرے اس جواب کو جو میں نے  
 تمہارے سوال مندرجہ مثلاً الکلام المسبین کا دیا ہے پرائیوٹ طور پر مجھ سے طلب کر کے  
 مطالعہ فرماؤں اور نیز میرے مضمون اہلحدیث اور انکا مذہب اور انکی شناخت کی علامت  
 کو جو نمبر ۲۰۰ اشاعت السنہ میں درج ہوا ہے ملاحظہ کریں۔

اس جواب اور اس مضمون کو پڑھ کر تم سب کو گون کی تسلی ہو گئی اور تم سب نے اپنی غلطی مان لی تو  
 مجھے اس جواب کو سبک طور پر تخلیق کرنے کی حاجت نہ رہے گی یہاں اور اگر تمہاری اور تمہارے  
 ہتھیال علماء کی اس جواب اور اس مضمون کو دیکھ کر تسلی نہ ہوئی تو میرا چار خاکسار اس جواب  
 کا اظہار فرمائے گا کہ تمہارا سبک میں کر لیا اور یہ ثابت کر دے گا کہ تفسیر القرآن و رسالہ  
 آیت متشابہات و رسالہ الکلام المسبین کا مصنف اہلحدیث نہیں ہے اور یہ کتابیں  
 اسلام کو نقصان پہنچانے والی ہیں

الحمد لله رب العالمین  
 ابو سعید محمد حسین

ملاحظہ ہو کہ یہ مضمون شہادت دی ہوا ہے کہ اسے کو اپنے ہاں کیا ہوا ہے لہذا جو آپ نے تحریر کی ہر صفت کلام المسبین  
 کہ ہے کہ وہ یسین کے متعلق نہ تھی آپ جانیں وہ مجھے ہمارا کیا قصور۔ احقر عبد اللہ۔ حکیم محمد دین۔  
 ہاں کہنا ہر صفت کلام المسبین میری کلام کے متعلق کچھ کہہ گا حق تھا میرے میری کلام کو کیوں پورا نقل نہ کیا۔ ابو سعید

## ابوالوفاء کی بیوفائی

برعکس نیند نام رنگی کا فور

ناظرین! اخوان دین! مضمون نصیحت نامہ کو پڑھ کر آپ صاحبون پر میری نیک  
 نیتی اور سچی عزیمت سرسری غیر خواہی کا یقین ہوا ہو گا۔ اس غیر خواہی کے مقابلہ میں اس بے وفاء  
 سے بے وفائی ظہور میں آئی کہ اس نے جوابات اربعین میں رسالہ الکلام المبین  
 شائع کیا تو اس میں متصدقین اربعین کو چھوڑ کر اس اشاعت اربعین میں عاجز ہو گیا تھا  
 بنایا اور سب سوزیادہ اس ناتوان پر غصہ لگا لگا۔ خاکسار کے رسالہ اشاعت السنہ جلد  
 سے مضمون اہل حدیث میں نا اتفاقی نقل کیا اور اس کی عبارت کے ضمن میں بریکٹ (خط و مدنی)  
 لگا کر ان میں کمال طعن و توہین۔ و گستاخی و بے ادبی سے خاکسار کا مقابلہ کیا۔ اور میت  
 مشہور کس نہیا موخت علم تیر ازمن۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکر دے کے مضمون پھیل کر کے  
 دکھا دیا۔ باوجودیکہ اس نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۵ میں صاف اعتراف کیا اور کہا آپ (خاکسار)  
 اشاعت اس تحریر پر راضی نہ تھے۔ بلکہ یہ تحریر ان کی مرضی کے مخالف خلاف معاہدہ چہا پی  
 گئی ہے۔ جس کا انکو سخت رنج ہے۔ اور ص۔ میں کہا ہے جو ہے بزرگ اس تحریر  
 (باہمی صفائی اور ممانعت اشاعت اربعین) کے محرک مولوی محمد حسین صاحب شالوی  
 ہیں باوجود تھگی اور دبا کے آپ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ اربعین شائع ہو۔ پھر اس کی بابت میں  
 میرے ایک کارڈ کی عبارت نقل کی اور یہ کہا کہ اس خط کے علاوہ مولوی صاحب موصوف  
 نے مولوی کریم الدین صاحب جہلی اور مولوی نور محمد صاحب مرتسری کے روبرو کیا  
 کہ میں اربعین کو شائع نہ ہونے دوں گا۔ اس تحریر اور تقریر سے مولوی صاحب کی دلی منشا

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اس اختلاف کو باہمی طے کرنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس کہ خاندان  
 غزنویہ نے کسی صلح قوم کی نہ سنی۔ اور صرف یہ کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے  
 کہ امیر سے منشا کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ میں اس کے پیچھے نہ جاؤں گا۔ مخالف ہونا مگر خاندان غزنویہ نے  
 میری نہ سنی۔ ایک جگہ اس سال میں میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے یہ بدوق (تحریر مندرجہ العین)  
 ڈرانے کے واسطے بہری تھی کہ میں نے جلدی میں نے نہیں چلائی۔ پھر ان اعترافات کے ساتھ وہ  
 میں صرف یہ کہہ کر کہ چونکہ یہ تحریر شائع شدہ ہے اس لیے اس کا جواب دینا ضرور ہے۔ مگر اپنا مخاطب بنالیا۔  
 اور بہت بڑی طرح جھجھ سے خطاب کیا۔ میں اس شوخی اور گستاخی عزیز مذکور کا اپیل اعیان اہل  
 حدیث خصوصاً مولوی محمد عبد الصمد صاحب اردو۔ مولوی عبد الرحمن صاحب حیدرآباد  
 مولوی شمس الحق صاحب پٹوئی۔ مولوی ابو الجحی صاحب ہشت جہان پوری کی  
 خدمات میں پیش کرتا ہوں۔ اور اسے داد انصاف چاہتا ہوں کہ کیا اس خیر خواہی کا (جو آج تک  
 اس ذریعہ حق میں کی ہے) یہی صلہ تھا کہ اس شوخ لڑکے نے اپنے بڑے بہرہ رسانی باب سے وفائی  
 کی اور اسکو ارجحیت کا بغیر مصدق اور اسکی اشاعت کا مانع و قائل جان اور مالک یہ غیر کے فعل  
 (اشاعت تحریر خاکسار پر اسکی توہین کی۔ اب اگر کوئی کہے کہ تم نے ایسی تحریر ہی کیوں کی جس کی  
 غیر اشاعت کر دی تو اسکا جواب وہ عزیز خودی دے چکا ہے کہ اسکو ڈرانے اور دھمکانے کو  
 اور اس سے توافقی اہل بدعت چھوڑنے اور اتباع سنت کرنے کو کہ دار و دے تلخ است  
 دفعہ مزید یہ ہذا آج تک خیر خواہی دل جوئی و نرمی ہی عمل میں آتی رہی۔ چورگ زن کہ جرح و مہم  
 است۔ اس پر اگر عزیز شوخی بہ سوال کرے کہ مجھو ڈرانے اور دھمکانے کے یہ جو تم نے کہا ہے حق  
 اور دل سے کہا ہے یا مانع کہہ ڈرایا اور دھمکا یا ہے تو اسکا جواب یہ ہے الحق و الحق اقول و علی  
 الحق انکست دہہ اصول۔ میں نے جو کہ اپنی تحریر میں کہا ہے وہ بقول مولوی کریم الدین  
 صاحب جلی مصنفہ الکلام المبین قافیہ بندی فضول نہیں ہے۔ بلکہ سرسرق لائق تلقی  
 بقول ہے۔ مولوی کریم الدین صاحب ہی کو تم منصف دان لو یا اپنے رسالہ الکلام المبین مصنف

محدثین بنگال تہمت دروہیکہ ہندو پنجاب میں سے کسی محدث کو منصف تسلیم کر لو پھر گمبیر  
تخریری یا تقریری بیان و دلائل کو منکر منصف نے مان لیا کہ جو کچھ میں نے اس تحریر میں کہا ہے  
وہ حق تلقی بالقبول ہے تو تم نے اپنی شوخی و گستاخی کو واپس لے لینا اور میں تمہارا الوٹا مان لون گا  
اور اسناد ہر کٹر شاگردی کا اقبال کروں گا تمہارے جیسے فخر کو اس سے بڑھ کر کوئی دولت مل  
سکتی ہے۔ اس پر اگر وہ شہوخ عزیز یہ سوال کرے کہ بنگال اور تہمت و پنجاب وغیرہ بلاد کے محدثین  
نے تو فیصلہ کر دیا اور مجھے پیروی میں داخل اور المحدث سے خارج کرنے کو غلط اور بالکل غلط قرار دیا  
ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی تقریظات الکلام البیین میں درج ہو چکی ہیں اس سے زیادہ کوئی منصف کیا  
کرے گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فیصلہ کرنے والوں میں بعضے حضرات تو ایسے ہیں جنکو یہ خاکسار  
ہیچکار عالم۔ محدث نہیں مانتا اور ان کے فیصلہ و تعریف کو اس میت صائب کا مصداق جانتا ہے  
اسے صائب و چیز میث کند قدر شہرہ و تعریف ناشناس و سکوت قدر شناس و بلند انکی  
تقریظات کو مینے انکے نام ہی دیکھ کر کان لم تکن سمجھا اور سرسری نظر سے ہی انکو نہ دیکھا۔ اور  
بعض حضرات نے جو واقعی اہل علم و اہل حدیث ہیں تمہاری تفسیر کے صرف بعض مقامات کو دیکھ  
کر صرف حسن ظنی سے تحقیق و تدقیق و تعمیق نظر سے اس تفسیر اور تمہاری تعریف میں کچھ لکھ دیا اور  
تو مرا حاجی بگوئی من ترا۔ پر غل کیا ہے۔ پھر جب انہوں نے اربعین کے اعتراضات و تعقبات  
کو دیکھا تو اپنی تقریظات و تعریفات سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ اس مضمون کی الکی تقریظات و  
تحریرات اربعین میں درج ہیں اور بعض کے خطوط ہمارے پاس آچکے ہیں۔ تم نے عام  
مسلمانوں کو اور خاص کر فرقہ اہل حدیث بے علموں کو دھوکہ دیا ہے کہ ان کی تقریظات منسوخ  
مروج عنہما کو درج کلام البیین کر دیا اور یہ چتایا کہ انکے الکی خیالات میری تفسیر کی تعریف میں ہیں  
اور وعید لیس منا من غشنا اور لعنة الله علی الکاذبین سے اندیشہ نہ کیا۔ اور بعض  
حضرات نے جو اربعین اور الکلام البیین کو دیکھنے کے بعد تم کو فرقہ اہل حدیث سے خارج کرتے  
اور پیروی میں داخل کرنے کو غلط کہا ہے انہوں نے ایک طرف فیصلہ کیا ہے اور تم کو تنہا پیش

فامنی روی راضی آلی کامصدق بنایا ان کو لازم بخفا کہ مجھ سے میرے فتوے کی تفصیل و دلائل  
پوچھتے نہ یہ کہ گھر میں بیٹھے مجھ پر یہ حکم لگائے کہ جو کچھ میں نے کہا غلط کہا ہے اور بالکل غلط کہا ہے۔  
فتویٰ میں دلائل پورے نہیں لکھی جاتے خصوصاً اس فتوے میں جس کی اشاعت مفتی کو  
منظور نہ ہو اور وہ باعتراف تمہارے صرف دھمکانے اور ڈرانے کے لیے لکھا گیا ہو و معہذا ان  
حضرات جلد باز نہ تمہارے رسالہ الکلام النبیین کی فصل اول و دوم و سوم حتیٰ کہ زیادہ تفصیل تمہاری  
رسالہ آیات متشابہات کی فصل اول و دوم سوم میں ہوئی ہے غور سے نہیں پڑھا آئندہ وہ ان  
دو برس سال کی تفصیل نکالنے کو غور سے پڑھیں گے یا میرے بیان و دلائل جو میں ان فصول کے متعلق  
انکے سامنے تحریر یا تقریر میں لاؤں گا غور سے سنیں گے یا پڑھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ ایک  
مشتمل میں میرے مصحف ہو جائیں گے۔ اور تمہارے خارج ان اہل سنت و اہل حدیث ہونے کا  
دل و جان سے اقرار کریں گے۔ وہ مجھ سے بخوبی واقف ہیں۔ میں ان سے اپنی طرح و اقیفیت  
اور دوستی رکھتا ہوں۔ جب میں اور وہ ایک دوسرے کے سنیں گے تو ایک ہو جائیں گے۔ اور اسی بنا

تو من شدمی من تو شدم تو تن شدمی من جان شدم  
تا کس نہ گوید بغیر دازین تو دیگر می من دیگر

جذبہ وصل بحدیست میان من و تو  
کر قریب آمد و دشناخت نشان من و تو

تو ہمہ داشینا بلیل مزارہ فصیح بیننا بالتباعد  
فخالقہ حاتمہ اتحاد ناتقاناً فلما آتی ما را ی غیر واحد

کے مصداق ہو جائیں گے میں انہی اپنی تحریر مذکور کے دلائل اور تمہارے حامیوں اور پیلیک  
ال حدیث پر ظاہر کر دیتا کہ تم اہل حدیث نہیں ہو۔ مگر میں اسی رشتہ پدری پسری کا لحاظ کرتا  
ہوں۔ اور پہلی مباحثہ کر کے تمہارا اہل حدیث ہونا پہلیک پر مدلل نہیں کرتا کیونکہ اب تک میں  
ایسا کہتا ہوں کہ مردے از غیب بروں آید و کار سے بکند۔ کوئی مصلح قوم خصوصاً محدث



مفسرین کلام المبین سے تم کو پرائیویٹ فیصلہ کی طرف بلا دے اور تم سے تمہاری خدمت و  
نوی جو جوانی کے دوازم سے ہے۔ کما قیل سے کہ مبدون زخم بر سنگ کہ بنائے ختم افستہ  
ساقیا مریخ از من عالم جوانی است۔ اور اگر تم نے اس تجویز کو نہ مانا اور کسی اور سے یہی جماعت  
ان حدیث سے تمہارا اتحاد قائم رکھنے کے واسطے اپنا وقت خرچ کر دیا تو پھر تم ہو اور میں ہوں  
اور سالہ اشاعت السنۃ ہو۔ اور تمہاری تحریرات اشاعت السنۃ سے تم کو بخوبی واقف ہو اور اسکے  
حائق سالہا سال سے تم دیکھتے اور سنتے چلے آئے ہو۔ آج تک کون اسکے مقابلہ میں جہاد  
پورا کرے اور کون اسکا مخالف ایسا کرے جسکو اسنے اپنے جواب سے سبک نہیں کر دیا۔  
تم تو ابھی بچ ہو اور کسے آدمی دیکھے پیر شدی کی مصداق ہو وہ ایک دوسیدانوں میں تمہاری جگہ  
پر لائے گا۔ اور تمہاری انشار پر دازی اور شعر بازی چھوڑا دے گا بہتر ہے کہ تم اشاعت السنۃ  
کو اپنا مقابلہ نہ بناؤ اور اپنے آپ کو ایک مسلم روزگار کا پیر شہر بناؤ۔

ہرگز باقول باز و بچہ کرد ساعدین خود را رنجہ کرد

آئندہ اختیار۔ ماعلمینا لا اله الا الله

راقم ابو سعید محمد حسین

تفصیل اخلاط نصحت نامہ بی وفائی ابو الفوسا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۱	۱۳	میں	میں نے
۱۶۲	۱۸	کیا ہے پیش	کیا ہے پیش
۱۶۳	۱۱	اس	میں
۱۶۶	۲	اعراض	اسی
۱۶۷	۱۶	کیتے	اعراض
۱۶۸	۶	مستعد ہیں	کیتے
		اس	مستعد ہیں
		غاجز	اس عاجز
		کیا	عاجز
	۱۱	ص	کیا ہی
	۱۳	مابست	مضی ص
	۱۵		تاشیر

## سبیل الرشاد اور الاشاد

پر

محاکماتہ ریلوے

(حجین تقلید و عمل بالحدیث کے متعلق قول فصل کا بیان ہے)

من یرک وصل کردن آدم نے برائے فصل کردن آدم

یہ دونوں رسالہ دو نامور عالموں کے تالیف میں۔ پہلا رسالہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی تالیف ہے جو ایک گروہ اخلاف کے پیشوا اور پرانے مقتدا۔ اور ہماری نظر میں ہی واجب التحظیم بزرگ ہیں۔ دوسرا رسالہ مولوی حافظ حکیم ابوبھی امجد صاحب شاہ جہانپوری کی تالیف ہے جو گروہ انجمنیہ کے سربراہ اور وہ ممبرین اور ہمارے اوتاد رہائی حضرت شیخنا و شیخ اکمل محدث دہلوی کے شاگرد رشید۔ دونوں صاحبوں میں اصول و مسائل ستہ مقتضایہ میں اتفاق معلوم ہوتا ہے۔

اول۔ واجب دہی امر ہوتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول صلعم واجب کریں اور اللہ تعالیٰ نے کسی شخص پر کسی خاص مذہب یا امام مذہب کا خصوصیت کے ساتھ اتباع واجب نہیں کیا۔ وہم اگر حسب اتفاق وقت یا مقتضائے مقام یا وجہ عدم علم و اطلاع مسائل مذہب مختلفہ یا بنظر سہولیت و کفایت کوئی شخص تمام مذہب ایک مذہب حنفی یا شافعی وغیرہ کا اتباع ان مسائل میں جنہیں اسکو نص صریح آیت قرآن یا حدیث نبوی نہ ملے ہو اختیار کرے اور اس خصوصیت اور تعلق کی وجہ سے وہ شخص حنفی یا شافعی کہلاوے اور اسکا مذہب نہ ہو تو جائز ہے عالم متبحر و مبصر کیلئے جو کتب حدیث و فقہ میں نظر رکھتا ہو اور اخلاقیات کی ترویج و تطبیق پر توجہ دے اور اس کو منسوخ سے غیر کر نیکی قدرت رکھتا ہو بلا توقف و شبہ حدیث صحیح پر عمل کرنا واجب سعاد و نجات دنیا و آخرت ہے۔

چہاں میں جس شخص کو علم یقین حاصل ہو یا خواہ اپنے علم و تحقیق سے خواہ دوسرے عالم تحقیق کی تقلید سے) کہ کسی امام کا قول خلاف نص قرآن حدیث ہے تو اس شخص اس مسئلہ میں امام کی تقلید باطل ہے اور اگر تقلید

پہلے حکام مجتہدین سے بعض احادیث کا خلاف ہی ہو گیا ہے نہ اس جہ سے کہ انہوں نے وہ حدیث کی صحیح  
 پر اطلاع پا کر اور اس کے معنی و مقصود و شرائع پر مطلع ہو کر اور اس کے معارض قوی کے موجود نہ ہو کر یقین کے  
 اس کو کسی غرض فاسد سے ترک کیا ہے بلکہ جو بات مفصلہ و یکل گئی کسی حد کے پیش آنے سے (۱) وہ  
 حدیث بشیہ صحیح انکو نہ پہنچی ہوگی۔ (۲) یا دوسری حدیث کی نظر سے اس حدیث کے ظاہری معنی میں  
 انہوں نے تاویل کی ہوگی (۳) یا دوسری حدیث کو اس پر ترجیح دی ہوگی (۴) اللہ اعلم۔  
 لہذا اس خلاف کی وجہ سے اگر وہ خطایہ نہیں تو یہی محل طعن و ملامت نہیں ہیں بلکہ ایک جہ (اجترہا) کے  
 کے مستحق ہیں جیسا کہ در صورت مذکور (اجترہا) و (اجترہا) صاحب کے (تحت ہیں) انکو برا کہنے والا  
 گمراہ و گمراہ کرنا والا ہے۔

ششم شخص عامی محض ہو کر متنی منائی یا تون سے اجتہاد کرنے لگ جائے اور مطلق تقلید یا اصول اہل علم  
 کو ترک کر کے خود بخود مجتہد بن بیٹھے وہ گمراہ ہے اور اپنے اجتہاد سے جاپہلوں کو گمراہ کرنا والا ہے۔  
 ان خیال میں اتفاق کے ساتھ بعض مسائل میں اندرون و خارجوں کا اختلاف ہی ہے اور  
 ہماری رائے ترقی و تہذیب کے لائق دو مسئلہ ہیں جن میں بادی الری میں دونوں صاحبوں میں سخت اختلاف  
 معلوم ہوتا ہے مگر بغیر دیگر جاسے تو وہ اختلاف بھی تبدیل باتفاق ہو جاتا ہے۔

(۱) اول مسئلہ کہ جو شخص عالم متبحر و مبصر ماہر حدیث اور فائدہ ترشح و تطبیق پر قادر نہ ہو نہ خواہ عامی محض  
 ہو خواہ سید قدس حدیث ہو ماہر اور بعض کتب حدیث یا تراجم کتب میں صاحب نظر ہو ایسے شخص کی تائید و ہدایت  
 تقلید فقہا و ظاہر حدیث پر عمل کرنا اور اس حدیث کے برخلاف قول امام کی تقلید ترک کرنا جائز یا ناجائز ہے یا نہیں  
 مولوی رشید احمد صاحب ایسے شخص کیلئے ظاہر حدیث پر عمل کرنا اور قول امام کو مخالف ظاہر حدیث قرار  
 دیکر ترک کرنا جائز نہیں رکھتے اور ایسے عامل بالحدیث کو رسالہ سبیل الرشاد کے ملاحین جامل گمراہ  
 اور ضال کہے ۳۰ وغیرہ میں حیوان الایقین مچتوں۔ بدوین مشرک وغیرہ قرار دیتے ہیں۔

اور مولوی ابوبکری محمد صاحب ایسے شخص کیلئے ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب جانتے ہیں اور اس ظاہر کے  
 متقابل میں تقلید کرنا جائز و مشرک قرار دیتے ہیں۔

(۲) دوسرے جہت میں دونوں صاحبوں کا بادی الہیہ میں سخت اختلاف ہے کہ وہ تقلید جو بالانفا  
جائز ہے (اور وہ تقلید وقت لاعلمی انصاف ہوتی ہے اور اس میں انصاف صحیحہ کا مقابلہ نہیں ہوتا) اس میں  
اگر منجملہ مجتہدین مذہب کسی ایک شخص کو یا ایک ہی مذہب کے چند اشخاص کو خاص کر لیتا اور اس نوع  
کی شخصی تقلید کو شرعاً واجب سمجھنا جائز یا وجہی ہے یا نہیں۔

مولوی ابوالحسن صاحب الہی تقلید شخصی کو بدعت و ناجائز فرماتے ہیں اور مولوی رشید احمد  
صاحب کے کلام میں اس تقلید شخصی کو وجہی و مذہب کے متبعین بلکہ مجتہدین کہہ گیا ہے اور عامی ہو کر  
اس کے تارک کو صفحہ ۲۴۲-۲۴۳ میں لکھا ہے کہ اس شخص نے تحت الفاظ سے یاد کیا گیا ہے جس کا ذکر صفحہ ۱۴۲  
میں ہوا ہے۔ یہ اختلاف دونوں صاحبوں کا ان دو مسئلوں میں بادی الہیہ کا نتیجہ ہے مگر نظر غور  
و تعمق سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف و نزاع صاحبین صرف لفظی نزاع ہے جس عامل  
ظاہر حدیث کو مولوی رشید احمد صاحب میرا کہتے ہیں اور تقلید امام کو ترک کرنا اسکے عقیدے ناجائز  
قرار دیتے ہیں اس عامل بالحدیث سے انکی مراد وہ عامی محض لا علم یا صرف بعض کتب حدیث شکوہ  
و غیر میں نظر رکھنے والا کم علم ہے جو علمی یا کم لکھی کے ساتھ مجتہدین بیٹھے اور احادیث محل اجتہاد میں  
اجتہاد کر کے لگ جاوے اور کلمہ مجتہدین پر مخالفت انصاف کا طعن کرے اور انکی پیروی کو شرک  
و کفر کہے اور ان کے پیروان کو مشرک کا قرار دے وہ عامی نیک نیت طالب حق جس کا صلح ضرر  
اتباع سخت ہو اور وہ ان احادیث پر عمل کرنا چاہے جس کا مطلب کہ کلمہ کھلا اور صاف صاف ہوا اور وہ اجتہاد  
اور احکام ظاہری مطلب محل اجتہاد نہ ہو اور اس عمل سے اسکو کسی مجتہد یا پیروان طعن و عن نقص و نہ ہو  
اس مراد پر دلیل مولوی صاحب کی عبارت بسبیل الرشاد ہے جس سوال کے جواب میں صفحہ ۱۱  
بسبیل الرشاد میں ہے اور وہ یہ ہے۔ **جواب** ظاہر حدیث پر عمل کرنے سے اگر یہ مراد ہے  
کہ جو کچھ نہ لفظی حدیث کا ہے اس پر عمل کرنا سب جگہ واجب ہے خواہ دیگر آیات اور احادیث کے  
اور اجماع امت کے موافق ہو یا مخالف تو ہم عقیدہ اور قول سر سر غلط اور نادانی ہے کیونکہ یہ حدیث  
احادیث کا ظاہر ترک ہے بسبب نسخ یا مخالفت صحاح انصاف کے یا اجماع امت کے مثلاً یہ حدیث

ترقی کی سحر کے باب میں کلوا و اشربوا سے یہ فرض لکھا کہ اگر کسی نے ترجمہ کیا تو پھر جب تک پیش آوی  
 صبح صبح اپنی نظر اس کا یہ ہے کہ جب تک سحری ظاہر ہو کہ ہائی جاؤ۔ حالانکہ سحری جب ظاہر ہوتی ہے  
 کہ صبح تمام عالم میں پہل جاوے اور قدر پون گھنٹے کے گزر جائے اور اسفار کا وقت خوب آجائے  
 اب اس وقت سحر کہنا چاہئے کہ وہ ان اہل ظاہر کے نزدیک جائز ہو پس اگر کہیں کسی فقہیہ عالم سے  
 نہ پوچھے گا تو روزہ فاسد ہو کر گمراہ رہے گا یا نہیں اور کچھ اسکی تاویل کی یا معنی درست کر یا مسوخ  
 کیا اور یہی فقہ ہے اور یہی عوام کا کام نہیں بلکہ علمائے متبحرین کا کام ہے تو پھر ظاہر حدیث کا اعتبار  
 ہوا اور ترک واجب ہو کر حرام ہو گا۔ حسب علم غیر مقلدین کے کہ چونکہ واجب کا ترک حرام ہے اب کہو  
 مال اس عقل و سمجھ کا کیا ہو گا اور اگر یہ غرض ہے کہ حدیث کی ایک ظاہر لفظ سے مطلب صحیح معلوم ہو جائے  
 اور وہ سب بطور علت اور تفقہ کو توقف ظاہر لفظی مطلب پر عمل واجب ہے تو یہ معلوم ہو چکا کہ غلط ہے کہ نہ  
 قصد صلوٰۃ عصر بنو قریظہ میں جماعت صحابہ نے ظاہر مطلب کو چھوڑ کر علت پر عمل کیا اور معذیب ہوئے  
 اگر ظاہر ہی پر عمل واجب تھا تو ایک گروہ کناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر ستر شریع علیہ السلام کا مسموم ہوتا۔  
 پس وجوب ظاہر حدیث پر خود باطل ہوا پس اس قوم کی یہ خیالت کی کلام خود گمراہی کے آثار میں کیا  
 خوب فرماتے ہیں۔ مولوی محمد حسین شاہی رئیس قوم غیر مقلد کے اپنی اشاعت السنہ میں اور انصاف کرشمہ پر  
 کہ لکھتے ہیں بنی حلد اسکے ۳۱ میں کہ غیر مقلد کہیں مجتہدین سے قرار دینا کی گنجائش نہیں اور نمبر ۳۲ حلد ۱  
 کے صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں کہ کچھ میں اس کے تجربہ سے یہ کہ یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ عقل کی کیا تہمت چھوڑ  
 مطلقاً مطلقاً تفکیر کے تارک بن جائیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں بعض عیسائی ہو جاتے  
 بعض لادین بن جوتی ہیں و مذہب کے پابند نہیں ہوتے اور احکام شریعت و فسق و فجور کو اس آزادی کا  
 ادنیٰ نتیجہ ہے دیکھو کیا خرابی اس قاعدہ کی انکو (خاکسار کو برا در کہتے ہیں) معلوم ہوئی کہ عامی  
 کسی مجتہد کا کہی محتاج نہیں ظاہر اسکو عمل کرنا واجب ہے اور اصل وجہ مخالطہ کی ان نادانوں کو یہ ہوئی  
 کہ خود فقہ کا قاعدہ مقرر ہے کہ ظاہر نص پر عمل واجب ہے جب تک کہ وہ اپنے سے کسی قوی دلیل کے معارض  
 نہ ہو و عند التفاضل اسکی تاویل کرنی چاہیے جیسا موقع اسکا ہو جو مہول میں مقرر ہے پس یہ قاعدہ

لے میرے تشریف شاہدہ سالہا سال کا اس کے خلاف ہو گیا میں رشید دہلوی (خطیب سودیہ دہلوی) سے تبین ظہر و باطن کا بعد  
 گذرے ہیں پانے کو شافعی احمدیہ دار ہجرتی ہو (لا شریعہ)

ان جاہلون نے سن کر پہلے فقرہ کو پلے باندھ لیا اور مجتہد بن گئے اور آخر فقرہ کو حکم کی بات اور مکمل سمجھ کر  
 پہنچ کر حرام ٹھہرا دیا کہ اس میں ترک واجب ہے۔ اور اس اچھی بات کے عقیدہ سے صحابہ تک کو تارک حب  
 بنا کر لکھ دیا۔ حالانکہ شارع نے ہر عامی کو ایسے مواقع مشککہ میں رجوع پر علماء کا حکم فرمایا ہے چنانچہ  
 ابو داؤد میں روایت ہے کہ ایک صحابی کو غزوہ میں سر میں چوٹ لگی سر ہوٹ گیا انکو شب کو اختلام  
 ہو گیا انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ میں تیمم کر لوں لوگوں نے کہا کہ پانی کے ہوتے تیمم درست  
 نہیں تو نوا کرتے پر عمل کر کے انکو فتوے دیا جب غسل کیا تو وہ مر گئے جب رسول اکرم کو اسکی خبر  
 ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مفتیوں نے اسکو قتل کیا خدا ستیالی ان کو قتل کرے کیوں نہ پوچھا اس  
 مسئلہ کو لیکن علماء صحابہ حاضرین سفر سے دریافت کرنا واجب تھا۔ اب غور کرنا چاہئے کہ عامہ صحابہ  
 رضی اللہ عنہم ان مدعیان اجتہاد سے صد نا درجہ زیادہ عالم تھے اور ظاہر قرآن و حدیث پر انہوں نے  
 فتوے دیا تھا تو وہ اتنا فتوے سے مردود کیا گیا اور حکم تحقیق مسئلہ کا علماء سے فرمایا اور ان جہلاؤ کی  
 طرح تصدیق نہ فرمائی تو اب حکم شرع ایسے مواقع میں جہاں حاجت تفتقہ کی ہو کس طرح ہر عامی کو ظاہر  
 حدیث پر فقط ترجمہ دیکھ کر عمل فتوے درست ہو گا۔ بالضرور ایسے مفتی جاہل قلم امیر کے مورد  
 ہونگے الحاصل ہر محل میں غامی کو ظاہر حدیث پر عمل درست نہیں البتہ جو مواقع اجتہاد کے نہیں ان  
 معنائیم نہیں جو صاف صاف ہیں

مولوی صاحب کے ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑھیں گے تو صاف یقین کر لیں گے کہ مولوی صاحب اپنے ظاہری  
 معنی پر عمل کرنے سے منع کرتے ہیں جو محل اجتہاد ہوں نہ ہر ایک حدیث کے ظاہر معنی پر عمل کرنے سے  
 اور ان کے مانتے ہی اس غامی کیسے ہو جو جاہل ہو کر مجتہدین بیٹھے اور قیاس و اجتہاد سے فتویٰ دے  
 اور ہر ظاہر کے ترک و خلاف کیونچہ سے مجتہدین کو جبراکہے اور تارک واجب قرار دے نہ ہر ایک عامی  
 بیک نیت طالب حق و اتباع سنت کیلئے۔

اور چونکہ مولوی ابوبکر صاحب ہی احادیث محل اجتہاد میں غامی شخص کی بدخلت کو جائز نہیں کہتے  
 اور جو احادیث بشہادت و قرینہ دوسری اجاوبہ ہیں اپنے ظاہر سے معترف و متحمل ہوں یا کسی علم

میں معلوم ہیں یا دلائل قویہ سے منسوخ ہیں ان کے ظاہری معنی کو عامی کیلئے تو کجا خاص علماء  
متبحرین کے لکھی واجب العمل نہیں سمجھتے بلکہ وہ خاص کر ان احادیث کے ظاہر کو واجب العمل سمجھتے  
ہیں جو قول اور نسخ نہیں اور اسکا ظاہر واجب العمل ہے اور انہی لوگوں کیلئے واجب العمل جاننے میں  
جو نیک نیتی سے عمل کرنا چاہتے ہوں اور اس عمل سے ملامت قلبی وغیرہ اغراض ناسدہ پیش نظر رکھتے  
ہوں لہذا ان دونوں کے خیال و مقال میں جو بادی آرائے میں مخالف محسوس ہوتا تھا وہ مندرج  
ہوا اور باتفاق فریقین وہ ظاہری معنی جو حدیث کی صاف صاف اور کھلے طور پر صحیح میں آئے  
عامی تک کے لئے واجب العمل تھے۔

یہ پہلے مسئلہ میں دونوں صاحبوں کے عدم اختلاف کی صورت کا بیان ہوا اور دوسرے مسئلہ  
میں نظر فرما کر کہ یہ سے انتہا اختلاف منفع اور اتفاق ثابت ہوتا ہے۔  
جس تقلید شخصی کو مولوی کچلی صاحب بدعت و ناجائز کہتے ہیں اس تقلید شخصی کو خصوصیت کیساتھ مولوی  
رشید احمد صاحب واجب نہیں فرماتے بلکہ مطلق تقلید کو فرض قرار دیکر اسکے دوسرے تقلید شخصی تقلید  
غیر شخصی بیان کرتے ہیں اور ان دونوں افراد کو واجب محیر قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر کوئی  
شخص ان دونوں سے ایک فرض تقلید شخصی کو اپنی مرضی سے اختیار کرے اور تمام واقعات میں ایک ہی  
مجتہد کے قول پر عمل کرے تو وہ مطلق فرض کا مودی (اداکر نیوالا) ہو جائیگا اور یہ تقلید شخصی مطلق تقلید  
مفروض یا مود کا ایک فرض ہوگا اور وہ ہمہ بین فرماتے ہیں کہ اسی تقلید شخصی کا اختیار کر لینا اور تمام  
واقعات میں ایک ہی مجتہد کا اتباع کرنا ہر شخص پر خدا کی طرف سے فرض یا واجب ہے ان کے نزدیک  
تقلید شخصی غیر شخصی دونوں واجب نہیں جسکو کوئی چاہے اختیار کرے اور یہی مولوی کچلی صاحب  
کا عقیدہ ہے کہ مطلق تقلید فرض ہے اور تقلید شخصی اور غیر شخصی دونوں اسکے فرض ہیں اگر کوئی صاحب  
اتفاق ایک فرض تقلید شخصی کو تمام عمر اختیار کرے تو جائز ہے اور اس سے وہ مودی فرض مطلق تقلید  
کا ہو جائیگا۔ پس ان دونوں صاحبوں میں نزاع باقی نہ رہی۔ اس مقام میں ہم دونوں صاحبوں کے  
کلمات انکی تصنیفات سے نقل کرتے ہیں جس سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ انہیں کوئی نزاع نہیں ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب سبیل الرشاد کے ۲۷ مین تقلید کے معنی بیان فرماتے ہیں کہ کسی کے قول کو بلا دلیل مان لینے کا نام ہے پہر اسکے وقوع (تقلید شرک معمولہ شرکین عرب تقلید و حب) بیان کر کے نوع و حجب کی یہ صورت بیان کرتے ہیں کہ میں نادان اف کسی مسئلہ شرعیہ کو کسی عالم متبحر سے پوچھا اور وہ عالم اسکو وہ مسئلہ بلا ذکر دلیل بتا دے اور وہ میں اسکو تسلیم کر لے۔ پہر فرماتے ہیں کہ تقلید بحکم کتاب سنت رسول اندر فرض ہے اور آپسے مسئلہ اہل الذکر کو دلیل ٹھہرا کر فرماتے ہیں۔ کہ لفظ اہل الذکر کا اسم جنس ہے کہ واحد جمع پر اطلاق لغت میں ہوتا ہے تو یہ حکم سب کو ہوا کہ جس اہل الذکر سے چاہو پوچھو لو خواہ وہ تمہارا مسئلہ واحد ہو یا مسئلہ میں خواہ متعدد ہو کہ کوئی مسئلہ کسی سے پوچھو اور کوئی مسئلہ کسی سے پہلی صورت کو تقلید شخصی کہتے ہیں کہ ایک شخص و جد کا مسئلہ ہو کہ سب مندرجات میں اس سے ہی حل کرے اور دوسری تقلید کو تقلید غیر شخصی کہتے ہیں کہ اپنے حل شکلات دینی کو ایک شخص میں خیر نہیں کیا بلکہ جس سے چاہا پوچھ لیا دونوں فرد تقلید کے داخل مطلق تقلید میں جو آیت مسئلہ آخر سے فرض ہوئی ہے کہ مطلق کے افراد فرضیت میں مساوی ہوتے ہیں اور جس کی فرد پر عمل کرے دوسرے فرد پر عمل کرنا واجب نہیں ہوتا بلکہ امتثال امر سے خارج ہو جاتا ہے پس آیت نے مطلق تقلید کو فرض کیا اور عمل کرنا کیا دونوں فرد میں پر چاہے مختار فرما دیا۔ علیٰ ذلک صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتما شفاء العی البیہوال الحدیث سوال کو شفا نادان اف فرماتے ہیں۔ خواہ سوال تمام ضروریات کا ایک عالم سے ہو یا متعدد علماء سے جس سے دونوں مطلق مفروض کے معنی میں مفروض ہوتے ہیں اور سوال کے سب آیات وحدیث سے اطلاق معلوم ہو کر ہر فرد قسم تقلید کے مامور و مفروض ہیں کہ جس پر داخل ہو کوئی فرد منہج نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی عاقل ادنیٰ فہم والا ہی نہیں ہو سکتا کہ مفروض مطلق کی کوئی فرد بدعت شرک و حرام ہو یہ کام کو مجنون لا یقل کل ہے کہ مامور کے افراد کو حرام بنادے پہر ایک اور کثرت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول سے استدلال کر کے فرماتے ہیں یہ آیت ہی ہم پر مطلق تقلید کو فرض کرتی ہے پہر عالم الشیخ علماء کا غیر عالم پر فرض ہے اور اتباع اور تقلید کے معنی واحد ہیں ۵



پہر فرماتے ہیں پس تقلید نامور و مفروض کو شرک کہنا خود شرک بنانا ہوتا ہے پہر صفحہ ۲۲ میں حدیث  
اجتہاد نقل کر کے فرماتے ہیں۔ ہر چہ عند احد محل اختلاف میں حق واحد ہوتا ہے مگر عمل میں حق ہوتے  
ہیں جب چاہے عمل کرے اور جس عالم سے چاہے پس چہ ایک سے یا متعدد سے دونوں حق ہیں۔ اس وقت کے  
مذہبان عمل بالحدیث پر افسوس ہے کہ تمام امت کو شرک دکانا کر خود شرک دکانا فرماتے ہیں اور کہتے ہیں  
نہیں ہوتی ایسے ہی لوگوں پر مولوی محمد حسین بٹالوی کا قول حسیان ہوتا ہے لکھنؤ شاہدہ و تجربہ  
ان جہلا کا ہوا۔ احاصل وہ تقلید شرک نوع اول جو قیاس المذہب کی قسم ہے خواہ شخصی ہو خواہ غیر شخصی ہر دو  
قسم حرام و شرک ہو بلا شبہ اور یہ تقلید نوع ثانی مفروض جو امور شرع علیہ السلام ہے۔ ہر دو قسم کی شخصی و غیر  
شخصی ہی فرض نامور ہے شرک کو فرض سے تمیز نہ کرنا کام لایعقل کا ہے اور دونوں کو یکساں جاننا جہل  
عن الشرع ہے اور کسی نص میں وارد نہیں ہوا کہ مسئلہ نہ سے باطل مسئلہ پر جو ملکہ مطلق کا حکم  
ہے سب آیات و احادیث کو دیکھ لیں پس قید بطلان پر چنے کے اپنی طرف سے اضافہ کرنا مطلق حق  
نہائی کو تنقید کرنا بالاسے اور بعض افراد کو منسوخ کرنا بقیاس فاسد ہے جو سراسر باطل ہے۔ پہر صفحہ ۲۳  
میں فرماتے ہیں اور یہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ علیہم الرحمۃ سے جو مشہور ہے کہ کہتے ہیں  
فرمایا کہ ہمارے قول کو بوجہ مخالفت حدیث ترک کر دیا کرو اس قول سے غیر معتدین رو تقلید پر دلیل  
لاتے ہیں تو واضح ہو کہ یہ کم فہمی ان لوگوں کی ہے۔ چونکہ اول بندہ کہ چکا ہے کہ جو قیاس مخالف جملہ  
نصیحتیں کا ہوتا ہے وہ بالاتفاق فاسد ہے تمام امت کے علماء کے نزدیک پس ائمہ علیہم الرحمۃ نے اپنے  
تکلف کو جو طرے عالم متبحر و محدث کا مل تھے فرمایا تھا کہ اگر تمکو ہمارے قیاس کا فساد و مخالفت نصیحتوں سے  
معلوم ہو تو اسکو رد کر دینا ہمارا ادب و خیال کچھ ہمت کرنا تو یہ وجہ تھی کہ مجتہد سے خطا ہی ہو جاتی ہو  
اور اگر بعد ہی وجہ کے خطا ہو گئی تو پھر اسکو ایک اجر ملتا ہے۔

پہر صفحہ ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ بعض ائمہ کے قول کو صرف بعض احادیث کے مخالف دیکھ کر اس کو  
مخالف نصیحت قرار دیتے ہیں باوجودیکہ وہ قول بعض احادیث کے موافق ہی ہوتا ہے تو وہ ان احادیث  
کے (جیسے موافق وہ قول ہو) مکتذب ہو جاتے ہیں اور عند ائمہ اور اپنے اجتہاد و اصواب کے زعم میں

مولوی رشید احمد صاحب پبلیکیشن الرضا کے تصنیف کے معنی بیان فرماتے ہیں کہ وہی کے قول کو لاؤں ان سے یہ نام ہے پہلے کے وقوع (تقلید) شرک معمولہ مشرکین عربیہ (تقلید) واجب بیان کر کے فرض واجب کی یہ صورت بیان کرتے ہیں کہ چونکہ ادا فقہ کسی مسئلہ شرعیہ کو کسی عالم متبحر سے پوچھا اور وہ عالم اسکو وہ مسئلہ بلا ذکر دلیل بتا دے اور وہ مومن اسکو تسلیم کر لے۔ پھر فرماتے ہیں کہ تقلید حکم کتاب سنت رسول مندرجہ میں ہے اور پھر مسئلہ اہل الذکر کو دلیل شہر کر فرماتے ہیں۔ کہ لفظ اہل الذکر کا اہم جنس ہے کہ اہل الذکر جمع پر اطلاق لغت میں ہوتا ہے تو یہ حکم سب کو ہوا کہ جس اہل الذکر سے چاہو پوچھ لو خواہ وہ تمہارا مسئلہ اہل الذکر میں سے ہو یا نہ ہو خواہ متعارف ہو کہ کوئی مسئلہ کسی سے پوچھا اور کوئی مسئلہ کسی سے پہلی صورت کو تقلید شخصی کہتے ہیں کہ ایک شخص وحد کا مقدمہ کر سب ضروریات میں اس سے ہی حل کرے اور دوسری تقلید کو تقلید غیر شخصی کہتے ہیں کہ اپنے حل مشکلات دینی کو ایک شخص پر منحصر نہیں کیا بلکہ جس سے چاہا پوچھ لیا دونوں فرقہ تقلید کے داخل مطلق تقلید میں جو آیت مسئلہ الخ سے فرض ہوئی ہے کہ مطلق کے افراد فرضیت میں مساوی ہوتے ہیں اور جس کسی فرد پر عمل کرے دوسرے فرد پر عمل کرنا واجب نہیں ہوتا بلکہ امتثال امر سے فارغ ہو جانا ہے پر گت سے مطلق تقلید کو فرض کیا اور عمل کرنا دو دونوں فرد جس پر چاہے مختار فرما دیا۔ علیٰ فراہد صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہا انتفاء الخی البسوال الحدیث سؤل کو شفاء واقف فرماتے ہیں۔ خواہ سوال تمام ضروریات کا ایک عالم سے ہو یا متعدد علما سے جس سے دونوں مطلق منصوص کے معنی اور فرض ہوتے ہیں اور سوال کے سب آیات وحدیث سے اطلاق معلوم ہو کر نہ فرقہ تقلید کے مامور و مفروض ہیں کہ جس پر چاہا ہو کوئی فرد منصوص نہیں ہو سکتی کیونکہ کوئی عاقل ادنیٰ فہم والا ہی نہیں کہہ سکتا کہ مفروض مطلق کی کوئی فرد بدعت شرک وحرام ہو یہ کام تو مجنون لا یتفعل کا ہے کہ مامور کے افراد کو حرام بنادے پھر ایک اور آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول سے استدلال کر کے فرماتے ہیں یہ آیت ہی جو مطلق تقلید کو فرض کرتی ہے پھر جاسا اتباع علما کا غیر عالم فرض ہے اور اتباع اذ تقلید کے معنی واحد ہیں ۵

پہرہ ما تین میں پس تقلید امور و مفروض کو شرک کہنا خود شرک بنانا ہوتا ہے پہرہ ص ۲۲ میں حدیث  
اجتہاد نقل کر کے فرماتے ہیں۔ ہر چند عند احد محل اختلاف میں حق واحد ہوتا ہے مگر عمل میں حق ہوتے  
ہیں جیسے چاہے عمل کرے اور جس عالم سے چاہے پوچھے ایک سے یا متعدد سے دونوں حق ہیں۔ اس وقت کے  
مذہبان علی الحدیث پراسوس ہے کہ تمام امت کو شرک و کافر بنا کر خود شرک و کافر بناتے ہیں اور کچھ  
نہیں ہوتی ایسے ہی لوگوں پر مولوی محمد حسین شبلاوی کا قول چسپاں ہوتا ہے کہ مکذوب مشاہدہ و تجربہ  
ان پہلا کا ہوا۔ احاصل وہ تقلید شرک نوع اول جو قیاس الیحدیث سے ہے خواہ شخصی ہو خواہ غیر شخصی ہر فرد  
نفس عام و شرک ہر بار یہی تقلید نوع ثانی مفروض جو امور شرع علیہ السلام ہے ہر فرد کم شخصی غیر  
شخصی ہی مفروض امور ہے شرک کو فرض سے تمیز نہ کرنا کام لایعقل کا ہے اور دونوں کو یکساں جانتا جمل  
عن الشرع ہے اور کسی نص میں وارد نہیں ہوا کہ مستحکم نہ سے باوہیل مسئلہ پوچھو بلکہ مطلق کا حکم  
ہے سب آیات و احادیث کو دیکھ لیوین پس قید بلیل پوچھنے کے اپنی طرف سے اضافہ کرنا مطلق حق  
تعالیٰ کو تنقید کرنا بالارے اور بعض افراد کو منسوخ کرنا بقیاس فاسد ہے جو سراسر مداخل ہے۔ پہرہ ص ۲۲  
میں فرماتے ہیں اور یہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ علیہم الرحمۃ سے جو مشہور ہے کہ کہوں گا  
فرمایا کہ ہمارے قول کو جوہر مخالفت حدیث ترک کر دیا کہ اس قول سے غیر مقلدین رد و تقلید پر دلیل  
لاتے ہیں تو واضح ہو کہ یہ کمی ان لوگوں کی ہے۔ چونکہ اول بندہ کہہ چکا ہے کہ جو قیاس مخالف جملہ  
نصوص کا ہوتا ہے وہ باتفاق فاسد ہے تمام امت کے علماء کے نزدیک پس ائمہ علیہم الرحمۃ نے اپنے  
تلاذہ کو جو طرے عالم مستخرج حدیث کامل تھے فرمایا تھا کہ اگر تمکو ہمارے قیاس کا فساد و مخالفت نصوص سے  
معلوم ہوتا تو اسکو رد کر دینا ہمارا ادب و خیال کچھ بہت کرنا تو یہ وجہ تھی کہ مجتہد سے خطا ہی ہو جاتی ہو  
اور اگر بعد ہی وجہ کے خطا ہو گئی تو بہر کسی ایک اجرتنا ہے۔

پہرہ ص ۲۱ میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ بعض ائمہ کے قول کو صرف بعض احادیث کے مخالف دیکھ کر اس کو  
مخالف نصوص قرار دیتے ہیں باوجودیکہ وہ قول بعض احادیث کے موافق ہی ہوتا ہے تو وہ ان احادیث  
کے (جیسے موافق وہ قول ہو) مکذوب ہو جاتے ہیں اور عناد ائمہ اور اپنے اجتہاد و اصواب کے زعم میں

اور لازم ٹھہرائی گئی ہیں پس یہی وجہ اس تقسیم شخصی میں موجود ہے۔ بالآخر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تقسیم کلیہ میں کہ تقسیم شخصی کی یہ صورت جو معمولی عوام حکم کر رہے ہیں داخل ہو اور اس کا ایک فرد شروع سے تا آخر تقسیم کا التزام اور اسی پر چار ہوا صحیح نہیں اس لئے کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ ماوراء غیر سے تخصیص کے ساتھ ایک ہی شق کو اختیار کر لینا اور آخر شق کے کوئی حد پر قائم نہ ہونے دینا مشروع اور نادرست ہے پس جبکہ ارشاد تقسیم شخصی و غیر شخصی دونوں کو مثال ہے اور دونوں کی تعلیم دینا ہے تو پھر شخصی ہی کو اختیار کر لینا اور اسی کو واجب کہنا اور غیر شخصی سے انکار کرنا اور اسکے عمل والے کو جبراً کہنا حبیہ کہ عموماً مقلدین کا حال ہے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔

پھر حاشیہ نمبر ۱۵۸ میں لکھتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ جو صورت کہ عوام حکم شرعی میں داخل ہے یعنی بحسب الشاق و السبیل کی ایک طرف یا الحاظ تخصیص یا بقا قید التزام کے جوئے کرنا وہ معمول بہ و غیر بحث نہیں یعنی اس سے ہمارا انکار نہیں اور نہ صرف اس پر عمل مقلدین سے ہے اور حاشیہ نمبر ۱۵۹ میں ایک شق کو اختیار کرنے کی مثال میں فرماتے ہیں کہ چنانچہ نماز کے بعد اٹھنا یا نہیں دونوں طرف پہرنا جائز اور دونوں فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لیکن عبد اللہ بن مسعود نے ہنری طرف کی تخصیص کر لینے کو حد شیطانی کا کہتے ہیں و کہہ دیر صحیح بخاری۔ علامہ طبری کہتے ہیں کہ منتخب فعل پر اصرار کرنے اور اس کے ضروری کر لینے کی یہ برائی ہے تو ایک ناجائز و بدعت پر اصرار کا کیا حال ہوگا انتہی۔ فقہی روزہ نہشتہ کے مبارک دونوں میں جائز اور باعث اجر ہے اسی طرح قیام لیل ہر رات میں شروع اور منوں سے ہے لیکن تخصیص حیدر کو کہ جس کی تخصیص کر لیا جائے گا اس کی فضیلت کی وجہ سے احتمال تھا یہ صحیح ہے پہلے ہی سے صاف صاف منع فرمادیا۔ دیکھو صحیح مسلم (۲) نماز میں الحمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑھے جب جائز و مشروع ہے لیکن فقہا کسی صورت کی تخصیص کو منع کرتے ہیں دیکھو در المختار۔ رد المحتار۔ اسی طرح جب مسلم ہے کہ تقلید دو طرح جائز و مشروع ہے تو ایک قسم کی تخصیص کر لینا کیسے جائز ہوگا۔

اور فقہ حنفی میں اس کی تمثیل میں فرماتے ہیں مثلاً مفضل ملایہ و شیخہ و سوان و غیرہ عرس فاتحہ مرحومہ

مصافحہ بعد العصر صلوة الزمان غریبہ کہ انہیں کوئی فعل ایسا نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی غرض نظر آتی ہو یا کوئی عزم شریعی مثلاً تجدید ایمان و ذکر اللہ و صدقہ وغیرہ میں داخل معلوم ہوتے ہوں، لیکن اسکی خاص صورت نوعیہ اور تربیتی کذائمہ کا بحیثیت دینی یا اس طور پر کہ ایک لفظ دینی پر التزام کیا جائے التزام کر لیا گیا جسکی وجہ سے وہ تعلیم شریعہ پر مستزاد ہو کر اور بدعت قرار پائے۔ اسی طرح تقلید شخصی اور خاص نہ ہوں گا التزام اور انکی قید و تخصیص ہی ہو جسکا متقلدین نے التزام کر لیا ہے۔

یہ عبارات مولوی ابوحی صاحب کی بھی صاف شہادت دیتی ہیں کہ جس تقلید شخصی کو جس معنی کی رو سے مولوی رشید احمد صاحب واجب کہتے ہیں واقعی وہ تقلید شخصی جسکو کوئی مطابق تقلید کا ایک فرد سمجھ کر نظر سہولت یا کفایت اختیار کرے اور اسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب متعین سمجھو اسکو اس معنی سے مولوی ابوحی صاحب حرام و بدعت نہیں کہتے بلکہ واجب بھی فرماتے ہیں۔

حاشیہ اس تقلید شخصی کو مولوی ابوحی صاحب کیونکر ناجائز حرام کہہ سکتے ہیں اسکو تو ہر ایک محقق سلف نے واجب کیا اور کثرت فاضل اہل الذکر سے اسکا وجوب نکالا ہے حتیٰ کہ حضرت شیخاوشیخ مکمل نے یہ الہامیہ موت الحق تحقیق کے بغیر میں کی نسبت فرمادیا ہے وضع ہو کر جہاں واقف پر بقیہ تھا و آیت کریمہ کو کناسمع اذ عقل ما کنا فی اصحاب السعیرہ اهل البیت الذین والذین لا یعلمون۔ آلا یہ فاضل اہل الذکر ان کتبم لا تعلیمت وغیرہا من الایات مسائل کا پوچھنا اور کہنا فرض واجب شرعی یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کے کسی اہل الذکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو خواہ فاضل ہو خواہ وہ معقول ہو کیونکہ اہل الذکر عند تحقیق عام ہو سکتا دریافت کر لیا کرے خواہ ایک عالم اہل الذکر سے پوچھ لے یا ظاہر اس لفظ حضرت شیخ مکمل کو نوع سے نہیں ہے بلکہ شخصی کی اجازت پر مگر شرط سے کہ اس ایک کو مطلق اہل الذکر کا ایک فرد سمجھ کر اسکی تقلید اختیار کیا ہو نہ منجانب البعد خاص اسی کی تقلید کو واجب جانکر یا دوسرے فی الجملہ جس کوئی اور مجلس میں ہو مسئلہ میں بہر حال ایک یا دوسرے مسئلہ یا کر لیا عہدہ تکلیف ہی باہر ہو گیا اور اس پر موافقہ شمر غامر کا اسی پر اس طرح ہو چکا قطعاً۔ اعلیٰ ان کلامہ المجتہدین والعلما الکاملین من اهل الذکر الذین وجبت الہدوا اتباعہم لمن لم یصل الی درجۃ انظر

اور لازم پٹرائی گئی ہیں پس یہی وجہ اس تقلید شخصی میں موجود ہے۔ بالآخر ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر تم تسلیم کر لیں  
کہ تقلید شخصی کی یہ صورت جو معمول ہو عموم حکم نہ کر دین میں داخل ہو اور اس کا ایک فرد مشروع ہے تاہم  
تقلید کا التزام اور اسی پر چار ہوا ہے نہ میں اس لئے کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ ماوراء غیر سے تخصیص کے  
ساتھ ایک ہی شق کو اختیار کر لینا اور اگر شریعت کی کوئی حد پر قائم نہ ہو تو بنا منشوع اور نادرست ہے  
پس جبکہ ارشاد تقلید شخصی و غیر شخصی دونوں کو مثال نہ ہے اور دونوں کی تعلیم دیتا ہے تو پھر شخصی ہی کو اختیار  
کر لینا اور اسی کو واجب کہنا اور غیر شخصی سے انکار کرنا اور اسکے عمل کی کیکوہر اکہنا جیسا کہ عمومات  
مقلدین کا حال ہے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔

پھر حاشیہ نمبر ۱۸ میں لکھتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ جو صورت کہ عموم حکم شرعی میں  
داخل ہے یعنی بحسب اتفاق جہاں سب کی ایک طرف ہوا یا خاصہ تخصیص بلا قید التزام کے رجوع کرنا وہ معمول  
ہو و غیر بحث نہیں یعنی اس سے ہمارا انکار نہیں اور نہ صرف اس پر عمل مقلدین سے ہے اور حاشیہ نمبر ۱۹ میں  
ماوراء غیر میں ایک شق کو اختیار کرنے کی مثال میں فرماتے ہیں کہ چنانچہ عاؤس کے بعد امین بائیں  
دونوں طرف پہرنا جائز اور دونوں فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لیکن عبد اللہ بن مسعود دہنی  
طرف کی تخصیص کر لینے کو حد شیطانی کا کہتے ہیں دیکھو صحیح بخاری۔ علامہ طبری لکھتے ہیں کہ منتخب  
فعل پر اصرار کرنے اور اسکو ضروری کر لینے کی یہ جبرائی ہے تو ایک ناجائز و باعث پر اصرار کا کیا حال ہوگا  
انتہی۔ نفی روزہ نہفتہ کے سارے دونوں میں جائز اور باعث اجر ہے اسی طرح قیام میل ہر رات  
میں مشروع اور سنون ہے لیکن تخصیص حمیہ کو کہ جس کی تخصیص کر لیا جائے گا اس کی نفیلت کی وجہ سے  
اشمال تھا پیغمبر صاحب کے پہلے ہی سے صاف صاف منع فرما دیا۔ دیکھو صحیح مسلم (۱۷) نماز میں الحمد کے  
بعد جو سورہ چاہے پڑھے سب جائز و مشروع ہے لیکن نفی کسی صورت کی تخصیص کو منکر تو نہیں  
دیکھو در المختار۔ رد المحتار۔ اسی طرح جب مسلم سے کہ تقلید دونوں طرح جائز و مشروع ہے تو ایک  
قسم کی تخصیص کر لینا کیسے جائز ہوگا۔

اور من حاشیہ ۱۸ میں لکھتے ہیں مثلاً محفل میلاد شیعہ و سوان وغیرہ عرس فائزہ عروہ

مصدقہ بعد العصر صلوة الرضا سبب غیر کہ انہیں کوئی فعل ایسا نہیں ہو جیسا کہ کوئی کوئی نظر آتی  
ہو یا کہ کسی عجم شری مثل نجد یا یمن و ذکر امد و صدقہ وغیرہ میں داخل معلوم ہوتے ہوں لیکن اسکی  
خاص صورت تو عباد و مرثیت کذائیہ کا بحیثیت دینی یا اس طور پر کہ ایک لہرونی پر التزام کیا جاتا  
التزام کر لیا گیا جسکی وجہ سے وہ تعلیم شروع پر متنازع ہو کر اور بدعت قرار پائے۔ اسی طرح تقلید  
شخصی اور خاص نہ ہون کا التزام اور انکی قید و شخصیت ہی ہو جسکا متقلدین نے التزام کر لیا ہے۔  
یہ عبارات مولوی ابوبکری صاحب کی ہی صاف شہادت دیتی ہیں کہ جس تقلید شخصی کو جس  
معنی کی رو سے مولوی رشید احمد صاحب واجب کہتے ہیں یعنی وہ تقلید شخصی جسکو کوئی  
مطلق تقلید کا ایک فرد سمجھ کر نظر سہولت یا کفایت اختیار کر لے اور اسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے  
واجب متعین سمجھو اسکو اس معنی سے مولوی ابوبکری صاحب حرام و بدعت نہیں کہتے  
بلکہ واجب مقرر فرماتے ہیں۔

حاشیہ اس تقلید شخصی کو مولوی ابوبکری صاحب کیونکر ناجائز حرام کہہ سکتے ہیں اسکو تو ہر ایک محقق سلف  
نے واجب کیا اور کثرت فاضل اہل الذکر سے اسکا وجوب بخلا ہے حتیٰ کہ حضرت شیخ ابو نعیم اہل نہایت ثبوت  
الحق تحقیق کے اخیرین اسکی نسبت فرمادیا ہے وضع ہو کر جاہل و اذواق پر یقیناً کما یتکرمہ لکننا نسمع  
او نعلم ما کتافی اصحاب السعیر۔ <sup>سلف</sup> اللہین والذین لا یعلمون۔ آئیہ فاستلوا اہل الذکر ان  
کتبت لا تعلموا وغیرہا من الاکالیات مسائل کا پوچھا اور کہنا فرض واجب ہے شرعاً یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کے  
کسی اہل الذکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو خواہ فاضل و معقول ہو کیونکہ اہل الذکر عند تحقیق عام و مسئلہ دریافت  
کر لیا کرے خواہ ایک عالم اہل الذکر سے پوچھ لے (ناظرین اس لفظ حضرت شیخ اہل کو توجہ سے پڑھیں یہ تقلید شخصی کی  
اجازت ہو گا و شہر سے کہ ہر ایک کو مطلق اہل الذکر کا ایک فرد سمجھ کر اسکی تقلید اختیار کیا جائے نہ بجانب خاص  
اسی کی تقلید کو واجب جانکر یا اور سے۔ فی الجاہل جس تسلی اور تجویزی مسئلہ میں ہر جہاں ایک یا دو مسئلہ یا  
کر لیا عہد تکلیف سے باہر ہو گیا اور اس پر موافقہ شمر جائے اور اسی پر اجماع ہو چکا قطعاً۔ اعلیٰ ان کلام اللہ تعالیٰ  
والعلیٰ اکملین من اہل الذکر الذین وحی اللہ وانما اعلم لمن لم یصل الی درجۃ انظر و

ادھر تقلید شخصی کو مولوی ابوبکی تعجب بدعت و حرام فرماتے ہیں راغنی وہ تقلید شخصی جبکہ منجانب احب واجب متعین سمجھا جائے اور اسی اعتقاد سے اسکا التزام عمل میں آوے اور اسکے تارک کو تارک واجب و فاسق خیال کیا جائے) ابھو مولوی رشید احمد صاحب کے کلام کو مین واسطہ نہیں کہہ گیا پیر ان دونوں صاحبوں میں اس مسئلہ میں کوئی جھگڑا باقی نہ رہا۔

مولوی ابوبکی صاحب اور علما و اخلاف سے جو تقلید شخصی کو فرض یا واجب یا مستحب کہتے ہیں اور غیر شخصی کو ناجائز و حرام کہتے ہیں اور تارک شخصی کو سیدین و اولاد بہت بڑا گناہ کہتے ہیں جس قدر چاہیں خاصہ کریں۔ مولوی رشید احمد صاحب کے جو شخصی و غیر شخصی کو کتاب سنت و ثابت بتاتے ہیں اور دونوں کو بنیادی و فطری تقلید قرار دیتے ہیں اور یہ مسئلہ اپنے نام کا خلاف کتاب سنت ہو اسکا ترک کرنا ہر مومن پر (عامی کیوں نہ ہو) لازم ٹھہراتے ہیں چنانچہ اسکے یہ احقر اوقات آپ اپنی کتاب کے حلیہ میں نقل کر چکے ہیں۔ تو اس کے اس مسئلہ میں آپ اپنے خطبہ میں فرم کرین اور یہ دوسرا ارشاد میں انکوشانہ نہ بناویں \*

تقیہ صاحب <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> استدکال فاذا عمل احد من المقلدین بقول احد منهم فقد ادى صاحبه هذا خلاصہ ما يستفاد من القول السديد اور جو حضرت شیخ اکل نے اس سال کے متعین کہہ کر تقلید شخصی سے ہی نہیں کہتی کیونکہ کس طرح جس کے متعلق خطاب شارع دار و دیوار سے نہیں لینے اس کے تارک کا اختیار دیا گیا اور تقلید شخصی کے متعلق خطاب شارع دار و دیوار میں اس سے مراد حضرت شیخ اکل کی وہ تقلید شخصی ہے جو جو شخصیت کے ساتھ منجانب شارع واجب یا جائز سمجھا جائے اور واقعی جو شخصیت کے ساتھ کسی خاص تقلید کا شارع و مل کے حکم میں دیا۔ اور اسکے متعلق نشان دہی نہیں ہوا باتفاق علما و محققین فریقین حضرت شیخ اکل کے اس قول کے معنی فراوانہ ہوا و عادیں ان قول حضرت شیخ اکل میں اس قول میں جو اخیر بالذات ہے نقل کیا گیا ہے جس سے مخالف ہو گا جو محقق کی شان و حیثیت مولوی محمد احسن صاحب یعنی نازکی کے خیال میں یہ مسئلہ پہلے سے ہی اکل کے لئے آکر تھا جو ان اسکوفلاف متعین قرار دیکر اثبات الحق المحقق کے جواب میں سالہ فیسی الرضی علیہ السلام اور اسکے فقہ و فقہ میں خلاف حق و اضافہ کیا اور حضرت شیخ اکل کے حق میں بہت بڑا اتفاق و اتفاق کیا گیا اور شیخ اکل کے اختلافات و مستندات کا کوئی جواب دہ نہیں ہے اور یہ سب کام کیا۔ یہ تمام ان کو بحث کر کے حل نہیں ہوا ہے کہ ہمارے لئے یہ سب کام کیا کرنا چاہیے

اور یہ سب کام کیا کرنا چاہیے



وہی عام مقلدین طعن زنی پر انکو برا بھلا کہا ہے امین حق بجانب مولوی شریذ احمد صاحب ہو۔ عمل بالحدیث اور شیعہ ہر اور اجتہاد چھوڑے دیگر اتباع سنت ایک امر محمود ہے اور طعن اکابر مذہب و سالہ الشافعیہ السنہ نمبر ۱۲۰۰ اور ضمیمہ اشاعت السنہ نمبر ۱۲۰۰ جلد ۱ ملاحظہ ہو۔ اکابر اعیان علماء الحدیث کو مناسب ہے کہ چہاں علی بالحدیث ترک تقلید و مقابلہ دلیل کے لوگوں کو شبہت لادیں ان اس امر کی تاکید بھی کر دیا کریں کہ عامی لوگ حدیث پر عمل کرنے کی مجتہدین میں بیٹھیں اور جن مجتہدین اور ادل کے مقلدین کا عمل اس حدیث کے برخلاف پائیں انکو تارک حدیث قرار دیکر برا بھلا کہیں اور عام مقلدین اور مطلق تقلید کو صلواتیں نہ سادیں۔

وہم۔ اس سالہ میں جو حدیث کو اجماع کے سبب نسخ کہا ہے یہ ایک مساحت ہر اصول فقہ میں مسلم جو چکا ہے الا جماع لا یکن ناسخا ولا منسوخا۔ یعنی اجماع نہ نسخ ہوتا ہے نہ منسوخ کان یہہ ہی اصل فقہ میں بیان ہوا ہے کہ اگر کسی حدیث کے مخالف اجماع پایا جاوے تو اس اجماع کا یہ دلیل و غور ہوتا ہے کہ وہ حدیث کسی اور حدیث یا نص قرآن سے جو اس اجماع کی سند ہوگی منسوخ ہوگی مگر اس عمر کا کہ اسکو مثال کوئی مسلم نہیں ہوئی۔ مولوی صاحب نے جو حدیث شفق احمد کی مثال تقلید کی ہے وہ کامی تحقیق میں مسلم مثال نہیں ہے۔ خود امام ابو عیسیٰ ترمذی نے اپنی کتاب میں اس حدیث کا یہ معمول بہ ہوا بیان کیا ہے چنانچہ اس حدیث شفق احمد کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے

قال ابو عیسیٰ حدیث خلق بن علی حدیث حسن بن عیینہ هذا الرجل علی علی هذا اهل العلم لا یجزم علی الصائم اكل الشربة کو الفجر الاخر المتعین بعد قول عامه اهل العلم (ترجمہ)

حدیث خلق بن علی حسن غریب ہو اور اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ روزہ دار پر جب تک سرخی نمودار نہ ہو کہانا پینا حرام نہیں ہے

کتب فقہ حنفی مذہب میں ہے اس مسئلہ کو طحاوی اس میں ہی قول طلق پر عمل پایا اور اسی کے قریب قریب اور ائمہ کا مذہب مشاہدہ میں آیا۔

برہان شیعہ مولانا ابوالحسن علی بن ابی حمزہ کے قریب قریب ہے

ان ایک شکایت آگئی انکی نسبت بجا ہے ہمیں ہم ہی آپ کے شریک ہیں۔ اور اگر مولوی رشید احمد صاحب اس شکایت کا ازالہ نہ کریں اور کہیں تخریر تصنیف میں اس کے مکافات و جبر نقصان کا ذکر نہ کریں تو ہر آپ جس قدر چاہیں ان سے الجھیں لے دو کریں۔ اس صورت میں ہم ہی آپ کے ہم صنفی ہونگے اور مولوی رشید احمد صاحب سے جو کچھ حسن ظن اور اعتقاد و زرگی ہے اس کو خیر یاد کہیں گے وہ شکایت یہ ہے جس کو مولوی ابوبکری صاحب نے اپنے صفحہ ۱۳۶ الارشاد میں ظاہر کیا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب امام لائٹ فخر الانشا امام محمد بن اسماعیل بخاری کو رسالہ ہدایۃ المبتدی کے صفحہ ۳۴۳ میں متعصب کہا ہے اور حدیثہ اذا قرأوا فتوا میں ان کے کلام کو تعصب نہیں پر مبنی قرار دیا ہے۔

واقعی یہ لفظ تعصب (امام بخاری کے حق میں جوش مذہبی سے مولوی رشید احمد صاحب کی قلم سے بہت جزا نکل گیا ہے جو ہمارے علم و خیال میں آج تک کسی محدث یا فقیہ موافق یا مخالف کی زبان یا قلم سے نہیں نکلا۔

امام بخاری تمام دنیا میں ایک ہی وہ امام ہے جس کو موافق و مخالف سب نے امام من حیثہ ملان لیا ہے اگر وہ ہی بقول مولوی رشید احمد صاحب متعصب ہو تو مولوی رشید احمد صاحب کو بتایا کہ اگر اسلامی دنیا میں امام بخاری کے بعد اور کون ایسا ہوا ہے جس کو امام بخاری کے برابر یا ان سے بڑھ کر تنقید حدیث میں امام تسلیم کر لیا گیا ہو وہ علماء محدثین سے تسلیم نقل کر سکیں تو کسی فقیہ حنفی سے جو حدیث میں دخل کرتا ہو یہ تسلیم نقل کریں ورنہ اس لفظ کو خلاف حق و مخالف تحقیق و انصاف کو سبقت قلمی قرار دیکر پس لیں اور اس کو رجوع مستشرقین یا آئندہ درس بخاری وغیرہ کتب حدیث کا (جو ہر سال ادن کے حلقہ درس میں پوری ہوتی ہیں) نام نہیں جن محدثوں کا اس میں متعصب ہوا انکی روایت و مرویات کا کیا اعتبار ہے نہ چو کھڑا نہ کعبہ بر خیز و کجا ماند اسلامی یہ ہمارے ریلوے میں محاکمہ کا حصہ ہے اب ہم دو دو رسالہ کے بعض مضامین پر چند اچھا ریلوے کرتے ہیں۔ رسالہ سبیل الرشاد میں چند امور لائے ہوئے ہیں۔

اول رسالہ سبیل الرشاد میں جو عوام جہلا و کواجہتا سے روکا ہے اور سچے مجتہدین انکی زبان داری

ہے اور استبدال نقلی زکات کا ویت و آثار سنی دایہ سے برگزیدہ ہے کہ اس کے جیسے علماء کے  
 والمعتبر اول طالع الصبح عند جہر و الملیل  
 وقیل استنار تہ و هو مری عن عثمان  
 وابن عباس و طلق بن عیلة و عطاء ابن ابی رباح  
 ولا عیش قال مسروق کانا یعدون  
 الفجر الذی یملأ للبیت قال شمس الاشع  
 المحو فی الاول احوط والثانی ارفق  
 (یوہان شمس الہدایہ)

نزدیک صبح کا شروع ہونا حکم صرف طعام میں متبر  
 ہے بعض علماء کے نزدیک خوب نشی پہل جانا  
 مقبر سے یہی قول حضرت عثمان و عذیر بن عباس  
 و طلق بن علی و صحابہ سوا و عطاء ابن ابی رباح  
 و ابی بن اسے مروی ہے مرقا و ابی اسے کہ اس  
 کہ صحابہ وغیرہ اس فجر کو شمار کرتے جو کہ من کو روشنی  
 سے بہرہ منی ہے شمس الائمہ نے فرمایا یہی قول ہے  
 احتیاط کے دو سر میں حق (رزی) پائی جاتی ہے  
 یہ عبارت صاف و صریح طور پر باطریق ہیں کہ حدیث طلق بن علی و ابی شفیق احمد و التاج جامع منسوخ  
 نہیں ہے اس کے خلاف پر اجماع نہیں ہوا بلکہ نقلی عام اہل علم کا اور نقیب صاحب برہان  
 بعض کا بر صحابہ و ابی بن کا اس پر عمل ہے اور اگر حنفیہ سے شمس الائمہ علوانی اسکے مہول ہے چونکہ

قائل ہیں \* امام ابو عیسیٰ شریفی نے اپنی جامع کے کتاب البدل میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ میری کتاب کی تمام  
 حدیثوں پر جن میں حدیث شفیق احمدی داخل ہے  
 جمیع ما فی هذا الکتاب من الحدیث و مہول بہ  
 وقد اخذت عن اہل العلم و الحدیثین سجد  
 ابن عیسیٰ و ابی نعیم و سلم جمیع بنی النظم و  
 والمقر و العشاء من غیر خوف ولا سفہ ولا مطہ  
 و حدیثی سلم اذا شرب الخمر و اذا جلد و اذا  
 عاد فی الراجع فاصتوہ وقد ببنا علی حدیث  
 جمیعاً فی الکتاب (جامع ترمذی ص ۲۸)

ابن عباس کہ اس شخص سے صلعم نے بلا خوف و شہم اور بدن  
 سفر کیا اور بغیر بارش کے نماز پڑھ و عصر و نماز مغرب و عشا  
 کر دینہ میں جمع کیا ہے (۲) یہ کہ شمس الخوار کو روک لگاؤ  
 اگر چہ وہی دفعہ وہ شمس ہے تو اس کو قتل کروالو امام ترمذی نے  
 کہا کہ میں نے کتاب میں مینویہ حدیث بیان کی ہے ان اجماع

حدیث (مجموعہ کتب)

اسی نظر سے اس کتاب کو اگر کتاب فقہ کہ نسبت نہیں تاکہ ماورائے ہندوستان زیادہ دور کو تو اس اور کتاب کے حدیث کے ساتھ بہت ہمارے  
 نہیں ہے

ہے وہ مقام دیکھئے تو حدیث جمع بین الصلوٰۃ میں ہے کہ کوئی اور علت نہ پائی کہ اس وقت ازی حشش عن ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 من ہم بین الصلوٰۃ تبین عن غیر علی بن فضال  
 انی دایما بین الکتاب اور حشش ہذا عن حقیقہ  
 عندنا من العلم رجوع بہ ترمذی علی

حدیث کے مخالف ابن عباس سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ جو شخص صلا عذر دونوں میں جمع کرے وہ ایک کبیر و گناہ کا مرتکب ہو اگر اس حدیث کے راوی حشش کو ترمذی نے خود ہی ضعیف قرار دیا ہے  
 بیان کی کہ یہ حدیث پہلی آئی ہے آخر میں اس کے پاس ایک شارب خوار لایا گیا جس نے جو تہی و غصہ شارب پل تہی تو اپنے اسے قتل دیکھا اور حشش

در سری حدیث میں ترمذی نے یہ علت بیان کی کہ یہ حدیث پہلی آئی ہے آخر میں اس کے پاس ایک شارب خوار لایا گیا جس نے جو تہی و غصہ شارب پل تہی تو اپنے اسے قتل دیکھا اور حشش  
 انما کان فی اول الامر ثم نسخ بعد ہذا فی  
 محمد بن اسماعیل بن محمد بن المنذر عن جابر بن عبد اللہ  
 عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ما جلد فیہ  
 عدا فی الرابۃ فاقبلوہ ثم انما النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 قد شرب فی الرابۃ فحضرہ ولہ یقتلہ (ابن ترمذی)

ان دو مقام میں ترمذی نے علت احادیث بیان کی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ دونوں حدیثیں اجماع سے نسخ ہوئی ہیں بلکہ ان کا نسخ حدیث کے کو بیان کیا ہے کہ از انجاء پہلوہ حدیث کے نسخ کو خود ترمذی نے ضعیف قرار دیا ہے اور اس حدیث پر عمل نہ کرے پر اجماع کے دعویٰ ترمذی کو اور محدثین نے نہیں کیا چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے اور دوسری حدیث کو نسخ کرنے میں صاحب تراکب اللیب نے جو حضرت شاہ ولی اللہ کے اجل تلامذہ سے ہیں کلام کیا ہے جسکی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے  
 پانچواں حدیث کتاب کی نسبت ترمذی نے اجماع نسخ نہ ہو کیا دعویٰ کیا تھا وہ باوجودیکہ مسلم کی نہیں ہے وہ دعویٰ حدیث شفیق احمد کو شال نہیں اور اس حدیث کو شقیق احمد کو ترمذی نے خود ہی قبول کیا ہے وہ غیر مستند نہ پایا ہے  
 مروی حدیث صاحب احمد حدیث کو اجماع سے نسخ تباہ ہے ترمذی نے اس دعویٰ میں وہ نہ کسی حدیث کو

امام یا پتیاں تباہ کر سکتے ہیں کہ کسی فقیہ و مجتہد کو۔

مولوی صاحب اس عری لغز میں فقہاء محدثین سلف و خلف سے اپنا مسئلہ اٹھائیں یا اپنی اس عری کو دس لیں۔ سو ہم مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ آنحضرت کی ایک جماعت اصحاب آپ کے اس حکم کا کہ نماز عصر بنو قریظہ میں جا کر پڑھنا سنتہ میں نہ پڑھنا ظاہر مطلب ہے کہ اس کی علت پر عمل کیا۔ اور مصیب ہو چکی کہ تفصیل مولوی صاحب نے طے و رسالہ اسکیل ارشاد میں کی اور یہ فرمایا ہے بخاری و مسلم میں یہ حدیث مذکور ہے کہ جب آپ بنو قریظہ تشریف لے گئے تو یہ فرمایا کہ لَا يَصَلُّونَ أَحَدًا الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَيْتِ قُرَيْظَةَ ترجمہ یہ ہے کہ ہرگز کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں اس شکر بنی قریظہ کو روانہ ہوا جب غروب شمس قریب آیا تو بعض صحابہ نے کہا کہ ہر کو حکم بنو قریظہ سے وہ نماز کا نہیں ہوا بلکہ منع فرمایا ہے تو اگرچہ نماز قضاء ہو جائے مگر ہم راہ میں نماز نہ پڑھیں گے وہ نہ پڑھے۔ اور بعض صحابہ نے کہا کہ غرض آپ کی جلد چلنے اور جلد پہنچنے کی ہے نماز کا قضا کرنا نہ چاہئے اور وہوں نے راہ میں نماز ادا کی جب آپ کو خبر ملی تو وہ دونوں جماعت کو کہہ نہ فرمایا۔ غرض دونوں کی تقریر فرمائی۔ اب دیکھو ایک نص ہوا کہ بنی قریظہ سے اور حقیقی اور سکے قبل بنو قریظہ پہنچنے کے نماز نہ پڑھنے کے ہیں ایک جگہ ہے اس پر عمل کیا کہ حقیقی معنی اور ظاہر معنی اخذ ہوتے ہیں اور اس وجہ کو ترجیح دی اگرچہ پہلے سو آپ نے بانکر تاخیر صلوٰۃ و قضا کر کے کو منع فرمایا تھا مگر اس جماعت نے اس کو حکم شائع کر دیا کہ آپ کے عمل کیا اور مصیب ہوئی اور یہ سمجھی کہ اس نص صریح سے آپ کی عصر اس کی جگہ سے ہوئی ہے اور دوسری وجہ کو متروک العمل کیا اور دوسرے معنی اس کی جو مجازی ہیں کہ نہ پڑھے نماز وہ راہ میں غرض جلد پہنچنا ہے نہ فوت کرنا نماز کا کہ حقیقی معنی ہیں اس پر سری جماعت نے اس ہی نص کے معنی مجازی قرار دیے بسبب کہ پیش سے کہ قرآن میں صلوٰۃ کر کے تباہ یا مرقوم فرمایا ہے اور ترک صلوٰۃ کو حرام فرمایا ہے اس کی وجہ سے کہ اہل نزار دیکھا اس نص کو اس کے تابع کیا اور بنی مجازی لیکر راہ میں نماز پڑھی اور ملت نص پر عمل کیا کہ وہاں ارشاد راہ میں نماز نہ پڑھے کی جلد پہنچنا ہے نہ ترک نماز اور یہ جماعت یہی مصیب ہوئی۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ بنی قریظہ سے ظاہر نص پر عمل کرنا اور ملت نص پر عمل کرنا اور ظاہر کو چھوڑنا

جو فقہا کرتے ہیں مشرعی ہو گیا اور آپ نے اس کی تقریر فرمادی جو قیامت تک معمول چلیگی اور دونوں طرح  
کا عمل مجتہدین میں موجود ہے اور قیامت کے روز میں اس کو یہ سے ہوا ہے اب یہ قیاس بمقابلہ نص میں  
نیکو اجتہاد فی مراد نص سے ہے اور جائز ہے اور سنت سے ثابت ہے پس اس طرح کرتا ہے وہ رسول اللہ  
کی تقریر پر طعن کرتا ہے اور اپنا دین برباد دیتا ہے اور سنت کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا  
کہ ظنان کو قتل کرو اور اس پر قدرت و ناقصی آپ کی تلاش کو رکھتے تو وہ چاہے میں نہ تھا اتنا آپ نے  
اسکا ہاتھ پکڑ رکھا لا تو وہ مقطوع الذکر تھا پس آپ نے قتل نہ کیا اور آنحضرت صلعم سے ذکر کیا  
تو آپ نے تصویب فرمائی اب دیکھو حالانکہ حکم قتل کا دیا تھا اور نص صحیح ظاہر تھا مگر مجتہد واجب وجہ  
قتل کی اور شخص میں جس پر حکم قتل تھا دیا ہی تو اس پر عمل نہ کیا اور بوجہ رفع علت تکم کے توقف کیا اور مصیب  
ہو تو یہ شرع تقریر تھی کہ اگر نص کی علت مرتفع ہو جائے تو اس پر عمل نہ کرنا چاہیے مجتہدین نے اس سے  
یہ قاعدہ کلیہ سیکھ کر عمل کیا تو یہ قیاس حکم بمقابلہ نص نہیں بلکہ عمل حکم نص ہے کہ اس پر عمل واجب جتنا تھا  
کہ علت موجود تھی اگر علت مرتفع ہو جائے تو یہ ظاہر الفاظ پر عمل نہ ہوگا تو یہ خود اقتضائے نص ہے اسکو

لنک نص اور قیاس بمقابلہ نص ال فہم ہرگز نہ کہیں گے

اس کلام کے پہلے حصہ میں حدیث بخاری و مسلم متعلق حکم نماز بر و زہنی قرطیہ سے بحث ہو چکی تھی اتفاق  
ہو بیشک آنحضرت نے حکم کے ظاہر الفاظ پر عمل کرنا والوں اور اسکی علت و مقصود سمجھ کر ظاہر الفاظ کو  
چھوڑ کر اس مقصود پر عمل کرنا والوں کو دونوں کو برا نہ کہا اور اپنے سکوت و رضا سے دونوں فریق کے عمل کو جائز  
کہا۔ ہم اس سیدم و تقریر تری سے دونوں علوں کو جائز سمجھتے ہیں اور علت پر عمل کرنا مجتہدین فقہا کا کام  
و خاصہ مجتہدین اور ظاہر پر عمل کرنا عام اہل اسلام کا (جو مجتہد نہ ہوں) کام تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اوصو  
سودی صاحب کے رسالہ میں اسکا خلاف ہوا ہے وہ ایسی احادیث میں جو محل اجتہاد و فقہ ہوں عامی کیلئے  
ظاہر حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں کہتے اور ان پر ایسی احادیث کو عمل میں لے کر بوجہ بظہار و جب پڑتے ہیں اور  
یہ خیال نہیں فرماتے کہ اگر یہ عامی پر واجب ہو تو اس حدیث نماز بر و زہنی قرطیہ میں آنحضرت ان اصحاب کو  
جنہوں ظاہر حدیث پر عمل کیا تھا ضرور فرمادیتے کہ انکو اس حدیث کے ظاہر پر جو تمہاری سمجھ میں آیا عمل کرنا چاہیے

اور کلام مولوی رشید احمد صاحب مندرجہ سبیل الرشاد کے دو مسرکے حضرت حسین حضرت علی رضا کی حدیث سے استدلال و استشہاد ہے کہ اتفاقاً انہیں ہمارے علم و تحقیق میں ہی جو حضرت علی رضی

2/12

ایک مولوی بلکہ آغا فقہار محکمہ رور فرمایا سمجھ کر اس کیلئے ہندوستان

آنحضرت کے حکم کو علت کے منقوہ ہو نہیں اپنے آپ اٹھایا تھا اور نہ آپ کے قتل سے راگرا سکا وقوع تسلیم کیا جائے) یہ قاعدہ کلیہ بخلا جاسکتا ہے کہ آنحضرت کے حکم کو کسی شخص یا عمل میں ثابت ہو چکا اس کی علت کے زایل اور نہ ہو جانے سے کوئی دوسرا شخص اٹھاسکتا ہے اور نہ ہمارے علم و تحقیق میں اکابر مجتہدین نے یہ قاعدہ کلیہ بخلا ہے۔

ماں مجتہدین قائلین قیاس سے یہ قاعدہ و منقول ہے کہ جس محل میں کسی حکم منصوص کی علت نہ پائی جائے اس محل میں اس حکم منصوص کو متعدی نہیں کیا جاتا اور حکم غیر منصوص کا قیاس اس حکم منصوص نہیں ہو سکتا۔ مگر جو قاعدہ کلیہ مولوی رشید احمد صاحب نے بیان کیا ہے یہ سمجھنے ائمہ مجتہدین و منقول نہیں پایا بلکہ اس خلاف اکابر مجتہدین طہیقہ اعلیٰ حضرت عمر فروغ حضرت عائشہ رضی حضرت عبداللہ بن عمر سے کتب حدیث میں مشاہدہ میں آیا ہے۔

**حضرت علی** سے جو حدیث مولوی صاحب نقل کی ہے وہ مولوی صاحب کے دعوے کی مثبت نہیں ہو سکتی حضرت علی نے آنحضرت کے حکم قتل کو بوجہ ارتقاء علت خود بخود اپنی رائے کو اٹھانہ دیا تھا بلکہ اپنے خیال میں اس حکم کی علت زنا قرار دیکر اور اس کو مطلق آلات پا کر اس علت کو مفقود سمجھ کر اس حکم کی تعمیل سے رک جانا اور آنحضرت کے حضور میں اس امر کی رپورٹ کو پیش کرنا مناسب سمجھا تھا جس کو پیش کر دیا۔ پھر اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آنحضرت نے اس رپورٹ کا کچھ نہ فرمایا اور ان کو قتل سے روک دیا یا کچھ نہ فرمایا اور اس شخص کو قتل کر دیا یا۔ اب اگر وہ مصری روایت سے ثابت ہو کہ آنحضرت نے حضرت علی کی رپورٹ کا لحاظ فرمایا تھا تو اور اس شخص کو قتل کر دیا یا حکم دیا تھا تو اس صورت میں ہی حضرت علی کا اپنی رائے و اجتہاد سے آنحضرت کے حکم قتل کو بوجہ نقصان علت اٹھانا ثابت ہو گا اور اس سے مولوی صاحب کا قاعدہ کلیہ مستبطن ہو سکتا گا بلکہ آنحضرت ہی کا حکم ثانی حکم اول قتل کا رافع ہو گا۔ بہر حال حضرت علی کا آنحضرت کے حکم قتل سے رک جانا مولوی صاحب کے دعوے کا مثبت نہیں ہو سکتا اور اس سے یہ نتیجہ نہیں بخلا جاسکتا کہ آنحضرت کے ایک حکم کو کوئی دوسرا شخص بوجہ ارتقاء علت اٹھاسکتا ہے اور اگر اس حدیث کے الفاظ میں



میں اور شریعت اسلامی کے قواعد متعلق حد و زنا میں نظر فائز کیا جائے اور لفظ سے کام لیا جائے  
 تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ حکم قتل صرف بوجہ اتہام دنا نہ تھا بلکہ بوجہ نفاق اس شخص کے  
 یا کسی اور جرم مستوجب قتل کے تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خیال میں حکم قتل کی علت مبینہ دنا کو  
 سمجھا اور اس کو قطع الکات دیکھ کر توقف کیا اور اگر اس پر صرف زنا کا الزام ہوتا تو اس سے اس الزام  
 کا جواب طلب کیا جاتا اور وہ اس سے انکار کر کے اپنی حالت طلع الکتاب پیش کر کے صاف بری  
 ہو جاتا اور حکم قتل اس کی نسبت صادر ہی نہ ہوتا چنانچہ احادیث منقولہ حاشیہ کا قطعی فیصلہ ہی بلا  
 عنہ قتل وارجم حق فی کتاب اللہ علی من فیہ  
 اذا احسن من الرجال النساء اذا قامت  
 البیۃ او کان للویل او لا اعترفت  
 و یجاری مسلم مثلاً مشکوٰۃ ص ۳۳۳

ورایت حال و بلائینا سپر حضرت نے حکم قتل لگا دیا  
 تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ اس حکم کی علت زنا نہ تھا  
 بلکہ اس شخص کا نفاق یا اور کوئی سبب تھا لہذا  
 حضرت علی کی پروردگار پر وہ حکم اٹھایا نہ گیا اور گناہ  
 مرتب میں ہی وہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مدعا کی مثبت نہ ہوئی۔

امام نووی احمدی کی شرح میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ شخص نفاق تھا اور نووی  
 قیل لہ کان منافقا و مستحقا للقتل بطریق  
 آخر و جعل ہذا حکما قتلہ بلفظ قد غین  
 لا بالنزاکف عن علی اعتناء اعلان القتل  
 بالزنا و قد علم انقاء الزنا (مسلم)

و یہ جو مستحق قتل تھا اس پر زنا کی تہمت لگ کر قتل کیا گیا  
 حکم قتل کا جو لفظ نفاق وغیرہ جلالیم کے سبب سے نہیں لگایا گیا  
 اور چونکہ یہ گناہ یہ نہیں کہ علت قتل زنا تھا۔  
 حضرت علی ہی سمجھ کر کہ حکم قتل بوجہ زنا ہے اور زنا  
 اس سے سرزد نہیں ہوا اس حکم کی تبدیل ہو کر گئی۔ صحیح مسلم کے متن جلد ثانی میں ایک اس  
 عن علی ان امۃ لیس لہا اللہ یموت و یتیم  
 ان اجلہا۔ فاذا اہی بحدہ یموت و یتیم  
 فحسب ان انما یجوز قتلہا و قد کونہا  
 للنہی صلیہ فقال احسنت۔ صحیح مسلم جلد ۱

مضمون کی حدیث ہو کہ حضرت نے حضرت علی کو ایک  
 زنیہ انبیہ کو ورنہ لگانیکا حکم دیا تو آپ نے یہ خوف  
 کیا کہ اگر میں اس کو زنیہ لگاؤں گا تو اس کو قتل کر دیا  
 پھر آپ نے اس امر کا ذکر حضرت کیچہ زمین کیا تو آپ نے

فرمایا تم نے خوب کیا ہے۔ ایک روایت ابو داؤد میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا اسکو چھو دو  
وفی رواية ابو داؤد دھماکتے بنقطع دھما | (رہتے دو) جب اسکا خون قطع ہو جائی تو اسکو  
تم اقمہ علیہا الحد (مشکوٰۃ ص ۳۲) حد لگاؤ۔

پھر روایت ہی مولوی صاحب کے مدعا کی مثبت نہیں اس میں حضرت علی نے ایک حکم نبوی کی  
تعمیل میں ایک خارجی عذر کو پیش کیا جو منظور و قبول ہوا۔ حضرت علی کا واقعہ سابق میں عذر  
مطابق واقعہ ہوتا تو اس میں ہی ایسا ہی حجت (تم نے خوب کیا) فرمایا جاتا۔  
بالجملہ اس واقعہ کی نسبت کسی حدیث میں ہماری نظر سے نہیں گذرا کہ آنحضرت نے حضرت علی  
کے خیال مقال کی تصویب فرمائی ہو۔ مولوی صاحب کو چشمہ بذریعہ خط اس حدیث متضمن تصویب  
کا پتہ پوچھا تو آپ نے خطا پت نامہ ۱۳۰ شعبان ۱۳۰۰ میں یہ تحریر فرمایا۔ حضرت علی (ع)  
علیہ وسلم کی تصویب و بارہ فعل علی بندہ نے لکھی ہے وہ کسی لفظ یا دوی کا ترجمہ نہیں ہو اور  
نہ قطعہ حدیث کا ترجمہ ہے بلکہ حضرت علی (ع) علیہ السلام کے سکوت سے ایسے موقعہ میں تصویب پائی  
گئی راوی نے آنحضرت کا رد و انکار روایت نہیں کیا۔ اگر آپ نے رو کیا ہوتا تو ہرگز راوی  
کو سکوت چاہی نہ ہوتا۔

اس کے جواب میں گذارش ہے کہ آنحضرت کے سکوت اور عدم رد و انکار کے واسطے ہی راوی  
کی صریح نقل روایت چاہئے جیسا کہ حدیث نمازینہ و قرطبہ میں راوی نے کہا ہے ولہو یعینف  
واحداً منہما۔ مگر ہے کہ راوی سے قطعی یا نسبیان ہو گیا ہو۔ اور اگر تیسرے حکم کر لیا جائے  
کہ آنحضرت نے سکوت فرمایا تھا تو اس میں یہ احتمال ہے کہ وہ سکوت کسی ایسی مصیحت سے ہو جس کے اظہار  
کا وہ موقع نہ ہو کسی مصیحت سے آنحضرت نے وجہ قتل کو ظاہر نہ فرمایا۔ تب ہی تو حضرت علی نے قتل  
اہل بیت کو نہ سمجھا جو ان میں علت قتل نہیں ہو سکتی اور چونکہ آنحضرت کے نزدیک وہ شخص اس  
عنفی سے واجب القتل ہے چکا تھا لہذا یقین ہے کہ آنحضرت نے اس شخص کو قتل کر دیا ہو گا  
جو کسی مصیحت سے وجہ قتل کا اظہار نہ فرمایا اور اگر اس حکم نبوی کی وجہ ہمت نہ تھی تو کی کے علامہ اور

نہ ٹھہرائی جاوے تو آنحضرت کا حکم سخت مضامین اسلام کا محل ہوتا ہے۔ مولوی صاحب  
 حضرت علی کی تصویب سے اور فعل کے درپے ہیں آنحضرت صلعم کی تصویب کم و تصدیق نبوت  
 کی نگرہیں کرتے کہ آنحضرت نے ایسا حکم کیوں دیا جسکو حضرت علی نے غلط کر دیا اور ثناء دیا۔ آنحضرت  
 کی شان اعلیٰ ہے یا حضرت علی کی۔ مولوی صاحب بعض فقہانہیب کی تائید کیلئے حضرت علی کے  
 فعل کی تصویب کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ اس تصویب میں آنحضرت کا خطیبہ پایا جاتا ہے  
 الحق یہ جرات عادت اس تقلید کا اثر ہے جسکی ممانعت مولوی صاحب کے کلام منقولہ میں پائی جاتی ہے  
 اجمہدیت میں اور اہل تقلید میں یہ فرق ہے۔ ورنہ اصل اصول اتباع رسول مقبولی وہ فرقہ کا ایک ہے  
 اب ہم اکابر مجتہدین طبقہ اعلیٰ سے اس قاعدہ کلیہ مولوی صاحب کا حلیہ ثابت کرتے ہیں  
 اور اس کے اطلاق افعال سے اس قاعدہ کی کلیت کو توڑتے ہیں۔

**صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے حجرا سو کو فحشا کیلئے**  
**ان عمر ان الخطاب قال لکن اما والله**  
**انی لا علم انک حجر لا تنفع ولا تضر**  
**انی سأتبع رسول الله صلى الله عليه وسلم**  
**بما امرت به من غير ان انا انا**  
**رايو بين المشركين وقد اهلكهم الله ثم**  
**قال صنع رسول الله صلعم فاذنوا لى ان تتركه**  
**عن ابن جابر قال قال رسول الله صلعم واصحابه**  
**فقال المشركون لقد هم عليكم وفرو هنتهم**  
**حونهم فبما هم ان يرموا الى النار**  
**تو آنحضرت نے فرمایا غلاف میں خوب اگر کر زعم و کہا کر حلیہ حضرت عمر کا قول صاف ملحق ہے کہ حکم علی کی**

فرمایا والدہ مجھے علم ہے کہ تم نہ کچھ ضرر پہنچا سکتے ہو  
 نہ نفع دیتے ہو اگر میں رسول اللہ صلعم کو نہ دیکھتا کہ  
 اسے بڑھ کر کہتا ہوں سے بوسہ دیتا ہوں تو میں بوشہ  
 پہ فرمایا اب یہ حکم علی غلاف میں اگر کہہ چکی ہے کہ کیا تم  
 مجھے رکھو چھوئی مشرکین کو اپنا زور دکھاؤ گے تو  
 میں کیا تہا سو خدا تعالیٰ نے انکو ہلاک کر دیا۔ پھر فرمایا  
 یہاں رسول اللہ صلعم ہے ہم اسکو چھوڑ دینا پسند نہیں کرتے  
 مشرکوں کو زور دکھانا یہ حکم دوسری حدیث صحیح بخاری  
 میں اس طرح آیا ہے کہ جب حضرت حج کیلئے مکہ میں پہنچے  
 تو مشرک بوسے مدینہ کے بخار کے ماری جماعت کی کر  
 تو آنحضرت نے فرمایا غلاف میں خوب اگر کر زعم و کہا کر حلیہ حضرت عمر کا قول صاف ملحق ہے کہ حکم علی کی

عن عیسیٰ عن عائشة یقول لو ان رسول الله  
راى ما احدث النساء طهرهن المسحور كما  
صنعت نساء بنی اسرائیل فقلت لعمره  
النساء بنی اسرائیل متعسن المسحور قالت  
لعم (صحیح مسلم ص ۱۸۳)

علت کو اب مفقود ہے مگر ہم اس حکم کو خیال رفع علت چہ طور پہ نہیں سکتے۔ جناب مولوی صاحب  
فرماتے حضرت عمرؓ سے بڑھ کر کونسا مجتہد ہے جو آنحضرت کے حکم کو رفع علت اٹھا سکے اب اور سنئے  
صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ  
فرماتیں کہ اگر آنحضرت صلعم وہ باتیں دیکھتے جواب  
عورتوں نے خیالی ہیں لینے زینت کا لباس نہ کر  
اور خوشبو لگا کر نکلتا تو آپ ان کو مسجدوں میں  
سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں

مسجدوں میں جانے سے روکی گئی تھیں (راوی حدیث نے کہا) میں نے عمرؓ سے پوچھا کہ کیا  
بنی اسرائیل کی عورتیں مسجدوں میں جانے سے روکی گئی تھیں وہ بولی ہاں۔  
یہ حدیث ہی صاف نااطق ہے کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت کے اس حکم کو کہ عورتوں کو مسجدوں  
میں جانے سے نہ روکنا یا جو دیکھ اس حکم کی علت (یعنی سادگی و منع مستورات زمانہ آنحضرت)  
اٹھ چکی تھی نہ اٹھایا اور یہ فرمایا کہ آنحضرت موجود ہوتے تو اس حکم کو اٹھا دیتے اور کیا منصب  
ہیں کہ علت کو مرتفع دیکھ کر حکم نبوی کو اٹھا دے اب ایک اور یہی سنئے

عن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله  
صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تمنعوا نساءکم المساجد  
اذا استاذنکم الیہا فخال لیل بن عبد الله  
والله لبت فعمرو فاقبل علیہ عبد الله بن عمر  
سیاسیہ اما سمعته سنیہ مثله قط  
وفی روایۃ قال ابن عمر عبد الله بن عمر  
یحرجن فی قنطرة زعماء فی روایۃ فخر  
فی صدرہ۔ (صحیح مسلم ص ۱۸۳)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے حکم نبوی بیان کیا کہ اپنی  
عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو جب وہ اذن پہن  
تو ان کے بیٹے مال نے (مولوی رشید احمد صاحب کے  
خیال کے مطابق) پہنہ خیال کیا کہ آنحضرت کی وقت  
میں عورتوں کی ابھی حالت تھی اس لئے آنحضرت نے  
پہن حکم فرمایا تھا اب عورتوں کی ابھی حالت نہیں  
ہی اب وہ مسجدوں میں جا کر نماز کر رہی ہیں اور خیال  
سے کہا کہ ہم تو ان کو مسجدوں میں جانے سے روک کرین گے

ندوی بہین \*

صاحب وراست نے بصغیرہ ۸۰ کتاب اس حدیث کو صحیح مسلم سے نقل کر کے امام احمد سے بہت عجاوبہابی نقل کیا ہے کہ پھر حضرت عبداللہ نے اپنے بیٹے سے کلام کرنا ترک کر دیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے اور ان اعاذیث ثلثہ سے اس خوبی سے استدلال کیا ہے جو مولوی شہید احمد صاحب دہلی کے شائقین کے ملاحظہ کے لائق ہے۔

شائعین کے ملاحظہ کے لایں ہے۔  
 ایسی ہی مولوی رشید احمد صاحب کے رسالہ سبیل الرشاد میں چند امور اور لائقِ رِوِزنی ہیں مگر انکو  
 کسی نمبر رسالہ میں آئندہ ظاہر کرینگے اگر مولوی صاحب موصوف نے ہماری اس کلام کو جو ہم کر چکے ہیں  
 خیر خواہی پر مبنی سمجھا اور انصاف و حق خیال کیا اور اس کے متعلق اپنی رائے زرین کا اظہار بذریعہ  
 تحریر کیا۔ ایسے ہی مولوی ابوبکری صاحب کے رسالہ الارشاد کے چند امور اور لائقِ رِوِزنی کے لایں ہیں  
 اول اس رسالہ میں سائل کا نتیجہ مذکورہ بالا متعلقہ تقلید پر عمل کی دیانت و متانت سے بحث  
 کی گئی ہے اس باب میں جو رسائل و کتب اس رسالہ سے پہلے تالیف و شائع ہو چکے ہیں ان کے  
 کل نہیں تو اکثر مسائل اہمیں درج ہیں جس کو وہ کتابیں و رسائل نہیں ملے وہ اس رسالہ کو دیکھ کر  
 ان کتب و رسائل کا کام اس سے ملتا ہے اور اس رسالہ میں انصاف و تہذیب کا پورا اظہار کیا گیا  
 ہمارے دوست اوسط میر تالیف و اشاعت نے اپنی پرچہ مطبوعہ حکیم گت سنیہ  
 اس رسالہ کی مطالب کی عمدہ پیرایہ میں تلخیص کی ہے اور اچھی داد دی ہے مگر اس کی تعریف میں انکی  
 قلم سے جو بیہ فقرات نکل گئے ہیں کہ ان باتوں کے علاوہ اور بھی بہت سی مفید باتیں اس کتاب  
 میں مندرج ہیں جنکا علم عوام کو کیا خواص تک ہی نہیں مثلاً یہ کہ خانہ کعبہ میں چار مصیبتیں قائم  
 کی گئی اور کتنے قایم کئی۔ غرض اس بحث میں یہ کتاب ایک مبسوط اور جامع تصنیف ہے  
 اور یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ اس بحث خاص میں اب تک جتنی کتابیں اور رسالے  
 شائع ہوئی ہیں وہ سب انکے سامنے گروہ میں لگا اسکو میں صحیح نہیں سمجھتا اور اپنے اس دوست

کی اور مولف رسالہ کی جنہوں نے اس کو تالیف اشاعت کی تالیف کی اور مجھ سے داد چاہی تھی غلط خیال کر کے اور دوستانہ نصیحت بجالانے کی غرض سے ترقع و تشکبار کی نظر سے کہا جانا ہو کہ یہ خیال منقول صاحب تالیف و اشاعت کا صحیح نہیں ہے۔ اسباب میں جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں صاحب تالیف و اشاعت نے بعض ان کتابوں کا نام ہی نہ لیا ہوگا بعض کو انکھ سے نہ دیکھا ہوگا اور جن کو دیکھا انکو پورا نہ پڑھا ہوگا۔

تقلید کی بابت میں منقول یا ضمیمہ و تبعا بحث کریں گے اس سے پہلے (رسالہ اشاعت السنہ او ضمیمہ اشاعت السنہ کے علاوہ) یہ کتب در سایل شایع ہوئے ہیں (۱) عقد الجید (۲) انصاف (۳) وحیۃ اللہ الباقی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (۴) قول سید ابی المظاہر المکی الحنفی (۵) عقائد الفریض بنعلی (۶) ایقاف علی سبب الاختلاف للملاحیات سندھی۔

(۷) ایقاف اہم ادلی الالبصار فلانی (۸) دریات اللیب علامہ عین الدین سندھی (۹) اعلام الموقعین عن رب العالمین حافظ ابن القیم حنبلی (۱۰) القول المفید امام شوکانی (۱۱) ناظر الحق علامہ ہارون مرغانی حنفی (۱۲) الحجۃ فی الاسوۃ السنۃ بالسنۃ اب حنا بہو پال (۱۳) معیار الحق جسکو خاکسار نے جمع و مرتب کیا اور حضرت شیخ اشع الکل سید ہریر حسین صاحب دہلوی نے میری درخواست پر ہمیں اصلاح و کمی بیشی کر کے اپنا نام نامی کی طرف اسکو منسوب کر کے اسکو عزت افتخار و اعتناء بخشا (۱۴) ارشاد النقاد امیر مجاہدی اور ان کے علاوہ بہت سی تالیفات ہیں جنکا شمار دشوار ہے ان کتب و سایل میں کئی ایسے ہونگے جن کا نام ہی تالیف اشاعت نے نہ لیا ہوگا اور اکثر ایسے ہونگے جن کو انکھ سے نہ دیکھا ہوگا اور کم ایسے ہونگے جسکو پورا نہ پڑھا ہوگا۔ پھر ان کتب کو جو اس رسالہ سے پہلے شایع ہوئی ہیں اس رسالہ کے سامنے ملے یہ رسالہ بلذہ قرآن بلا و بیضا رہیں چہا اور خاکسار نے اسکی نقل اپنی قلم سے لکھ کر مکہ معظمہ سے لایا خاکسار سے مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم نے طلب کی اور اس سو فائدہ اٹھایا جسکو انکھ نے اپنی ہر رسالہ غرض کہ میرے صفحہ میں کیا یہ رسالہ ہندوستان میں چھپ کر شائع نہیں ہو سوا اللہ اعلم۔ امیر

۶  
در  
میں

گرد کہ دینا چھوڑنا مٹہ پڑی بات کا مصداق اور ایشیائی مبالغہ ہے جسکی صاحب تالیف اشاعت پڑ بیان میں لکھی کرتے ہیں۔ میرے دوست صاحب تالیف و اشاعت اردو فارسی کی معمولی تالیفات اور ملکی اخبارات پر دیوید کرین توان کا حق ہے اگر نری کتابوں پر لکھیں تو انکا منصب دینی کتابوں پر انکار دیوید لکھنا اور اوق میاں میں انکی رسے زنی کرنا استحقاق سے بھر کر بولنا ہے بجائے اس مبالغہ آمیز تعریف کے اگر وہ یہ کہتے جو کہنے کہا ہے کہ اس باب میں جو کتب میاں میں لکھتے ہیں ان سبکا خلاصہ یا اختصار و انتخاب اس رسالہ میں اپنی طرح کیا گیا ہے ترجمان محل اعتراض ہونا چاہئے نہ راصلوۃ آئندہ احتیاط

**دوم۔** پینے اس سال کو سرسری نگاہ سے دیکھا ہے انہیں میاں ثانیہ لکھ کر اسی طرح پایا ہے جس طرح کہ اوپر بیان ہوئے ہیں اور اگر مٹاوی عبارت میں کہیں ان میاں کا خلاف بیان ہو جائے تو اسے خاکسار کا اتفاق نہیں ہے

**سیوم۔** اس سال میں لکھی صاحب کے رسالہ سیرۃ النحان کے متعلق یہی چاہی لکھ کر ہوئی ہے جس میں اسکے جواب میں البیان کی رہی نہی کسر پوری کی گئی ہے ہمارے دوست لکھی صاحب کو بغور پڑھیں اور مولوی ابوبکری صاحب کی خیر خواہی کا شکریہ ادا کریں اور اگر وہ ہمیں کوئی بات مٹا تحقیق پائیں تو اسکے جواب میں قلم اٹھائیں جس البیان کے جواب میں سکوت اختیار کرنے کی پابندی اس کے جواب میں سکوت نہ کریں۔

**چہارم۔** رسالہ میں باوجود ان خوبیوں کے ایک چیز ہے کہ اسکی ترتیب و ترتیب بخوبی نہیں ہوئی لہذا اس سے وہی شخص نفع اٹھا سکتا ہے جسکو کوئی دوسرا کام نہ ہو اور وہ رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھ جائے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مولوی ابوبکری صاحب کے پہلے تالیف ہو وہ اس رسالہ کے ہر ایک بحث کا کوئی عنوان یا سرخی مقرر کرتے اور قلم علی اسکو لکھتے تو قبیل الفحصت لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے اب اس نقصان کا حیر اور کمی کی تکمیل یوں ہو سکتی ہے کہ مولوی صاحب مضامین رسالہ کی ایک فہرست

بند بخیر لکھی رسالہ فہرست مطلوبہ مولوی صاحب نے ارسال کی ہے اس سے کس قدر کار بردی ہو سکتی ہے۔





جو ایک سخت اور بڑا غلطی ہے۔ اور اس حدیث کے صحیح معنی یہ ہیں کہ شنگہ پاؤں پہرنے (جو اکثر عوام اور غریب عرب کا دستور تھا اور ایسا ہی ہر ایک ملک کے عوام میں رواج ہے) کی نسبت جو اکثریت سے پرہیز کرو غلطی ہذا القیاس اور نیز غلطیان ان کتابوں میں ہیں مگر خیر اغلاط سے ساری کتابیں بیکار و بیعتنا نہیں جو حائزین اور عام فائدہ روحانی امور ساقط نہیں ہوتیں۔ ہم مولف کتب کو کہہ رہے ہیں کہ یہ نصیحت کرتے ہیں اور مشورہ دیتے ہیں کہ دوسری دفعہ وہ ان کتابوں کو چھپوا کر شائع کریں تو کسی عالم محدث کو وہ کتابیں کہہ کر مسائل مندرجہ کتاب کی نسبت انکی رائے لیلیں اس صورت میں وہ کتابیں بلا حضرت روحانی دوا بن سخی ہیں +

حضرت کریمہ حال پوچھا تو ان نے کہا کہ آنحضرت کے سفید بال کو کم تھے لیکن حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے بال کے بعد مہندی و سہم کا خضاب کیا ہے تیل الاوطار میں اس حدیث کو نقل کر کے آنحضرت کے خضاب کی حضرت انس کے انکسار کی نسبت فرمایا ہے کہ اس سے نہایت ہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کو آنحضرت کے خضاب کا علم نہیں ہوا جو ابن عمر و ابی رستم کو ہوا تھا اور آنحضرت کا فعل خضاب نہ ثابت ہو تو اس سے خضاب کا سنت ہونا نہیں ٹوٹ سکتا۔ اسکی نسبت ہونے کی سطور آپ کو فی ارشاد کافی تیل الاوطار میں اور امام نووی کے شرح مسلم میں کہا ہے کہ خضاب سیاہ جاعل صحابہ و تابعین کے ہر کسی پر ان سب کے خضاب عثمان باجماع عام میں مہندی عام و صحابہ اور ابن مسرور ابو رزہ زبیری ابو قحافہ بنی ہاشمی نے کہا ہے کہ آنحضرت کو حدیث اخذ خضاب مخالفت خضاب مہندی ہے وہ سب صحیح ہیں انہیں کوئی تنافض نہیں ہے یعنی انہیں تطبیق اور موافقت ہو سکتی ہے۔ خاکسار کہتا ہے ایک مکتوب تطبیق وہ ہے جو خاکسار نے بیان کی ہے کہ صرف وہی خضاب اور سہم ہے جس پر گردن کبودی کی مانند رنگ پیدا ہوتا ہے نہ مہندی و سہم ملا کر خضاب کرنا۔

مولوی صاحب نے مصلح الرسم میں خضاب مہندی

سئل انس بن مالک عن خضاب رسول الله فقال ان رسول الله صلعم لم يكن شادلا يسيرا ولكن اياكرو وعمر بعد خضاب الحناء والكمم - متفق عليه وحديث انس انكاره لخضاب النبي صلى الله عليه وسلم بعارضة ماسيا في من حديث ابن عمر وما سبق وما في الصحيحين وان كان اخرج مما كان خارجا منه ما ذكره كل من علم ان من وقع الخضاب منه لا يستلزم العدم - ورواية عن ائمة اولى من رواية لان غاية ما في روايته انه لم يعلم وقد علم غيره وايضا قد ثبت في صحيح البخاري ما يدل على اختصا صلعم على انه لو فرض عدم ثبوت اختصا به لما كان قادحا في سنته لخضاب ابو رزہ الاشهاد اليها في قول الاحاديث الصحيحة (تيل الاوطار ص ۱) وخضاب جابر بن عبد الله بن روى في صحيح عثمان بن عفان والحصان ابن عمر وعقبة بن عامر ابن مبرز وابي يزيد وقال القاضي الطبري الصبا ان لا تار للروية عن النبي صلعم بتغير الشيب والنبي عند كل ما يصحح لا يغير خضاب

## حاشیہ میں ممانعت خضاب سیاہ کے متعلق مولوی

کی بڑائی پر نقلی اور نقلی بحث ہی کی جو اور حدیث خضاب و سہمہ و مہندی کا جواب بھی دیا ہے۔ لہذا اتفاق میں اس کا جواب دینا ضروری ہے۔

**نقلی بحث میں** آپ نے یہ حدیث بن عباس نقل کی کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہر رنگ کے سیاہ خضاب کرینگے جس کو ترکہ میندان کوگون کو سنت کی خوشبو ہی نصیب نہ ہوگی؟

**عقلی بحث میں** اپنے فرمایا ہے کہ عقل ہی اس فعل ہی قبح کو متقاضی ہے کہ کیا یہ خضاب کے اپنے بڑا پے کو چھپاتا ہے اور دیکھنے والوں کو دکھ دیتا ہے اور فطرت الہی کو بدلتا ہے اور یہ سب امور قبح ہیں۔ پھر آپ سفید بالوں کو نوچنے سے بڑا پے کے نوک بدلتے کی ممانعت اور بدن کو گودانے اور دانت اور بار و بار کے غصے تو خلیق اللہ کی ممانعت کی ممانعت نقل کر کے ان افعال پر سیاہ خضاب کیا

واجب تھا کیا اور یہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں تین خضاب سیاہ میں ہی موجود ہیں اس لئے عقلاً مباح ہے۔ پھر جو حدیث خضاب مہندی در سہمہ آپ نے فرمایا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ سہمہ کا خضاب سیاہ اس کو مستثنیٰ

ہے اس لئے کہ حدیث میں مہندی اور تیل کے خضاب کی اجازت ہے اور مہندی تیل سے سیاہ ہو جاتا ہے

مگر یہ امر لازم نہیں کہ مہندی اور تیل کے ترکیب میں خضاب ہوتی ہیں۔ بعض اہل تجربہ کا قول ہے کہ اگر

دو نوکوں کو لکھ کر لکھیں تو رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور اگر دو نوکوں کو الگ الگ لکھیں تو سرخ ہوتا ہے بعض

سے سیاہی ہوتی ہے بعض سے نہیں ہوتی۔ جب حدیث میں سیاہ خضاب ہو مطلقاً ممانعت الہی

ہے تو خنوا و تیل کا خضاب اس ترکیب کو جائز ہو گا کہ یہ مین سیاہی آئے

جیسا کہ ظاہر ہے اور سیاہ خضاب کے ممنوع ہونے کی وجہ سے جو بڑا پے کو چھپانا اور قدرتی وضع

کو بدلتا ہے وہ سہمہ وغیرہ میں برابر ہے علت کی شرکت کو حکم کا اشتراک ضروری ہے۔

**خاکسار کہتا ہے** کہ نقلی بحث کا جواب ہمارے مضمون میں نہیں حاشیہ

آچکا ہے کہ حدیث ممانعت خضاب سیاہ حدیث جو از خضاب خنوا و سہمہ کے مخالف و مخالفین

## صاحب مولف اصلاح رسوم جاہلیت کے دلائل

اسمین اور اسمین کئی وجہ سے تطبیق و توفیق ممکن ہے از انجمله ایک وہ صورت ہے جو ہندوؤں کا ہے اور مولوی صاحب نے ہی ایک طرح سے ان لیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا اور نیک کا خطاب اس ترک ہے جائزہ مولوی صاحب نے کیا ہے (اسمین یہ بات کہنا مولوی صاحب بھول گئے یا بھول کر کیا کہنا ہے) یہی جیسی کہ بتور کے سینہ کی ہوتی ہے چنانچہ مولوی صاحب کی نقل کردہ حدیث میں اس بات پر تصریح ہو چکی ہے (اور ہم ہی یہی سیاهی کو جائز کہتے ہیں اور جائز کہہ چکے ہیں کہ وہ کہو ترکی گردن پاسبینہ کیسی سیاهی نہ ہو اور اسمین ذرہ برابر شک نہیں (اور جسکو شک ہو وہ خود بخیر ترک کر کے دیکھ لے۔ مولوی صاحب کی طرح دوسری اہل تخریب کا مقلد نہ رہے) کہ اگر وہ سمین ہندی ملا کر لگائی جائے اور وہ سم کی نسبت ہندی کی نسبت زیادہ ہو تو کہو ترکی گردن اور سمینہ جیسی سیاهی (جو نیلگون ہوتی ہے اور اسمین اودی سرخی کی چمک ہوتی ہے اور وہ نہایت بد نما و بدیہی دکھائی دیتی ہے اور بعد نہیں کہ یہی بد نمائی اسکی مانگت کی وجہ ہے) ہرگز ہرگز نہیں ہوتی بلکہ وہ قدرتی رنگ بالون کی سی سیاهی ہوتی ہے۔

**عقلی بحث کا جواب** یہی اس مضمون میں آچکا ہے سمین ثابت کیا گیا ہے کہ وہ سم ہندی کا خطاب خود بدولت حضرت رالت و حضرت خلفاء خلافت راشدہ سے ثابت و مسلم ہے اور غیر شیب (بڑے پائے کو بد لئے) کا نام کیسی حکم (جسکے خلاف پر یہودیت و نصرت کا حکم لگ جائے گا خوف ہی) ہی خود سرکار عالی حضرت متعالیٰ ہی بخاری سلم کی حدیث میں ہے

ان اليهود والنصارى لا یصلون  
فما لہم بخاری سلم ج ۲  
ان بابی تھا اختراہیہ مکتبہ دہلی

ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کا خلاف کرو یعنی خضاب کیا کرو ایک حدیث میں آیا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابو بکر

## عقلیہ و نقلیہ نقل کر کے ان کا جواب دیا جانا

ولحیۃ کا لغتاً متبیا ضاقتا لرسول  
اللہ صلم غیر واہذا پیشے و احتنبوا  
السواد - مسلم طبع ۲ - نیک لاد طبع  
از رایت امام احمد طبع ۱

کے والد اور چنانچہ کوجس کا سہارو ڈوار طہی کے بال انہا  
بولی کی مانند سفید تھے حضرت کے حضور میں لائے  
گئے آپ نے فرمایا کہ اس سفیدی کو بدل دو اور سیاہی  
سے بچو یعنی وہی سیاہی کیونکہ ترک کی گون کیسی

پہر کی حرارت و جمال ہے کہ مطلق نقیض شیب کی ممنوع قرار دے اور سفید بال نوچنے اور بدن کو گھونٹ  
اور و امت و ابر و پار یک کرنے کے تغیرات منہی عنہا پر حکیم مخصوص نقیض شیب خضاب مسنون  
مہندی و سہ کا قیاس کرے مولوی صاحب یہ قیاس بمقابلہ نص کہلاتا ہے اور اسکا جو حکم اسلام  
میں آچکا ہے آپ جیسو محقق بخفی نہیں ہے کہ ہم اس کے بیان کو خامہ فرسائی کریں۔ پہر تعجب ہی  
کہ آپ اس قیاس بمقابلہ نص کے حرأت کیونکہ کہ ہوئی۔ اور اگر آپ کے نزدیک ہر ایک تغیر خلق اللہ  
ممنوع ہے (کو احادیث صحیحہ میں وہ آچکا ہو) تو پہر اندیشہ ہے کہ آپ غنہ کراتے پر نہیں  
کرتواتے۔ ناخن کٹواتے وغیرہ امور سنو نہ کو ہی تغیر خلق اللہ قرار دینگے اور انکو حدیث المتعیرات  
خلق اللہ کہ آیت تغیر خلق اللہ کا منور ثانی گئے۔ آپ جیسو محقق سے ہر علت تغیر خلق اللہ کو  
بمنصوبت میں متعدی کرتا اور اپنے قیاس کی بناء اس علت پر قائم کرنا اس شعر کا مشعق ہر  
گرتے ہیں شہسوار ہی عیدان میں وہ طفل کیا کر گیا جو گھٹنوں کے بل چلے

حدیث خضاب مہندی و سہ کی جواب میں جو کچھ مولوی صاحب نے کہا ہے اسکا جواب ہمارا  
مغیر میں آچکا ہے جس اہل تجربہ کا قول مولوی صاحب نے پیش کیا ہے وہ اگر دروغ گو نہیں تو  
خطا کار ضرور ہے۔ مولوی صاحب اسکی تقلید چہرہ کر خود تجربہ کرینگے تو ہمارے بیان و تجربہ کو  
صادق و لائق قبول اتباع پائینگے۔

ابن عیاد مولوی صاحب کی اس عقلی دلیل کا کیا یہ خضاب میں بڑا پے کو چھانا اور لوگوں کو

ہے۔ دیکھئے مولوی صاحب ان کے جواب میں

دہوکہ دینا پایا جائے سو یہ ہے کہ ذیل بلاریب اس صورت میں صحیح دلائق تسلیم ہے کہ کوئی شخص سیاہ خضاب کر کے عمر کسی کو دہوکہ دے اور نقصان پہنچائے اور اگر انکی نیت اس فعل سے کسی کو دہوکہ دینے اور نقصان پہنچانے کی نہ ہو بلکہ نیکی کرنے اور نفع پہنچانے کی ہو تو اس کے حق میں آپ کی یہ دلیل دلائق تسلیم نہیں ہے۔

دہوکہ دینے اور نقصان پہنچانے کی ایک یہ صورت ہے کہ ایک شخص ضعیف العمر از کار رفتہ نے حکم مرد چون پریشاد حرمج ان میگرو کسی جوان عورت کو جس کو ایک جوان قوی کی ضرورت ہو نکاح کرنا چاہا اور وہ سے بال نہایہ کر کے اس کو اپنا جوان بنانا بتایا اور اس عورت کو اپنے نکاح میں پہنچایا۔

پھر جب بالوں کا لگاؤ (خضاب سیاہ رنگ) لگایا اور آدھریٹیل ڈیوٹی (خاص مستحکم) میں وہ فعل ہو گیا تو اس بیچاری مظلومہ پر مصیبت اور غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اس صورت میں بلاریب اس مکار دہوکہ باز کا دہوکہ ثابت ہو گا اور اس کی نگوہ کو فسخ نکاح کا اختیار ہو گا اور علیٰ ہذا القیاس اور واضح ہے کہ یہ دہوکہ بازی دوسرے سے مخصوص نہیں ہے اگر کوئی نازیبا وعظ کے ذریعہ دہوکہ بازی کرے وعظ میں خوش بیانی و خوش الحانی اس نیت سے کرے کہ اس بیوہ سے وہ کسی عورت سامعہ کو اڑا لے چنانچہ بعض عظیم پنجاب سے تہا نرسا گیا ہے تو اس شخص کا عظیمی دہوکہ بازی میں داخل ہوا جس صورت میں دوسرے لگانے کوئی شخص کسی کو نقصان پہنچانے کو لوگ اپنی غلط فہمی سے دہوکہ کہاتین ایک بڑھے کو جوان سمجھ لیں وہ صورت دہوکہ دہی نہیں ہے اگرچہ تو وہ دہوکہ خوری ہے جو دہوکہ کہانیرا لے کا قصور ہے وہ ایک فعل جائز یا غیر جائز ہوتا ہے اگرچہ والد کا نیکی اور نفع رسائی کی نیت سے یہ لگانے کی ایک صورت تو اس کے خود بھی اصلاح الرسوم کے صفوہ میں بیان کی ہے کہ اعدا و دین کے مقابلہ کے وقت اپنی ہیبت کے دکھانے کو دوسرے لگایا جاوے۔

## کیا فرماتے ہیں

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ہم عمر اور قدیم بیوی کے خوش کرنے کیلئے کبھی بھینس لکھائے یا جن بیوی سے نکاح جدید کرے اسکا اپنی عمر تیار کرادے اور اسکی خواہش سے دسمہ لکھائے جیسا اسکی خاطر اپنے سر کے بالوں میں سیاہ خضاب کرے یا ہنوں میں مہندی لگا دے ایسی صورتوں میں ایسی شخص کیلئے دسمہ مہندی لکھنا مذموم اور اسنت کے ثواب کا موجب ہوگا بلکہ بیوی کو خوش کرنے کا ثواب بھی اسکو حاصل ہوگا اور اس آیت کریمہ کے علم امثال کا ثواب بھی ہوگا جس کا ترجمہ

و لھن مثل الذی علیہن  
بالمعرف -

قال ابن عیینہ فی الامانی لجان تزین  
کامراق کما لجان تزین لی - کما لجان تزین  
قال و لھن الما فی البیان ص ۲۹۶

یہ ہے۔ عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا کہ مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ حضرت ابن عباس فرمادیے ہیں چنانچہ فتح البیان میں آیا کہ کہ میں اپنی عورت کی خاطر اپنے بالوں میں کنگھی کرتا ہوں اور میں ٹھن کر رہتا ہوں

جو لوگ خود شستہ حال رہتے ہیں اور اپنی عورتوں کا بناؤ سمجھنا چاہتے ہیں وہ اس آیت اور اسکی تفسیر کو جو ابن عباس سے منقول ہوئی ہے غور سے دیکھیں اور جو لوگ اپنی گور سے گوری چہرہ پر ڈاڑھی نہیں رتھ دیتے مگر اپنی بیویوں کے سر شدوائیکو پسند نہیں کرتے وہ بھی اس آیت اور اسکی تفسیر کو غور و انصاف سے ملاحظہ فرمادیں۔

مولوی صاحب نے اصلاح الرسوم کے مسئلہ میں فرمایا ہے جس شخص کو خضاب سیاہ کے باب میں قوی دلیل ملے وہ اسکو شبہ نہ رسالہ کے حاشیہ میں ثبت کرے خاکسار نے مولوی صاحب کی فرمائش کی تعمیل کردی ہے اگر وہ اس تعمیل کو کافی دانی سمجھیں تو خود بھی اس حالہ کی دوسری دفعہ کی شاعت میں خاکسار کے مضامین کو درج میں یا حاشیہ رسالہ کر دیں اور اگر اس تعمیل میں نقص یا ورین کو خاکسار کو بہ اطلاع دیں خاکسار خدا کا بندہ ہر اپنے نفس اور رے مخالف نفس کا بندہ نہیں انشاء اللہ تعالیٰ انکی تحقیق حق کو مان لینگا

## درسہ دارالحدیث شاہجہان پور کا مژدہ - اور افسوس

ناظرین عنوان مضمون کو پڑھ کر تعجب کریں گے کہ یہ مژدہ کیسا جسکے ساتھ افسوس لگا ہوا ہے حضرت! مژدہ اس درسہ کے ابتدائی وجود کا ہے اور افسوس اس کے انتہائی حالت مخوفہ پر۔ ابتدائی حالت کا مژدہ اس درسہ کی سالانہ رپورٹ یا روداد شہرہ بانی مدرسہ مولوی حافظ حکیم ابوالکلی محمد صاحب شاہجہان پوری کو دیکھ کر سنایا گیا ہے۔ مولوی صاحب اس رپورٹ میں فرماتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ کو فی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لایسأئید آدم محمد استی علی آلہ وورثہ علیہ السلام الہدیٰ اس ذات پاک کا کیسے شکرا دہو سکے جس نے ہم ناچیز بندوں کی دنیا و آخرت کی اصلاح کیلئے دین قائم کیا اور اسکی تبلیغ کے لئے انبیاء کو مبعوث فرمایا اور انکا ارشاد علم دین کو بظاہر اپنا پیش نصیب فرمایا وہ لوگ جو علم کے وارث ہیں اور جو کہ اسکے خادم اور حامی ہیں کہہ جاتے ہیں ساری کمائی کو علم کی حمایت اور اسکی اشاعت میں صرف کر کے بڑے بڑے درجہ اسد کے نان حاصل کرتے اور اسکے انصار میں داخل ہوتے ہیں اور ایسے حنات کا حصہ لیتے ہیں جن کے ثواب کا سلسلہ ان کے مرنیکے بعد بھی ترقی کرتا رہے اور ختم نہ ہو۔ نہ ہے نصیب ان لوگوں کے بلخصوص وہ لوگ جو کسی خاص ضرورت کے موقعہ میں چنان مدد کی سخت ضرورت ہو اور کوئی خاص فریادہ مدد کا نہیں ہے جسکی نظیر مدرسہ دارالحدیث شاہجہان پور ہے۔ مدد دیتے ہیں وہ تہہ بڑے عمل کیا تہہ بڑے کثیر حاصل کرتے ہیں۔ حضرت ناظرین ہونکو کو غنیمت جانیں اور اس غریب سہ کی اہمیت اور شخص ہی پوشیدہ نہیں ہے جو اس ہر واقف ہر مدد فرما کر انصار اسد میں داخل ہوں اور تہہ بڑے عمل کے ساتھ بکثرت انشاء اسد حاصل کریں۔ اگرچہ یہ کہنا صحیح نہ ہو گا کہ مدرسہ کوئی غیر معمولی کام کر رہا یا لیکن یہ

اسکے متین کہ بلحاظ اس کے اخراض و مقاصد کے اس طرف کے وسیع خطہ ارض میں اسکا نظیر ملنا مشکل ہے اور آئندہ سے یہ بھی قصد ہے کہ ایسا انتظام کیا جاوے کہ اس مدرسہ میں علاوہ دیگر کتب و رسمہ نفسیہ اصول و منطق وغیرہ کے ہر سال صحیح سنتہ کا دورہ ہو جایا کرے تاکہ ان طلبہ کے سوا جو تحقیق و تدقیق پڑھتے ہیں اور تنقید ہوتے ہیں وہ طلبہ بھی اپنی مراد کو پہنچ سکیں جو سبب قلت فرصت کے جلد کتابوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے مدرسہ کی اس تمنا کو پورا کرے اور اپنے بندوں کو توفیق دے کہ وہ اعانت فرما کر اس رسمہ کو اس قابل بنادیں و اللہ ولی التوفیق ہے

اسکے بعد مولوی صاحب نے ان طلبہ کی جو سال گزشتہ میں داخل ہوئے ہو اور ان کتابوں کی جو کتب میں اس سال پڑانی گئی ہیں فہرست دی ہے ہم طلبہ اس کے نام بتائے کی ضرورت نہیں دیکھتے ذکر فہرست کتب نوٹس لینے کے لائق ہو سکتا جاتا ہے۔

سب سے پہلے کتاب قرآن مجید و فرقان حمید ہے جس کیساتھ تفسیر جلالین پڑائی گئی ہے کتب حدیث سی مشکوٰۃ بلوغ المرام سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ۔ کتب فقہ و اصول و فرائض سے ہدایہ، شرح وقایہ۔ توحید الاوزار، سرحدیہ۔ کتب منطق سے قطبی، لاسن۔ محمد احمد۔

کتب صرف نحو و ادب و تواریخ سے ابتدائی رسائل لغات شرح ملاحامی اور لغت العربیہ کتب طب سے سیدی شرح اسباب۔ قانونی طب اکبر۔

اسکے بعد مولوی صاحب نے چندہ کی فہرست دی ہے اور یہی ہمارے کافیس کا محل ہے اس فہرست میں شہرہ و روضہ گلستانہ، ہوگی۔ آسن ہول۔ دانا پور۔ مرزا پور۔ رمضان پور، شکر آباد۔ مہر پور۔ راج گاؤں۔ راج گاؤں۔ شاہ جہان پور۔ بنارس۔ علی بہت۔ منگلوری۔ سیتا رام پور کے بڑے بڑے امرا و تجار و زمیندار۔ مالگناردن اور شہر کی جماعتوں کا چندہ درج ہے جہین بڑے بڑے زمیندار و تجار ہیں چندہ سالانہ ایک بار ان میں واکٹر شخاص کا جنہیں سے ہماری علم و شناخت میں بڑے بڑے زمیندار و تجار ہیں چندہ سالانہ ایک بار



ایک اور دو درجہ یہ ہے ایک بڑے شریں رعیت دار کا یہ افضل خدا اور محمد شریں مالا نہ ہو  
اور کل چہ سہ سال تمام کی میزان سے لے کر ان کے ہاں ہر سال سے ہر سال سے ہر سال سے ہر سال سے  
چندہ دہندگان و تنخواہ مدرسین اور طلباء و کرامیہ مکان و خرچ و کتب و غیرہ ہندی ہے۔ باقی  
پرست مدرسہ ماجہ اور لقیہ اسالگہ شریں ہے اس میں خرچ مدرسہ کو دیکھ کر کہ ان کے فیس ہوں اور  
بلا اختیار یہ کہنا پڑا کہ اس میں کتب است و این طار کا وظیفان تمام خواہ شد۔ آئندہ ہی چندہ کا یہاں  
حال ہے اور مدرسہ میں مدرسہ کا ایسا ہی دل رہا تو آخر ایک دن باقی مدرسہ کا رجوع وقت تک  
بڑھیا خدیوہ ریوسف علیہ السلام کے طرح اپنے گزشتہ لقیات مدرسہ بردار رہی ہیں (حصولہ ٹوٹ جائے گا۔  
خداوند دن نہ لائے اور نہ کہائے) متمول محمد شریں محاذین مذکر و مؤنث نصیب یک من الدین کو نصیب  
کریں اور آریہ واحسن کما احسن اللہ الیہ کو کل من لادین اور اس مدرسہ کی اعانت اپنی حیثیت  
و توفیق کے ملوث کریں۔

اس وقت چندہ کی علت ہمارے خیال میں (و اللہ اعلم) یہی ہے کہ اس مدرسہ کی نادر کا اکثر شعبہ ہجرت  
ہی کا چندہ ہے اور اس مدرسہ کے بانی ساعی و حامی ہی زیادہ تر الحمد شریں ہی ہیں اور اس مدرسہ کا نام  
یہی خاص کردار محمد شریں ہے کہ گاہ کیا ہے حالانکہ اس مدرسہ میں فقہ و اصول غیر و علوم دین ہی پڑھتے جاتے  
ہیں اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کام خاص ایک فرقہ یا ایک شخص کے ذمہ اور ہمارے پرچہ لائے جائیں  
وہ کام مقابلہ اس کام کے جسکو مختلف فرقوں کے مختلف اشخاص مکرر چاہا ہیں اسی قلت اور کمی کا محل  
ہوتے ہیں اسکی مسلم مثالیں اس وقت مدرسہ احمدیہ آریہ مادر مدرسہ محمد شریں امرتسرہ مدرسہ نعمانیہ لاہور  
و مدرسہ انجمن خفیلہ لاہور ہیں۔ انکی جو حالت قدوی قدوی ہے وہ تاخرین اخبارات و وقفین ملکی  
حالات اور ان مدارس کی پورٹین ملاحظہ کر نیوالوں پر مبنی نہیں ہے ان کے مقابلہ میں علیحدہ کالج  
اور کالج انجمن حمایت اسلام لاہور کو ملاحظہ کرو کہ وہ کیسے روز افزوں ترقی پزیر کیا اسکی وجہ وہ حصہ  
نہیں ہے علیحدہ کالج اور کالج انجمن حمایت اسلام لاہور کی اس وقت فرقوں کے اعیان و اشخاص حنفی  
اہل مشیت شیعہ سنی بلکہ غیر مذہب کے اعیان عیسائی و غیرہ مدد دیتے ہیں اس لئے وہ دن بدن

ترقی کر رہے ہیں۔ انجمن غائبانہ لاہور بدون حتمی ذریعہ ہب اشخاص کے کسی کو اپنا ممبر (یعنی رکن) نہیں بناتی۔ انجمن غائبانہ لاہور سوائے غائبانہ کے کسی کو اپنی مجلس میں شامل کرنے نہیں دیتی۔ اور ارکان انجمن اشخاص انجمن غائبانہ کو اپنی شاہی لاہور میں شامل نہیں ہوتے ہیں اس لئے ان انجمنوں کے ممبروں کو وہ ترقی حاصل نہیں ہے جو علی گڑھ کالج و اسلامیہ کالج لاہور کو حاصل ہو کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی اہل حدیث یا اور کوئی غیر حتمی ان انجمنوں کے اصول مذکورہ سے واقف ہو کر ان انجمنوں کے جلسوں میں شامل ہو یا دلی اہل اصحاب سے ان کے مدارس کو چندہ دے۔

انجمن غائبانہ کے بعض اہل علم ارکان جو اس انجمن کے چلتے پرتے کرتے ہیں غائبانہ کے خلاف اشخاص کے اپنی انجمن کا مرکز بن سکتے ہیں وہ انکو ذرا سنت و جامعہ سے خارج سمجھتے ہیں بڑے لوگ اہل حدیث کہلاتے ہیں (آجکل کے عہد کا ذکر نہیں امام بخاری و امام مسلم جیسے ائمہ حدیث ہی ان حضرات کے در نظر آتے ہیں) ان کو وہ حضرات امت و جامعہ سے خارج سمجھتے ہیں انکو یہ کہتے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کو سنا ہے کہ بخاری و مسلم وغیرہ اہل حدیث امت و جامعہ سے دور ہو کر غائبانہ کے ان پر یہ غلامی و زناہت کرنا کہ انکو کہ اشعارہ ما ترید یہ شاید اہل حدیث کے سب اہل سنت ہو بلکہ اہل حدیث ان سب سے بڑے ہیں اس قسم کے مستحق ہیں چند اصول بخاری و مسلم یا روئے تحریر کے پیش کئے ان حضرات نے کہ ان اصول کو تسلیم کیا نہ رو کیا اور یہی تحریر کو رو کیا پس کہہ کہ کہ آپ کو کہہنا یا بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ اس دن سو کا سا راون سے یا پس ہوا اور میل جول کم کر دیا۔ اس انجمن کے گذشتہ سالانہ جلسہ میں ایک مولوی صاحب (جن کو جامعہ مستقل و منقول و دعویٰ فروع و اصول سمجھا جاتا ہے) اشنا سے و عظیمین سے فرزند چکلا لاری کا بوجہ اپنے آپ کو اہل قرآن کے لقب کو لقب کرنا ہوا و اسلامی دینی اصول اربعہ سے اہل دوم سنت نبوی یا حدیث نبوی سے برا منکر ہے ذکر فرمایا تو ہی کے شمار و تقاریر میں اہل حدیث کو ہی شامل کر دیا۔ یہ خیال نہ فرمایا کہ شروع زائد سے حسین اسلامی عمارت کا بنیادی پتھر رکھا گیا تھا اس چوبدوی حدیث کی گھسیٹ سی فزونی اسلامی نے خصوصیت کے ساتھ اپنا لقب اہل القرآن مقرر نہیں کیا۔ اور لقب اہل حدیث تو پرنا لقب ہو کر فقہائے مذہب سے نفی لے لے اس جامعہ امت و امت کیلئے جو حدیث کی خدمت کرتے چلے آئے اور باوجود قطع تعلیق و جدوجہد میں حدیث پر عمل کرنے میں جو کلمہ کہا ہے وہاں سے متاثر ہیں ان کے حق میں یہ لقب بہت آہل کیا ہے پر ہم اس سے فرقہ اہل قرآن کیا تھا ان کو کیوں ملاتے ہیں اور انکو امت و امت کا مقابل کیوں ٹھہراتے ہیں۔ مولوی صاحب پر تو ان فقہاء کے اقوال بخانی ہو گئے ہم ان واقف ممبران انجمن غائبانہ کی وجہ سے مختلف

اگر یہ سب کچھ ہوا اور امید ہے کہ ضرور مسلم ہوگی (تو سونہی صاحب ہائی مدرسہ شاہ جہان پور بہار اور پورہ پورہ  
 اپنے مدرسہ کو اور اسکے جانیوں سابعیوں کو دینے کرنے کی کوشش کریں۔ پہلے تو وہ مدرسہ کے نام کو دینے  
 اور دینے کریں بچا سے وار الحوشہ اسکامام دار الفقہ و حدیث کہ ہیں حسین کوئی دیکھ کر نہیں بناوٹ نہیں بگا  
 ایک سادہ واقعی کا اظہار ہے اور اس نام سے مدرسہ ہم باہمی بننا ہے اور اس میں طالبان ترقی فقہ کا بھی  
 اس مدرسہ کو اپنا مدرسہ تصور کرنا اور حسین کافی درودینا متوقع ہے یہ پرعلمیان اور مساعدا و عوام و دیگر اہل  
 اہلسنت حنفی وغیرہ کو اپنا حامی اور معاون بنائیں اور ان میں دروین اور ان میں اور اگر یہ مدرسہ خاص کر اہل حدیث  
 ہی کا کارنامہ تو اس مدرسہ کی ترقی کا خیال سودا محال ہے اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہر کام کا قومی اثر

امثال بخاری و مسلم کو اہلسنت سے خارج سمجھتے ہیں (اگاہی کیلئے چنانچہ اقوال فقہاء واصولین کتب فقہ  
 واصول حنفیہ سے نقل کرتے ہیں)

شرح نقایہ مغویا الی الخاتیہ وان  
 نزل بالمسلمین نازلہ مقتت کلامام  
 و صلوات اللہ علیہ و قول النوری واحد  
 وقال جہول اہل الحدیث القنوت  
 عند المنازل مشرع فی الصلوۃ کلما  
 (الجلال الرائق ومثلہ فی الخطاوی)  
 فی فتح القدرین مشرعیۃ القنوت  
 للبیاضات مستمر ولہ نسخہ وہ قال جہول  
 من اہل الحدیث (الاشباہ والنظائر)  
 قال جہول اہل الحدیث القنوت عند المنازل  
 مشرع فی الصلوۃ کلما (شرح نقایہ)  
 ومیل علی قنوت المنازل کما اختارہ بعض  
 اہل الحدیث انہ علی الصلوۃ والسلام  
 لم یزل یقین فی التوازل والمثل  
 والعاشر کاشارۃ بالسبب انکال الحدیث  
 غلام کبیری

شرح نقایہ میں بجا لایا ہے کہ مسلمانوں پر کوئی  
 حادثہ آپڑے تو امام جہری نمازوں میں دعا و قنوت  
 پڑھے ہی قول ہوا امام نوری و امام احمد کا جہول  
 حدیث کہتے ہیں حوادث کے وقت یہی نمازوں میں  
 دعا و قنوت مشروع ہے (کبر الراقی و خطاوی)  
 فتح القدرین میں دعا و قنوت کا مشروع ہونا برابر جاری ہوا  
 چلا آیا نسخہ نہیں ہوا اسی کے قابل جماعت اہل حدیث  
 میں (اشباہ و نظائر)  
 جہول اہل الحدیث کہتے ہیں کہ حوادث کے وقت سب ہی نمازوں  
 قنوت مشروع ہے۔ (شمسی شرح نقایہ)  
 دعا و قنوت حوادث کی حالت پر مجمل ہے جیسا کہ بعض  
 اہل حدیث قائل ہیں کہ انھیں معلوم ہمیشہ حوادث میں دعا  
 قنوت پڑھ کر تے رہتے ہیں  
 دسویں بات نماز میں اشارہ ہے جیسا کہ اہل حدیث کرتے ہیں

خواہ شخصی و جمعی یا قیام و عی علیت ہو ممکن ہے یا یوں کہو کہ وہی سبب ہو سکتا ہے اولیٰ فلاں  
 (خالص نیت ثواب آخرت ہو کرنا) دوم یا وراثت (لوگوں کے دکھائے اور نام آوری حاصل کر نیکی  
 لے کرنا) اخلاص نیت ہو کرنا میں کم ہے گویا وہ عیناً صفت ہو اب رہا یہ جو مخلصین المحدث

نقل قولہ الحق الزوان جاعلین اهل الجنة  
 منهم ابو الفضل محمد بن طاهر المقدسی  
 یفرقون بینہما بزيادة فی النسبة  
 للمذہب یقولون حنفی و انقال ابن  
 الصلاح لم یجد ذلک من احد من الذہن  
 الامن ابی بکر الانباری رحمہ اللہ  
 اجماعیث کی ایک جماعت کہ انما جاعلین اهل الجنة  
 میں یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ لفظ حنفی مذہب کی طرف  
 منسوب ہو تو اس میں صرف (ی) بڑھ کر  
 حنفی کہا جاوے۔  
 رد المحتار ماشیہ  
 در المختار

قوله وقیل فی الکل قد علمت ان هذا الم  
 یقل بیک الشافعی وغیرہ فی البحر الی  
 جہود اهل الحديث کان یبغی عزہ  
 الیہم الشافعی وہ انہ قول فی المذہب  
 (رد المحتار)  
 حکم ان رجلا من اصحاب ابو حنیفہ  
 الی رجل من اصحاب الحديث ائمة فی جہود  
 الشافعی الجوزجانی قالی الرجل ان یزججہ  
 الا ان یترک مذہبہ المذہب اصحاب الحديث  
 فقال الشافعی ما سئل عنہ الکاح جائز  
 فکان اخاف علیہ ان یلہا بیا یسوق المذہب  
 لانه استغنی مذہبہ للذہن حق عند  
 حنفی منسوخ رد المحتار  
 حوادث کے وقت کل نمازون میں و عادت قوت پر میں  
 صرف شافعی کا قول ہے اور بحر الرائق میں اسکو جو  
 اجماعیث کی طرف منسوب کیا ہے انہ اسکو انہیں کی  
 طرف منسوب کرنا مناسب ہے تاکہ یہ نہ سمجھا جاوے کہ وہ حنفی  
 مذہب کی طرف ہے (رد المحتار)  
 حکایت ہے کہ ایک حنفی المذہب نے ایک اجماعیث سے اسکو  
 بیٹھی کا کھل چا انا المحدث فی یہ شرط کی کہ وہ حنفی  
 مذہب ترک کر کے اجماعیث ہو جاوے جس پر امام جوزجانی  
 نے قوی دیا کہ کھل تو ہو گیا مگر یہ خوف ہے کہ اس شخص کا کھلنا  
 اجماعیث ہو کر نہ اس نے ایک مذہب کو جو حق جانتا تھا  
 صرف ایک مذہب الی چیز کی خاطر ترک کر دیا

اما الخلف المنقول عن اهل المذہب الاصل فی  
 فلا حکمہ لا حکمہ ممتاز اکثر الخلفیہ  
 والشافعیہ والحنطیہ لہذا لیس فیہم منہم  
 الی الخلفیہ والشافعیہ والحنطیہ لہذا لیس فیہم منہم  
 مسلم الثبوت کے حاشیہ میں احکام میں بااحت  
 ہر مت کے اصل میں ہر مت کا باہمی اختلاف ذکر  
 اجماعیث کا مذہب حرمت بیان کیا اور یہ میں

بعض حضرات نے ان ارکانِ اربعینِ ائمہ سے امام بخاری وغیرہ ائمہ شیخ سلف پر اعتراض فرمایا کہ یہاں ہے کہ مقتولہ  
 ائمہ شافعی ہیں اس لئے وہ اہلسنت تھے اور کہ اگرچہ بعض ایک سبب کا مقتولہ نہ ہو وہ اہلسنت تھے نہیں ہو سکتا  
 اور اپنے قول کے ثبوت میں سولی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا حالہ دیا خاکسار نے سولی احمد رضا خان صاحب  
 کے علم و کمال سے وقفہ ہی اور انکار سالہ و کچھ نہیں کیا ہے مگر یہ بات ہر مدعی متقدمہ و مدلل امام بخاری  
 وغیرہ محدثین سلف کے حق میں باوجود کمال اور بڑے زور و کوشاں ہے کہ جو شخص امام بخاری و محدثین ائمہ  
 کو امام شافعی کا مقتولہ کہتا ہے وہ علم حدیث کی اور معنی اجتہاد و تقلید سے نااہل اور بالکل بے بہرہ ہے



و وہم نہ رکھتے تھے کہ کوئی عالم المحدث اس اصول پر دلیل کا مطالبہ کرے گا اور حکم سے آفتاب آمد دلیل آفتاب، خود اس اصول کو ہی اس کی دلیل سمجھے ہوئے تھے اب جو اس پر دلیل کا مطالبہ ہوا ہے۔ تو دلیل کا بیان کو نا ضروری ہو گیا۔ اور مجبوراً ایک بدیہی مقدمہ کو نظری فرض کیا گیا ہے۔

اسے عزیز امر قسریٰ! اور اسے اس کے حامیوں میرے پیادے اور پرانے دوستوں (جن میں دو صاحب عالم و محدث ہونے کے ساتھ حافظ قرآن بھی ہیں) قرآن مجید مانعہ میں لو۔ اور اس میں اس آیت کو غور اور توجہ سے پڑھو۔ جس میں ارشاد ہے۔

یا اہل الکتاب لستم علی شئی حتی  
تقیموا التورۃ والانجیل وما انزل  
الیکم من ربکم جائدہ غ۔

لستم علی شئی من الدین ولا فی ابدیکم  
شئی من الحق والصواب۔ تفسیر کبیر ج ۲  
علی شئی دین۔ ویجہ ان یسعی شیعہ  
لانہ باطل۔ من ربکم ومن اقامتھا  
الایمان بحمل صلی اللہ علیہ وسلم (بیضاؤ  
ص ۲ جلد ۱)

یہ آیت یہودیوں نے اس قول کے جواب میں  
نازل ہوئی تھی جو انھوں نے کہا تھا کہ ہے  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اقاری ہیں کہ تورۃ  
حق ہے۔ سو ہم اس کتاب کو مانتے ہیں اس کے  
سوا اور کتاب (قرآن) کو نہیں مانتے۔ ایسا ہی تفسیر کبیر میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے

یا ربنا  
تنبہ  
نزلت  
السبت  
اجلا  
کرتے  
اسلا  
آن  
کس  
عقا  
اہ  
کے  
ف

<p>اس میں مشورہ کی ایک اور آیت ہے۔ اے مومن! تم میں سے جو کسی کو دیکھو کہ وہ کفر سے لڑ رہا ہے اور اس کی جگہ پر اسلام کے پر ایک کلمہ کو مانا، تو اس کو دیکھو اور شیطان کے قدموں کی (غیر اسلامی) احکام کو بھائے احکام اسلام ماننے سے) پیروی نہ کرو۔ یہ آیت ان سونین اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بعض احکام اسلام (اونٹ کو حلال جاننے) سے پرہیز کی اور اس کے مقابلہ میں غیر اسلامی حکم (اونٹ کو مکروہ ماننے) پر عمل کرنے کا ارادہ کیا۔ ایسا ہی جلالین نے بیضاوی کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔</p>	<p>یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلام کا قول۔ تنبعوا خطوات الشیطان انہ لکذیبون مبین۔ (سورہ بقرہ ۲۵۶) نزلت فی عبد اللہ بن سلام واصحابہ لما عثر السبت وکرہوا الابل بعد الاسلام۔ الجلالین ومثلہ فی التفسیر الکبیر ص ۲۷۲ والبیضاوی ص ۱۰۴</p>
<p>ان آیتوں میں انکو ڈرایا اور فرمایا گیا ہے۔ کہ اگر تم ایسا کرو گے تو پورے مسلمان نہ ہو گے۔ ان دو آیتوں نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص احکام یا اخبار یا عقائد اسلام میں سے کسی ایک حکم یا عقیدہ یا خبر کی تسلیم سے انکار کرے گا۔ اور ان کے مقابلہ میں غیر اسلامی احکام، اخبار و عقائد کو پسند کرے گا۔ وہ مسلمان نہ ہوگا۔</p>	<p>ان ہی آیات کے مطابق احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا فیصلہ ہے۔ بہت سی احادیث صحیحہ میں قرار دیا اسلام سے نفرت و انکار اور غیر اسلامی طریق و قرار دیا و کفر کا بیان ہے۔ لیکن یہاں بھی وہ شخص ہم میں سے نہیں فرمایا گیا ہے۔ اگرچہ اس مقام میں صرف تین چیزوں کے بیان پر اتنا کیا جاتا ہے۔</p>
<p>اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص میری سنت (طریق سلوک) میں رغب عز سنی فلیس متی متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۴)</p>	<p>فی الدین و حکم اعتقاد سے نفرت کرے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔</p>



دوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص سو من

نہ ہوگا جب تک کہ اسکی خواہشیں (درہمیں) ان (احکام و احبار و عقائد وغیرہ) کے تابع نہ ہوں جو میں نے آکر آیا ہوں۔

سوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ہے سب لوگوں سے ناخوشتر اللہ کے نزدیک تین شخص ہیں۔ حرم میں رکھ کر نکال کر نئے والا۔ مسلمان ہو کر غیر اسلامی طریق تلاش کرنے والا۔ مسلمان کی ناجی خونریزی چاہنے والا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یکون ہواہ تبعاً لما حجت بہ رواۃ فی شرح السنۃ والایعین (مشکوٰۃ ص ۲۷)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انقص الناس لی اللہ ثلثۃ ملحد فی الجہنم و متبع فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ و مظلوم امر مسلم بغير حق یصرفہ رواۃ البخاری (مشکوٰۃ ص ۱۹)

ان ہی احادیث کے فیصلہ کے مطابق فقہائے اسلام میں یہ مسئلہ حلال آتا ہے کہ جو شخص تمام انبیاء کو ماننا ہے۔ مگر ایک نبی کو نہیں مانتا یا وہ تمام احکام اسلام کو ماننا ہے مگر ایک حکم اسلامی (مثلاً نماز یا زکوٰۃ) کو یا ایک خبر شارع متعلق واقعات گزشتہ یا آئندہ خسران بزرخیہ وغیرہ کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ کافر و کذاب ہو۔

اسی فیصلہ کتاب سنت و اتفاقہ مسئلہ علماء و ملت کو مطابق حضرت صدیق اکبر کا یہ عمل کہ سنت میں ثابت ہو چکا ہے۔ کہ آپ نے بنی یثرب کو غیرہ کو صرف ایک حکم زکوٰۃ سے انکار کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد قرار دیا اور ایک اسلامی انتظام میں خلل انداز قرار دیکر تہ تیغ کیا۔

اسی فیصلہ اور اتفاقہ مسئلہ و علی طبقہ اولیٰ صحابہ سے وہ اصول سنبھال لیا گیا ہے جس پر دلیل کا مطالبہ ہوا ہے۔ پس اگر ان دلائل کتاب و سنت و قرار داد و عمل کبرا و فقہائے ملت عین عزیزی اور اس کے حامیوں کو کوئی عذر ہو تو اس کو پیش کریں۔ اور اگر دلائل لائق تسلیم ہیں تو ان دلائل کے دست آور سے وہ مہول واجب تسلیم ہے۔

و بنا را علیہ خاکسار کہ سکتا ہے (جیسا کہ پہلے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پھر اس کے رسول مقبول نے پھر علمائے فحول نے ارشاد کیا ہے) کہ جو شخص المحدثین لکھاتا ہو اور وہ عام احادیث صحیحہ کو واجب العمل سمجھتا ہو اسے ہرگز کسی ایک حدیث نبوی کو جس کی صحت اس کے نزدیک مسلم ہو اور اس کے مقابلے میں کوئی حدیث یا نص قرآنی دست آور نہ ہو اور وہ حدیث ہو بھی ایسی جو نبی نبوی قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر کرتی ہو اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی امر متعلق اعتقاد کا قول شارح بیان فرمایا ہو (جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث متعلق تفسیر آیت کوثر ہے) صرف اس وجہ سے کہ اس کے زعم فاسد اور فہم کا سبب ہو وہ حدیث لغوی معنی سے زیادتی کرتی ہے یعنی عام معنی لغت عرب کی ایک خاص معنی لغوی کو خاص کرتی ہے یہ نہیں ناسخ اور اس حدیث کو تفسیر آیت کوثر قرار دینا پابند نہیں کرنا۔ یا اس کو جائز نہیں سمجھنا۔

۱۷۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حدیث کی صحت میں تردد ہو یا اس حدیث کے مقابلہ میں کوئی اور حدیث دست آور رکھتا ہو اور اس حدیث کی نظر سے وہ اس حدیث میں کوئی تاویل کرتا ہو۔ اس حدیث کے انکار سے منکر حدیث نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس حدیث کا مائل اور دوسری حدیث کا تمسک کہلاتا ہے (جیسا کہ بعض فقہاء محدثین کا حال ہے)

۱۸۔ لفظ کوثر لغت عرب میں بہت سی معانی میں استعمال ہوا ہے۔ قاموس میں ہے کوثر ہر چیز کا کثرت سے ہو بولتے ہیں۔ عجاوب پیچیدہ۔ اسلام نبوت

طائف میں ایک بستی۔ آدمی مخیر نہر بہشت کی نہر جس سے بہشتی نہریں بہتی ہیں۔ سب کو بکرا اسی وجہ سے صحابہ تابعین وغیرہم خطا کرتے ہیں۔ جہور کی تفسیر میں کبی سے مراد شہر ہے۔ جن جہور سفیرین نے کہا ہے کہ اس سے نہر عنت مراد ہے۔ عطا قول ہے کہ حوض میدان مشرق مراد ہے۔

الکوثر اکثر من کل شیء و اکثر الملتف من البناد و الاسلام و النبوة و قریة بالطائف و الرجل الخیر و النہر و نہر فی الجنة یتجى منه جمیع الانہار (قاموس)

ذهب اکثر المفسرین كما حکاه الواحدي الى ان الكوثر نہر فی الجنة و قيل هو من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الموقف۔

اور اس کو عربیت کو بر خلاف جانتا ہے وہ اچھڑت نہیں ہے اس انکار تفسیر حدیث اور تفسیر  
تفسیر عام معنی لغوی سے وہ گویا اپنے آپ کو عربی زبان والی میں ہی عربی فصیح العربی کہتا ہے  
ہے۔ اور انہیں کا اس حدیث نبوی کے مفسر قرآن ہونے سے انکار کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وقال عكرمة أكلوا الثبوة وقال الحسن بن  
القمران وقال حسن بن فضل هو تفسیر القرآن  
وتخفيف الشرائع وقال ابو بكر بن عياش  
هو كثرة الاصحاح والاحته وقال ابن كيسان  
هو الايتاد وقيل الاسلام وقيل دفعة الذكر  
وقيل نزل القلب وقيل الشفاعة وقيل  
المعجزات وقيل التفقه في الدين وقيل الصلوات  
الخمس مياتي ما هو الحق (تفسیر فتح البیان)

عکرمہ کا قول ہے کہ کوثر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کی نبوت مراد ہے حسن بصری کا قول ہے کہ  
اس کو قرآن مراد ہے۔ حسن بن فضل کا قول ہے کہ  
اس سے تفسیر قرآن مراد ہے۔ ابو بکر عیاش کا  
قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت  
مراد ہے (اس قول کو عزیمت اور تسری نے خراب کیا اور  
تفسیر عربی میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ کسی کا حوالہ  
نہیں دیا اور ایسا دہرہ قرار دیا ہے) اسی قسم کے

اور معانی اسلام شفاعت معجزات غنائیہ وغیرہ وغیرہ بیان ہوئے ہیں جو تفسیر فتح البیان وغیرہ  
میں منقول ہیں۔

بیم عزیمت اور تسری کی بات اور اس کے حادیوں کی (جو ایک مدت کو اس کی حمایت میں مراد نہت  
کر رہے ہیں اور اس کی اس غلطی پر تفسیر کوثر میں اس سے ہوئی ہے اور ہم متعدد خطوں کو ذریعہ  
اس غلطی پر ان حضرات کو آگاہ کر چکے ہیں متنبہ نہیں کرتے) نصیحت کی نظر سے تفسیر فتح البیان و احادیث  
صحیح بخاری و مسلم نقل کرتے ہیں۔ لعلمهم یتقون اور یحذروا لہم ذکر۔

عن ابي عبد الله قال اعني رسول الله صلى الله عليه  
والله لم اغفاه فرجع راسه متبهما فقال  
انزل علي انفا سرقه فقرأ بسم الله الرحمن الرحيم  
انا اعطيك انك الكوثر حتى ختمها قال هل نزل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک دن آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے اذکھ لگے پھر اپنے  
تنبہ کرتے ہوئے یہ مبارک اذکھ لگایا۔ تو فرمایا کہ  
اس وقت مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر

تفسیر قرآن مجید

کی عالی جناب میں اس گستاخی کرنے اور یہ کہتے کے برابر ہو کہ حضور کی اور احادیث تو صحیح و لائق

ما الکوثر قالوا لله در سوله اعلم قال  
هو نهر اعطانيه في الجنة عليه خير كثير  
ترد عليه متى يوم القيامة انية لعد  
الكلواكب يختلج العبد منهم فاقول يا  
انه من امتي فيقال انك لا تدري ما  
احدث بعدك اخرجيه احمد وابوداؤد  
والنسائي وابن جرير وابن المنذر  
ابن مردويه والبيهقي في سننه وجمته  
واخرجه الطحاوي في صحيحه  
وعن انس قال قال رسول الله صلى  
عليه واله وسلم دخلت الجنة فاذا انا  
بنهر حافتاه خياما للزواجر ضربت بين  
الي ما يجري فيه الماء فاذا مسك اذفر  
فقلت ما هذا يا جبريل قال هذا الكوثر  
الذي اعطاك الله اخرجيه البخاري و  
مسلم مرفوعا وقد روى عن انس بن  
عن طرق كلها مصححة بان الكوثر  
هو النهر الذي في الجنة وعن عائشة  
هو نخل عطية نبيكم في بطنها الزينة  
وعن ابن عباس انه نهر في الجنة وعن

جلد ۲  
نمبر ۲۲۳

انا اعطيتك الكوثر بچہ اگر اس کو قسم کیا۔  
پھر اپنے اصحاب کو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو یہ کوثر  
کیا ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ وہ ستروہ و دہانہ  
عرض کیا کہ اس اور اسکا رسول خوب جانتے  
ہیں (صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین عظام و  
علم لغت عرب اور اپنی عربی زبان والی تفسیر  
قرآن کی حیرات نہ کرتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کی تفسیر و بیان کی منتظر و تلاشی تھے  
اور جس مقام قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ  
سے کچھ سنتے یا مروی پاتے اس مقام میں اپنی  
زبان والی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی تفسیر کو مقدم سمجھتے اور اس پر ایمان دیتے  
اور کہتے اللہ و رسولہ اعلم اور جس مقام  
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ  
سموع و مروی نہ پاتے وہ ان اپنی عربی و انی  
سے قرآن مجید کو منزل بسان عربی میں سمجھا کا  
لیتے۔ ایسا ہی تفسیر آفاقان میں ہے جس کو  
عزیز امرتسری نے اپنی تفسیر کی تصحیح کے لیے سنیا  
نما ہوا ہے۔ ہمارے عزیز امرتسری عربی سکالر  
(عربی کے فاضل) اس وقت ہوتے اور یہی حیرت

تسلیم ہیں۔ مگر یہ تفسیر آپ کی غلط اور بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خاوران عرب ولنت عربنا وحقنا

<p>جواسوقت ان کے دل میں سمائی ہوئی ہے          کہتے تو جہٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم          کے جواب میں بول اٹھتے اور فرماتے کہ ہاں          حضرت ہم کوثر کے بیٹے بخوبی جانتے ہیں۔          دیوان حماسہ میں پڑھ چکے ہیں اور وہ شعر          حماسہ کا جواب آپ کی تفسیر سے نقل کیا گیا ہے۔          پڑھ سناٹے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم          اس لفظ کوثر کی خود ہی تفسیر کی اور یہ قول          شائع فرمایا کہ وہ بہشت میں ایک نہر ہے جس کا          خدا تعالیٰ نے اس آیت میں مجھے سے وعدہ کیا کہ          اس حدیث کو مسلم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ دوسری          حدیث اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ          ارشاد ہدایت بنیاد مروی ہے کہ بہشت میں          تین داخل ہوں گا۔ دو نو کناروں پر جو          کے خیمے ہیں اور ان کا پانی کستوری کا سا آہستہ          خوشبو ہے۔ میں نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا          کہ یہ کونسی نہر ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ کوثر          ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ اس          حدیث کو بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ایسا</p>	<p>جذیفہ انہ نھر فی الجنة حسن السیوطی          لسناده وعن ابیہ مرفوعاً انہ قیل          لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انک          اعطیت نھراً فی الجنة یدعی الکوثراً          اجل رضہ یا قنوت و مرجان و زبرجد          و لؤلؤ و خرزجہ ابن جریر و ابن مردودہ          و عن عمر بن شعیب عن ابیہ عن جابر          ان رجلاً قال یا رسول اللہ ما الکوثر قال          ہو نھر من النار الجنة اعطانیہ اللہ فہذہ          الاحادیث تدل علی ان الکوثر ہو النھر          الذی فی الجنة فتعین المصیر الیہا وعدہ          التعویل علی غیرہا وان کان معن الکوثر          ہو الخیر الکثیر فی لغۃ العرب فمن فہمہ          بما ہو اعم مما ثبت من النبی صلی اللہ علیہ          وآلہ وسلم فہو تفسیرنا ظہر الی المعنی اللغوی          کما اخبر احمد و الترمذی و صحیحہ عن          ابن عباس انہ قال ہو الخیر الکثیر          و اخرج البخاری وغیرہ عن ابن عباس          انہ قال فی الکوثر ہو الخیر الکثیر الذی</p>
--	--

پر مبنی ہے اور کوثر کے صحیح معنی تو وہ ہیں جو میں نے عربی دانی سے بیان کئے ہیں۔ نفوذ

اعطاء اياه قال ابو بشر قلت لسعيد  
ابن جبیر ان ناسا يزعمون انه نهر الجنة  
قالی النهر الذی فی الجنة من الخیر الكثير  
الذی عطاہ الله اياه وهذا التفسیر من  
الامة ناظر الى المعنى اللغوی كما عرفناك  
ولا کن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
قد مضى فيما هم انه النهر الذی فی الجنة  
والما جاء ثم الله بطل ثم عقل قال القرطبي  
اصح الاقوال انه النهر والحوض لا انه  
ثابت عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال انما  
عياض احاديث الحوض صحیحة والايمان  
به فوض. وذهب صاحب الفتوى الى  
ان حوض النبی اما هو بعد الصراط والصحيح  
ان له صلى الله عليه وآله وسلم حوضين كلاهما يستحق  
(فتح البیان ج ۲ ص ۲۷۰ ومثله في عامر القفاص)

جنت یا حوض کوثر میدان رحمت مراد ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ حوض کوثر کی امامت صحیحہ میں اور  
انہر ایوان لانا واجب ہے۔ صاحب قوت القلوب (ابو طالب کی) نے کہا ہے کہ حوض کوثر بل صراط کہ ہے  
اور صحیحہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو حوض میں نہر رحمت و حوض کوثر میدان شہور کو حوض کوثر کہا ہے  
یہ فتح البیان کا خلاصہ ترجمہ مع الشرح ہے جس کے آخری فیصلے کی بنا انرا اصول پر ہے کہ الفاظ قرآن  
کے معانی خواہ لغت عرب کی شہادت کو کوئی دیکھتے ہی ہو سکتے ہوں مگر جو معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بِاللهِ مِنْ هَذِهِ الْكَلِمَةِ السَّوَاءُ الْفَحْشَاءُ كَبِيرَةٌ كَلِمَةٌ تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِ مَنْ تَقَوَّعَ بِهَا  
يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا۔

## کرشن قادیان اور مسلمانان

قادیان کے کرشن (مرزا غلام احمد) مہاراج نے پہلے وکیل دہنا نظر غیر اقوام منجانب اسلام کا پرچم  
بکھرا تھا۔ اور قرآن و اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل قرآن ہی سے نکلانے کا وعدہ دیکر (جسبائے عرش  
خدا) دس ہزار روپیہ مسلمانوں کا بیڑا دانا کا کران تین سو دلائل کا وجود کتاب یرامین میں ترکہ ہوتا  
اس کے دماغ میں بھی نہ تھا۔ لہذا اس کتاب کے تیسرے حصے (یا جلد) سے ایک اور روپ ولی اور نبی

پیشہ  
حاشیہ  
صفحہ ۱۲۷  
سے بلند صحیح ثابت ہون وہ سب معانی لغویہ سے مقدم ہیں یہ ایک ایسا صحیح اور مسلمہ اصول ہے جو کوئی  
عزیز امر تسری ہے ہی مان لیا تھا۔ امر تسری میں دو تین مجلسوں میں ہننے اس کو ملایا اور پہلی مجلس میں  
اس کو یہ اصول سنایا اور اسکے قلم سے کچھ لیا تھا اور اس کی تفسیر آیت کو شرکی غلطی کو اس پر ظاہر  
و مدلل کر دیا۔ مگر افسوس صد افسوس اس عزیز نے اپنے اس مسلمہ اصول کا آخری مجلس میں خلاف کیا  
اور آخر وہ ضد اور بڑبڑ دہری پر آگیا اور ان مجالس میں جو ہماری اور اس کی تحریری گفتگو ہوئی  
ہے۔ اسکے برخلاف۔ یہاں آیات متشابہات شائع کر دیا اور اس میں اس اصول مسلمہ کا خلاف کیا  
تبہستان قسمت را چه سود از ہر کامل کہ غفر او کہ میدان تشنہ لب آرو سکند را  
ان مجالس کی تحریری گفتگو کہ ہم کسی موقع پر اگر ہمارے عزیز اور اس کے حامیوں نے ہمارے اس مضمون کا  
پڑھکر روبرو متنبہ نہ کیا (جسبائے عرش) دیکھے اور جگہ پر ظاہر کر دیکھے کہ یہ عزیز کیا شوخ و لیر اور شیر  
ہا دم کہ اکلیا عقل و نقل دونوں سے لڑتا ہے۔ بلکہ پناہ تھا بلکہ خود ہی کرتا ہے۔ ضد میں اگر انجو  
مسلمات تحریری کو خود ہی رو کر دیتا ہے۔

نمبر و جلد  
بننے  
جان  
رویکر  
کو اپنے  
روپ  
اور آب  
کی حکمت  
دینا  
بشی  
جو  
(سکھو  
اکبر  
کسی  
کام  
مباح  
کا  
(۱۲۷  
زود  
توا  
جو  
تیری

بننے کا جانا اور وحی والہام زچہ انبیاء و اولیاء کا خاصہ ہے) کا دعویٰ کر کے پیری مریدی کا  
جان بھایا۔ اُن الہاموں میں کہیں آپ نے آدم علیہ السلام کا روپ بھرا کہہ کر حضرت عیسیٰ و حضرت  
دو دیگر انبیاء علیہم السلام کا اوتار لیا اور اس ذریعے بہت سوا عقل کے اندھوں اور گناہوں کے پوروں  
کو اپنے دام میں پھنسا یا۔ ان مختلف روپ بھرنے سے الدار آپ کے مرید بن گئے اور کافی سے زیادہ  
روپے آپ سے جمع کر لئے حتیٰ کہ سرکار انگریزی کو بھی اکی آدمی دیکھ کر انکم ٹیکس وصول کرنے کا موقع مل گیا  
اور آپ ٹیکس لگا گیا اور پھر وہ ایک مسلمان افسر حقیقت کی مہربانی سے اور کرشن مہاراج  
کی بھکت عمل و غلط عذر داری و غلط بیانی سے اٹھ بھی گیا۔ مگر حکم حدیث نبوی کہ اگر اس آدم (حاصل  
دنیا) کے پاس دو جنگل سونے کے ہوں تب بھی وہ تیسرا جنگل تلاش کرتا ہے۔ اور اس کے پیٹ کو  
بھی ہی پھر کرتی ہے۔ تنگ چشہائے دنیا دارانہ یا فاسدت پر کند یا خاک گور،  
جون جون مہاراج کی دولت بڑھتی گئی حرص مال زیادہ ہوتی گئی۔ لہذا آپ نے ایک اور روپ  
(سکھوئے گرو نامک سیکے) بھرنے کی ٹھہرائی۔ اور اس کے واسطے پہلی پٹری یہ جانی کر گرو نامک سیکے  
اکبر ہم نہ سہتے تاکہ سکھ پارتی سے جو اس وقت مال و دولت میں بڑھ رہے ہوتے تھے۔ اور ان میں  
کئی زیادتیوں کے والی راجہ مہاراجہ میں۔ کچھ روپیہ آدمی۔ اور زلیخات اور قوت باہ کے یا تو تھوڑے  
کام میں صرف ہو سکے ہوں میں کوئی اٹھا قائل و مائل ہو جاتا تو ایک نہ ایک دن اسکو ضرور باوانامک  
مہاراج بن جاتا تھا۔ مگر چونکہ سکھ پارتی کے لیڈر تعلیم یافتہ تھے وہ آپ کی چال تار گئے اور اس کے  
کا بومین نہ آئے۔ اور انہوں نے بجائے (دیکھ) للہین کو تہ سے نہائے  
(ا) جب ایکویہ جی کہ مندر پارٹی میں کو تعلیم یافتہ لوگ بھی ہیں۔ مگر ان پڑھ زیادہ ہیں۔ اور  
زود اعتمادی انکا خاصہ اور قدیمی مشہور ہو اور مال و دولت میں بھی وہ سکھوں سے کم نہیں  
تو اب آپ نے کرشن جی کا اوتار لیا ہے۔ بلا انبیاء نسبت تازہ اور گرو نامک مہاراج گھر کر شاخ کر دیا جو  
جو انکو کچھ یا لکھ میں اور رپوئی آف بیس "میں مشہور ہوا ہے۔ ہے کرشن رز و گرو مال  
تیری ہا گیتا میں بھی گئی ہے۔ یہ روپ اور یہ اوتار لینا آپ کے روز افزون تہذیب و انتظام



بجلم اس بیت کے جس کو ہنسنے زیب عنوان کیا ہے۔ عین لازمہ نتیجہ تھا اور ان مسلمات کی نظر سے اسکا پہلے ہی یقین تھا۔ اور آئندہ بھی یہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ ایک نہ ایک دن آپ بہترین (بھنگیوں) کے پیشوال لال بیگ کا روپ بھی بھرنے لگے۔ کیونکہ بھنگیوں میں تعلیم برائے نام بھی نہیں۔ اور ان کی آمدنی (جب سوار وٹری (سپیلے اور کھاد) کی قیمت بڑھتی جاتی ہے) دن بدن ترقی پر ہے۔

کرشن قادیانی کا بھائی مرزا امام الدین نام مرحوم جلد بازی کر کے لال بیگ کا خلیفہ بنا تھا۔ اسلئے وہ اس میں ناکام رہا۔ اور اسکے مرجانے سے وہ عہدہ پھر خالی ہو گیا۔ اور چونکہ کرشن قادیانی گہری پالیسی کا پالیٹیشن ہے۔ اور دنیا کمانے کی مصلحت اور دور اندیشی میں وہ اپنی نظر آپہری ہے۔ لہذا امید واثق اور یقین کامل ہے کہ وہ حکمت و مصلحت سے پہلے عہدہ خلافت لال بیگ اپنے لئے تجویز کرے گا۔ اور پھر بتدریج خود ہی لعل بیگ بن بیٹھے گا۔ اور اس میں کام یاب ہوگا۔ اس کے بعد وہ پارسیوں کے پیغمبر زردشت کا اوتار لیگا۔ اور ان پر ہاتھ بھرے گا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

اس مضمون میں جو بات ہم مسلمانوں کے متعلق کہنی چاہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ ایک مسلمان کرشن قادیانی سے بحث و مباحثہ چھوڑ دیں۔ اور انکو اور ان کے ہندو بھائیوں کو (جنکو وہ اپنے رسالہ ریلویر آف یونیٹنس میں جا بجا بھائی کہتے ہیں) بھگت لینے دیں۔ اگر وہ ان میں کرشن مانے لگے اور ہندو اسکودہن ہماراج دہن ہماراج بول اٹھے۔ تو وہ شوق سے انکی طوا پوریاں کھائیں۔ مسلمانوں کا اس میں کیا حرج ہے۔ اور انکو عند منحل سے کیا حاصل ہے۔ ہندو انکی حق میں کڑا پریشاں (صلوا) کیلئے خود گورنٹ سے مضمون طاعون میں بصفیہ (۱۳) سفارش کر چکے ہیں۔ اور مسلمان بھی ہماری موافقت کریں۔ اور اسکو ہندو کا صلوا پوری کھانے دیں اور اگر ہندو ان کی ان سے ان بن ہوگی تو کچھ دنوں مسلمانوں کو ان کی خدمت گزار سے نصرت و فراغت ہوگی اور آیت کفر اللہ المؤمنین القتال صادق آئے گی۔

شیر  
مسلمان  
اس کو  
الذین  
شیر  
شیعہ  
سنی  
بعض  
عقائد  
ہے  
اس  
سنی  
کر کے  
انکو  
عہدہ  
زیر  
قرآن

ہاں بحث برائے بغیر تہذیب و تمدن پر نا واقف مسلمانوں کو واقف کرنا اور مسلمانوں کو اسکے دام تہذیب سے بچانا (یہی سکہ اس مضمون میں ہوا ہے) مضائقہ نہیں رکھتا اس سرگرم مسلمانوں کو نہیں روکتے کیونکہ نصیحت بڑی اور نصیحت ہر مسلمان پر ہمیشہ کے لئے فرض ہے اللہ النصح للہ والسنو للہ ولا ممتہ المسلمین ولعالمہم۔

## پیلہ شملہ اہل سنت بخدمت و سار عیان اہل سنت

سنت کے ملک میں مدت مدید سے دو مذہب کے لوگ چڑھتے تھے۔ ایک مذہب شیعہ دوسرا نوخوش شیعہ مذہب کے اصول و فروع سے ناظرین وقفہ ہی ہیں۔ مذہب نوخوش ایک ایسا مذہب ہے جو شیعہ سنی دونوں مذہب کے درمیان ہے۔ فروعات میں تو اس مذہب کے لوگ اکثر مسائل پر بغض کرتے ہیں مگر بعض مسائل مذہب شیعہ ہی لیتے ہیں۔ (جیسا مضمون میں بیان ہے) باؤن و دھونے کے پائوں کا کھانا عقائد میں یہ اکثر مسائل مذہب شیعہ کا اتباع کرتے ہیں۔ بدعات محرم ماتم وغیرہ ان میں دلیا ہی مذہب ہے جیسا شیعوں میں۔ اور ان کے دیکھا دیکھی ہندوستان کے جہاں شیعوں میں۔

اس مذہب کا بانی کوئی شخص شیعہ معلوم ہوتا ہے جس نے اس ملک کے لوگوں میں جو غالباً سنی حنفی المذہب ہو گئے شیعہ مذہب کے مسائل پھیلانے۔ اور ایک کتاب فقہ احوط تصنیف کر کے اسکو ایک بزرگ نوخوش کی طرف (جو ان لوگوں میں شہور و مقبول تھے) منسوب کر کے انکو لئے دستور العمل بنا دیئے۔

عمرہ تخمیناً ۲۰ سال سو بارے ایک دوست مولوی احمد شاہ نامی سرکار انگریزی کی ملازمت کے ذریعہ اس ملک میں پہنچے۔ تو انہوں نے اس ملک کے علماء و طلباء کے پاس اس کتاب کا ذکر کیا۔ اور انکو قرآن و حدیث پڑھنے کا شوق دلایا۔ ان کی ترغیب و تان کے ایک نوجوان طالب علم عبدالرحیم نامی

لاہور پہنچے۔ اور ایک مدت سفر قیامات خاکسار کے پاس ہر قرآن وحدیث وتفسیر وغیرہ پڑھ کر  
ہندوستان دہلی وغیرہ علماء کی خدمت میں پہنچے۔ اور ان کو کتب درسیہ میں صدراوشمس پڑھ کر  
عجور کیا۔ مگر افسوس صد افسوس ہزار افسوس مولوی عبدالرحیم نے اس محنت و وسالہ کا نفع نہ اٹھایا  
اور جو پڑھا۔ وہ کسی کو نہ پڑھایا۔ ان کا علم ان کے دماغ ہی میں بند رہا۔ جب وہ فارغ ہو کر تبت پہنچے  
تو اہل تبت شیعیان و ائمہ کی تکلیف دہی و ایذا رسانی کی برصارت کر کے وہاں سو چلے آئے انکو  
خاکسار بذات خود جموں میں لیکر پنچا اور جوڈیشل میجر و سکریٹری کونسل سوان کو حفظ واسن کا پڑوانہ  
دیا اور مطلق کر دیا۔ مگر پھر بھی وہ وطن واپس نہ گئے۔ بلکہ دہلی وغیرہ میں طالب علمی کے کجاہن  
کیا وہ صدراوشمس پڑھ کر قبر کے فرشتوں کو پڑھائیں گے۔ یا سوال شکر گزیر کے جواب میں اپنی منطق کو  
کام لین گے (جیسے کسی نادان منطقی سے منقول ہے) اور دلائل علم غلط جو یا صحیح ہے) اس کو شکر و گم  
نے پوچھا من ربك و ما دینك تو اسے جواب میں کہا کہ پہلے تم تو بتاؤ کہ یہ کیا ہے۔ لا حول

ولا قوۃ الا باللہ۔ نعوذ باللہ من علم لا ینفع و من قلب لا یشیع۔

مولوی عبدالرحیم کو دیکھ کر تبت کے اور طلباء بھی پنجاب و ہندوستان میں پہنچے۔ (جیسے انکو  
بہائی مولوی عبداللہ علیہ السلام اور مولوی ابوالحسن و مولوی محمد حسین وغیرہ) اور خاکسار سے دیگر علماء  
ہندوستان کو کتب درسیہ و قرآن وحدیث وفقہ وغیرہ پڑھ کر لے کر دیگرے تبت میں پہنچے  
اور وہاں خالص مذہب اہلسنت والجماعت کی اشاعت کی۔ پھر تو وہاں صدراوشمس پڑھ کر لوگ اہل سنت  
ہو گئے۔ باشندگان تبت اہل تشیع و زرخشیوں نے ان کی بہت مخالفت کی اور طرح طرح سے  
انکو لایا یمن پنچا یمن۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے مذہب خالص اہل سنت و وہاں قدم جما دیا  
اور عرصہ میں سال میں وہاں صدراوشمس اہل سنت ہو گئے۔ اور علماء اہل سنت کے وہاں  
وعظ و درس ہونے لگے۔ ان کی نفع تکلیف کو لئے خاکسار خادم اسلام و فدا سنت نے اپنے  
مہربان گورنمنٹ سے مدد لیکر سی کی اور وہ نکالیف رفع ہو گئیں۔ ان کی ساجد ہا مزار امت  
اور ان کے غریبار جدا کا نہ مقرر ہوئے۔ ولینہد لہم من بعدہم اہلنا کا وعدہ بھی پورا

اس مقام میں حکم مکی لا یشکر الناس الا یشکر اللہ ہم مشرکین صاحب سابق سکرٹری گورنمنٹ پنجاب حال فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند اور مسٹر علی صاحب سابق ڈیپوٹی سکرٹری گورنمنٹ ہند اور سر ڈیپوٹی ڈائریکٹر گورنمنٹ کشمیر کا شکر زیادہ کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتے جنکی چشمت کے ذریعہ سے ہم جہوں کے والی خواجہ اور انکی کونسل کے ممبران سے ملے اور موقع تکالیف اہل سنت میں کامیاب ہوئے۔ والی جہوں اور انکی کونسل کے جہوں کا شکر یہی ہم پر واجب ہے۔ جنہوں نے ہماری گزارشات کو غور بانی اور توجہ سے سنا اور ان تکالیف کا ازالہ فرمایا۔

سنت کے لوگ اکثر غریب اہل حرفہ ہیں انہیں ہر صد ہا لوگ مزدوری کرنے کو شملہ میں آتے اور وہاں رہتے ہیں۔ انہیں ہر اکثر اپنے ہاتھ سے پیار کو کاشتے کھڑتے اور پتھروں سے دیواریں بنانے کا کام کرتے ہیں۔ بعض ٹھیکہ دار ہیں جو دوسروں کو کام کراتے ہیں اور خریدا فیسری دنگرانی کرتے ہیں ان لوگوں کی شملہ کے علاقہ بنجولی میں دو مسجدیں تیار ہو کر آباد ہیں۔ ایک مسجد تو اہل سنت اور نورخشیمون میں مشترک ہو۔ بلکہ اس میں بھی شیعہ بھی نماز پڑھتے ہیں۔ دوسری مسجد خالطہ خاص اہل سنت کی ہے۔ جس کو میان غلام محمد مرحوم ٹھیکہ دار نے خاص اپنی زر سے تعمیر کیا تھا اور اس مسجد کے متعلق ایک مدرسہ بھی بنایا۔ جیلن اہل سنت کو قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ علم پڑھاتا جاتے تھے۔ اس مسجد و مدرسہ کا خرچہ ماہوار پچیس روپے سوزیادہ تھا جو اس ٹھیکہ دار غلام محمد مرحوم کی توجہ سے بخوبی چلتا تھا۔

عرصہ چار پانچ سال سے مرحوم ٹھیکہ دار انتقال کر گیا ہے (ان اللہ وانا الیہ راجعون) اور اسکا بھائی میان مراد نامی اسکی قائم مقام ہوا ہے۔ مگر وہ ذویا مدبیر ہے اور نہ اس کے پاس کیا ٹھیکہ کا کام رہتا ہے۔ لہذا اس مدرسہ اور مسجد کی آبادی اور طلباء کی تعلیم میں قصور و قصور قائم رہا لہذا جو لوگ صاحب وصحت ہیں اور وہ مذہب اہل سنت کی اشاعت کو بہت کدیم وحشی اقوام میں خواتین ہیں اور علم و سنت کے احیاء کی فکر کرتے ہیں اور اس کے اجراء و ثواب سے واقف ہیں ان کی خدمت میں اس مدرسہ اور مسجد کی طرف سواپل کیا جاتا ہے۔ کہ وہ جہاں جہوں اور

اہل مفت و جماعت کو جس گروہ و فرقہ سے ہوں اس مدرسہ اور مسجد کی امانت کو اپنا فرض سمجھیں جو کچھ کسی سے بن پڑے اس مدرسہ میں دین۔ ہر چند ہندوستان میں کئی مدارس علوم دین ستحق امانت میں اور اتفاق کا عمدہ و موردان محل میں۔ مگر جس غریب رس و سوادگ تعلیم باکراہ و فیضیاب ہو کر ایک جاہل ملک میں اور نیم وحشی اقوام میں جن میں شیخ و نور بخشی مذاہب کی بدعات پہلی ہوئی ہیں۔ پیچیدہ اور ان میں مذہب اہل سنت و جماعت کی تبلیغ کرین اس مدرسہ کی امانت ہندوستان کے مالدار اور زری وحت مدرسہ کا وہ اجر و ثواب کی امید رکھتی ہے۔

جو لوگ اس مدرسہ میں کچھ بھیجنا چاہیں۔ وہ ذرا امانت و بقا میں سمجھ لی علامہ شلہ بنام میان مراد بیدار میان غلام محمد ٹھیکہ دار مرحوم بھیجیں۔ اور ایک کارڈ پر خاکسار کو بھی اطلاع دین تاکہ خاکسار اس وجہ سے مصارف کا گران رسوے اور روپیہ دینے والوں کو حساب بتاتا رہے کہ ان کارڈ پر یہ کتب مصارف پر صرف ہوا۔ اور اس روپیہ سے کیا نتیجہ خیر نکلا۔

## اسلامی اخبار اور کفریات کا اشتہار منداول

(چونکہ کفرانہ کتبہ پر خیر و کیا ماند مسلمان)

آبزر و در پیہ اخبار۔ دہان (لاہوری)۔ وکیل خیر الاسلام امرتسری وغیرہ اخباروں میں اس قسم کے مضامین شائع ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر اور سنا کر واقف و پے علم مسلمان اسلام سے مرتد ہو جائیں اور کم سے کم بعض اتفاقی احکام (مانہ روزہ وغیرہ) کو تو ضروری سلام کر بیٹھیں۔ ایک مدت تک یہ درہ سرگرم (اسلامی انتظام پر دو نسوان) پر پیہ اخبار وغیرہ میں بحث جاری رہی اور مدت کو جواز سو و قرض پر وکیل وطن وغیرہ میں بحثیں ہو رہی ہیں۔ اور صرف جواز سو و قرض پر

نمبرہ جلد ۲۰  
۱۴۴۰ھ  
اسلامی اخبار اور کفریات کا اشتہار  
منداول  
(چونکہ کفرانہ کتبہ پر خیر و کیا ماند مسلمان)  
آبزر و در پیہ اخبار۔ دہان (لاہوری)۔ وکیل خیر الاسلام امرتسری وغیرہ اخباروں میں اس قسم کے مضامین شائع ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر اور سنا کر واقف و پے علم مسلمان اسلام سے مرتد ہو جائیں اور کم سے کم بعض اتفاقی احکام (مانہ روزہ وغیرہ) کو تو ضروری سلام کر بیٹھیں۔ ایک مدت تک یہ درہ سرگرم (اسلامی انتظام پر دو نسوان) پر پیہ اخبار وغیرہ میں بحث جاری رہی اور مدت کو جواز سو و قرض پر وکیل وطن وغیرہ میں بحثیں ہو رہی ہیں۔ اور صرف جواز سو و قرض پر

سو لینے کے ضروری ہونے و ترک معاملات سو کے گناہ ہونے پر زور دیا جا رہا ہے۔ کسی زبان میں ہنگام کے احکام متعلق نکاح و طلاق و استرقاق (غلام بنانے) پر بحث ہو چکی ہے۔ آجکل ان مسائل پر بحث کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ جس سے ہمارے اس قول کی جرح بے فواید نمبر ۵ جلد ۲۰ کہہ چکے ہیں۔ کہ اس وقت اکثر مسلمان مسلمان نہیں۔ ہندو ہندو نہیں الخ جلدی تصدیق ہو گئی ہے۔ (۱) قازانچ و وقت ادا کرنا (۲) اداس کو عربی زبان میں پڑھنا۔ (۳) روزہ رمضان رکھنا۔ (۴) قربانی دینا کیا ضرورت رکھتا ہے (۵) قانون شریعت متعلق وراثت قابل تبیح و ترسیم ہے۔ (۶) احادیث نبوی کی کوئی ضرورت نہیں۔ (۷) قرآن مجید کی تفسیر و احکام قرآن میں تبدیل موافق ضرورت وقت کرنی چاہیے (۸) قرآن مجید کی وہ سورتیں جو مدینہ میں نازل ہوئی ہیں ترسیم و تبدیل کے لائق ہیں و علیٰ ہذا القیاس۔

آخر الذکر اخبار (ضیاء الاسلام) میں قرآن مجید اور توریت کی خبر و بیان پیدائش عالم پر دو سوال مشتہر ہوئے ہیں:-

(۱) زمین اور مافیہا کی پیدائش چار دن میں ہوئی ہے۔ تو سورج کی پیدائش کے لیے جن دن میں سے لاکھ لاکھ سال اور دیگر سیاروں اور ثوابت کی پیدائش کے لیے بے شمار دن چاہئیں۔ پھر ان سب کو دو دن میں اور کل مخلوقات کو چھ دن میں پیدا کرنے کے کیا معنی (۲) جبکہ ابھی سورج پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لیے دن رات کا وجود ہی نہ تھا۔ تو اس جہاں کو چھ دن میں پیدا کرنے کے کیا معنی۔

وازا بخاک رسالہ اشاعت السنۃ اسلام کا مدیر خدام اور سلائیٹ و کیٹ (وکیل) ہے لہذا اس کا خصوصیت کے ساتھ فرض منصبی ہے۔ کہ وہ ان ایجابات و سوالات کے متعلق کچھ کہے اور جو کچھ کہہ چکا ہے۔ اس پر بے خیرون غافلون کو آگاہ کرے۔

اسلامی احکام متعلقہ نکاح و طلاق و حرمیت سو و فرض پر وہ جلد ۳۳-۳۴-۱۹ وغیرہ میں بہت مفصل و دلچسپ بحث کر چکا ہے اور تشریفیں کو ایسا انداز میں لکھ کر جان بچھا کر۔

کہ کچھ کسی مستعرض نے لب تک بھی تو نہیں ہلایا۔ اور اس جواب کی نسبت چون و چرا نہیں کیا اور  
آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ان مسائل خصوصاً مسئلہ سود پر آخری بحث کر گیا اور باقی ماندہ مسائل  
مذکورہ کو بھی یکے بعد دیگرے اس مضمون کے باقی نمبروں پر مستعرض بحث میں لاویگا۔  
اس نمبر اول مضمون ہذا میں وہ صرف ان مسائل کو اخباروں (یا لیڈوں) کہہ کر چکی اٹھا کر  
میں شائع و مشتہر کرنے والے ایڈیٹروں کو مخاطب کرتا ہے۔ اور یکم الدین النصیحتہ ان خطرات  
کی نصیحت مل میں لاتا ہے۔

میرے پیارے دوستو! اور میرے عزیزو! آپ لوگوں کو اسلام کا دعویٰ اور  
ان کے درجہ رفیعاریشن (تہذیب و اصلاح) لیڈ (پہنچائی) اور یہی خواہی قوم کا (جس میں مذہب  
بھی داخل اور جزو غیر تفکس) ادا ہے۔ آپ اس عا کو پیش نظر رکھ کر میرے چند سوالات کو  
دین اور اپنے اخبار میں اسکو شہرت کرنی یا نہ بغیر خطوط پرائیویٹ قلم میں لاویں۔  
سوال اول یہ کیا ملکی اخبار میں بہت سوئندیات و بیوقوفیات۔ مذاق و کاکوہ  
اور مثال تجارتی شہزادوں (جنہیں سستی اور کجائی کی بو نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو ایسی جیسے آہ  
میں مکہ) اور ان اخبارات کے ناظرین اہل علم بہت کم اور جاہل و مسائل دین سے ناواقف  
ہوتے ہیں اور ان جاہلوں میں سے ایسے کم ہوتے ہیں جو کوئی مسئلہ مخالف اسلام منکر علماء و سوا  
جواب لیں۔ اور ایسے بہت ہوتے ہیں جو خود ہی من بھاتا جھٹ (فیصلہ) کر کے اس مسئلہ  
کہہ دیتے ہیں ایسے فتنہ خیز و شبہ انگیز مسائل کا درجہ کرنا جائز ہے؟ اور یہ اخبار مسائل دین  
بحث کا موضوع و محل مناسب ہیں؟

اس کے جواب میں اگر وہ کہیں کہ تمدنی معاملات پر بحث کرنا ہمارا فرض منصبی  
بعض مسائل اسلام ایسے ہیں کہ وہ ہمارے نزدیک در تحقیق اسلام کے مسائل نہیں۔  
از خود اسلام میں لاویئے ہیں (جیسے مسئلہ ممانعت سود ہے) اور وہ ملکی و تمدنی ترقی  
مسئلہ ایڈیٹر اور دیگر خطیب سچو اسکا کہ یہاں کی حقیقی نوا سار میرا سچی فرزند ہے

ہیں۔ لہذا ان مسائل کا مذہب اسلام سے خارج کرنا اور تمدنی و ملکی ترقی کی جاتی گاڑی کے آگے سے روڑا اٹھانا ہمارا عین فرض ہے۔ اسی نظرت ہمارے پریذیسر سرسید نے ان مسائل پر بحث کا پارٹ لیا اور ان کے چھلانگنے کے لئے اخبار تہذیب الاخلاق جاری کیا تھا۔ اور اس میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔ ہم بھی چونکہ ان کے منصب پر ان کے قائم مقام ہیں۔ لہذا ان مسائل پر بحث کرنا ہمارا بھی منصبی فرض ہے۔

تو پھر ان حضرات ایڈیٹروں سے یہ دو سوہرا سوال ہے کہ کیا آپ صاحبوں میں کوئی ایک بھی ایسا ہے جو سرسید کا سادہ انکی سی جرأت ان جیسی لیاقت رکھتا ہو۔ انہوں نے جو کچھ کہا۔ ان کے دماغ کا نتیجہ تھا۔ آپ جو کہتے ہیں سرسید کی تقلید سے کہتے ہیں یا بے علم نامہ نگاروں کی کوراء تقلید سے انکی جرأت کا یہ حال تھا کہ جو کچھ خیال میں آیا۔ اسکو بیڈھرک و بلا خوف و خطر زیر و غرظ ظاہر کر دیا اور کسی کے خلاف یا وفاق کی پروا نہ کی۔ ان پر علمائے وقت نے اتفاق کر کے فتوے کفر کے لگائے۔ وہ مردم تکلیف پہنے خیال پر قائم رہے اور کسی سے زنجیرے انہیں کے حق میں یہ شعر کہا گیا تھا۔

کب کیسی وہ بات مانے ہیں۔ بہائی سید تو میں پوچھتا ہوں

آپ لوگ مٹی کی آڑ میں (مجاہدیل نامہ نگاروں کی اوٹ میں) تنکار کھیلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کی اراضی کے خوف سے کسی مسئلہ مخالف اسلام کے خود مدعی صحت نہیں جیتے یا آپ لوگوں پر اگر وہ فتوے لگائے جائیں جو سرسید پر لگائے گئے تھے تو آپ لوگ فوراً اپنے دعوے سے رجوع کریں اور اگر آپ لوگوں میں کوئی چھپا رہا ہے کہ ان مسائل میں سے جن کو اخباروں میں شائع کر دیا ہو کسی مسئلے کا خود مدعی بن سکتا ہے تو اپنی جرات دکھائے اور پھر جب قوم کی طرف سے اسکی آؤ بھگت ہو تو اپنی ثابت قدمی ظاہر کرے۔

سرسید کی لیاقت ہر چند ایسی نہ تھی جو علما و فقہا میں ہوتی ہے اور علوم عربیہ و ہندیہ میں وہ فخر و اصرار میں انکا وہ پایہ نہ تھا۔ جو ان کے مخالف علمائے وقت کا تہمت ہی انہیں



تفسیر قرآن میں ٹھیک کر بن کھائیوں اور اعتراضات علماء نے وقت کے آماجگاہ بنے۔ تاہم وہ ایسے بھی نہ تھے کہ فاعل کو مفعول سے اور منصوب کو مجرور سے محض فرق کر سکیں اور کرب لوگوں میں سے۔ تو ہر کوئی ایسا ثابت نہیں ہوا کہ منصوب و مجرور کے اعراب کی صورتوں کو پہچان سکے۔ آپ صاحبان میں سے ایک صاحب نے جو مولوی کھانتے ہیں ۲۸ دسمبر ۱۹۷۹ء کو اس خاکسار کے سامنے بیت

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم

یہی توالی الامر کی ترکیب زیر سے پڑھا۔ خیال کیا ہوگا کہ اولی الامر کے پہلے الفاظ اللہ اور الرسول زیر سے پڑھے جاتے ہیں تو اس لفظ اولیٰ کے میں بھی زیر ہی چاہیے جب میں نے ٹو کا کہ لفظ الامر لفظ اولیٰ کا مضاف لہ ہے۔ اسکو زیر سے پڑھنا چاہیے تو آپ نے اس کو تسلیم کر لیا۔ دو سو روپے میں نے خلوت میں آپ سے پوچھا کہ لفظ اولیٰ الامر کے پہلے الفاظ اللہ اور الرسول کو زیر سے پڑھا جاتا ہے۔ تو اس لفظ کو جو ان الفاظ پر موقوف ہے کیونکر زیر سے نہیں پڑھا جاتا۔ تو آپ بولے کہ اولیٰ کی جی جو لگئی ہے یعنی جی کا گر جانا ہی زیر ہے۔ ان کو اتنا معلوم نہیں جو بچوں کی پہلی کتاب نحو میر کے پڑھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ جمع مذکر سالم اور الواو و عشرون و اخواتہا کا اعراب نصب تابع جہ ہوتا ہے اور وہ نصب جہ جی سے آتی ہے۔ نہ جی کے گرجانے سے۔ جی کا گر جانا تو اجماع سائین سے ہوا ہے۔ پس کیا آپ لوگ اس مانع کے ساتھ اور اس جرأت و لیاقت سے سرید کی گدی پر بیٹھنا اور مسائل اسلام کو چھانٹنا اور اس میں جھان میں کرنا چاہتے ہو۔

اسکے بعد انھن پر یہ تیسرا سوال ہے کہ سر سید کو ان مسائل کے چھانٹنے اور اسلام سے نکالنے میں کیا میا ملی ہوئی تو کیا ہوئی (جسکی آپ بھی امید رکھتے ہیں) کیا یہی کہ ان کے خالص مفاد و دستوں نے اور ان کے کلچر کی کمیٹی نے ان مسائل میں ان سے اتفاق نہ کیا۔ اور ان کی زندگی میں کمیٹی کا حکم نافذ ہو گیا تھا۔ کہ ان کے تہذیب الاخلاق اور ان کی تفسیر وغیرہ دینی کتابیں علی گڑھ کلچر کے ریڈر گس روم میں (اس گروہ میں جہاں اخباریں اور پڑھنے کی چیزیں رکھی جاتی ہیں) داخل نہ ہونی پادین۔ اور ان کے دوستوں اور احباب میں (جو ان کی

دنیاوی ترقی اہل اسلام کے اسباب بہم پہنچانے کے لئے کلچر قائم کرنے اور قوم کی حمایت و حمایت  
 سینہ سپر ہو جانے اور اپنے اوقات تیار روزی کو خیم پر وقف اور فدا کر کے فائدے القوم ہو جانے  
 کی وجہ سے انکو عاشق قرار تھے) بہت ہی کم ان مسائل میں ان سے متعلق ہوئے۔ انکو ہم شمار کرنا  
 چاہیں تو ہر شہر پختہ - کلکتہ - علیگڑھ - بنارس - دہلی - لاہور - امرتسر وغیرہ بلاد ہندوستان  
 پنجاب و ایک ہفتہ کی انگلیں ہر شمار کر سکتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں تمام ہندوستان میں  
 انکو کافر و کشتن سمجھنے والے اور ان پر کفر کے فتوے لگانے والے اس قدر ہوئے ہیں جن کو  
 ہم شمار میں نہیں لا سکتے۔ یہی قلت تابعین مسائل مختصر سرسید اور کثرت مخالفین باعث  
 موجب ہے۔ کہ اس وقت تک سود فرض کے جائز و مباح ہونے پر بھاری (جمہوریت) اہل اسلام  
 کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور آپ لوگوں کی سرٹوڈ (مگر مخفی) کوشش کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ آپ  
 لوگ سودی بینک اسلامی جاری کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جاری نہیں ہو سکتا۔ جو بینک آپ لوگوں  
 نے کھول کر جاری کر لیا تھا۔ وہ اسی قلت مشارکین کی وجہ سے ٹوٹ گیا۔ اور انٹرا اور انٹرا  
 ہمیشہ ٹوٹا رہا گیا۔ یہ سوال ان حضرات پر بھی ہے جو مردہ ہندو میلہ اخلاق کو زندہ کرنا چاہتے ہیں مگر وہ  
 مسیح قیامت یا اسرائیلی ساری نکلان مردہ گو سالہ میں حرکت یا آواز پیدا کر کے اکو بجلی جب نہ خول  
 کا مصداق بنا ہی دینگے تو کیا اس کامیابی میں سرسید سے بڑھ جائیں گے۔ حاشا و کلثا۔  
 آج کل سرسید کے چائنہ میں این صاحب ہوئے ہیں جو اپنے آچھو قیامت یا قیامت نامی کتاب کو  
 نمان بک بت کوئی کا بیرو تہانے چین اور حقیقت وہ نہر اسلام ابو حنیفہ کو کوسوں دور چل گئے ہیں۔  
 انہوں نے اسلام کو خیالات جدیدہ سے مطابقی کرنے کے لئے نیا علم کلام تالیف کیا ہے  
 جو کل دو سر حصہ الکلام ہمارے نظر سے بھی گذرا۔ اس میں انہوں نے مسائل اتفاقیہ  
 اسلام کو خیر باد کہہ کر اصول فلاسفہ قدیم و جدید کو اپنا مذہب بنایا ہے۔ اور ایک کل حکم  
 کو عالم (دنیا و مافیہا) قدیم سے خدا تعالیٰ کے ساتھ چلا آتا ہے حادث بالزمان نہیں ہے  
 کہ کسی وقت میں خدا تعالیٰ ہو۔ اور عالم اس کے ساتھ نہ ہو جس سے آپ نے اس کلمہ نمونہ مسئلہ  
 محمدی کان اللہ ولم یکن مع شئی گور و کر دلی ہے۔

یہاں علم الکلام کے نام سے چھ حصہ وہ جتنے ہیں دیکھا۔ مگر اس کا رونا و خارا وطن ۱۰۔ آگست ۱۸۷۰ء میں دیکھا ہے۔ اس  
 پر وہ دیکھنے سے اور علماء وقت کے اسکی نسبت سکوت اختیار کرنے سے بھارت شیعہ عالمی و غیر شیعہ قدر قدر  
 تحسین ناشناس و سکوت گذشتہ س۔ معلوم ہو گیا کہ وہ حصہ ہی حصہ دوم کا ہر رنگ دم رنگ ہو گا۔

دوسرا یہ گل کہ خدا تعالیٰ سے عالم کا صدور بالاسیجاء ہے نہ خدا تعالیٰ کے احتیاج سے۔  
تیسرا یہ گل کہ معجزات انبیاء و کرامات اولیا خوارق عادت نہیں ہوتے۔ و علی ہذا التیقا  
ان اصول میں سے بعض ایسے اصول ہیں کہ سرسید بھی ان کے قائل نہیں ہوئے۔ امام  
ابو حنیفہ و دیگر ائمہ سلف تو کیا۔ انکی اس تجدید پر پیشل صادق آتی ہے فرمیں المظروف قائم  
تحت المیزاب یعنی منہ سے بھاگا اور تیزالہ کے نیچے اکٹھا ہوا۔  
ایسے ہی لوگ مردہ تہذیب الاخلاق زندہ کرینگے تو کھولے بسرے سرسید کو پھر یاد  
دلاینگے۔ اور ان کو مسلمانوں سے صلواتین (گالیاں) سنوا کر انکی وجہ کو ایذا پہنچائیں گے۔  
سرسید کے مستقد و تہذیب الاخلاق کے زندہ کرنے کے خود شہنشاہ و اگر اصول و  
سائل اسلام کو قائم و برقرار رکھنے کی غرض سے تہذیب الاخلاق کو زندہ کرنا چاہتے ہو تو  
پیش مشہور حلوئے انخودن را روسے باید اور ایک استاد مسلم کل کے شعرہ کلام خسروی  
و نایب شاہی بہر کل کے رسد حاشا و کلام کو پیش نظر رکھ کر پہلے علمائے جامع معقول و منقول  
کا انتخاب کرو۔ پھر احیاء تہذیب الاخلاق کا نام لو۔ اور اگر اصول سائل اتفاقاً اسلام کی کچھ  
پر وائیں رکھتے اور سرسید کو گالیاں دینا اور انکی روح کو ایذا پہنچانا چاہتے ہو تو جو چاہو  
کرو۔ مگر پھر بھی یہ سوچ لو کہ یہ کام آگے سرسید جانشین کرے ہیں۔ آپ لوگوں کو اس  
تحصیل حاصل سے کیا حاصل۔

یہ (تہذیب الاخلاق کے زندہ کرنے والوں سے خطاب) جملہ معترضہ ہے۔ اب ہم ہمیشہ  
ایڈیٹر بیانیوں سے مخاطب ہوتے ہیں۔

### سوال چوتھا

اسکے بعد چوتھا سوال ہے کہ جن مسائل کو آپ لوگوں نے اپنے اخباروں میں  
منتشر کیا ہے۔ ان میں سے کون سا مسئلہ تمدنی ترقی کا سد راہ ہے۔ اگر مسئلہ حریت سود کو آپ لوگ  
سد راہ ترقی سمجھتے ہیں تو اس کے دلائل بیان کریں ہم اسکا جواب دینے کو اور اس امر کے ثبوت  
کرنے کو تیار ہیں کہ حریت سود فرضی پرگزشتہ سد راہ ترقی تمدنی نہیں ہے اور اگر پردہ سسٹم (شرعی)

استقام پروردہ کو سدرہ ترقی پہنچتے ہیں۔ سوسنہ دلائل بیان کریں اور اسکا جواب لین اور اگر عربی زبان میں نماز پڑھتے ہو تو نماز پنجوقتہ ادا کرنے کو مانع ترقی سمجھتے ہیں تو ان کے وجوہات بیان کریں اور جواب لین۔ عقلی ذوالقیاس مگر کھو امیسا نہیں کہ آپ لوگوں میں سے کوئی مرد میدان ہے اور اسلامی ایڈوکیٹ (وکیل) اسنادہ ائمہ کے مقابلہ میں کھڑا ہو کر ان سوالات کا جواب دے گا۔ ہم بطور مثال سر دت دو سناہ (نماز و پروردہ) پر اس مقام میں خود ہی بحث کرتے ہیں اور ناظر کو ثابت کر دکھاتے ہیں کہ اگر کسی کا خیال ہے کہ یہ مسائل تمدنی ترقی کے سدرہ ہیں تو وہ خیال سودائے محال ہے۔

پس واضح ہر کہ نماز میں محل غمراض ان لوگوں کے ہیں امور ہیں اول پنج وقتہ نماز ادا کرنا و سرسری ہیئت و تمیز جامعیت و مکان زمان میں ادا کرنا قیسری عربی زبان میں ادا کرنا۔ آن تینوں میں سے ایک امر بھی ایسا نہیں جو تمدنی ترقی کا سدرہ ہو۔ پنجوقتہ نماز پڑھنا مسلمان کی نیکو نامی (ضبط اوقات) سکھاتا ہے۔ جو شخص احرام کے ساتھ پانچوں وقت نماز پڑھنے کا عادی ہو گا۔ وہ بقول ایک مسلم بالٹیشین (منظم) اور مقنن (حضرت عرفا روقا رضی اللہ عنہ) اپنے تمام دین و دنیا کے کاموں کا پابند رہے گا اور جو ایسی آسان چیز کو جو پانچ نہایت وس منٹ میں ادا ہو سکتی ہے اور ایسی مفید چیز کو جس کے مفید ہونے کا ہر مسلمان سمجھے کہ مستغنیہ کو بھی اعتراف ہے

عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
انہ کتب الی ان عمالہ اہم امور کہ عبتک  
الصلوة فمن حفظها وحافظ علیہا  
حفظ دینہ ومن ضیعہا ففصل اسلوھا  
اضیع۔ (مرواہ مالک مشکوٰۃ ص ۱۷)

وہ مشکل چیزوں کو باوجود مفید سمجھنے کے ضائع کرے گا۔

پانچ وقتوں کی تقیید و تخصیص رحمت اور ہولت پر مبنی ہے۔ خدا کے یہ شاہکار اور مستون کا ہر شکر یہ تو تبت ہی اور انہیں ہو سکتا ہے کہ انسان ہر وقت نماز میں لگا رہے اور سر بسجود رکھے۔ ہر نفس کہ ذریعہ و مدد حیاتیت و چون برے آید مضر ذات پس و ہر نفس

و نعمت و رحمت و برہنمت شکر سے واجب ہے مگر خدا تعالیٰ رحیم و غفور ہے تمام دن اُٹھتے  
میں سر سجدہ و سہنے کو معاف کر کے بجائے چوبیس گھنٹے شب و روزی کے صرف تیس منٹ نماز سے ایک  
گھنٹہ متفرق پانچ وقتوں (صبح - بیڑ وال - قبل غروب - بعد غروب - بوقت خواب) میں شکر ادا  
کرنے کا حکم دیا ہے اور رحمت کو تحقیقاً اسی کو کافی ٹھہرایا ہے۔ صبح کا وقت وہ وقت ہے جس  
میں عام انسان غالب احوال میں تمام شب خدا کے فضل کی احسان و رحمت و نیکو آراء  
پیش کرے گا مگر بیدار ہوتے ہیں اس وقت تمام رات کے احسانات الہیہ کا شکریہ ادا کرنا اور نماز  
فجر کی درست پڑھ لینا اس پر واجب کیا گیا ہے۔ وہ وقت یہی سکون اور طینان اور برکت کا ہوتا ہے  
جو کام اس وقت کیا جائے جمعیت خاطر سے ہوتا ہے۔

ستر صغیر سے جو اید میں ان اخبارات یا کویل علیہ ہیں وہ در اسوچین اور انصاف  
سے کہیں کہ جو طینان خاطر انکو اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ اور جو مضامین اس وقت ان کو سوجھتے  
ہیں۔ کیا وہ عام دن کے شور و شغب اور اشتغال و فکار میں سوجھتے ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز  
ہیں۔ اس لیے جو قرآن مجید اور حدیث نبوی میں اس وقت کو نزل ملا گیا کہ وقت بتایا اور  
نماز فجر کی نسبت فرمایا ہے و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہوداً۔

صبح سویرے اٹھنا ہی اور صرف دل اور زبان یا قلم سے کوئی دنیاوی و جسمانی کام کرنا ہی نہ  
برکت رکھتا ہے۔ توجہ دینی و روحانی کام دل و زبان اور کام جوارح جسم سے کیا جائے (جیسے کہ  
نماز یا دعا ہے) کیونکہ موجب برکت رہے گا۔ ایک آپ ہی کہ بعض مہذب کا مجرب قول ہے۔  
کہ تمام حیوانات میں سے صرف کتا صبح کے وقت سوتا ہے اس لیے باوجودیکہ اسکی پیدائش  
اس کثرت سے ہوتی ہے۔ کہ ایک ایک گھنٹہ ایک ایک جھولی میں پندرہ پندرہ بیس بیس  
بچے جنم لیتے ہیں۔ اور وہ کسی کے کھانے میں بھی نہیں آتے اور نہ انہیں کیے جاتے پہر ہی  
وہ دنیا میں اس کثرت سے موجود نہیں رہتے جس کثرت کو بکری وغیرہ حیوانات یا مرغیاں  
وغیرہ جانور جو صبح بیدار ہوتے ہیں دنیا میں موجود رہتے ہیں باوجودیکہ وہ کثرت سے

ذبح کئے جاتے اور کھانے میں آتے ہیں۔ ان میں یہ برکت بوقت صبح بیدار ہونے کی ہے۔ اور کتوں میں یہ برکتی بوقت صبح سوہنے کی۔

بعد نماز صبح اکثر انسان دنیاوی کاروبار میں لگ جاتے ہیں اور خدا کے احسانات شکر یہ سے غافل ہو جاتے ہیں۔ تو نصف حصہ باقی دن کے شروع میں پھر اس کو پانچ یا دس منٹ کے واسطے شکر یہ احسانات ادا کرنے اور نماز ظہر کی چار رکعت پڑھنے کا حکم ہوتا ہے۔ اس کے بعد اکثر اشخاص پھر دنیاوی کاروبار کسب تجارت حروف و ملازمت میں مصروف ہو کر یاد خدا سے غافل ہو جاتے ہیں تو اس نصف کو نصف یعنی پنج اخیر کے شروع میں شکر یہ احسانات خداوندی کے لئے پانچ یا دس منٹ کے واسطے پھر بلایا جاتا اور نماز عصر کی چار رکعت کا حکم ہوتا ہے۔

ان دونوں نمازوں کے وقت میں چونکہ کس قدر اشتراک ہے (جو کا ذکر عقرب آتا ہے) اس لیے ان دونوں کے واسطے ایک ہی آیت شریفہ میں ایک ہی لفظ اقم الصلوات لعلوا الشمس کے ساتھ بلایا گیا ہے۔

اس پنج اخیر میں چونکہ کاروبار دنیاوی کا بچھڑتا ہوتا ہے اور اکثر لوگوں کو تجارت وغیرہ اشغال میں زیادہ اشتغالی و اشتغال ہو جاتا ہے۔ جس سے اکثر لوگ خدا کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں اس لئے اس غفلت کے دور کرنے اور اس حصہ کے انعامات و احسانات الہیہ کا شکر ادا کرنے کے لئے وہ نماز مغرب کے لئے مانور ہوتے ہیں۔ پھر اکثر لوگ بقیہ و تتمہ کاروبار روزانہ دنیاوی میں بعد مغرب نلت یا اس سو کم و زیادہ حصہ رات تک مصروف رہتے ہیں اور اس سے پھر ان پر غفلت آ جاتی ہے۔ اس غفلت کا کفارہ اور تمام رات کے احسانات و انعامات الہیہ کے پیشگی شکر یہ ادا کرنے کے لئے نلت رات نہایت نصف رات کے گزرنے پر نماز عشا کی چار رکعت کا حکم ہوتا ہے۔ ان دونوں وقت میں فی الجملہ اشتراک ہے (جو کا بیان عقرب آتا ہے) لہذا ان دونوں کے واسطے بھی ایک ہی لفظ الی غسق الیل فرمایا گیا ہے۔

بعض لوگ بعض مجبوری کی حالتوں میں اپنا چار نمازوں ظہر و عصر و مغرب و عشا کو ان کے چار اوقات میں جدا جدا نہیں پڑھ سکتے۔ پڑھیں تو ان کا کمال حرج و نقصان ہوتا ہے۔ جس کے وہ تحمل نہیں ہو سکتے۔ مثلاً کوئی شخص بیگمظہر کے وقت اسکو بخار چڑھا ہوا ہے۔ نہ وہ وضو کر سکتا ہے نہ نماز کسی حالت تصور یا اشارہ میں پڑھ سکتا ہے۔ یا وہ سفر میں ہے۔ جہاں اگر نماز ظہر کے لئے کسی جگہ ٹھہرتا ہے تو اسکا بڑا حرج ہوتا ہے۔ چلتی ریل سے رہ جاتا ہے۔ اور چلتی ریل میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ یا کسی دینی یا دنیاوی ایسے کام میں مصروف ہو کر اگر نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا کو جدا جدا اوقات میں پڑھے تو وہ کام فوت ہوتا ہے۔ لہذا آج میں عرفہ کے دن وقوف عرفات یا شب مزدلفہ میں وصول و قیام مزدلفہ جنین یا اتفاق مذاہب اربعہ نماز ظہر نماز عصر کے ساتھ جمع کی جاتی ہے۔ اور نماز مغرب بوقت نماز عشا اکٹھی پڑھی جاتی ہے) یا ایک میرسر مسلمان یا ایک ملزم مسلمان حاکم سشن جج کی پیشی میں کھڑا ہے۔ اور وہ نماز ظہر کے لئے کچہری سے نکل نہیں سکتا۔ تو ایسے لوگوں کے لئے ان حالتوں میں نماز ظہر نماز عصر سے ملا کر اور نماز مغرب نماز عشا سے ملا کر پڑھنا جائز رکھا گیا ہے۔ اور اسلام کے بڑے گروہ شافعی حنبلی۔ مالکی و اہل بیت اس جواز کے قائل ہیں۔

ان حالتوں اور مجبوریوں کے سوا اگر پانچوں نمازوں کو ایک ہی وقت میں پڑھ لینے کا حکم ہوتا تو ایک تو اکثر لوگوں کی طبیعت پر بوجھ پڑتا اور وہ اکتا جاتی۔ دوسرا زمانہ غفلت کو تیار ہو جاتا اور روحانی صلح جو وقتاً فوقتاً یا وعدہ سے ہوتی رہتی ہے فوت ہو جاتی۔

خدا تعالیٰ کو پانچ وقت یاد کرنے والوں اور پنجوقتہ التزام حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کا مقنا یلہ ان لوگوں سے جن کے ذہب میں خدا کی یاد کا دو وقت صبح و شام حکم ہے یا تھویرین دن صرف اتوار کو حکم ہے مقنا یلہ کروا اور انصاف ہی کہو کہ خدا کی یاد کو کون غافل ہے اور دنیاوی لذات اور اخلاقی گناہوں میں کون منہمک۔

اسوجہ سے ہادی اسلام علیہ التحیت و السلام نے فرمایا کہ نماز کو (پانچ وقت) واقع الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تہی عن قائم رکھ نماز بے حیائیدن اور گناہ کی باتوں

یہاں پر ایک اور بات یاد رکھنی چاہیے کہ نماز کو پانچ وقت پڑھنا ایک عبادت ہے اور اس کا ایک حصہ ہے پانچ وقت کو نماز کہتے ہیں ہاں (دن و رات) پانچ وقت پڑھنا (نفس اقدس کے لئے) زمانہ دل میں سرخوشی نماز کو بھلے گھر میں شام اس سر نماز عشاء میں کہ پانچ وقت نماز پڑھنے کو فضول سمجھتے ہیں جس پر ہر بلاں از جہش عین باز دوم از خاک کبار جہل پس پر پویشیت

یہاں پر ایک اور بات یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام نے ہادی دینا کے حکم سے پانچ وقت پڑھنا ایک عبادت ہے اور اس کا ایک حصہ ہے پانچ وقت کو نماز کہتے ہیں ہاں (دن و رات) پانچ وقت پڑھنا (نفس اقدس کے لئے) زمانہ دل میں سرخوشی نماز کو بھلے گھر میں شام اس سر نماز عشاء میں کہ پانچ وقت نماز پڑھنے کو فضول سمجھتے ہیں جس پر ہر بلاں از جہش عین باز دوم از خاک کبار جہل پس پر پویشیت

الفحشاء والمنكر ولذكر الله أكبر والله يعلم ما تصنعون (العنکبوت ص ۵) سے بڑی نعمت اور خدا جانتا ہو جو کلمات

دن کرتے ہو۔

اور ان کے مقابلہ میں خدا کی یاد سے غافلوں کے حق میں کہا ہے کہ وہ ظاہری حیات

يعلمون ظاهرا من الحياة الدنيا وهم عن الآخرة غافلون (سورۃ الروم ۱۶) دنیا کو جانتے ہیں (اور ان دن اس کی فکر میں لگے رہتے ہیں) اور آخرت کی طرف توجہ نہیں

اس دنیا کے اعمال کا پھل پائے گئے غافل ہیں۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ گھڑی گھڑی دنیا دی کام (سینا۔ لکھنا۔ ہل چلاتا۔ بننا) چھڑ کر نماز کے واسطے

اٹھنا اور گھڑی گھڑی وضو کرنا دنیا دی کاموں میں ہرچ واقعہ ہونے کا موجب ہوتا ہے۔ ہذا مناسب حال تدنی ضروریات نہی تھا۔ کہ ایک ہی وقت میں پانچوں نمازیں پڑھ لینے کا حکم ہوتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صبح سے شام تک کسی دنیا دی کام میں لگے رہنا بھی طبیعت کو اکتا دیتا ہے اور وہ کام ٹھکانا آخر کو ناکام بنا دیتا ہے۔ اسی اصول پر لوگ معمولی کار دنیا دی چھڑ کر وقفہ پینے لگ جاتے ہیں۔ یا

گھینے یا ٹکنے اور اوڑھنا دھو کر شیلے لگ جاتے ہیں۔ اگر اس وقفہ نوشی اور کپڑی اور چھیل قدمی لگ جائے یا دخل سے کام لیں اور حکم الہی کہ لا یطعنن فی الثقوب خدا کا نام لے کر اپنی جان کو آرام میں تو کاروبار دنیا دی بھی پورے ہوں اور ان کاموں میں آسمانی برکت بھی نازل ہو جو ہر کار و کار

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون

ما اریہم من رزق ان ارید ان یطعنن ان

لله هو الرزق ذو القوة المتین (الذاریہ ۶)

وأمر اهلک بالصلوۃ واصطی علیہا الا

نسئلك رزقا نحن نرزقک (طہ ص ۷)

ومن یوقک علی الله فهو حسبہ (الطلاق ۱)

واطفال کو دے اور خود بھی اسپر جا رہو ہم تمہیں



اس کی مدد کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ہر ہفتہ ایک وفد جمعہ کی جماعت تمام اہل شہر کے لیے کانفرنس ہوتی ہے۔ ہر سال مین و وفد عیدین کی دو جماعتیں شہر اور اسکے مضامین و تعلقات وغیرہ کے مسلمانوں کیلئے کانفرنس ہوتی ہے۔ تمام عمر میں کم و کم ایک وفد مکہ معظمہ میں حج کے واسطے جمع ہونا تمام مسلمانوں کیلئے قومی کانفرنس ہوتی ہے۔ اس مقام میں ہم اہل وطن کا ایک ضمون کوٹ (نقل کرنا) موجب ہدایت مجتہدین سمجھتے ہیں۔ جو وطن مورخہ ۲۲ جنوری ۱۳۵۸ھ میں منعقد ہے۔ وہ ہوا

**حج کی فضیلت کا اعتراف** دینی فرائض اور دینی فرض کے نواب کے علاوہ جو بیشک قدر دینی و سفار مسلمان اس فرض کی عافیت نہ تعمیل سو حاصل کر سکتے ہیں۔ ادھاکچہ شہر خاک راہیٹر وطن نے پورے نو سال ہوئے ہم مصر وکیل میں بیان کیا تھا۔ اس کے متعلق ایک نہایت ضروری تجویز بھی پیش کی گئی تھی جس پر کسی مسلمان نے تو اتیک کوئی رائے نہیں دی۔ مگر ایک امریکن عالم مسٹر کروٹ تقریباً اُن ہی الفاظ میں آج مسلمانان عالم کو تو دلاتا ہے۔ کہ وہ اس نہایت مؤثر اور آسان ذریعہ سے کیوں اپنی فانی کے متعلق کام نہیں لیتے۔ مسٹر کروٹ چالیس سال تک ہلای کتبہ کا مسلمانوں کے بعد چلے گئے وہ ان اکثر اسلامی حکام کی سیر بھی کر چکے ہیں۔ جس کے بعد آپ نے مولہ بالارائے امریکن اخبار لائف اینڈ ٹائم کی۔ آپ لکھتے ہیں کہ اس دین کے تمام اصول نہایت اچھے ہیں۔ مسلمان ترقی کر کے محض سیلے گوئے کہ نشہ دولت و خا شہرت نے ان کو کماہل اور اپنے پاکیزہ دین کے احکام کی تعمیل سے غافل کر دیا۔ وہ صرف نام مسلمان رہ گئے۔ مسلمانوں کے سے عمل اُن میں منفقہ وہم گئے۔ اسلام و وطن۔ قوم اور ملک کے حقوق کی نگہداشت کا کمال عہدگی سے سبق پڑھتا ہے۔ مسلمان اس تعلیم پر عمل کرنے سے پھر تمام اقوام عالم پر سبقت لیا سکتے ہیں۔ اس وقت جو ان کے لیڈر ہیں وہ عموماً عملی ذریعہ کام نہیں لیتے۔ صرف زبانی نصیحتیں کرتے ہیں جبکہ طبعاً بہت کم اثر ہوتا ہے۔ اگر عملی صورتوں کو مد نظر رکھا جائے تو مسلمانوں کا ترقی کر جانا کچھ مشکل نہیں۔ مسلمانوں کو کسی سوسائٹی یا کانفرنس کی ضرورت نہیں۔ عالمگیر کانفرنس حج کی شکل میں ان کے لئے موجود ہے۔ مختلف

اَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَ اَمْ رَخِىْنَا اَلْاَعْيُنَ  
اَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ اَنْتُمْ تَرْعَوْنَ اَمْ نَخْلُقُكُمْ  
الَّذِیْنَ رَعَوْنَ (سورہ واقعہ ۲۶)۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اللہ  
تبارک وتعالیٰ۔ اِنَّہ قال یا ابن ادم ارجع  
الی ربیع رکعات من اول النہار اکتفک اخرہ  
رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۱)

تیری روزی نہیں مانگتے ہم خود رزق دیجودا  
ہیں۔ جو شخص خدا پر ہر دوسرے کے لیے خدا کا  
دائے کافی ہو جاتا ہے۔

بتاؤ جو تم عورتوں سے ہم بستری کرتے ہو اس  
اولاد تم پیدا کرتے ہو یا ہم۔ بتاؤ جو تم ہل چکا  
ہو۔ اس پر زحمت تم پیدا کرتے ہو یا ہم۔  
ایک حدیث۔ ہدیٰ میں خدا تعالیٰ کا یا رسول اللہ

ہے کہ اے آدم کے بیٹے میرے لیے دن کے شروع میں چار رکعت پڑھنا میں آنزون ملک تیرے کام کو  
کافی ہو گا (سنبھال لوں گا)۔

ان ارشادات خداوندی میں صاف پایا جاتا ہے کہ کس تجارت۔ معرفت بعد عبادت الہی  
بندوں کا ایک فرض ہے۔ یہ نہیں کہ جو نتائج اس کو ظاہر ہوتے ہیں انکا پیدا ہونا مقہار و افکار  
لازمی نتیجہ ہے۔ وہ نتائج خدا تعالیٰ ہی کی برکت ہے۔ اور اس کے اختیار میں ہیں۔  
نماز کا باجماعت اور مساجد میں ادا کرنے کا حکم بھی پنکچو ایسی سکھاتا ہے۔ جس شخص کو  
نوکری میں۔ اختیار دیا جائے کہ وہ جہاں چاہے اور جب چاہے ادا کرے۔ اس کو بھی کہیں ضرور  
نوکری رہ جاتی ہے۔ اور جس پر چھپ گھنٹے تک خاص کچری میں حاضر ہونے کی قید لگائی گئی ہو۔  
وہ بلا غور کہیں غیر حاضر نہیں ہوتا اور اپنے کام کو یاد کر لیتا ہے جماعت و جملہ میں وہ با  
ہی بائی جاتی ہے جو قومی کانفرنسوں میں (جس کے ممبر ہونے اور پریسیڈنٹ بننے کے متمنی ہیں  
پڑے شائق و دلدادہ ہیں) پائی جاتی ہے۔ پانچوقت کی نماز اہل محلہ اور اس کے قریب چار کو  
لئے کانفرنس ہے مسجد میں مسلمان آتے ہیں تو ہمیں میل جول ہوتا ہے۔ قومی اور غیر قومی بلکہ ملی  
مسائل میں بات چیت کر سکتے ہیں۔ جو شخص نہ آئے اس کی بابت پوچھتے ہیں۔ وہ بیچارے  
تو اس کی عبادت کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ تو اس مصیبت میں

ممالک کے مسلمان معززین اور علماء و علمائے دین جن ہوتے ہیں۔ کس پر تو یہ کہ انکو قومی معاملات کی نظر  
توجہ نہیں ہوتی۔ خلیفۃ المسلمین کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اگر ان لوگوں کو قوم کی ضرورت  
سے آگاہ کیا جاوے اور تعلیم و تجارت کی ترقی کا شوق دلایا جائے تو دونوں میں کل اسلامی دنیا  
میں ایک نئی مہج ترقی کی لہرین مارتی دیکھی جائے گی۔

اس کے ساتھ ہی بطور تائید مزید اویٹر وطن کی محولہ بالا تحریک کا آخری حصہ ذیل میں درج  
کیا جاتا ہے۔ پہلو حصہ میں مسلمان سلاطین کو تمام قاطع عالم اور خاص کر ایک دوسرے کے ملک میں  
بکثرت توفصل۔ ایجنٹ اور وکیل مقرر کرنے کا شورہ دیا گیا تھا۔ آخری حصہ یہ ہے۔

۱۔ رہیں مسلمان تو میں۔ انکو چاہیے کہ تبادل خیالات۔ اشاعت و ترویج اخبارات۔ قیام تعلقات  
تجارتی اور ممالک اسلامی میں سفرو سیاحت کرنے سے باقی ماندہ کمی کو پورا کریں اور عام مسلمانوں  
میں سلسلہ مروت و یکا نگاہی کے استحکام کرنے کی کوشش کریں۔ قاعدہ ہے کہ جس قوم پر نحوست اور تباہی پھیل  
گئی ہو وہ اپنے موجودہ وسائل سے بھی کام لینے کے قابل نہیں رہ جاتی۔ یہی حالت مسلمانوں کی ہے  
انہوں نے دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی کانفرنس میں اور سوسائٹیاں بنائی شروع کر دی ہیں۔ مگر نہیں  
دیکھتے کہ جس قسم کی عالمگیر کانفرنس ان کو میسر ہے وہ کسی دوسرے مذہب والوں کو نصیب نہیں ہوتی  
اور نہ ہو سکتی ہے جو کانفرنس ان کے لئے فائدہ مطلق اور اس کے مادی برحق نے قائم کر دی ہے اس سے  
فریج سے وہ اپنی ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقی حاصل کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں ہر سال  
ذی الحجہ میں میدان عرفات کل دنیا کے مسلمانوں کا کانفرنس گاہ بن جاتا ہے۔ چینی۔ ملائی۔ مغربی  
و پنجابری۔ افغانی۔ ترکستانی۔ عجمی۔ سب ملکوں کے مسلمان وہاں موجود ہوتے ہیں۔ اور انہوں  
کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ تمام دنیا کے مختلف ممالک کے مسلمانوں میں محبت و الفت پیدا کرنے کے  
لئے جو کچھ وہ اس موقع پر کر سکتے ہیں کسی اور طرح سے ممکن نہیں اور فی الواقع حج کا دعائی ہی  
سرنام اور راز پہچان تھا کہ تا قیامت کل دنیا کے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے ملاقات کرنے اور  
اپنی موجودہ وقت مذہبی و دنیوی مسائل و مشکلات پر بحث اور غور کرنے کا نہ صرف موقع ہی دیا۔

بلکہ ان کو اس سے متمتع ہونے پر لمجاظہ استقلال مجبور کیا جائے۔ مگر انہوں نے خلف الرشید  
 ہونہار سلون نے نہ صرف اپنے سرور عالی مقام کی توقعوں کو پس پشت پھینک دیا۔ بلکہ اگر کینا  
 کفر نہ ہو تو خود باری تعالیٰ کو اسکی ایک پکٹینہ میں دس ایپلیٹ کر دیا۔ حج فرض تو ہوا تھا۔ زیادہ  
 تر اغراض مندرجہ بالا کے لئے اور چہئے اسے محض سابقہ گناہوں کے بخشوانے کا ذریعہ بنایا  
 ہے۔ اوپر چاہے معززین قوم ہیں کہ نہ صرف اس کی فرضیت ہی سے منکر ہیں۔ بلکہ یہ  
 عرفات میں جانے سے لنگھن اور پیرس کے سیر کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اب مسلمان مسلمان  
 نہیں تو کیونکر اور وہ اپنے بزرگوں کا جاہ و جلال حاصل کریں۔ کس طرح۔ جاہلانہ خود غرضی  
 ہم کو ایسا مفتون بنالیا ہے کہ باوجود اس بے فیل الو العزم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی بڑی  
 کے جزا نام واپسین اتنی اتنی پکارتے ہے۔ اس دس بارہ لاکھ کے جمع میں جو ہر سال مکہ  
 معظمہ میں جمع ہوتا ہے بشکل کسی مسلمان کو یہ خیال گذرتا ہوگا۔ کہ اس مبارک مقام پر جہان کی دعا کو  
 دیگر مقامات کی ادعیہ سے لاکھ گنا فضیلت ہو اور جو منزل استقامت کو بہت نزدیک ہو جاتی ہے۔ میں اپنی دماغ  
 قوم کے لئے اگر گھامری کوشش نہیں کر سکتا۔ تو بارگاہ رب العالمین میں ہی مجھ کو نیاز سے کچھ عرض کروں۔  
 نقد مختصر مسلمانوں کو اپنی دینی عظمت و جلال کے پھر دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اسی جہلتین کو  
 مضبوطی سے پکڑنا چاہئے جس سے ان کے بزرگ ترقی کے معراج پر پہنچے۔ ورنہ زمانہ کی موجودہ گھوڑ  
 دوڑ میں جہین دیگر قومیں اپنے سمندر بادری سر پٹ دوڑائے چلی جا رہی ہیں۔ اور حسین انہوں نے ابھی  
 رنگین شروع کیا ہے۔ اگر وہ اسی حالت میں ہے تو ترقی کا خود ان کے وجود کا قیام محال ہے۔ و ما علیہا

الا البلاغ المبلین

لہ کفر کیون نہیں۔ یہ تو صریح اور صاف کفر ہے۔ اس کے سنے یہ ہیں جو خود ایڈیٹر وطن نے حاشیہ  
 میں لکھے ہیں۔ کہ بدعتیالی کو جو امید میں تھیں انہیں انکو مایوس کر دیا۔ اور یہ کہنا نہ تیار لے کی نسبت اس کا  
 عالم اور کردہ ثابت کرتا ہے جو میں کفر ہے۔ خدا تبارک و تعالیٰ کسی سے کوئی امید نہیں کرتا۔ اور نہ وہ  
 کما میر سے مانوس ہو سکتا ہے۔ قرآن میں جہان کہیں عطا نقل جو لقت عرب میں رجا کے معنی میں استعمال  
 ہوا ہے جیسے حکم ظہور و حکم مذکور و غیرہ۔ وہ بندوں کی نسبت اور اگر حقیقی ہے۔ خدا تعالیٰ ترقی  
 دیتی ہے پھر یہ ایسا ہی بیباوی اور اسکے حواشی میں ہے۔ (ایڈیٹر رسالہ)

ہم اپنے پیارے دوست ایڈیٹر وطن کا اس مضمون کی اشاعت پر اپنی دلی مسرت سے  
شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ برادرانہ نصیحت کرتے ہیں کہ جو فضائل اور فوائد انہوں نے  
اسلامی جنرل مٹینگ و عالمگیر کانفرنس (۱۹۷۱ء) کے بیان کئے ہیں۔ اس قسم کے فضائل و فوائد کو کل  
کانفرنسوں (جماعت نماز پچگانہ و عیدین) میں موجود ہیں۔ انکو وہ اپنے فکر و توجہ سے  
تسلیم کرینگے۔ وہ فوائد انکے خیال میں آدین تو انکو اخبار میں بیان اور شہر کرین تاکہ انکو سنا  
ہو۔ ان جنہیں مستحقین بھی داخل ہیں۔ ان کو پھر کہ لوکل کانفرنسوں میں داخل و شامل ہونے کے علاوہ  
ہوں۔ اور آخر وہ اس جنرل مٹینگ اور عالمگیر کانفرنس میں شامل ہونے کی عزت حاصل کریں  
اگر قصوری توجہ و غور سے دیکھا جائے۔ تو بجز مٹینگ جماعت پہلا زینہ یا پلیٹ فارم قدرتی ترقی  
کے وسائل سوچنے کا ہے۔ جموں کی جماعت۔ دوسرا زینہ یا پلیٹ فارم عیدین کی جماعت۔ تیسرا  
کا جمع چوتھا اور آخری پلیٹ فارم۔ بس جو لوگ پہلا پلیٹ فارم میں قدم نہ رکھینگے۔ وہ آخری درجہ  
کے پلیٹ فارم پر کیونکر پہنچ سکیں گے۔  
اسکی تائید و شہادت میں ایک پکوا سلام کے ایک پالیٹین (ملکی تنظیم) و گورنر جنرل حضرت عمر  
خاروق کا وہ قول یاد دلاتا ہوں۔ جو صفحہ (۲۳۹) میں منقول ہوا ہے۔ اور اپنے تمام دینی بہانوں  
اور اسلامی دوستوں حضرت ایڈیٹرون سے جو مسلمانوں کے لیڈر (رہنما) اور رفقاء (مصلح)  
کہلاتے ہیں۔ التجا کرتا ہوں۔ کہ پہلے وہ خود اس پہلے پلیٹ فارم (جماعت نماز پچگانہ میں) قدم  
رکھیں۔ اور جسطح وہ ہر سال صد ہا روپیہ خرچ کر کے اور سفر کی مصیبتیں و صعوبتیں گوارا  
کر کے محمدان ایجوکیشنل کانفرنس میں (جسکا آج تک کوئی نتیجہ و اثر ظاہر نہیں ہوا)  
جسکا بانی کانفرنس کے بعض معتقدوں اور دوستوں نے اپنے اخبارات میں اعتراف کیا ہے  
علی گڑھ۔ مکھنو۔ وہلی وغیرہ میں جاتے ہیں۔ اس طرح لوکل کانفرنسوں (اپنی محلہ کی مساجد  
کی جماعتوں میں جایا کریں۔ اور اس ذریعہ قومی و قدرتی ترقی کے سبب و لیٹنس (تجاذیر و تدابیر)  
پیش کیا کریں جس سے وہ عالمگیر کانفرنس میں شامل ہونے کے شائق اور لائق ہو جاویں۔

جو اقوام غیر اپنے آپ کو دنیا ہی کے واسطے پیدا شدہ سمجھتے ہیں۔ اور وہ آیاتِ احادیث

یعلمون ظاہر من الحیوۃ الدنیا وہم عن  
الآخرۃ ہم غفلون (سورہ فرقہ ۱)  
اذہبتم طیباً تمکون فی جہنم انکم الّذین اداستعتم  
بہا (رحم ۲) اما لکافر فیطعم بحسناتہ مال  
فی الدنیا (مشکوٰۃ ص ۳۴)۔ اذاریت اللہ علی  
العبد من الدنیا علی معاصیہ فاکما هو المستدرک  
(ض ۳۵)۔

منقولہ حاشیہ کے مصداق ہیں، اور اسوۂ کو  
وہ اپنے اعمالِ حسنہ کا بدلہ دنیا میں پالیتے  
ہیں اور گناہوں کی سزا آخرت میں پائیگے  
دنیا میں خدا انکو مسترا میں مہلت دیتا ہے  
وہ خواہ مذہب اور ہدایات مذہب کو چھوڑ  
کر کتنا ہی عروج و ترقی دنیاوی حاصل کریں  
مگر مسلمانوں کو جو صرف خدا کے مہربان

ہونے کو جانتے اور اس پر ایمان کے مدعی ہیں۔ اور خدا کے محب کھلاتے ہیں۔ انکو کبھی قومی عروج  
قومی ترقی نصیب نہ ہوگی جب تک وہ اپنے دعویٰ محبت و ایمان کے مطابق عمل کر کے نہ نکلتے  
اور اپنے ادوی برحق کی ہدایتوں پر کار بند نہ ہوں۔ کہ ازاں جملہ انہم لوگ کافر نسوں میں حاضر  
ہونا ہے۔ مسلمانوں پر حقد و نکبت ذلت و ادبار آیا ہے۔ وہ ان ہی ہدایتوں کو پس پشت دیتے  
سے آیا ہے۔ اسلام کی پہلی صدی کے عروج کی ہمشری (تاریخ) پڑ ہو۔ اور پھر شروع زمانہ  
تنزل کی تاریخ پڑ ہو۔ زیادہ نہیں۔ تو سرسید ہی کی شہر کی ہوئی اور سرائی ہوئی تاریخ مولفہ  
سید خیر الدین وزیر لکھنؤ کی نظم الممالک کا صفحہ ۶-۹-۹۱-۲۵۲-۲۵۳ ہی کا مطالعہ کرو۔ جن کو  
وہ تاریخ نہ ملے۔ وہ رسالہ اشاعت السنۃ نمبر چہارم، پنجم جلد چہارم باب ۱۱ ص ۱۱۱  
نمائت صفحہ ۱۲۲-۱۲۳ ملاحظہ کریں۔

آج انصاف سے کہو کہ یہ پابندیاں تمدنی ترقی کی وجوہات سے ہیں۔ یا تمدن ترقی کی سبب  
آپ لوگ جانتے اور مانتے ہو گئے۔ کہ اگر ایک شخص مسلمان ہو کر یا بیسٹریٹ لا (اعلیٰ کول)  
یا آئرلینڈ بمبر کونسل بن گیا ہو۔ اور جملہ احکام اسلام (نات و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ) سے منکر و

بجائے اس کہ بکی ترقی میں سرید نے تہذیب الاخلاق نمبر ۲ جلد ۲ ص ۲۰۰ میں ایک مستقل مضمون شائع کیا ہے

دست بردار ہو کر عیسائی ہو گیا ہو۔ یا انتھیسٹ (لانڈھب دھریہ) یا میٹرلیٹ (مادہ کو خالق عالم سمجھنے والا) ہو گیا ہو۔ تو اس عروج و ترقی کو قومی ترقی ہرگز نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ عیسائی مذہب کی ترقی یا انتھیسٹ یا میٹرلیٹ مذہب کی ترقی کہا جائے گا۔ اگر یہ بات مسلم ہے۔ تو پھر ضروری اور نہایت ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں میں عربی رہے۔ اور اس کے باقی رہنے کی بجز اسکے اور کوئی صورت نہیں۔ کہ اسکو مسلمانوں کی عبادت و تلاوت و ایچکا میں کیلسری (لازمی) نہ اولپشنل (اختیاری) ٹھہرایا جائے۔

اسی اصول نے مسلمانوں میں نماز کو عربی میں پڑھنا اور قرآن مجید وغیرہ اذکار کو عربی میں باقی رکھنا لازم ٹھہرایا ہے۔ یہاں اگر سوال ہو کہ طوطے کی طرح عربی میں نماز یا قرآن پڑھ لینے کا فائدہ ہی کیا ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اس فائدہ کی نظر سے مسلمانوں کو نماز اور قرآن کے معنی سمجھنے کی ترغیب دلانا چاہیے۔ نہ عربی کو اذکار عیسائیوں کی طرح عجبی (ہندی وغیرہ) زبان میں غائر قرآن پڑھانا مسلمانوں میں الفاظ نماز و قرآن باقی و قائم رہینگے۔ تو ترغیب و تشویق سے وہ ان کے معنی بھی سمجھ سکیں گے اور ان سے معنوی فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اگر اصل الفاظ عربی ہی نہ ہی اور بالکل اٹھ گئی اور صرف تراجم باقی رہ گئے (جیسا کہ ان عیسائیوں میں جو عبرانی سربانی نہیں جانتے تو رت بخیل کے تراجم رہ گئے ہیں تو اصل دین اسلام اٹھ جائے گا۔ جیسا کہ ان عیسائیوں سے اصل مذہب عیسائی اٹھ گیا ہے) کیونکہ تراجم میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ اسیر اسطے انا جیل کے تراجم میں ہمیشہ تیرم ہوتی رہتی ہیں۔ اصل زبان قائم نہ رہی تو پھر تصحیح بھی ممکن نہیں۔

یہ بات بھی مسلم کل ہے۔ کہ کسی زبان کے ہر ایک لفظ کا پورا پورا ترجمہ دوسری زبان میں نہیں ہوتا ہے۔ وہی وجہ ہے کہ جو لوگ کسی علم انگریزی یا عربی یا سنسکرت میں پوری واقفیت و مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ان زبانوں کے تراجم پر اکتفا نہیں کرتے۔ اصل زبانوں کا علم حاصل کرتے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے بیکل (باضابطہ) اور پاس ہونے کے وقت جن لوگوں نے اردو

زبان میں مغربی علوم کے تعلیم ہونے پر زور دیا تھا۔ وہ کانیا ب نہوئے۔ انگریزی کو لازمی ٹھہرانے والے جیت گئے۔ مغربیوں میں سے انگریزی مغربی علوم کو معراج ترقی سمجھنے والے انگریزی علوم سیکھنے کے لئے یورپین اساتذوں سے پڑھنا اور یورپ میں جا کر انگریزی علوم سیکھنا لازم جانتے ہیں۔ پھر کیا عربی علوم دین جاننے کے واسطے اصل زبان عربی کو لازمی ٹھہرانا ضروری نہیں ہے؟

عربی زبان میں اور خاص ان الفاظ میں جو خدا و رسولؐ نے فرمائے ہیں۔ نمونہ پڑھنے کی ضرورت پر ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ جو برکت اور تاثیر خدا و رسولؐ کے فرمودہ الفاظ میں ہے۔ وہ کسی دوسرے کی الفاظ میں (گو عربی زبان میں ہی کیوں نہیں) نہیں ہوتی۔ کیونکہ کسی نسخہ طب جسمانی میں ایک چیز دو اعظم دوا کی جگہ اسکا بدل پورا فائدہ نہیں دیتا۔ تو یہ طب روحانی کے اجزاء سے اسکا بدل کیونکر پورا فائدہ دے سکتا ہے۔ اسی واسطے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ایک دعا سکھائی جس میں

اٰمنت بکتا باک الذی انزلت وبتک الذی ارسلت فرمایا تو اس شخص نے لفظ بتک کی جگہ لفظ رسولؐ پڑھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بدل دیا اور اپنا وہی لفظ بتک تعلیم فرمایا۔

اس بات کو سید سمجھ گئے تھے (آخر کہن سال اور پرانے بزرگان دین کی صحت یافتہ تھے۔ نیوفیشن اختیار کرنے پر بھی پرانی صحت کا کچھ اثر انھیں باقی تھا۔ اور رنگوں کے ایک شخص محمد حسین نامی کے) جس نے عربی چھڑ کو ترجمہ میں نماز پڑھنا تجویز کیا تھا۔ اوسے باب میں ایک رسالہ بہرہ نظام فکر کے شائع کیا تھا) رڑ میں صاف بول اٹھے کہ عربی میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور ترجمہ ہندی وغیرہ میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ ان کی اصل تحریر اسوقت ہمارے پاس نہیں۔ ورنہ اسکی عبارت نقل کیجاتی۔ ایک اور پرچہ تہذیب الاخلاق کے شعبان ۱۲۷۱ھ ہجری میں اسوقت موجود ہے۔ اسکی عبارت نقل کیجاتی ہے:-



انہیں وہ تحریر کرتے ہیں یہ اور جب نماز میں قرآن ترتیل اور خوش آواز سے پڑھا جاتا ہے۔ تو ہر عقیدہ کے دلپر خواہ وہ قرآن کے معنی سمجھتا ہو۔ یا نہ سمجھتا ہو۔ پڑھتا ہو۔ یا نہ پڑھتا ہو۔ خاک اڑھتا ہے۔ میرا اپنا بھی بکریہ ہے۔ بعض اوقات بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں۔ اور سامعین زار زار روتے ہیں ہمارے جنٹلمین مخاطب ہماری اور سید کی نہ مانیں۔ تو ایک عجیب مثال مطابق اپنے فراق و خیال کے سن لیں۔ انگریزی باجہ مائی بجاتا ہے۔ تو سامعین سے جو انگریزی نہیں جانتے وہ بھی رو پڑتے ہیں۔ کیا ان کے عقائد میں قرآن مجید انگریزی باجہ سے بھی گیا گذرا ہے۔ اِنَّ اللہَ وَاَنَا لَیْلٌ رَاجِعُونَ۔

سید کے خلیفہ و فرزند روحانی مہاراج کرشن قادر دیا نی نے بھی ارباب کو مسلم رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے عربی میں نماز پڑھنے کو ضروری تسلیم کیا ہے۔ اس کو تصدیق میں عقرب انکی ارگن (ریڈیو ایف بی بی سی) کی عبارت نقل کی جائیگی انشاء اللہ۔ اور سب آپ لوگوں کے پیر و مرشد اور انکو خلیفہ ارشد عربی میں نماز پڑھنے کو ضروری جانتے اور مانتے ہیں۔ تو آپ لوگ انکی کیسے خلف ارشد ہیں۔ کہ آپ عربی میں نماز پڑھنے کو جائز نہیں رکھتے۔ پنجابی میں مشعل شہد ہے۔ مخلوق گورا سو کو ہڑا۔ یعنی جو شخص گوری رنگت کے لوگوں سے (جیسا کہ ترک یا منسل یا انگریز ہیں) زیادہ گورا ہو گا۔ وہ مرض برص یا جذام میں مبتلا ہو گا۔ اور اردو میں مشعل شہد ہے۔ وہ بننے سے سیانا سوداوند۔ میر سید علیہ السلام میں تہیری جھانٹ کی۔ پھر ان کے خلیفہ نے رہی سہی کسر نکال دی۔ آپ لوگ اسپر زبانی کریں گے۔ تو پھر کون کہلائیے۔ آپ ہی جواب دیں۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔

بخار کرشن قادر دیا نی نے بحمد عوی الہام و کرامات جو کچھ کہا ہے۔ وہ سرسید سے اخذ کیا ہے۔ دیکھو جلد ۱۴ نمبر ۵۔ انشاء اللہ۔ اس لئے وہ درحقیقت انکے شاگرد ہیں۔ گو وہ نہیں مانتے۔ اور شاگرد ہو کر ستادی کا دم بھرتے ہیں۔

معتبر صدیقین میں سے ایک صاحب ولایت سے ہوا آئے ہیں۔ اور وہ عربی سے بہت ناخوش ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ حکمرانی زبان بڑھنے یا مولویوں کی باتیں سننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہنسنے انگریزی زبان میں پانچ ہزار کتابیں دیکھی ہیں جس میں اسلامی مسائل بیان ہوئے ہیں۔ ان کی خدمت میں ادب سے گزارش ہے کہ ان پانچ ہزار میں سے ایک بھی ایسی نہ ہوگی جس میں اصول و مسائل اسلام صحیح طور پر بیان کیے گئے ہوں۔ مسائل اسلام کو جلالانِ مسکن اور خادمانِ اسلام ہی خوب جانتے ہیں۔ اور عربی مثل صاحب البیت ادری بمافیہ یعنی گھر والا اپنے گھر کی چیزوں کو ایسا خوب جانتا ہے۔ کہ ایسا دوسرا نہیں جانتا۔

اسکی تائید و تصدیق میں ہم ایک ہندو انگریزی و عربی کے فاضل کا قول نقل کرتے ہیں۔ جو اخبار امرتا بازار پتر کا سے انجمن حمایت کے رسالہ میں اور اس سے اخبار وطن مارچوری ۱۹۱۰ء میں منقول ہے۔ اس فاضل نے قرآن کے تراجم جو زبانِ لاطینی ۱۳۳۰ھ میں اور اس ترجمہ کا ترجمہ زبانِ اطالیہ ۱۳۳۰ھ میں اور زبانِ جرمن ۱۳۳۰ھ میں اور زبانِ فرانسسیسی ۱۳۳۰ھ میں اور زبانِ انگریزی ۱۳۳۰ھ میں ہوئے ہیں ذکر کر کے کہا ہے۔ کہ انگریزی ترجمہ جو نہایت مشہور ہے۔ وہ جارج سیل ہے۔ یہ پہلے پہل ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوا تھا۔ اور اب تک پیشمار مرتبہ چھپ چکا ہے۔ بلنگالی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور مصری اور ترکی میں بھی کیے گئے ہیں۔ تراجم موجودہ میں جارج سیل کا ترجمہ بہ اسلامی تفسیروں اور احادیث کی تحقیق سے بیشک ایک بڑی محنت سے تیار شدہ کتاب ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اس کے یہ ایک بے تعصب کتاب نہیں ہے۔ اور بعض مقامات میں ترجمہ سمجھ اور واضح نہیں ایک اور قابلِ غور انگریزی ترجمہ پادری ویری صاحب کے ہے۔ جو پنجا کے ایک شہر لودھیانہ کے مشنری تھے۔ مگر جارج سیل اور ویری صاحب کے فاضل ہونے کے باوجود ان کے تراجم ناگوار چھپیدہ ناموزون اور غیر مستحکم ہیں۔ اس لیے ابھی کافی سوتلہ ہے کہ

گود فاضل مسلمان قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کرے۔ ایسا شخص انگریزی اور عربی دونوں زبانوں کا عالم ہونا چاہیے۔ ہندوستان میں ایسے بکثرت فراخ دل مسلمان موجود ہیں۔ جو انگریزی و عربی کے فاضل ہیں۔ اور میں اس امر کا اظہار مسرت سے کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوؤں میں قریباً ۳۷ عربی کے ممتاز عالم موجود ہیں۔ جو اسلام اور قرآن کو تعصب کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔

ہندو فاضل کی اس عبارت کو میں نے دو دفعہ پڑھا۔ اور دو دفعہ جیس شپم پر آب ہو گیا۔ اور مجھے اس حسرتناک خیال نے پیرا پیرا کیا کہ ہندو تو قرآن اور عربی زبان کو اس عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ہمارے مسلمان ایسے پیدا ہوئے ہیں جو دین کے شاہ بادشاہ کہلاتے ہیں۔ اور عربی سے یہ نفرت کہ اس کو نماز سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ اور نیز اس خیال نے کہ بنگال کے ہندو انگریزی خوال عربی کے ۳۷ عالم ہیں اور پنجاب کے مسلمان انگریزی خوالوں میں بجائے ۳۷ کے ۳۷ ہی ایسے نہ کیلنگے جو عربی کے عالم و فاضل کہلاتے ہوں۔ یہ ہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجما۔

بری نہفتہ رخ و دیو در کرمہ و ناز۔ بسوخت عقل ز حیرت کہ اس چہ بولہ نصبت  
انگریزی مصنفوں کے مسائل دین سے کما حقہ واقف ہونے اور ان پانچہنر انصاف  
میں (جن کو ہماری عربی سے ناغوش دوست نے ملاحظہ کیا ہے) اصول مسائل اسلام کو  
صحیح طور پر بیان نہ کرنے پر ہم اس ہندو فاضل کے بیان و شہادت کی تقلید نہیں کرتے  
اور صرف اسی پر مطمئن نہیں ہو بیٹھے۔ بلکہ اس سے پیشتر اپنی تحقیق سے بھی کام لیا ہے  
ہے۔ اور ہم خود ترجمہ سیل صاحب کا اپنی پیش (امتحان) کر چکے ہیں۔ وہ ترجمہ بہت  
غلط ہے۔ جس کی تئیل میں ہم اس مقام پر اس کی ایک غلطی کو پیش کرتے ہیں۔  
ایک جگہ اپنے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاعر تھے اور اس  
کے ثبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ایک موزون مقولہ جو اتفاقاً اوجے خستہ

آپ کی زبان مبارک سے ایک جنگ میں آپ کی انگلی پر زخم لگ جانے کے وقت نکلتا تھا  
قل کیا ہے۔

ان انت الاصبح دمیت وفسبیل اللہ مالفیت

جس کا ترجمہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اے انگلی تو خدا کی مخلوقات اور اسکی مخلوقات سے صرف ایک  
انگلی ہے۔ جو زخم پہنچ رہا ہے۔ وہ خدا کی راہ میں ہے۔ یعنی یہ کوئی غم و فہم و تنہا کا محل نہیں ہے۔  
ابنہ مشر سیل اس کا ترجمہ کیا کرتے ہیں اور وہ لفظ اصبح کو کیا سمجھتے ہیں۔ اور اسکا  
ترجمہ کیا کرتے ہیں وہ اصبح کو (جو صا د سے ہے) اصبح سے سمجھتے ہیں اور اسکو بے قاعدہ  
اور بلا دلیل لفظ صبح سے (جو عربی میں درندہ کو کہتے ہیں) مانو قرار دیکر اسکا ترجمہ درندہ  
کرتے ہیں۔ اور اپنی مستعار فضیلت عربی کی مدد سے یہ نہ سمجھ سکے کہ اصبح کا اشتقاق صبح  
سے کیونکہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ کیا صبیغہ بنتا ہے۔ اور یہاں درندہ کے معنی کہاں لگتے  
ہیں۔ اور اس مقدمہ کے کوئی معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ یا مطلبش در بطن قائل (جایج  
سیل) ریز روڈ ہو کر رہینگے۔

یہ ہے غیر زبان وغیرہ اقوام کی عربی دانی اور اسبہ ہمارے دین کے شاہوں کی  
یہ حکمرانی ہے۔ کہ ہم کو عربی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تیسرے دوستو! بے فوج شاہی کرنے والو! آپ بھی سمجھو اور عربی سے نفرت لوں  
سے نکال پھینکو۔ عربی وہ معزز و ہر دل عزیز زبان ہے کہ اقوام غیبی و عیسائی اور  
ہندو اسمیں کمال پیدا کر کے اہل کمال کہلاتے ہیں۔ آپ لوگ اسکو ایسا عجیب و غریب  
زوال سمجھتے ہیں کہ اس کو اپنے مذہبی عبادات و اذکار میں سے نکال پھینکنا چاہتے ہیں  
ڈاکٹر لیشز اور مشر پارکر کے رجسٹری کے عہد میں خاکسار پنجاب یونیورسٹی کا متحن عربی  
رہا۔ تو میں نے کئی ہندوؤں کو دیکھا کہ انہوں نے سیکنڈ لیٹنگ کوچ (دوسری پیمائش) عربی  
کو اختیار کیا۔ آپ کیسے مسلمان ہیں۔ اور کیوں مسلمان کہلاتے ہیں۔ جبکہ عربی میں نماز

پڑھنے کو سید راہ ترقی تمدن سمجھتے ہیں۔ دوستو! مسلمانی تب ہی تک ہے کہ مسلمانوں میں عربی قائم ہے۔ عربی زہی تو پھر مسلمانی بھی نہ رہیگی ہم اس بات پر ایک مستقل مضمون آئندہ انشائے اللہ تعالیٰ کھینکے۔ جس کا عنوان یہ ہو گا۔

”عربی نہیں تو مسلمانی نہیں“

ہمارے اس بیان سے ایسا ہے کہ ہمارے مخالفین کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ عربی میں نماز سید راہ ترقی تمدن نہیں ہے۔ عربی زبان میں نماز پڑھنے اور جماعت سے اسکو ادا کرنے میں اور بھی نقصان نہیں۔ مگر خوف طہمت مضمون کے بیان کی اجازت نہیں دیتا۔ اندر کے ہاتھ بگھنم بدل شہید نہ کر دل اندر وہ شوی نہ سخن بسیت

لیکن دہشتیں بھی کو سید راہ ترقی تمدن سمجھنا نہایت ہی حیرت انگیز وقعت خیز کو شہن (سوال) ہے عورتوں سے جس قدر تمدنی ضرورتوں کے واسطے کام لیا جاسکتا ہے اور جائزہ طور پر مختلف اقوام میں لیا جاتا ہے۔ اسلام کے حکم پر دہتے انکو اس کام سے نہیں روکا۔

سید راہ اول ہدایہ اسلامی کی اجازت و تہذیب سے شریف عورتوں نے اپنی کھیتی خراسما بنت ابی بکر قالت تزوجنی الزبیر و مالہ فی الارض من مال ولا مملوک ولا شئ غیر فخر و غیر فخرہ و کنت اعلف فخرہ و اسق الماء و اخر زغریہ و کنت انقل التوی من ارض الزبیر التي اقطعہ رسول اللہ علیہ علی راسی وھی علی ثلثہ فرسخ الی اخر الحدیث الذی رواہ البخاری

بائیوں کے کام کئے۔ مال و مملوکی کو سمجھالا۔ اپنے سروں پر جو جھانڈا لٹائی۔ اپنے گھوڑوں کی سائیس کی۔ اپنے ہاتھوں سے آگے خود کھانا رکھا۔ لڑائیوں میں شامل ہرگز زخمیوں کا محالہ نہ کیا۔ اپنی پیٹھوں پر بانی کی مشکیں اٹھا کر لائیں۔ لڑنے والوں اور زخمیوں کے منہ میں بانی والا۔ زخمیوں اور مقتولوں کی لاشوں کو

عن سهل لما عرض أبو أسيد الساعدي على  
النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه فما صنع  
لهم طعاماً ولا قرية إليهم إلا امرأة (رواه  
بخاری ص ۸۰)

وعن أنس رضي الله عنه في حديث غزو  
أحد لعدلائت عائشة بنت أبي بكر  
وأم سلمة وأنها لم تمان أرى خدم سوفا  
تنقن ان القرب على متونهما تفرغانه  
في فواه القوم ثم ترجعان فتدلفان ثم  
تجسبان فتفرغانه في فواه القوم بخاری  
عن أبي بکر بنت مسعود قالت كنا لغزو مع  
رسول الله صلى الله عليه وسلم فنسقى القوم  
نخدرهم ونزد الحرح والقتل لئلا المنة  
(بخاری صفحہ ۸۲۳)

اٹھایا۔ اور میں نے پہنچایا۔ عام شریف عورتوں  
کا تو کیا ذکر ہے۔ یہ کام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ازواج مطہرات اور آپ کے کنبہ کی مشترک  
نے اور صحابہ کبار کی ازواج نے کیئے۔ چنانچہ  
بخاری وغیرہ میں اس ضمن کی احادیث مردی  
ہیں جو حاشیہ میں منقول ہیں۔ انیس باقی کی  
مشکیں اٹھا کر لانا اور قوم کو پلانا حضرت عائشہ  
صدیقہ حرم محترم نبوی سے اور اپنے گھوڑے  
کی سائیس کرنا اور سر پر بوجھ اٹھا کر لانا حضرت  
کی سالی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی  
اسمار سے اور زخمیوں و مقتولوں کو اٹھا کر  
لانا ابوسعید کی نئی دہن پر تیج بنت مسعود  
سے منقول ہے۔ ایسے مردانہ کام آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج نے اور آپ کے

اہلیت نے کیئے ہیں۔ تو اس سے صاف اجازت ملتی ہے کہ شریف بیبیاں کھیتی باڑی کا  
کام خود کریں یا بازار سے سودا سلف خرید لائیں۔ تجارت وغیرہ تمدنی ضروریات کے واسطے  
سفر کریں و علیٰ ہذا القیاس۔

اسلام نے مسلمان بیبیوں کو ان کاموں اور انکی مثل تمام کاموں سے نہیں روکا  
روکا ہے۔ تو صرف بیبیائی سے روکا ہے۔ اور اس حالت و ہیئت اور وسائل سوچنے  
کا حکم دیا ہے۔ جس حالت و ہیئت و وسائل سے ان کے جیاد اور اخلاق اور پاکدامنی کو  
نقصان پہنچنے کا خوف و اندیشہ ہو۔ اور دنیاوی کاموں کی اجازت کے ساتھ ان پر ایسی

قیود لگا دی ہیں۔ جن سے ان کی حیا و عصمت و اخلاق میں خلل واقع ہونے کی روک ہو۔ وہ قید میں تین ہیں۔ اول یہ کہ وہ اپنے چہرے اور زینت سنگار اجنبی مردوں سے چھپاؤں جب وہ گھر میں رہیں۔ تو جنیوں کو نگاہ کرنے اور رخلوت میں آنے کا موقع نہیں۔ اور جب گھر سے باہر کھیت یا بازار میں نکلیں تو اپنے چہروں پر نقاب ڈالکر اور اپنی زینتوں و سنگار کو چادروں یا برقعہ سے چھپا کر اور اپنے زیورات (خلیال یا زینب وغیرہ) کی آوازوں اور جینجھکیں روک کر نکلیں اور خوشبو لگا کر باہر اور غیروں کے گھروں اور مجلسوں میں نہ جاویں۔

دوم تنجارت وغیرہ تمدنی اغراض کیلئے سفر کریں۔ تو اپنے ذی رحم مخرم یا شوہر کو اپنے ساتھ لیں۔ تنہا سفر نہ کریں۔ سوم جب وہ کسی اجنبی مرد سے بات کریں تو سادے اور سیدھے طور پر بات کریں۔ نماز و ادا۔ لچک اور پیار سے (جس سے گناہ کی بیماری سے بیمار دلوں میں برا خیال پیدا ہو) بات نہ کریں۔

آن تینوں قیود کا پہلے ہم ان مسلمانوں کے لیے جو قرآن و حدیث پر اپنا یقین اچال رکھتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کرتے ہیں پھر (ان لوگوں کے لیے جو قرآن و حدیث کو چھوڑ کر عقل کو اپنا رہنما سمجھتے ہیں عقلی دلائل سے یہ ثابت کر دکھائیں گے کہ تینوں قیود و تنجارت بیبیوں کی عصمت قائم رکھنے کے لیے نامہ عقل اور کمال وسائل ہیں اور سہولت ترقی و ترقی کی سہولت نہیں ہیں۔

## قرآن و حدیث قیود مذکورہ کا ثبوت

ایک آیت قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ (اے نبی) منومنوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہیں

(اجنبی عورتوں کے چہرے و جمال زینت و سنگار دیکھنے سے) بند رکھیں اور اپنی شر نگاہوں کو (غیر محل سے) بچا دیں (امرا)

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوْنَ ابْصَارَهُمْ وَ يَحْفَظُوْا اَفْرَاجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لِهَيْبَتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ جَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَ قُلْ

للمؤمنت يفضضن من البصائر من يحفظن  
فرجهن ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر  
منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن  
ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن اكن  
ابائهن او اباؤ بعلتهن او ابناؤهن اكن  
ابناء بعلتهن او اخوانهن او بنى اخوانهن  
او بنى اخوانهن او نسائهن او ما ملكت  
ايماؤهن او التابعين من اولادهن  
من الرجال والاطفال الذين لم يظهروا  
عورات النسك ولا يضربن بارجلهن  
ليعلم ما يخفين من زينتهن وتوبوا الى  
الله جميعا. ايها المؤمنون لعلكم  
تفلحون ٥ (نور ع ٣)

يا نساء النبي لستن كأحد من النساء  
ان التقين فلا تخرجن بالفتور  
في طبع الذي في قلبه مرض وقلن قولا  
معروفا. وقرن في بيوتكن ولا تخرجن  
تبرج الجاهلية الاولى (احزاب ع ٤)  
يا ايها النبي قل لازواجك وبناتك  
ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلاب  
(احزاب ع ٥)

ان کے لیے ستہرا ہے خدا تعالیٰ کو جس سے  
جو وہ کرتے ہیں۔ اور کوس عورتوں کو کم سے  
کہ وہ اپنی نگاہوں کو (اجنبی مردوں کی صورت  
و جمال دیکھنے سے) بند رکھیں اور اپنی شرکاء  
کو (غیر محل) سے بچاویں اور اپنے (بدن) زینت  
(کے محل) کو کھلنے نہیں بجز اس محل کے جس کو ہر  
وقت چھپا سکے (جیسے ہاتھ پاؤں اور  
انکھ جسکو ہر وقت چھپا کر وہ دنیاوی کام نہیں  
کر سکتیں) اور اپنے گریبانوں پر اپنی اور تنہا  
ڈال لیں۔ (ازمانہ جاہلیت کے مطابق اور تنہا  
پیچھے لٹکا کر چھائیاں کھلی نہ رکھیں) اور اپنی  
زینت و سنگار کی کو نہ دکھاویں بجز اپنے شوہر  
کے (جن کے واسطے وہ ریز روڈ (محفوظ جگہ) کی  
ہیں۔ یا اپنے باپوں کے بیٹوں کے یا بچوں  
کے۔ یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے خاوندوں کے  
بیٹوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے  
یا بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی ہم مذہب  
عورتوں کے یا اپنے زرخیز و پروردہ غلام  
کے (جسکو انکی صورت و سنگار دیکھ کر کبھی  
بڑا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ اور قدرتی تعقیق  
انکو برے خیال سے روک لیتا ہے) یا انک



گھر کے خادموں کے جن کو پیدایشی اور طبعی طور پر عورتوں کی حاجت نہیں ہوتی (صرف کھانے پینے کی طلب ہوتی ہے) یا ان (اجنبی) لڑکوں کے جنکو عورتوں کے مواضع ستر پر اطلاع نہیں ہوتی (اور کہہ دے) کہ وہ پاؤں ٹھوک کر نہ چلیں جس سے ان کے پاؤں کے زبور خلعت ال پازیب وغیرہ (کی آواز) اجنبی مردوں کو سنائی دے اور تم اسے مومنو! خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ اس امید سے کہ نجات پاؤ۔

دور ایک آیت میں ارشاد ہے۔ اسے نبی کی بیبیاں تم عام (جاہل) عورتوں کیسی نہیں ہوتی خود سے طرقتی ہو تو اجنبی مردوں سے بات چکد چار سے (جس سے بیاردوں میں جرحیاں پیدا ہو) نگہ اور سیدہ سادہ طور پر بات کرنا اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو (بلا ضرورت نہ پھرتی رہو) اگر ضرورت کے لیے نکلو تو پرانے جاہلیت کے دستور کے موافق زینت و نگار و شگون اور ایک آیت میں ارشاد ہے۔ اسے بچا تو اپنی بیبیوں اور بیٹیوں کو اور تمام مسلمانوں کی بیبیوں کو کہہ دے (جب وہ ضرورت و حاجت کو لیکے باہر نکلیں تو) اپنی چادریں (یا برقعے) اپنو اوپر لٹکالیں (جس سے اٹکا بدن اور لباس زینت ڈھک جائے اور صرف ہاتھ پاؤں جو کہ ساتھ وہ دنیاوی کام کر سکیں اور چل سکیں اور آکھ جس کو وہ راستہ اور کام کی چیزیں دیکھ سکیں کھکے رہیں)۔

ان آیات کا جو ترجمہ ہم نے کیا ہے۔ اور برکیٹ (خطوط و حدانی) میں تفسیر کی ہے۔ یہی تمام اہل تحقیق کی تفسیر و ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ و تفسیر میں زیادہ تر لائق بیان و محل بحث صرف ایک امر ہے۔ کہ آیا عورت کا چہرہ محل شریعہ یا نہیں اور جو استنار الاظہار میں آیت سورہ نور میں واقع ہوئی ہے۔ یہ چہرے کو شامل ہے یا نہیں۔

جو لوگ علوم دینی سے بے علم ہیں اور وہ صرف انگریزی پڑھ کر دینی مسائل کو حل کرنے لگ گئے اور جاہل ہو کر مجتہد بن بیٹھے ہیں۔ یا وہ لوگ جو کس قدر علم رکھتے ہیں مگر اس ادب و رے علم سے وہ اس عربی بیت کے مصداق بن رہے ہیں۔

ان كنت لا تدري قتلک مصيبة وان كنت تدري فالمصيبة اعظم  
 جمع ترجمہ یہ ہے کہ اگر تو کچھ نہیں جانتا اور محض بعلم ہے۔ تو یہ ایک مصیبت ہے۔ اور اگر تو کچھ  
 (اور ہو رہا) جانتا ہے اور پورا علم نہیں رکھتا تو یہ اور بڑا بڑا مصیبت ہے۔ وہ لوگ بعض روایات  
 میں استثناء الا مآظہر منها کی تفسیر میں الا الوجه والکفین دیکھ کر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ  
 عورت کا چہرہ محل شہوات وغیرہ نہیں ہے۔ عورت کھلے منہ بیشک پھر سے اور نقی میں بیشک  
 ہواخوری کسے مگر انکی یہ سمجھ غلط یہ اجتہاد غلط۔ یہ تفسیر غلط۔ یہ حجت فیصلہ غلط۔  
 خود غلط انشاء غلط۔ ایما غلط۔ معنی غلط۔ اور بصیرین ناقدین اہل تحقیق کے نزدیک اول تو وہ  
 روایت صحیح نہیں جس میں استثناء الا الوجه والکفین وارد ہے اور بغرض تسلیم صحت  
 وہ استثناء حکم دہی شریعتاً بجا کت نماز کے متعلق ہے۔ نہ حکم نظر اغیار کے متعلق جو  
 لوگ اسکو حکم نظر اغیار کے متعلق سمجھتے ہیں۔ وہ یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ جب فتنہ کا خوف  
 نہ ہو تب حکم نظر سے یہ استثناء ہے۔ اور بصورت خوف فتنہ یہ استثناء نہیں ہے۔

پہلے روایت الا الوجه والکفین کا صحیح نہ ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ پھر اس معنی استثناء  
 کے متعلق کلام محققین نقل کیا جائے گا۔

<p>بہن و بنو کہ ابو داؤد نے بسند سعید بن بشیر اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۱ جلد ۲ میں          روایت کیا ہے کہ اسماء بنت ابی بکر حضرت          صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور ان کے          پارچات باریک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم          نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر کہا کہ اے اسماء          جب عورت حیض (مدہ بوقت) کو پہنچ جائے تو          پھر لاؤق نہیں ہے کہ اس کے بدن سے بخیر          ہاتھ اور پاؤں کے کچھ نظر آئے۔ پھر ابو داؤد</p>	<p>عن سعید بن بشیر عن قتادة عن خالد          بن قمران عن عائشة ان اسماء بنت          ابی بکر دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ          علیہ وسلم وعليها ثياب رقاق فأعرض          عنها وقال يا اسماء ان المرأة اذا بلغت          الحيض لم يصلح لها ان يری منها الا هذا          ولا شئ الى وجهه وكفيه قال ابو داؤد</p>
--	--

کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنی صحیح نہیں ہے)  
کیونکہ اس کے راوی شریک بن دریک نے حضرت  
عائشہ رضہ کو نہیں پایا۔

منسقی الاخبار میں کہا ہے کہ اس نے اُسے  
کچھ نہیں سنا۔ اور اس کی شرح میل والاوطا  
میں ہے کہ اس حدیث کی سند میں سعید بن  
بشیر ابو عبد الرحمن لغزی بنی نصر کا غلام منق  
و مشق کا بیٹا ہے۔ والا راوی ہے۔ اس میں بہت  
سے اہل تنقید کو کلام ہے۔ حافظ ابو احمد حلی  
نے کہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کو  
بخاری سعید بن بشیر کے اور کسی نے روایت کیا ہو  
اس میں کبھی دو حضرت عائشہ کی جگہ ام سلمہ کی جگہ آ

المستثنى هو الوجه والكفان لأنها  
ليست بعورة ولا ظهران هذا في  
الصلوة لا في النظر لأن كل بدن الحرة  
عورة لا يحل لغير الزوج والحرم النظر  
إلى شيء منها الا ضرورة كالمعالجة  
وتحمل الشهادة. (بيضاوي ص ٢٩ ج ٢)  
الا ما ظهر منها وهو الوجه والكفان  
فيكون نظره لا جنبه ان لم يخف فنته

دونو ہاتھ ہیں۔ کیونکہ یہ محل دائمی ستر نہیں ہیں  
ورنہ ہر یہ ہے کہ یہ استثناء حالت نماز میں  
ہے (یعنی نماز میں ہاتھوں اور منہ کا چھپانا  
معرض نہیں ہے) نہ حکم نظر سے استثناء ہے  
بیزگہ حرہ (شریف و امیل) عورت کا تمام بدن  
علی ستر ہے بجز شوہر یا محرم کسی شخص کو اس کے  
بدن کے کسی حصے کی طرف دیکھ نہ جائز نہیں  
ہے بجز حالت ضرورت کے بعد علاج کے واسطے

فی أحد الوجهین والثانی یحرم لانه  
مظنة الفتنه وسجج خبا للباب  
(جلالین لکھنوی ص ۲۱)

بدین علیہن من جلابیہن جیب  
جلباب ہے الملقفة التي تشتمل بها  
المراة ای بر خیز بعضہا علی الوجہ  
اذا خرجن لحاجة الا عینا واحدا۔  
(جلالین لکھنوی ص ۲۲)

دیکھنا یا کسی عورت کے معالجہ میں گواہ بننے  
کے واسطے نظر کرنا۔ اور جلابین بیچ  
الاما ظہر منہا سے منہ اور دونوں ہاتھ مر  
ہیں۔ لہذا انکا دیکھنا اجنبی کو جائز ہے۔  
بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔ ایک توجیہ اور  
سخت آیت کے یہ ہیں۔ دوسری یہ کہ منہ کا دیکھنا  
اجنبی کو حرام ہے۔ کیونکہ اس سے فتنہ کا  
ظن و اندیشہ ہے اور اسی کو ترجیح دی گئی

ہے فتنہ و فساد کو توڑنے اور روکنے کے لئے اور جوار خاد ہوا ہے۔ کہ مومنوں کی عورتوں  
کو کھد سے کہ وہ اپنی چادریں لٹکالیں۔ اس سے وہ چادریں مراد ہیں جن کو عورتیں کپڑوں  
کے اوپر لپیٹ لیا کرتی ہیں۔ اور اس آیت میں یہ حکم ہوا ہے کہ جب عورتیں اپنی ضرورت و حاجت  
کے لئے نکلیں تو ان چادروں کا کچھ حصہ منہ پر لٹکالیں (یعنی نقاب یا کھوکھٹ ڈال لیں)  
صرف ایک آنکھ انکی کھل رہے (جب سے راستہ نظر آوے)۔

آدہ تفسیر محالم میں ہے۔ زینت ظاہری میں جس کو خداوند تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے

الاما ظہر منہا۔ اختلاف اهل العلم في  
الزينة الظاهرة التي استثنى الله تعالى  
قال سعيد بن جبیر والصفاء والا ورا  
هو الوجه وانكافان وقال ابن مسعود  
هو الثياب وقال ابن عباس هو الكحل  
والخضاب الكحل فما كان من الزينة  
الظاهرة جاز للرجل الاجنبى النظر اليها

اہل علم کا اختلاف ہے۔ سعید بن جبیر وغیرہ نے  
کہا ہے اس سے چہرہ اور دونوں ہاتھ مراد ہیں  
ابن مسعود نے کہا ہے کہ پارچات زینت مراد  
ہیں۔ ابن عباس نے کہا ہے اس سے سر پر  
خضاب مراد ہے۔ پس جو چیز زینت ظاہر  
سے ہو اس کی طرف اجنبی مرد کو نظر کرنا اس  
شرط سے جائز ہے کہ اسکو فتنہ و شہوت کا

اذا لم يخف شهوة فان خاف شيئاً  
منها غرض البصر وانما غرض في هذا  
القدس ازنتها وامرأة من بدنها لا تلبس  
لجولة وتوفر بكشفها في الصلاة وسائر  
بدنها عورة يلزمها سترة. وليضرب  
بخمسين اي يلقان بمقامهن على جوب<sup>لهن</sup>  
وصدورهن ليسترن بذلك شعورهن  
وصدورهن واعناقهن وقرطهن  
ولا يبدن زينتهن في الزينة الخفية<sup>التي</sup>  
لم يبدلهن كشفهن في الصلاة ولا لا<sup>تحت</sup>  
وهو ما عدى الوجه والكفين جلا بدين  
جمع الجلاب هي الملازمة التي تشتملها  
المرأة فوق الدرع والخمار قال ابن  
عباس وابو عبيدة امر نساة المؤمنين  
ان يعطين رؤسهن بالجلابيب لا عيناً  
واحداً. (معالم ص ۵۲)

خوف نہوا اور اگر کچھ بھی خوف ہوتا تھا کہہ کر بند کر  
اور نگاہ نہ کرے۔ چہرہ اور ہاتھ کھلے رکھنے کی اجازت  
اجازت ہوتی ہے کہ یہ حصہ ہر وقت اور ہر حال محل  
ستر نہیں ہے۔ نماز میں اس کو کھلا رکھنے کا حکم نہیں اس  
حصہ کے سوا باقی تمام بدن عورت کا واجب ستر  
ہے۔ اور جو ارشاد ہوا ہے کہ وہ اپنی اوڑھنیوں  
گرہوں پر لٹکائیں اس سے یہ مراد ہے کہ وہ  
اپنے سینے بال گردنیں بالیاں چھپائیں اور جو فرمایا  
ہے کہ وہ اپنی زمینیں سمجھا دندوں یا محرموں  
کسی پر نظر نہ کریں اس سے وہ زمین مخفی مرا<sup>و</sup>  
حسکونما میں کھولنا جائز نہیں اور نہ جنسیوں  
کے سامنے کھولنا یعنی منہ اور ہاتھوں کو سوا  
اور جو ارشاد ہوا ہے کہ چادر میں لٹکائیں ان سے  
مراد وہ چادر میں ہیں جو کپڑوں کے اوپر عورتیں  
لبیٹ لیتی ہیں۔ ابن عباس اور ابو عبیدہ نے  
کہا ہے کہ مومنوں کی عورتوں کو حکم ہوا ہے کہ

تمام سروں اور چہروں کو چادر کے ٹکڑے میں لپیٹ لیں صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔

تفسیر کہ یہ ہے اجنبی عورت کے منہ کی طرف نگاہ کرنا بلا غرض (ضرورت)

اعلم ان لا يجوز ان يتعمد النظر الى وجه<sup>جنتہ</sup> الا<sup>جنتہ</sup>  
بخبر عرض وان وقع بصره عليها يغتفر<sup>بخبر</sup>  
بصره لقوله تعالى قل للمؤمنين يغضوا من<sup>بصر</sup>

جائز نہیں۔ اور اگر کسی کی ناگہان نظر جا پڑے  
تو آنکھ کو بند کرے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد  
ہوا ہے کہ مومنوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں

وقیل بحدیث واحدة اذا المیکر محل  
فتنة وبه قال ابو حنیفة راجح ولا یجوز  
ان یکیر النظر الیها لقوله تعالى ان السمع  
البصر والافئدة کل اولئک کان عنه مستورا  
ولقوله علیه السلام یا علی لا تتبع النظرة النظرة  
(تفسیر کبیر صفحہ ۳۴۵ جلد ۶)

رکھیں۔ بعض علماء کا قول ہے کہ ایک دفعہ نظر  
جائز ہے۔ بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو یہی امام  
ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہے۔ اس پر دلیل ہے یہ قول  
خداوند تعالیٰ کہ کان آنکھ اور دل سمجھنے سے مائل  
ہوگا۔ اور وہ تو ان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کا کاتب علی ایک نظر پر جائے تو دوسری نظر

قصدا نہ کرنا۔

پھر غرض و ضرورت کی تفصیل و تمہیل میں مغالچہ کے لئے اور شہادت کے لئے نظر کرنا بیان  
کیا ہے۔ یہ ان غیور کے متعلق ہدایات و ارشادات قرآنی اور انکی شرح و تفسیر ہے۔ اب  
ارشادات نبوی م ان تیرہ کے متعلق سنو جو انہی ارشادات قرآنی کی تفسیر ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا علی ایک نظر کے

بچھو دوسری نظر نہ کرنا پہلی نظر تمہاری ہو چکی  
دوسری نظر کرنی تمہارا حق نہیں ہے۔

عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم يا علي لا تتبع النظرة النظرة  
وان لك الاولة وليست لك الاخرة - رواه  
احمد (مشکوٰۃ ص ۲۶)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے چچا زبیر بن جہلی فضل بن عباس آنحضرت  
کے روئے منوار تھے۔ پس ایک عورت قبیلہ  
خثعم سے آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے  
اور وہ فضل کی طرف پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
ان کے منہ کو پکڑ کر عورت کی طرف سے  
دوسری جانب پھرنے لگے۔ یہ بخاری  
وغیرہ کی روایت ہے۔

عن ابن عباس سرکان الفضل بن عباس روى  
النبي صلى الله عليه وسلم فجاءت امرأة من خثعم  
فجعل الفضل ينظر اليها وتنظر اليه فجعل النبي  
يصرف وجه الفضل الى السوء الاخر بخاري  
رواه الترمذي عن حديث علي بن خنيسه ورواه  
عن الفضل فقال العباس يا رسول الله لم يمتعت  
ابن عمك فقال سل بيتك ما

و شابة فلم امن الشيطان عليهما قال ابو عيسى  
 حديث علي حديث حسن صحيح (ترمذی ص ۱۱۹ ج ۱)  
 ہے کہ اس پر حضرت عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے پوچھا کہ آپ نے کیوں اپنے چچا زاد بھائی کی گردن کو پھیر دیا۔ تو اپنے ارشاد کیا کہ میں نے جو ان مرد اور جو ان  
 عورت کو ایک دوسرے کی طرف نظر کرنے سے دیکھا۔ تو مجھے شیطان سے خوف پیدا ہوا۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم سرا میں ایک دفعہ ایک  
 عورت ہواں موی ام سلمہ۔ اٹھا کانت عند رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وميمونة قالت فبينما نحن  
 عنده اقبل بن مكنوم فدخل عليه وذاك بعد ما  
 ابرنا بالحجاب فقال رسول الله صلي الله عليه وآله  
 احجبيا منه قلت يا رسول الله اليس هو اعمى لا يبصر  
 ولا يعرفنا قال افعبيا وان استما السمانين  
 هذا حديث حسن صحيح۔ (ترمذی ص ۱۲۲ صفحہ ۱۲۲)  
 اور کہل ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یہ اہمیت بروت کا ذکر حکم و خطاب سے تو آج کل کے عام لوگ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ عورتیں  
 عورتوں کے چہرے پر کھیں اور اپنی بیویوں کے چہرے سے اپنے دوستوں کو دکھائیے اور ان کو باغوں  
 کی سیر کو ساتھ لے جائیں اور فتنوں میں بیٹھا کر ہوا خوری کے لیے مشرکت کرا دیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔ انھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ انکا زنا (اجنبی عورت کی طرف بری  
 العینین النظر وزنا اللسان المنطق متفق  
 یہ روایت مسلم العینان زناهما النظر  
 الاذن زناهما الاستماع واللسان زناهما  
 الكلام واليد زناهما البطش والرجل زناهما  
 نیت کو) نظر کرنا ہے زبان کا زنا (اجنبی عورت  
 سے) بولنا۔ کانوں کا زنا (اجنبی عورت سے) آواز  
 سننا۔ ہاتھوں کا زنا (انکو) پکڑنا۔ پاؤں کا زنا  
 (اسکی طرف) چلنا اور دل کا زنا کی خواہش کرنا ہے

نمبر  
 خلا  
 کرد  
 سر  
 ۲  
 نہ  
 دین  
 عز  
 وع  
 وش  
 حا  
 واد  
 ام  
 عن  
 الہ  
 بید

الخطی والقلب یحوی و یتمنی و یصدق  
ذلك الفرج و یكذب (مشکوٰۃ ص ۳۱)  
(یعنی اس کا یہی زمانہ ہے) اور (آخر) شرمگاہ اگر کسی  
سے زنا وقوع میں آجائے ان سب زناؤں کو چٹا  
کر دکھاتا ہے۔ یا (اگر وہ زمانہ سے رک جائے اور ناسب ہو) سب کو چھوڑ کر دیتا ہے۔

حدیث صاف ناطق ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بری نیت ہو دیکھنا اور بری نیت ہو اس سے بات  
کرنا اور اس کی بات سننا بھی ایک قسم کا زنا ہے۔ اور چونکہ اکثر لوگ جو دین کے پابند نہیں ہوتے اور ان حکام  
سے واقف نہیں اس خوف کے محل میں ان ہی کے حق میں ایک شاعر کا یہ کلام ہے  
نتہا عشق از دیدار خیر و ہر یسا کیں زنت از گفتار خیر و  
در آید حسب لہو شمن از در گوشت و نہ جال آرام بر باید ز دل ہوش  
بہذا عورتوں کو اپنا چہرہ و زینت اجنبی مردوں سے چھپانا اور مردوں کو اجنبی عورتوں سے نگاہ کو روکنا  
دین اور آبرو کو بچانا ہے۔

رجح میں ازلام کے بعد عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے اور چہرے پر نقاب (برقعہ) نہ ڈالنے کا حکم صاف  
عن عائشۃ انھا قالت لا تلثم ولا تبرقع (بخاری)  
و عن عائشۃ قالت وکان المکیان میرون بنا  
و نحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا  
حاذوا بنا سدلک احدنا جلجا بھا علی وجھنا  
واذا جاؤنا کشفنا (ابوداؤد ص ۲۵۳)  
آجکل ہے۔ مگر جب اجنبی مرد سنانے آجائیں تو اس وقت  
میں انکو چہرہ پر نقاب ڈال لینا آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی تقریر و اجازت سے ثابت ہے جو چہرہ  
کھلا رکھنے اور برقعہ ڈالنے کی محافضت حضرت عائشہ  
سے صحیح بخاری میں مروی ہے۔ اور انہی حضرت سے

اجنبی مردوں کے سامنے ہوجانے کے وقت چہرہ پر نقاب ڈالنے کی حدیث ابوداؤد میں مروی ہے۔  
ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہوا ہے کہ کوئی عورت بلا ہر ای عمرم ہر  
عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ  
السلام لا تسافر المرأة الا مع ذی محرم ولا  
مکرمے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس بغیر اس  
حالت کے کہ اس کے ساتھ عورت کا محرم ہو نہ بہاد۔

یہ شاعر کے لفظ و روایت کہا ہے جنہ اس کے لفظ و روایت سے بدلتا مناسب سمجھا۔



یدخل علیہا رجل الا وھا محرم رواہ البخاری  
عن عقبہ بن عامر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ایاکم والدخول علی النساء فقال الرجل یا رسول  
اللہ ارایت المحرق قال المحرق الموت - بخاری  
وعن عمر بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلو  
رجل بامرأة الا وکان ثالثهما الشیطان -  
(رواہ الترمذی)

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلجوا  
علی المغیبات فان الشیطان یجری من احدکم  
فجری الدم رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۱۲)  
وعن زینب قالت قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اذا شہدت احدکم المسجد فلا تمس طیباً رواہ  
ابن ماجہ  
وعن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل  
عین زانیۃ وان المرأة اذا استعطرت فمرت بخلع  
فھی کذابک لایفہ زانیۃ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۱۲)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اجنبی عورتوں کو  
پاس خلوتوں میں جانے سے بچو کسی نے عرض کیا یا  
رسول اللہ دید کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں  
آپ نے فرمایا دید تو مومن ہے (یعنی اس سے زیادہ  
ہلاکت اور بدکاری کا اندیشہ ہوتا ہے)  
ایک حدیث میں آیا ہے کوئی آدمی کسی اجنبی  
عورت سے کہی خلوت نہیں کرتا مگر ان میں شیطان  
شیطان ہوتا ہے

ایک حدیث میں آیا ہے جن عورتوں کے خاوند  
دکھ سے غائب ہوں انکے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان  
انسان میں ایسا پھرتا ہے جیسے بدن میں خون  
اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود کی عورت زینب کو فرمایا  
تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آنا چاہے تو چھوڑ  
دے گائے۔ اور ایک حدیث میں ہے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک آنکھ زانی ہو سکتی ہے (یعنی جو عورت کے جمال کو قصد اور بلا ضرورت دیکھ کر  
اور فرمایا کہ جب کوئی عورت عطر لگا کر کسی (اجنبی) مجلس میں گزرے تو وہ بھی زانی کھلاتی ہے۔

ان کرات و احادیث و اقوال علیہ السلام سے امت مسلمہ کو (جو قرآن و حدیث و اقوال سلف پر ایمان  
و یقین رکھتے ہیں) یقیناً ثابت ہوگا کہ جو قیود ملتہ عورتوں پر دنیاوی کاموں کے لئے بھینکے اور پھرنے اور گھروں  
میں رہنے میں لگائی گئی ہو۔ وہ اصل اور حقیقت اسلام کی مجوزہ قیود ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں  
وہ شریف اور دوئمہ مسلمانوں نے اپنی طرف سے نہیں لگائیں جیسا کہ بعض بے علموں کا خیال ہے۔

اب ہم معترضین کی طرف مخاطب ہوتے ہیں اور شہادت عقلی سو ثابت کر دکھاتے ہیں کہ یہ قیدی  
قید میں عورتوں کے لئے دنیاوی کاموں اور تمدنی ترقی سے مانع نہیں ہیں۔

پہلی قید چہرہ دیگر عمل زینت اور لباس زینت کو اجنبی مردوں سے چھپانا کا مانع تمدنی ضرورتاً  
نہو ناظر ہے۔ ہم وضع سے شریف عورتوں تک برلا دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے دنیاوی کام ادا کرنے  
سے اعلیٰ تک پردہ میں کر رہی ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں محکمہ ضیاء المائتہ والدین امیر المومنین امیر عبدالرحمن  
مرحوم والہی کابل کی یاد فرمائی سے افغانستان میں جانے کا اتفاق ہوا۔ راستہ میں اور خاص شہر  
کابل پہنچے کسی ایک جوان عورت کا چہرہ نہ دیکھا۔ جس کو دیکھا نقاب یا برقعہ میں دیکھا۔ حالانکہ وہ سب کار  
و بار دنیاوی متعلق کاشت وغیرہ بذات خود کرتی تھیں۔

ناظرین یہ سن کر تعجب کریں گے کہ ہمارے کابل میں عورتوں کو غسل کرنے دیکھا جواز ستر یا سیاہ  
لباس کے ساتھ غسل کرتی تھیں۔ خاص کہ مسطریں ہر کو چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا۔ بازاروں میں عورتوں کو  
سودا سلف کی خرید و فروخت کرنے دیکھا۔ سب کے چہروں پر برقعہ یا نقاب نظر آیا۔ ہمارے پنجاب کے  
شہر ملتان اور دیہات میں غریب کاشتکاروں کی عورتیں خود کاشت کے متعلق کام کرتی ہیں اور گلی  
کوچوں میں سبزی ترکاری فروخت کرتی ہیں۔ انہیں اگرچہ اکثر عورتیں خصوصاً بوڑھییاں کھلے چہرہ  
کام کرتی ہیں۔ مگر بعض عورتیں خصوصاً نئی دلہنیں کسی قدر نقاب چہرہ پر ڈال کر کام کرتی ہیں وہ بھی ان  
کاموں میں کھلے چہرے والیوں سے کم نہیں ہیں۔

یہ ادنیٰ کاموں اور وضع اقوام کا حال ہے۔ اب ہم اعلیٰ کاموں اور اعلیٰ درجہ کی  
رہنمائی عورتوں کا حال بیان کرتے ہیں۔ معمولی کاموں کا کیا ذکر ہے۔ بعض شریف بیبیاں پردہ  
میں حکمرانی کرتی ہیں۔ اور ان کا پردہ ان کے انتظام سلطنت اور ترقی تمدنی کا مانع نہیں ہوا۔ انکی  
ایک نظیر ہم انجمنی نواب شاہچہان بیگم بالقابہا والیہ ریاست بھوپال کو پیش کرتے ہیں  
جن کے حضور میں ہم کو بھی حاضر ہونے کی عزت حاصل ہوئی تھی۔ وہ اسی قید پردہ شرعی کے تحت  
گورنری درباروں میں حاضر ہوتی تھیں۔ اور اسی قید کے ساتھ اراکین ریاست ان کے حضور میں

ہوتے تھے۔ دوسری نظیر انکی دختر نیک اختر نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ بالقابہا ہیں جو عفت و عصمت و دانت و لیاقت انتظام اور سلطنت میں اپنے تمام شاہی خاندان کی بیبیوں سے بڑھ کر ہیں۔ کار و نوشتن دربار ملی میں یہ خاکسار بھی حاضر تھا۔ ہزار کیلنسی و ایس کے حضور میں سلام کے واسطے پیش ہوئیں۔ تو انکی پردہ شرعی سے اور برقعہ میں پیش ہوئیں۔ اس دربار میں ان کے پردہ شرعی نے وہی کام دیا جو تمام راجہ ہاراجوں و ایلیان ریاست کے کھلے چہروں نے کام دیا۔ آن واقعات و مشاہدات کے مقابلہ میں کوئی صاحب عقل و اہل انصاف یہ کہہ سکتا ہے کہ پردہ شرعی کسی کام دنیاوی کا ادا نہ ہو خواہ اعلیٰ مانع و سد راہ ترقی ہے۔ کیاننگے سرور کھلے چہروں اور چھاتیوں کے نیچے کمائیاں چڑھا کر یا تنگ انگلیاں کس کر چھاتیاں ابھار کر اجنبی مردوں کے سامنے پھرنا اور دن سے بنگیری اور بوسہ بازی کرنا اور خلوتوں میں اجنبی مردوں سے رات اور دن کو رہنا اور ناچوں میں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر دوسرے غریبوں سے ہم آغوش ہو کر دنیا و عورتوں کو ان کے ان کاموں میں جو وہ جائز طور پر کر سکتی ہیں زیادہ مدد دے سکتا ہے۔ اور اس آزادی سے عورتوں کے علم و کمالات میں زیادہ ترقی ہو سکتی ہے۔

تیس نہیں۔ ہرگز نہیں۔ پردہ ترک کرتے اور اجنبیوں سے عورتوں کو میل جول رکھنے کی آزادی دینے سے اگر فائدہ اور ترقی ہے تو زنا اور بیچاری کو ہے۔ جو یورپ و غیر بلاد مغربی میں بہرہ ہے۔ اور جس سے اسوقت یورپ کے دراندیش بھی تنگ آگئے ہیں۔ مگر وہ اسکا انساں دچاہتے ہیں اور کر نہیں سکتے۔

اسی آزادی دینے کا یہ فائدہ اور نتیجہ ہے کہ بعض بلاد یورپ میں شام کے بعد نوجوان مرد و بازاروں۔ گلیوں میں چل نہیں سکتے۔ تاکوں اور سڑکوں پر نوجوان بے شوہر عورتوں کا جگہ بٹا ہے۔ چہ اجنبی نوجوانوں کو بکڑ لیتی ہیں۔ اور انکو زنا پر باعث ہوتی ہیں۔ اسی آزادی دینے کا یہ فائدہ ہے کہ وہاں نا جائز مولود کثرت سے رستوں پر پھینکے جاتے ہیں۔ جن کو اٹھا کر پردہ شرعی کہا جاتا ہے اور نوجوان میں بھرتی کیا جاتا ہے۔

یورپ نہ جاؤ۔ اسی ملک میں اس آزادی کے فوائد سن لو۔ لاہور میں ایک لاہور کے رنجو والے جنٹلمین نے (جو برہمن سماج کے ممبر تھے) اپنے عیال کو یہ آزادی دی۔ تو انکی کنواری بیٹی کو ایک دوست کا حمل ہو گیا۔ انہوں نے اپنی لڑکی کو اگر وہ میں بیہید یا اور وہاں وضع حمل ہوا۔ پنچا کے مشن میں ایک نو عیسائی کا ایک نوجوان لڑکی کا مقصد زنا مشن میں پیش ہوا تو وہ دیکھ کر چھوٹ گیا کہ مجھ سے زنا ہوا۔ تو کیا ہوا۔ مسیح کے کفارہ ہونے پر میرا ایمان لانا کس کام آئے گا۔ ۱۳ فروری ۱۹۷۷ء کے سراج الاخبار میں ایک ڈاکٹر پادری صاحب کا حال لکھا ہے۔ کہ اس پادری نے لڑکیوں کے ساتھ بد فعلی کی تھی۔ پادری مذکور ایک مشنری یتیم خانہ کے پرنسپل تھے۔ ۱۲ اگست کی رات کو ان کے کمرے میں ایک لڑکی پائی گئی۔ جواب زدے کے مستغنی ہو کر واپس چلے گئے۔ جانے پر معلوم ہوا کہ لڑکیوں سے بد فعلیاں کیں۔ انہما پڑیس میں اور بھی گل کھلا۔ معلوم ہوا۔ ناجائز عمل جراحی بھی کیا تھا۔ وارنٹ نکلا۔ ولایت میں گرفتار ہیں۔ ہندوستان پہنچنے پر مقدمہ دہلی کورٹ میں کے اجلاس سیشن میں ہو گا۔

کیا یہ بد فعلیاں اس آزادی اور اجنبیوں سے مل جول کا نتیجہ نہیں ہیں۔ اور کیا ہمارے شہر ہواد والا درمیان اسلام اپنی قوم۔ اپنی برادری اور اپنے ملک کو بھی فوائد پہنچانا چاہتے ہیں۔ اور انہی بے پروا فوائد کے حاصل کرنے کے لئے اخباروں میں برہمن سماج کے متعلق مضمون چھاپتے اور چھپواتے ہیں۔

ہیں قلیبک علی الاسلام من کان ناکیا۔

دوسری قید (شوہر یا کسی محرم کو ساتھ لیکر تجارت وغیرہ اغراض دنیاوی کے لئے سفر کرنا نہ ہوا اور اجنبیوں کے ساتھ سفر نہ کرنا) کا سیدہ راہ ترقی نہیں بھی ظاہر ہے۔ جو جائز کام تجارت وغیرہ کوئی عورت غیر محرم کے ساتھ کر سکتی ہے۔ وہی کام اپنے شوہر یا اپنے باپ یا بہائی کو ساتھ لیکر کر سکتی ہے۔ بحر ہمارا ہی محرم کی قید کہیں مانع تہنی ضرورت سمجھی گئی ہے۔

ان غیر محرم کے ساتھ عورت کا سفر کرنا سیدہ راہ تہذیب دینا ہے کہ غیر محرم کی ہمراہی میں اس سے فعل بد واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ گو وہ پہلے سے وہ نیک و محفوظ کیوں نہ ہو۔ دونوں خلوت میں تیسرا

شیطان ساتھ ہوتا ہے۔ اس نظر سے ایکہ دانا پولیشن کا قول ہے

مشورہ زن الین کہ زن پار ساست

کہ خربستہ بہ گرچہ دزد آشناست

ایکہ صاحب بہادر کی لیڈی کا حال ایک معتبر ذریعہ سے سنا گیا ہے۔ کہ سفر میں انکا ذکر ساتھ ساتھ راستہ میں لیڈی کا دل لچا یا تو اس نے نوکر سے مطالبہ فعل ناما جائزہ کا کیا۔ اس پہچانہ نے انکا کرنا کھا۔ کہ میں نے صاحب بہادر کا نمک کھا یا ہے۔ مجھ سے یہ جرات نہ کرنا ہی ہرگز نہوگی۔ لیڈی صاحبہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر صاحب بہادر سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے اس نوکر کو موقوف کر دیا اور کہا کہ اگر لیڈی صاحبہ بیچارہ ہو جائیں تو پھر کیا جاتا۔

اور اگر عورت عقیقہ اور بار ساجھی ہے تو اجنبی کی ہمراہی سے زنا یا بیکرا لیتے تو کہیں نہیں آئیے واقعات بہت ہوئے اور سنئے گئے ہیں جن سے معتضضین انکار نہیں کر سکتے۔ کیا اس کو حاصل کرنے کے لئے اور اسی غرض سے ہمارے دلاور شیر بہادر اس قید دوم سے عورتوں آزادی دینا چاہتے ہیں۔ اور اجنبی قوم کی شریف بیبیوں کو ان یوروپین لیڈیوں کی کلاس میں ملا کر بنائے کی خواہش رکھتے ہیں۔

تیسری قید (غیروں سے ناز و ادا کے ساتھ بات کرنا) بھی عورتوں کو دنیاوی جائزہ کا مول تمدنی ضرورتوں سے مانع نہیں ہے۔ آدنی غور و توجہ سے معتضضین سمجھ سکتے ہیں کہ نا کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اور اس کا محل مناسب کون شخص ہے۔ شوہر یا اجنبی شخص اگر عورت اجنبی۔ دکاش اچھ اور پیلے میں گفتگو کرے جس لہجے اور پرانے میں شوہر کے ساتھ کرتی ہے۔ تو ہشہوت فیطیم الذی فی قلبہ حصن ہی سمجھ گیا کہ اس عورت کی طبیعت کا میلان بری ط لہذا حکم عقل بھی یہی مناسب ہے کہ جب کوئی شریف عورت کسی تمدنی ضرورت کے لئے اجنبی بات چیت کرے تو سید ہے اور سادے طور پر کرے جس سے اسکے دل میں خیال بد پیدا بعض عورتوں کی قدرتی طور پر باریک اور ریلی آواز ہوتی ہے وہ تمدنی ضرورت کے

نمبر ۹ جلد ۹  
اجنبی مرد  
لیڈی  
تو انکی آ  
توانی نہ  
ہم نے  
پیرہ شرم  
تبع  
آواز بہ  
سے  
بیت  
ک  
اجنبی  
تو  
لیڈی  
دیکھ  
او  
وہ

اجنبی مرد سے بات کریں تو تکلف کے ساتھ لپٹی آواز کو بدل کر سوتی آواز نکالیں اور سادے اور برابری سے  
 بعض مرد بھی قدرتی طور پر خوش الحان ہوتے ہیں۔ اگر وہ تکلف کر کے خوش الحانی کریں۔  
 تو انکی آواز زیادہ دلنریب ہو جاتی ہے۔ انکو بھی لازم ہے کہ وہ اجنبی عورتوں سے بات کریں  
 تو اپنی خوش الحان سے کام نہ لیں۔ اور ان عورتوں کو فتنہ میں نہ ڈالیں اس خوش الحانی کا فتنہ  
 ہم نے بچشم خود دیکھا اور بہت معتبر ذرائع سے سنا ہے۔ ہر مقام میں ہم بچشم دیدہ حال بیان کرتے ہیں جن کو بچشم  
 بدہشم عبرت پذیر بن سارے ایسے مسلمان فقیر عظمیٰ گھروں میں خوش الحان عظمیٰ گھڑتے ہیں انکو ہرگز  
 بغض و عداوت اجنبی عورتوں کی حاضری میں خوش الحان سے وعظ کرتے ہیں۔ تو بعض عورتیں انکی  
 آواز پر لوٹ پوٹ اور دلدادہ ہو جاتی ہیں۔ اور کئی مقامات میں کئی عورتوں کا ان حضرات و اعظمیٰ  
 سے ناجائز تعلق ہو گیا اور آخر وہ طشت از باہم کا مصداق بن گیا اور ان حضرات کو اس  
 بیت کا مصداق بنا دیا۔

واعظان کاں جلوہ محراب و منبر سے شہند

چوں مخلوت سے روند آں کار دیگر سے کنند

ایک لکشی آواز والے وعظ خانے اپنی بابرکت و پیر اثر وعظ سے ایک نئی شادی شدہ  
 اجنبی عورت کو اڑایا اور اسکو ہمارے گھر میں جبکہ لاہور میں ہمارا قیام تھا لے آیا۔ اور کہا  
 یہ میری شکوہ ہے اسکو آپ چند روز گھر میں رکھیں۔ ایک بزرگ کو زیارت کے واسطے جاتا ہوں  
 وہاں سے واپس آکر میں اسکو اپنے وطن لیجاؤں گا میری کاشنس (دلی شہادت) نے اس امر کی اجازت دی  
 تو وہ عورت ایک اور شخص صوفی منش کے گھر میں ٹھہرائی گئی اور وعظ صاحب کہیں دوسرے شکار کے  
 لئے نچوچکر ہو گئے۔ اس کے بعد غصہ سے ہی دن گزرے تھے کہ اس مفتونہ مظلومہ کے وارث شوہر  
 وغیرہ آئے اور وہ نظر ہوئے کہ یہ ہماری عورت ہے۔ اسکو ظان وعظ صاحب بہکا کر لے آئے ہیں  
 اور وہ اس لڑکی کو لے گئے۔ اس واقعہ سے لاہور کے کئی اشخاص واقف اور جس صوفی کے گھر میں  
 وہ چند روز ٹھہرائی گئی تھی۔ وہ بھی زندہ موجود ہے۔

ہم نے اس واقعہ کو یہ ہو سملج لاہوری اور نو عیسائی مشنری اور کٹھن کی لیدی اور دیگر پادری کے واقعات کی قطار میں اس غرض سے شمار کر دیا ہے۔ کہ اس سے پردہ کے مخالف و مشنری عبرت پکڑیں اور گوبش عبرت کسبیں کہ اس سے پروردگی نے ہندو مسلمان اور عیسائیوں کے تھکس انتخاب تک بھی اس فتنہ سے بچنے نہیں دیا۔

دوسری عرض یہ ہے کہ سادہ لوح مسلمان جو دین کے شوق میں خوش آواز و غلطوں کی اپنی مستورات میں لیجا کر اٹھا و غلط سنوتے ہیں۔ وہ بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ اور اپنی آبرو اور اپنے گھر والوں کو بچائیں اور جو علمائے وقت ایسے غلطوں کے حالات تذکرہ سے وقف ہو کر انکو اپنے منبروں پر اس غرض سے کہ وہ انکی تعریف منبروں پر کریں اور انکی امامت و بزرگی کا خیال و سکھ لوگوں کے دلوں میں جاویں بٹھاتے ہیں۔ اور مصرعہ من ترا حاجی گویم تو مرا حاجی بڑا پر عمل کر رہے ہیں۔ وہ بھی کچھ خدا کا خوف کریں اور اس بات کو خیال میں لادیں کہ جو ضرران کی دکش آوازوں اور اغوا خیز و غلطوں کا ضعیف القلب نامہ وقف مستورات میں پھیلتا ہے اس کے جواب وہ وہ حضرات کیوں نہ ہو گئے۔

نہات کو ان غلطوں نے اپنی خوش الحانی سے جا بھول میں امام بنا دیا۔ مگر ان کی خوش آوازی سے جو گئی گھر چھوٹے گھر۔ اسکا وبال کس پر پڑے گا۔ اس بیان کو کسی خاص شخص پر ذاتی حملہ ہوا ہے۔ مگر اسکا صاف طریقہ پر یہاں نام لیا جاتا اور پورا پتہ و نشان بتایا جاتا۔

دل فریب اور دکش آواز کے لائق پردہ ہونے پر ایک تو وہ آئینہ سوزہ انحراف و لیل ہے جو عن ابقی لا یتعن النسل الذی علیہ وسلم کان و سفیر کان لا غلام حیدر و نھن یقال لہ انجشتہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یدک یا انجشتہ نسو قات بالقوادیر۔

اوپر مذکور ہوئی۔ اب ایک حدیث بھی منور ہو چکی بخاری میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انجشتہ نام اونٹ ہانک رہے تھے جب مستورات سوا نہیں اور وہ خوش آوازی سے ساری باتی اشعار پر

و فی روایت کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم حادینا  
 له انجیشتہ فقال لہ النبیر صلی اللہ علیہ وسلم یا  
 لا تکسر الفواریر (بخاری ص ۱۰ - ۱۱)  
 انہ کان حسن الصوت یخرج من نفق سمہ  
 ضعف عن اذن وس غتہ تاثر الصوت فہن  
 ای لا تحسن صوتک فربما یقع فی قلوبہن  
 فکة من ذلک (قسطلا فی ص ۱۱ جلد ۱)

رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا  
 اسے انجیشتہ چھوڑ سیشوں کو نہ توڑ  
 شتا حسین بخاری کرمانی قسطلا فی وغیر نے کہا  
 ہے کہ سیشوں سے عورتیں مراد ہیں۔ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ خوش آواز  
 سے عورتوں کے دلوں کو خراب نہ کرانی کے  
 دل میں خوش آوازی جلد تاثر کرتی ہے۔

ہمارے اس بیان سے امید ہے۔ ناظرین بالانصاف کو متیقن ہو جائیگا کہ موجودہ انتظام  
 متعلق پر وہ کسی دنیاوی کام اور تمدنی ترقی کا مانع نہیں۔ بلکہ تمدنی ضرورتوں کو پورا اور کامل کرنا  
 ہے اور معشر ضعیف کا پر وہ شرعی کو تہذیب یا ترقی تمدنی کا مانع سمجھنا ایک سخت غلطی در دہل غلطی  
 ہے جیسا کہ عربی میں اوجہ امت کے ساتھ نماز ادا کرنے کو امن کا مانع ترقی و تمدنی ضرورت سمجھنا غلطی  
 پر وہ کی بحث میں چرچہ ہے کہ موجودہ آزادی یورپ سے دور اندیش اہل یورپ بھی تنگ آ گئے  
 ہیں اور اس سے پہلے جو خاتم کی بحث میں کہا ہے۔ کہ عربی میں نماز کے ضروری ہونے کو سرسید کے خلیفہ  
 کرشن قادیان نے بھی ضروری مانا ہے۔ اسکی تصدیق و تائید کے لئے ہم کرشن جی کے آرگن (ریویو آف  
 بیلیجنس) کی عبارت حسب وعدہ نقل کرتے ہیں۔ اس آرگن کے نمبر ۱۲ جلد ۴ کے صفحہ ۴۴۵ میں نئی پارٹی  
 کے خیالات نقل کر کے کہا ہے:-

اس نئی تجویز کے مطابق تقریباً کل اسلامی شریعت کو مبادیاب ملتا ہے۔ یہ سب اچھی تک  
 فرما فرما کر تجاویز ہو رہی ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ عام مسلمانوں کے نزدیک یہ سب تجاویز  
 مکروہ و قابل نفرت ہیں۔ ان ہی میں سے بعض اصول کی بنا پر ایک یا فرقہ بنانے کی تجویز بھی  
 خالی ایک ہی آدمی کی تجویز ہے۔ اور جہاں تک ہم علم ہے اہل صلا کا کسی طرف سزاں میں وہاں پر  
 انہیں سے سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ نماز اس بیان میں ادا کی جائے جس سے نماز پڑھنے والا دعا



اور اس کو مہذب سوسائٹی کے لئے نہایت ضروری اصول قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اصل اصول پر عمل بھی ہوتا ہے کیا وہ لوگ جو اصل اصول کو پیش کرتے ہیں نماز سے سچی محبت رکھتے ہیں کیا جہد پابری کے مبرواتھی نمازیں پڑھتے ہیں عربی میں نہیں۔ انگریزی یا اردو ہی میں ہی حقیقت یہ ہے (ادھر ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری مہذب پابری اسکے بیان کرنے میں ہمیں مجبور سمجھائے) اگر ان کو کسی زبان سے نفرت نہیں جس میں نماز ادا کی جائے بلکہ خود نمازی سے نفرت ہے۔ کیونکہ ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جو لوگ اعلیٰ تعلیم کے لیے پر جوش حامی ہوں۔ وہ یہ پسند کریں کہ مسلمان بالخصوص عربی زبان سے ناواقف رکھے جاویں جس طرح انگریزی ان کے واسطے لازمی سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح عربی بھی لازمی سمجھی جاتی ہے۔ اگر انگریزی زبان میں علوم خزانے ہیں تو اس سے بھی زیادہ وسیع خزانے عربی زبان میں موجود ہیں۔ جن کو دریافت کرنا اور جن سے فائدہ اٹھانا ہمارا فرض ہے سو وہ وسیط پروردہ کے دور کرنے کے لئے بہت شہور ڈالا گیا ہے۔ لیکن کیا کوئی ایسا بہادر بھی ہے جس نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا ہو۔ ہم یقیناً کہتے ہیں کہ پردہ کے دور کرنے سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچے گا۔ جیسا کہ آج کل کی تہذیب کے معراج پر پہنچی ہوئی ایک قوم کو اس سے نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ ہماری اس معاملہ میں متعصبانہ ہے یا واقعات پر مبنی نہیں۔ تو کسی عیسائی مصنف کو دیکھ لیا جائے۔ وہ اس بیان کی تائید کرے گا۔ کہ اگر پاکدامنی کے معاملہ میں یورپ کی سوسائٹی سب سے نیچی نہیں تو کم از کم وہ اوپر ضرور نہیں۔ یوم الفٹ نے چند سال ہوئے نسری میں یکچرخ عیسائی مذہب دیا تھا جس میں اس نے اس حقیقت کو جو کلا سوائند ہے متعصبوں کے کوئی انکار نہیں کر سکتا اس پر اسے میں بیان کیا ہے کہ میں بہر گاری اور پاکدامنی کے معاملے کو اس وقت نہیں لیتا کیونکہ ان لوگوں میں جو عیسائیت کے منکر ہیں کوئی ایسی قوم جو ان دونوں معاملوں میں ہم بھی برتری ہو تو وہ حقیقت بہت ہی بڑی قوم ہونی چاہیے۔ اس طرح عیسائی مذہب کا ایک بہت بڑا عہدہ دار جیسا کہ کٹر بری کالاٹ پادری جو حقیقت سب سے بڑا عہدہ دار ہے اور

عہدہ تقریباً ایک سال کا پہلے ہے کہ سرنیر صاحب الفٹ گورنر بنگال نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ عورتیں یہ وہ ہیں جو ہماری بزرگوں پروردہ کو اٹھانے چاہتے ہیں۔ غلطی یہ نہیں ہے تقریباً چار ہزار سال پہلے کا عہدہ گذر رہا ہے کہ سر صاحب سابق برٹش ایلیٹڈ کالج کی میمنہ ایک خط میں لکھا ہے۔ نماز اور دیگر مشاغل تھے اور مشاغل میں بھی موجود تھے۔ زور سے کہا تھا کہ موجودہ حالت میں ہندوستان میں یہ وہ حقیقت لکھنا چاہیے۔ اس ضمن میں کما قال دانشندان عاقبت انٹرنیشنل یو ویک اور بھی ہیں۔ وہ پر بھی نقل ہونگے۔ یہی مذہب پابری سے

کوتاہے کرندن کے بانار فوج والوں ناخبرہ کاروں کے ٹھوکر کھانے کے لیے کھلا سامان پیش کرتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ہونہو والوں کی ابتری اور ان کے ٹھوکر کھانے کا موجب ہو ہے میں مردوں عورتوں کے باہمی میل جول کے سبب سواری ہر چہ ہیں مرد کیوں پردہ کی منسوختیت کے حامی اپنے عقل عقیدہ کے مطابق نہیں کرتے اور کیوں اتنی جرأت نہیں کہ کچھ وہ کہتے ہیں کہ نہ کھلا دیں کیا اس کا سبب یہی نہیں کہ ان سجاوہ کو وہ خود بھی اپنے دلوں میں ملک اور قوم کے لیے مفید نہیں سمجھتے۔ چند سال کا عرصہ ہوا کہ ایک نو جوان بیرسٹر جو نئے نئے نکلتے سے واپس آئے ہیں پردہ کی منسوختی کے حامی بنے اور ایک فوج والوں کی مجلس میں طرح طرح کے میلہ منے ہوتے رہتے ہیں۔ یہ امر بھی ہاتھوں نے بحث کے لئے پیش کیا اور نہایت پر جوش الفاظ میں بیان کیا کہ پردہ کی قید کو توڑ کر عورتوں کو آزاد دی دینی چاہیے جس کا جواب نہایت معتدل اور سنجیدہ الفاظ میں یہ دیا گیا کہ آپ پہلو خود سپر عمل کر کے دکھلا دیں اور اپنی عورتوں کو آزاد کر دیں۔ پھر اس مسئلہ پر بحث کا وقت آ گیا۔ بیرسٹر صاحب نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کی اور وہ انکی خاموشی اب تک چلی آتی ہے۔

بھر نمبر ۴۲۔ آرگن (ریویو آف ریلیجنس) میں خود ہمارے راج کرشن تارا دیاں کا فتویٰ نقل کیا ہے جو پیر وال سرسید کی ہدایت و فہمائش کے واسطے نقل کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں شرعی پردہ یہ ہے کہ چادر کو حلقہ کے طور پر کر کے اپنے سر کے بالوں کو کچھ حصہ پیشانی اور منظر کے ساتھ بالکل ڈھانک لیں اور ہر ایک زینت کا مقام ڈھانک لیں مثلاً منہ پر ارگرد چادر ہو (اس جگہ انسان کے چہرے کی شکل دکھا کر میں مقامات پر پردہ نہیں ہے انکو کھلا رکھ کر باقی پردہ کے بیچیں دکھایا گیا ہے) اس قسم کے پردہ کو انگلستان کی عورتیں اساتقی سے برداشت کر سکتی ہیں اور اس طرح پر ہیز کرنے میں کچھ حرج نہیں تاکہیں کھلی رہتی ہیں۔

ناظرین! مسلمانوں کے مذہب میں چہرہ کی تصویر بنانا جائز نہیں ہے۔ اس لیے ہم

تصویر میں صورت مجوزہ کرشن جی دکھائی نہیں سکتے۔ ان کے لفظی بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ ابروؤں سے لبوں تک چہرہ کے حصے کو انہوں نے پردہ سے مستثنیٰ کیا ہے۔ اور باقی چہرے کے واسطے شہرہ ایسے ہیں۔ اس استثناء میں انہوں نے پردہ کو اپنے آزاد بیڑیوں کی رعایت کی ہے کہ وہ اس پر زیادہ پردہ کی متحمل نہیں ہو سکیں گی اور یہ خیال نظر آیا کہ ابرو وہ گمانیں ہیں اور سر کا زینہ ہے، تیر و بیگان ہیں جو بیار و کمزور دلوں کو اپنے زخموں سے گھائل کرتے ہیں اور غنچہ دہن سے لعل لبوں کے گلے سے مفتون مجنون ہو جاتے ہیں۔

موجودہ دایہ سرے سے پہلے ایک دایہ سرے نے اپنے دربار میں لیدیوں کو مخاطب کیا تو انکے حسن و جمال و چہروں کی ان ہی الفاظ سے تعریف کی۔ ایشیائی شاعروں نے ابروؤں، سر کا نوں اور لبوں کی تعریفوں اور تمناؤں میں لہو مار لکھٹا ہے ہیں بطور تمثیل ایک دو شعر پیش کئے جاتے ہیں ایک ہندی شاعر نے ابروؤں کی تعریف میں کہا ہے

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارہ مارا یہ جس کے گلے سے میرا دل ہوا پارہ پارہ

ایک اور لبوں کی تعریف میں یہ لکھا ہے

شیریں لبوں سے ترش سخن ہو کھینچیں یہ صفا کے حق میں اور کوئی ایسی دہش

ایک سلم روزگار شاعر نے لبوں اور اس کے الفاظ کی تعریف میں کہا ہے

ہم گفتی و غم سنم عفاک اللہ ہو گفتی

جواب تلخ مے زید لب لعل شکر خارا

پھر ایسے محل قینہ حصہ چہرہ کو حکم پردہ سے مستثنیٰ کرنا کہیں کر جائز اور قرین مصلحت ہو سکتا ہے۔

کرشن جی ہمارے چہرہ کے اس حصہ کو مستثنیٰ کیا تو ان کے ایک چیلے (ایڈیٹر رسالہ

ریویو) نے حکم

یہ نیم بیضہ چو سلطان تم روادارو زنتد شکر یا نش ہزار مرغ سیخ

تمام منہ کو حکم پردہ سے مستثنیٰ قرار دیا اور اسپر اس آیت سے جس میں مردوں کو نظر بند کر لینے کا

منہ  
حکم  
کرشن  
اجا  
اد  
رکھ  
کو  
یک  
اجا  
اجتہ  
کی  
جات  
گلا  
یور  
رہ  
کے  
لگا

حکم ہے۔ یہ اجتہاد و سراپا فساد کیا۔ کہ اگر عورتوں کو چہرہ کھلار کھنے کی اجازت نہ ہوتی۔ تو مردوں کو کس چیز سے آنکھ بند رکھنے کا حکم ہوتا۔ کیا سفید کپڑوں یا اور اشیاء کی طرف دیکھنے سے۔ اس اجتہاد کا جواب اور اس کے فساد کا انساں اس ایک فقرہ سے ہو سکتا ہے کہ اجازت تو تھی مگر عام اوقات اور خاص وقت نماز میں نہ اجنبی مردوں کی نظروں کے سامنے اور انکی نگاہوں کے وقت عبارت تفسیر رضوی و عالم منقولہ ص ۲۲۷ (ملاحظہ ہوں۔) بناؤ اعلیٰ مردوں کو حکم ہوا۔ اگر تمہاری نگاہ اتفاقاً عورتوں کے کھلے چہروں پر (جن کے کھلے رکھنے کی انکو عام اوقات میں اجازت ہے) جا پڑے تو تم آنکھ بند کرو اور عورتوں کو حکم ہوا کہ جب کوئی مرد تمہارے سامنے آجائے تو تم اپنے چہروں پر نقاب ڈال لو۔ اور مردوں کے چہرے دیکھنے سے آنکھیں بند کرو و لہذا مردوں کے آنکھ بند رکھنے کے حکم سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورتیں اجنبی مردوں کے سامنے چہرے کھلے رکھیں۔

ہمارے اس دیار کو بڑھک رہا راج کرشن اور ان کے پیلے (ایڈیٹرز دیو) اپنے فتویٰ و اجتہاد کو واپس نہ لیں تو سرسید کرشن و ہاراج کے پیرو مشد کے پیرو اس فتویٰ میں کرشن جی کی پیروی نہ کریں۔ بلکہ ان کے مرشد کے عملی فتوے کو پیش نظر رکھ کر اسلامی حکم پر دہ کے پابند رہیں۔ سرسید باوجودیکہ ایک ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے (جس کو پالیٹیشن اشخاص خوب جانتے و پہچانتے ہیں) اپنا لباس بدلا تھا۔ جبہ و شرعی پاجامہ تار کر کوٹ۔ پٹلون کو زیب تن کیا۔ گلاب نے حرام سر سے شرعی رسم پر دہ کو نہ اٹھایا اور نہ انکے فرزند ارجمند نے بھی (جو تہذیب یورپ کی تقلید میں کسی پولیٹیکل مصلحت سے بلکہ دلی شوق و دلچسپی سے سہمک تھے) اس رسم کو موقوف نہ کیا۔

کرشن جی کے پیلے بھی اگر اپنے دادا مرشد سرسید کی پیروی کریں اور حکم پر دہ سے چہرے کے استنشاء کو (جس نے ان کے تمام مضمون کی غرض کو چھپایا اور اس پر ایک نازیب و بد فاقہ لگا دیا ہے) واپس لے لیں تو انکے لئے بھی مناسب ہے۔

اس مقام خطاب حضرات ایڈیٹران اخبارات میں نماز اور پردہ کے متعلق جو کچھ کہہ گیا ہے۔ وہ کافی سے زیادہ ہے۔ اس سے زیادہ کچھ لکھنا پڑے گا تو اصل معترضین کے خطاب و جواب میں کھاجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس مقام میں جو کہا گیا ہے اس سے بخوبی ثابت ہو گیا۔ کہ نماز یا حکم پر وہ سدا راقی ترقی ترقی نہیں ہے۔ جس سے ان حضرات کے اس عذر کا کہ یہ مسائل سدا راقی ترقی ترقی ہیں اس لئے سمجھنے ان مسائل سے ملکی اخبارات میں بحث کی ہے کافی ووافی جواب ادا ہوا۔ شاید کوئی صاحب ان حضرات میں سے یہ عذر کریں اور کہیں کہ ہم مسائل مذکورہ کو نافع ترقی ترقی نہیں سمجھتے۔ اور ان مسائل کو بلا کم و کاست اسی طرح ملتے ہیں جس طرح اولیٰ (قدیم طریق) کے مسلمان ملتے چلے آئے ہیں۔ اور ان مسائل کو چار درج اخبار کرنا صرف اس غرض سے ہوا ہے۔ کہ علماء و فضلاء سے سلام ان مسائل کے متعلق اعتراض معترضین کا جواب ادا کر سکیں۔ اور ان حضرات کے جواب میں اور اس عذر کو دفعہ میں پہنچاتا ہوں کہ یہ عذر عذر پرانہ گناہ کا۔ مصداق بن جاتا ہے۔ اور اس غرض اور نیت سے بھی ان کو ان مسائل کا بلا رد و جواب اخباروں میں درج کرنا جائز و مناسب نہ تھا۔ یہ امر ان کو چار سوالات ذیل کے جوابات دینے سے ظاہر و منکشف ہو جائے گا۔ جن حضرات نے واقعی اس غرض و نیت سے ان مسائل کو اخبارات میں درج کیا ہے وہ ہر سوالات ذیل کا جواب دیں۔ ان جوابات کو اپنے اخبارات میں درج کریں یا قلمی جوابات براہ راست دفتر اشاعت السنۃ میں بمقام لاہور خواہ پٹالہ ارسال کریں اور جلد ارسال کریں۔

سوال اول۔ آپ کے اخبار کے خریداریہ جن کے پاس آپ اخبار بلا قیمت بھیجتے ہیں اکثر علماء و فضلاء راجل قلم ہیں یا زیادہ تر علوم دین سے بے خبر و جاہل۔ اس سوال کا جواب اگر وہ باختیار شوق اول دین تو پھر ان سے سوال دو مہر ہے۔ کہ آپ براہ مہربانی و بنظر ثواب و تفع رسائی ان علماء و فضلاء کی فہرست شائع کریں۔ پھر یہ سوال سوم ہے۔ کہ کیا

ان مسائل کو خارج از اخبار چھاپ کر پرائیویٹ طور پر خاص ان علماء و فضلاء میں انجمن کلمہ (مبتدا اول) کرنا اور بعد حصول جوابات ان مسائل کو مع جوابات اخبارات میں شائع کرنا موجب ہتھیار کا فائدہ نام و حمایت اسلام تھا۔ یا صرف سوالات کو بلا جواب شائع کر کے ناواقف مسلمانوں کو مذبذب و متروک کرنا۔ پھر یہ سوال چہارم ہے کہ اگر غلطی سے یہ فرگنداشت ہوئی تھی۔ تو حصول جوابات کے بعد ان جوابات کو سبھی حضرات کے جنہوں نے سوالات کو مشتہر کیا تھا کیوں درج اخبارات نہ کیا۔ اور اگر سوال اولیٰ کا جواب باختیار شوق دوم دیں (جیسا کہ غالب گمان ہے) تو پھر ان سے یہ سوال ہی نہ جمے۔ کہ کیا اس صورت میں ان مسائل کی اخباروں میں شاعت ان جھلاد بے علموں کی گراہی کا موجب نہیں ہے۔ کیا ان مسائل کو پڑھ کر یا سن کر ناواقف مسلمان اسلام کو خیر یا نہ کہنگیے اور کم از کم ان مسائل اسلامیہ کے منکر نہ ہو جائیں گے۔ پھر یہ سوال ششم ہے کہ اگر آپ لوگوں کو غلطی دکھاتا ہی ہو گئی تھی تو اس کا کفارہ اس طرح کیوں نہ کیا کہ ان اخبار کو بغرض حل مسائل ان علماء سے وقت کے پاس جو خریدار اخبار نہیں اور وہ ان مسائل کو حل کر سکتے ہیں بھجوتے اور ان سے جواب حاصل کر کے درج اخبارات کرتے۔ اس جواب میں اگر وہ کہیں کہ اپنے خداں خداں عالم کے پاس اخبارات بغرض حل مسائل بھجوتے تھے۔ تو پھر ان پر سوال ہفتم ہے کہ انہوں نے ان علماء کی فہرست اور ان کے جوابات کو اخبارات میں کیوں شائع نہ کیا۔ آگے ان سے یہ نہیں ہو سکا۔ تو اب ہی انکی اشاعت کر دی۔

ہمارا گمان تو یہ ہے کہ وہ اخبارات گہی ان علماء اہل افتاء کے پاس جو خریدار اخبار نہیں اور ان سے ٹکے وصول ہونے کی امید نہیں بھیجے نہیں گئے۔ اور اس پر ایک اقصاعی دلیل یہ ہے کہ منجملہ اخبارات و رسائل موقت الشیوخ رسالہ اشاعۃ السنۃ ایک مسلم خادم دین ہے۔ اور اس کی اسلامی خدمات کا اعتراف اخباروں میں ہو چکا ہے۔ اور حل مسائل دینی خصوصیت کے ساتھ اسکا منصبی فرض ہے جسکو وہ عرصہ بین چھپش سال سے اور کر رہا

۱۰۰۰ میں سال بحساب اجلاہ مشتہر سالہ چھپش سے زیادہ بحساب سنین عمر رسالہ۔

اور منجملہ اخبارات مذکورہ پیسہ اخبار لاہور کے تبادلہ میں ہمیشہ جب کہی شائع ہوتا ہے یہی جاتا ہے اور اس کے ایڈیٹر اور منیجر کو پہلے بذریعہ متعدد وسائل پھر بذات خود فکر کیا گیا ہے کہ اس کے تبادلہ میں پیسہ اخبار کا ہر پرچہ نہیں تو خاص وہ پرچہ جس میں مذہبی مسائل سے بحث ہو بھیج دیا کریں۔ اور انہوں نے بار بار زبانی وعدہ ارسال بھی کیا ہے۔ اور اخبار وکیل امرت سرکو بواسطہ بعض جناب امرتسری ایک سال کے پورے پرچے بھیجے گئے اور تبادلہ کے واسطے کہلا بھیجا۔ مگر یہ دونوں اخبار ہم تک نہیں پہنچتے۔ وکیل کا تو کہی کوئی پرچہ نہیں آیا۔ اور پیسہ اخبار پہلے آتا تھا۔ مگر ایک مدت سے (جب کہ مسائل مذکورہ بالا آہیں درج ہونے شروع ہوئے ہیں) بند کر گیا گیا ہے۔ وکیل کی شکایت ایک دفعہ رسالہ میں درج ہو کر مشہور ہوئی تب بھی ایڈیٹر صاحب کی توجہ نہ ہوئی۔ پھر وہ شکایت اخبار وطن نمبر ۱۱ جلد ۱۱ مورخہ ۸ مئی سن ۱۳۷۱ء میں مشہور ہوئی۔ اسپر بھی آپ کی بدین غیرت مجسم پر جو نہ سرکی۔ اس اخبار میں عام اہل اخبار کی اس عادت کی جس کو کاتب اخبار اور خود بلفظ حاجت بلا اشتہار پیر بھی انکی دگر حریت جو غرض میں نہ آئی۔ ایسے بے پرواہ (کچھ اگر کہوں تو وہ حضرات خفہ ہو جائیں گے) حضرات سے کب امید ہو سکتی ہے کہ وہ مفت و بلا بدل کسی غیر ضروری اہل علم کے پاس اخبار بغرض حل مسائل پہنچتے ہوئے گزشتہ را صلوات آئندہ ہی وہ حضرات توجہ کریں اور اس ضرر ساقی بحق اسلام و مسلمان کا کفارہ اہل علم سے درج کریں کہ اشاعت النہ کے یہ مضامین جو شائع ہو چکے ہیں۔ اور جو آئندہ شائع ہوں کسی اہل علم سے درج کر من اولیٰ آخرم فقط بلفظ ملا خطہ میں لا دیں اگر انکو صحیح پادیں تو بلا کم و کاست یا الکا پورا اخلاص مطلب یکساں کی نہ ہی بدعات اپنے اخباروں یا ان کے ضمیمہ میں درج کریں اور اگر وہ انہیں غلطی محسوس کریں (مگر اس مر کے واسطے معمولی معلومات اخباری کافی نہیں) بدحواسے خوردن اے باید "خشل کہ پیش نظر رکھ کر کسی عالم دین سے مدد لیکر (اسکی غلطی نکالیں) تو اس سے خاکسار کو بذریعہ اخبارات یا پرائیویٹ تحریرات مطلع کریں

اور جن حضرات کے پاس یہ رسالہ بغرض مبادلہ پہنچتا ہے یا آئندہ پہنچے۔ وہ تو ضرور ہی اپنا پرچہ متضمن مسائل اسکے مبادلہ میں بھیج دیا کریں۔

ان سوالات نہنگا نہ پہلے سے پہائی جاری تحریر پر غور کریں گے۔ تو ان کو صاف یقین ہوگا کہ کئی اخبارات میں ان مسائل کو باطل و جوابات شائع کرنا نیک نیتی کے ساتھ بھی جائز اور امرِ محسن نہیں ہو سکتا۔

بعض ائمہ سلف سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر علماء کو اپنی بدعت و ہوا کے اقوال و بدعت تالیف و تصنیف روک دینے سے روکا۔ اور یہ فرمایا کہ پہلے آپ انکی بدعت و قول باطل کو لوگوں میں شائع کرتے ہیں۔ پھر ان کے رد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ قول باطل و مبتدع کیسے دل میں موثر ہو جائے اور اس کا رد اسکی سمجھ میں نہ آوے۔

مگر اس زمانہ کے لوگوں خصوصاً انگریزی دانوں سے اس نصیحت کو قبول کرنے کی امید نہیں۔ لہذا ان سے ہم یہی بات قبول کرنا غنیمت جانتے ہیں کہ وہ کسی مسئلہ کو بغیر حل و جواب شائع نہ کیا کریں۔ جس سے ناواقف مسلمانوں میں گمراہی پھیلنے کا اندیشہ ہو اور ان کا اس گمراہی کا

معاون و مددگار نہ ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ و تعاون علی البر و التقویٰ و کلا تعاون علی الاثم و العذیٰ ان یبغی نیکی اور بد پرہیزگاری کے مددگار نہ بنو اور برائی اور ریاقتی عملے مددگار نہ بنو۔

ہمارے اس فتویٰ میں کسی شک ہو تو علمائے وقت سے جس عالم کے وہ معتقد ہوں۔ اس سے ایسا ب میں استفسار کریں اور اگر وہ ہموار جائز نہ دیں۔ تو ہم اس باب میں ایک مضمون تفصیل سے مدلل کر کے اس پر علماء وقت کی مواہیر ثبت کر کے رسالہ میں شائع و شہر کر دیں۔

اس نمبر اول مضمون ہذا میں ہم اسی نصیحت پر استفا کرتے ہیں آئندہ نمبروں میں مضمون کے باقی ماقرہ مسائل مشہورہ ان حضرات پر بحث کریں گے۔ اور آقا سب غیر وز کی



یہ ثابت کر دکھائیں گے کہ وہ مسائل اسلام سرسرق اور انسانی عقل اور تمدنی ضرورت کے بھی موافق و مطابق  
 ہیں اور ان مسائل پر اعتراض کرنا مستتر ضیق کی سخافت عقل پر مبنی ہیں۔ سکا قبل  
 و کم من عا ثب قولا صحیفا + واقفہ الفہم الشقیم

## زلزلے کا روحانی سبب اور اس کا علاج

وما نرسل بالآیت الا تخوفا۔ وما اصابکم من مصیبتہ فبما کسبت ایدیکم  
 ولعلکم عنک تذر۔ وما انتم لمحجین فی الارض وما لکم من دین الاہم من ولیکم  
 جو زلزلہ ۲۰ اپریل کو پنجاب میں اور اس کو کچھ پہلے مدراس میں اور اس کو پیشتر کشمیر و پشاور میں  
 دویاتین سال کا عرصہ پہلے یو یارک میں اور ایک مدت پہلے ترکیں دار الخلافہ ترکیگال میں اور اس  
 کو بہت پیشتر اٹلی کے دو شہروں میں اور ہر کوہیم میں واقع ہوا ہے عام دنیا اذوا صلا اخباری اور  
 علمی دنیا کو معلوم ہو۔ اور اس لئے کہ جو طبعی یا نیچرل اسباب بیان کی جاتے ہیں کہ وہ بجا کائنات زمین کا  
 زور سے ٹکنا یا آتش نشان پہاڑوں کو آتشیں ماد کی حرکت کرنا ہے۔ وہ بھی نیچرل فلسفی یا سائنس  
 جیسی کو جانتے دانویہ مخفی نہیں ہو۔ مگر ہم نے ان اسباب کا ذکر ثبات کیا ہوا اور نہ نفی۔ اور کسی آجانی طاق  
 درجہ کا یہ فرض منصبی بھی نہیں کہ کائنات و حوادث عالم کو ان فساد کے اسباب و انیتا سوچت کرے۔  
 اس کا فرض منصبی تہذیب و اخلاق و تعلیم و توحید و خلاص عبادات و اصلاح مستلا ہے۔ اور اس کے  
 لئے کائنات و حوادث عالم کے اغراض و فوائد و لمیات کا بیان کرنا کافی و کافی ہے۔ سو سلام نے ایسا  
 بیان کر دیا ہے کہ نہ تو کسی کو فرض منصبی آتی ہے بیان کیا ہوا اور نہ وہ انسانی طاقت کو بیان ہو سکتا ہے۔ تمام  
 (دنیا) کی ہر ایک چیز ذرہ خواہ آفتاب چوٹی ہو یا پہاڑ آجیا رہیں یا انتخاب ہر ایک آیت یعنی نشانی قدرت  
 دلیل وحدت حاقیت خالق ہو اور اس دنیا کو کسی میرے عالم کہا جاتا ہو کہ وہ ذات و صفات باری تعالیٰ پر ایک  
 علامت ہے۔ برگ زمین بنہ و نظر ہر شیان ہر درخت و فریت و صفت کو دکھا۔ انہی آیات کو زلزلہ بھی ایک آیت  
 ہے جس کو دنیا میں ظاہر کر کے عرض آیت نمبر اول میں بیان ہوئی ہو جسکو ہم نے فریب عنوان کیا ہوا اور کہا  
 و ما نرسل بالآیت الا تخوفا (امیتا۔ ۶۷)

مضمون ہے کہ ہم آیات اس لئے بھیجتے ہیں کہ دنیا انکو دیکھ کر ہر جگہ اور جگہ  
 عظمت و جبروت کو پیش نظر رکھ کر اس کے گناہوں سے بچے۔

و ما اح  
 ک  
 بیسی  
 تو بجاگ  
 تو خدا تھا  
 ان پلاور  
 ۳  
 ولویو انا  
 من  
 ان آ  
 بد میں اور  
 کے وقت  
 اسکے مطا  
 جو لوگ  
 رکھتے ہ  
 ہوتی ہر  
 کا جواب  
 اس وقت  
 نہج و  
 مسلمان

دوسری آیت زیر عنوان مضمون میں فرمایا ہے۔ کہ لوگو جو مصیبت تم کو  
 و مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ الْحَزَنُ  
 پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی شامت ہے۔ اور ہنوز بہت سے تمہارے اعمال  
 پر سے خدا دنگڑا رہی کرتا ہے۔ تم ان مصیبتوں سے بچنے کے لیے زمین میں بھاگو۔  
 تو بھاگ نہ سکو گے اور بحیر خدا تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ یعنی ان مصیبتوں سے بچنا ہو  
 تو خدا تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرو اور گناہوں سے تائب ہو۔ خدا تمہارے تپسیرم کریگا۔ اور  
 ان بلاؤں کو ٹلا دیگا۔

ایک اور آیت میں فرمایا ہے۔ کہ اگر خدا لوگوں کو ان کے اعمال پر پورا مواخذہ کرے تو  
 وَلَوْ بَازَخَ اللَّهُ النَّاسَ أَلْسِنَهُ لَبَاسُوا مَا تَزَنُ عَلَی ظُهُرِهِمْ  
 ہشت زمین پر ایک چلنے والے کوڑ  
 من دابہ (فاطر ۶)

ان آیات سے بخوبی معلوم ہوا کہ زلزلے کا روحانی سبب بندوں کو کے گناہ اور اعمال  
 بد ہیں اور اس سے بچنے کا ذریعہ اور علاج بحیر انابت الی اللہ اور توبہ اور کچھ نہیں ہے۔ ہر ذلزلے  
 کے وقت عام و خواص کے منہ سے نکل رہی تھی۔ وہ توبہ دل سے ہو۔ اور بندوں کے اعمال  
 ان کے مطابق ہو جائیں۔ تو خداوند رحیم و کریم سے امید ہے کہ وہ آئندہ ایسی بلاؤں کو ٹلا دے گا  
 جو لوگ مذہب کو دل سے مانتے ہیں (گو عمل میں قاصر ہیں) اور وہ ان آیات پر یقین  
 رکھتے ہیں۔ شاید وہ یہ سوال کریں کہ وہ کونسے گناہ ہیں۔ جنکی سزا میں یہ مصیبتیں نازل  
 ہوتی ہیں۔ ان کے ہر ایت کے لیے اس سوال کا ہی جواب دیا جاتا ہے۔ جو سوال طالع  
 کا جواب بصفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ وغیرہ جلد ہذا دیا گیا ہے۔ کہ اس وقت اور اس سے پیشتر  
 اس وقت سے کہ نئی روشنی یا (بنظر حقیقت یوں کہو) گہری سیاسی زمین پر چھا گئی ہو۔  
 مذہب دنیا سے اٹھا جاتا ہے۔ اکثر ہندو ہندو ہنس رہے۔ عیسائی عیسائی نہیں۔ اور  
 مسلمان مسلمان نہیں۔ مذہب اور احکام مذہب کو ہنسی میں اڑایا جاتا ہے۔ جس شخص کو

جس مذہب کا ادعا ہے۔ وہ اسی مذہب کا عملی طور پر دشمن و مخالف ہو رہا ہے۔ اس کے احکام و ہدایات کو اپنی خواہش نفس کے تابع کر رہا ہے۔ اور جو حکم اس کی خواہش کے تابع و موافق نہ ہو سکے اس کو صاف طور پر اور بر ملا مذہب کا لٹکا لٹک بھینک دیتا ہے۔ جو شخص جھوٹ اور بے ایمانی سے زبانی نفرت ظاہر کرتا ہے وہی سب سے زیادہ جھوٹ اور بے ایمانی کو دل سے پیار کرتا ہے۔ اور عملاً اس سے الفت و محبت کا قطعی ثبوت دے کر رہا ہے۔

ہم غیر مذاہب والوں کی شکایت کیا کریں برطقی

ہر کس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خویش تن فریاد

بچاؤ اسکے اپنے ہی مذہب کے مدعیوں کی حکایت کیوں نہ کریں۔

۱) جو لوگ کلمہ گو اور مسلمان کھلاتے ہیں اور دین اسلام کے زبان سے مدعی ہیں اور اس کی حمایت و حمیت کا دم بھرتے ہیں۔ وہ کھٹے بند احکام و عقائد اسلام و قرآن سے الٹا کر رہے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ نمبریکو جو اسلام کا رکن ثانی ہے۔ صاف طور پر رد کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں نزلوں یا اور بلاؤں کا نازل ہونا کون تعجب کا محل ہوتا ہے۔ محل تعجب تو یہ ہے کہ لوگوں کا یہ حال ہے اور پھر وہ زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ قابل ذکر و لائق تعریف مہاراج کرشن چٹیا ویاں ہیں جو انہیں ایکو خدا سے اسلام قرار دیتے ہیں اور اسلام کی حمایت و حمیت میں تمام دنیا کے اہل مذاہب کے مقابلے کے لیے کھڑے ہیں۔ وہ سا لہا سال سے باوجود یکہ زبان سے جھوٹ کو بہت بڑا کہتے ہیں اور اس کو نجاست قرار دیتے ہیں۔ مگر دل سے اور عملی طور پر اس پر ایسے مفتون ہیں کہ گویا اسکے دلدادہ اور عاشق زار ہیں۔ آپ نے وہ خدا پر اس قسم کے انفر کرتے ہیں کہ خدا انہوں نے مجھے نہیں کیا۔ مجھے مسیح موعود و مہدی مسعود بنا دیا ہے۔ مجھے فلاں فلاں پاک وحی ہوئی ہے اور میں نے خدا سے الہام پا کر ہزار ہا پیشین گوئیاں کی ہیں۔ جو سب سچی نکلی ہیں۔

ابھی ۳۰ اپریل ۱۹۵۹ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلوں کو ہلادیا اور عام نقصان پہنچا دیا اور لوگوں کو دیوانہ سا کر دیا کہ یہ پہلے بھی تمہیں یا تمہارے بزرگوں نے اس ملک میں دیکھا تھا اور یاد رکھو کہ یہ تمام واقعات صرف تکلف اور براوٹ سے پیش گوئیاں قرار نہیں ہو گئے بلکہ سالہا سال اس کے وجود سے پہلے براہین احمدیہ میں خبر دی گئی تھی۔ اور ایسی ہی دوسری کتابوں میں جو میری تالیف ہیں یہ خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ اور یہ تو پرانی باتیں ہیں لیکن ہے کہ اکثر لوگوں کو بھول گئی ہوگی۔ کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنی یہ تینوں ہر جگہ اکٹھی ہو پائیں وہاں حافظہ کب درست رہ سکتا ہے۔ خدا کے وعدہ بھی ایمان داری سے ہی یاد رہتے ہیں۔ ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو وہ ہزار نشانوں کو بھی آنکھوں سے دیکھ کر ایسا دل سے اٹار دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینک دیا جائے۔ غرض میں اس وقت پرانی پیشگوئیوں پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ میں ان پیشین گوئیکو پیش کرتا ہوں جن کے شائع کیے جانے پر قریباً ایک ہفتہ گزر رہا ہے۔ دیکھو میرا اشتہار اور وصیت جس کو پینے ۲۷ فروری ۱۹۵۹ء کو شائع کیا تھا۔ یہی اشتہار الحکم نمبر ۹ جلد ۱ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸ فروری ۱۹۵۹ء کو شائع ہوا۔ اور پھر دوبارہ الحکم مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۵۹ء کے صفحہ ۲۸ کالم ۲ میں وہی ابھام شائع ہو رہا ہے۔

ان پیشگوئیوں میں سے ایک خبر کے الفاظ یہ ہیں کہ ۲۶ فروری ۱۹۵۹ء کی رات کو جس کی صبح کو ۲۷ فروری ۱۹۵۹ء تھی۔ میں نے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شدہ قیامت برپا ہے۔ میرے منہ پر یہ ابھام آئی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور نیچے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الہی سے مٹ جانے کو ہے۔ یہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہائی۔ عارضی سکونت مقاموں پر اور عارضی سکونت گاہوں پر آفت آئیگی اور پھر مارچ کے مہینے میں خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مذبذبون کو ایک نشان دیکھا یا جائے گا۔ اور یہ پیشگوئی ابھی اوس الحکم ۲۲ مارچ میں شائع ہو چکی ہے۔

کا مصداق بنا کر دکھا دیتے ہیں۔

اس اشتہار الدعوت؛ میں کرشن جی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں نے اشتہار الدعوت؛ میں جو مستقل طور پر اور فلال فلال اخبار میں اور ریویو آف ریلیجنس میں شائع ہوا ہے۔ اس زلزلے کی خبر دیدی تھی۔ یہ میرا وہی نشان ہے جس کی مدد نے شب ۲۷ فروری کو سب سے خبر دی تھی۔ اور میں نے وہ خبر ۲۷ فروری کو اشتہار الدعوت؛ میں اور اس سے پچیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کر دی تھی۔  
واہ کیا کہنا ہے۔ الہامی خبر تو ۲۷ فروری شام کو ملے اور اسکی اشاعت پچیس برس پہلے براہین احمدیہ میں ہو جاوے۔ یہ بھی وہی بات ہونی

چہ خوش گفت ست سعدی در زیلجاء

الایا ایہا الساقی اور کاسا ونا دلہا

حضرت ناظرین، اشتہار الدعوت؛ اس وقت ہمارے سامنے ہے اور ریویو آف ریلیجنس ہمارے ہاتھ میں ہے اور براہین احمدیہ ہماری میز پر ہے اشتہار الدعوت؛ اور براہین احمدیہ اس زلزلہ کا نام و نشان نہیں ہے۔

عبادت الدعوت؛ براہین کو ہم ذیل میں بقلم جلی نقل کرتے ہیں۔ اور کرشن جی کی درجہ بندی کی ناظرین سے تصدیق چاہتے ہیں۔

### الوصیت

قال اللہ عز وجل قل ما یبغیٰ ابکم ربی لولا دعاؤکم۔ یعنی اؤ کو کہہ کے میرا خدا تمہاری پروا کیا کرتا ہے اگر تم بندگی نہ کرو اور دعا میں مشغول نہ رہو۔  
دوستو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے۔ آپ صاحبزادوں کو معلوم ہو گا کہ میں آج سے قریباً نو ماہ پہلے الحکمہ اور آئینہ میں۔ جو قادیان سے اجابہ میں نکلتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پکڑی

وحی الہی شائع کرائی تھی کہ عقیقت الدیار مھلھا و مقاصھا یعنی یہ ملک عذاب الہی سے مٹ جانے کو ہے۔ نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہ سکیگی اور نہ عارضی سکونت امن جگہ یعنی طاعون کی وبا، ہر جگہ عام طور پر پڑیگی اور سخت پڑے گی۔ دیکھو اخبار الحکمہ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۲۲ء نمبر ۱۸ جلد ۱۵ کالم ۳۔ اور اخبار البدر نمبر ۲۰ و ۲۱۔ مورخہ ۲۲ مئی و یکم جون ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۵ کالم ۲۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بہت قریب آگیا ہے۔ یعنی اس وقت جو آدمی رات کے بعد چار بج چکے تھے۔ بطور کشف دیکھا ہے کہ دروناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے موصیہ یہ الہام الہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے۔ کہ میں بیدار ہو گیا۔ اور اسی وقت جو الہی کچھ حصہ رات کا باقی ہے۔ یعنی یہ اشتہار لکھنا شروع کیا۔ دوستو! اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانے کی نسل کے بچے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لیے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے۔ کہ بغیر اس کے کوئی امن نہیں اب دکھ اٹھا کہ اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو!

اس کے بعد آپ نے لوگوں کو توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات کی رغبت دلائی ہے (جس سے اصل مطلب بطریق مصرع انہما از پے آشت کہ نہ میطلبی ہے)

فلس طلبی ہے۔ تاکہ مطیع گرم رہے۔ اور دوائی جانہ قوت یار میں یا قوتیاں تیار ہوں)۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے خدا نے آج سے پچیس برس پہلے طاعون کی غیور خبر دی تھی اور براہین احادیث میں یہ شائع ہو چکی ہے۔ اور اس الہام کی اصل عبارت ایک اور اشتہار میں جو بعنوان الا نذار اپنے شائع کیا ہے یہ نقل کی ہے۔

اصْنَعِ الْعَالَمَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحِّينَا وَلَا تَخَاطِبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُعْرِضُونَ

کا مضائقہ نہ رکھنا ملاحظہ فرمائیے کہ جو معنی الہام صومنا موقی اور عفت الذیاریہ محلہا  
و مقامہا کے شہتہارہ الوصیت میں کرشن جی نے خود بیان کئے ہیں کہ اس سے  
ملاعون مراد ہے۔ اسکو بعد وقوع زلزلہ ۴۰۰۰ پر میل متابعہ خود ہی غلط قرار دیتے  
ہیں اور اس پر طرفہ دیکھتے ہیں کہ پھر اس غلطی کا اعتراف نہیں فرماتے۔ اور یہ نہیں کہتے کہ

پہلے ہم یا جاننا ہم بھول گئے تھے اور غلطی سے اسکے معنی طاعون بیان کیے تھے۔  
 بلکہ ان معنوں سے آنکھ بند کر کے اور اپنے مریدوں کی آنکھوں میں خاکت ہول بکیر کر  
 اشتہار کا انداز میں فرماتے ہیں۔ وہ پہلی پیشگوئی جو عین الحکم اور البدر میں حادثہ  
 سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کر کے خبر دی تھی کہ ملک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی  
 اور شوہر قیامت پر پا ہوگا۔ اور یہ قلعہ موتا موتی ظہور میں آجائے گی۔ دیکھو وہ نشان  
 کیسا پورا ہوا اور جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے۔ یہ پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر  
 میں اس زلزلہ سے قریباً پانچ ماہ پہلے شائع کر دی گئی تھی۔ اور پیشگوئی مذکورہ یہ  
 عفت الدیار چلھا و مقادھا کیسے بہت سے مخلوق کو شامینہ والی تباہی آگئی  
 جس سے مکانات بے نشان ہو جائیں گے اور ان مکانوں اور گھروں کا پتہ نہ ملے گا  
 کھان تھے۔ دیکھو کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتیں پوری ہو گئیں۔ اگر تم عربی دان  
 نہیں ہو تو عربی دانوں سے پوچھ لو کہ اس وحی الہی کے کیا معنی ہیں۔ کہ عفت  
 الدیار چلھا و مقادھا اسے عزیز و اسکے بھی معنی ہیں۔ کہ محض اور تماموں  
 کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ طاعون تو صرف صاحب خانہ کو لیتی ہے۔ مگر جس  
 حادثہ کی اس وحی الہی میں خبر دی گئی تھی۔ اس کے تو یہ معنی ہیں کہ نہ خانہ رہے گا  
 اور نہ صاحب خانہ۔ سو خدا تعالیٰ کا فرمودہ جس طور سے اور جس صفائی سے پورا  
 ہو گیا۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہے۔ اسکی نسبت اشتہار الوصیت میں بھی خبر  
 دی گئی تھی۔ اس چارہ کو پڑھ کر اور تنبیخ یا تعلیط معنی منسرد و مبینہ  
 الوصیت کو دیکھ کر یہ مثل یاد آتی ہے کہ مشیت کے بعد از جنگ یاد آید۔ رکائے نمود و بایز تو  
 اور بے ساختہ اور بے تحاشا یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر الہام تو ماموتی اور حقت  
 الدیار چلھا و مقادھا۔ آپ کے لہجہ کی مراد یہی زلزلہ تھا تو پانچ مہینے سے بلکہ  
 زمانہ تالیف یہ سناہ دفع ابلا سنہ ۱۲۸۵ بلکہ زمانہ تالیف یہ ۱۲۸۵ احمدیہ کیس یرس سے آگے



ہم نے اچھو جہالت میں کیوں رکھا۔ اور شہداء الوصیت میں اپنی تفسیر طاعون کی غلطی کو کیوں ظاہر نہ کیا۔

معلوم ہوتا ہے۔ اچھا ہم (جو یقیناً معلم الملوکوت ہے) پر لے سرے کا الحق ہے۔ یا سحرہ جو سا لہا سال اپنے الہاموں کے معنی در بطن خود کھتا ہے۔ اچھو ان معنوں سے اطلاع نہیں دیتا۔ اس واسطے آپ ہمیشہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ اور جیسے واقعات پیش آتے ہیں۔ ویسے معنی آپ بنا لیتے ہیں۔ اسکی اگر تمثیل و تفصیل ناظرین اشاعت السنہ نمبر ۱۲ کے صفحہ ۲۲ و ۲۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس شہداء الوصیت میں جو عربی فقرہ عفت الدیار محلھا و مقامھا الہام قرار دیا ہے یہ ایک شعر جاہلیت سے چورایا ہوا مصرع ہے۔ عربی دان بھی اس فقرہ کے معنی سمجھ نہیں سکتے جو کرشن جہا لاج نے معلم الملوکوت سے الہام پاکر خود ہی بیان کیے ہیں۔ کہ نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی۔ اور نہ عافیت سکونت امن کی جگہ عرب کے عربی جاننے والے اس فقرہ میں ایسا کوئی لفظ نہیں پاتے جس کے معنی سکونت کے ہوں اور نہ وہ کوئی فاعل سکونت اس فقرہ میں دیکھتے ہیں۔ لفظ محلھا و مقامھا میں جو ضمیر مجرور (ہا) ہے اسکا مرجع تو اس فقرے میں لفظ دیار کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ اور دیار ایسی شیا ہے جو محل سکونت میں نہ فاعل سکونت۔ فاعل سکونت تو ساکنین ہیں۔ جبکہ اس فقرے میں نام و نشان نہیں ہے جو تو بطن قائل کرشن یا اسکے ہم (ہم) ہی میں ہے۔

اصل نکتہ یہ ہے کہ اپنے یہ منہ صرغ چورایا گیا مگر پھر اچھو سوچا کہ جملہ عفت الدیار کے بعد محلھا و مقامھا کہنا بے معنی اور فضول تک بندی ہے۔ اور اگر محلھا کو دیار سے بدل ٹھہرا کر اس کے معنی کچھ بن جائیں کہ گھروں کا محل بھی نظر نہ آئے گا۔ کہ وہ کہاں ہو تو مقامہا کا کوئی مطلب نہ نکالے گا کیونکہ گھرا ہے محل چور کر دے سرے مقام عارضی میں نہیں

یہ شعر جاہلیت کا وہ شعر ہے جو دیوان خاصہ میں منقول ہے۔

کتاب  
تاریخ  
آفت  
پیشین

جایا کرتے۔ تو اپنے ساکنین کی جائے سکونت عارضی کا لفظ اسکے مسموں میں داخل کر دیا اور یہ نہ سمجھا کہ سکونت وساکنین کا لفظ اس معنی کی تصحیح کے لئے کہاں سے آئے گا۔ یہ ہے "عیب کرنے کو بھی پہنچا بیٹے"

وہ لوگ کہاں ہیں جو کرشن جی کی عربی کو سمجھ جاتے ہیں۔ وہ قشرف لائیں اور وہ اس عربی کا ان معنی میں سمجھنا ہی ثابت کر دکھائیں۔ معجز ہوتا تو بالات ہے۔

بعض بے علم اور عربی سے ناواقف کہا کرتے ہیں کہ کرشن جی کی عربی کا مقابلہ کوئی مسلمان نہیں کرتا۔ اس کا جواب اشاعت السنۃ میں بارہا دیا گیا ہے۔ جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ کوئی عالم عربیت اس کی عربی کو عربی نہیں جانتا اور اس کو مخاطب صحیح خیال نہیں کرتا۔ انکو عارفونہا کہ اس کی عربی کو عربی سمجھ کر اسکے مقابلے میں قلم اٹھا دیں۔ اور اس جاہل از عربیت کو اپنا مخاطب بنائیں۔

کرشن جی کو ۸۔ اپریل ۱۹۵۷ء کے ہفتہوار الانذار میں ایک پیشگوئی یا یوں کہو درج ہوئی اور یہی ہوئی ہے جس کے صورت و الفاظ یہ ہیں:-

## الانذار

{ غور سے پڑھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے }

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان کا درجہ لزلۃ الساعۃ تنقوا انفسکم ان الله حج الابرار۔ دینی منزلۃ الفضل۔ جاء الحق و زهق الباطل۔ ترجمہ مع شرح۔ یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائیگا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک سو حکم لگے گا۔ وہ قیامت کا لزلہ ہوگا (جسے علم نہیں دیا گیا کہ تو اس کے علاوہ لزلہ ہے) کوئی دوسرا لزلہ آتا ہے۔ جو دنیا پر آگیا جس کے قریب کہہ سکیں گے۔ اور نہ ہی علم نہیں دیا گیا کہ اس کے علاوہ

\* جن معنی میں اصل شاعر نے یہ لفظ استعمال کیا ہے وہ صحیح ہیں۔ مگر یہ علم اس کی قبیلہ حاصل نہیں

کب آئیگا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا۔ یا خدا تعالیٰ اسکو چند ہفتوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا۔ ہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہو۔ یا کچھ اور ہو۔ قریب ہو۔ یا بعید ہو۔ پہلے سے ثابت خطرناک ہے۔ سخت خطرناک ہے۔ اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیاں نہ کرتا۔

حضرات ناظرین اس پیشگوئی کا لفظ زلزلۃ الساعة تو قرآن میں سے

چورا یا گیا ہے۔ قرآن کی پوری آیت یہ ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ انْ زَلْزَلَةُ**

**السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ** ہر روز تو نہا تذہل کل مرضعة عما مرضعت و تضع

کل ذات حمل حملها و تزدی الناس سکرى و ما هم بیسکری و لکن عذاب

اللہ شدید ہ اور اسکا ترجمہ یہ ہے۔ لوگو خدا سے ڈرو قیامت کا زلزلہ بڑی (بھاری)

چیز ہے۔ جس دن تم اس زلزلہ کو اس حالت پر پاؤ گے کہ دودھ پلانے والی اپنے بچے کو

بھول جائے اور حاملہ حمل گرا دے اور لوگ نشہ کی سی حالت میں ہوں اور درحقیقت

وہ نشہ میں نہ ہونگے ویکن خدا تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا جس کے ہول سے وہ

سراسیمہ ہونگے۔

مسلمان اس آیت کے مضمون پر پہلے ہی ایمان و یقین رکھتے ہیں اور زلزلہ

قیامت سے ڈرتے ہیں۔ کرشن جی نے اس آیت کے ایک لفظ کو چکر اپنا الہام بنالیا

اور خدا پر افراتفریا اور اپنے دام افتادہ محقوں کو ڈرا دھمکا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہا اور

اس ذریعے سے ان سے ٹکے بٹورنے کا ایک ڈھنگ نکالا ہے۔ مگر جو اس کے انیٹیں

یہ فقرہ لگا دیا گیا ہے کہ مجھے اس بات کا علم نہیں دیا گیا۔ کہ زلزلہ سے زلزلہ مراد ہے۔ یا

کوئی اور حادثہ اور وہ چند دنوں میں آئے گا۔ یا چند ہفتوں یا ہفتوں یا سالوں میں

اس نے اس منتر کو بے اثر کر دیا ہے۔ اس پیشگوئی کو کرکری بنا دیا۔ عام لوگ اس پر

ہنسی اڑا رہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسی پیشگوئی تو ہر شخص کر سکتا۔ اور کہہ سکتا ہی

کہ دنیا پر کوئی حادثہ آنے والا ہے۔ جسکی نوعیت اور وقت کو مقرر نہیں کیا جاسکتا اور پھر وہ اس میں چھوٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا حوادث سے خالی نہیں رہی اور نہ آئندہ رہے گی۔ یہاں تک کہ قیامت برپا ہوگی اور ایسی پیشگوئی کرنے والا ملہم کھلانے اور مرید سے فحوس کھانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

اس فقرے کے لگانے سے بھی آپ چوڑی بھول گئے اور یاد جو دشہ سوار ہونے میدان بات بنانے کو منہ کے بل گرے۔ سچ کہا گیا ہے

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ رزم میں یہ  
وہ طفل کیسے کرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

اس قسم کی دروغگوئیاں اشتہارِ الاذرا میں اور بھی ہیں۔ مگر اس مقام تک پہنچنا جو سچ بیان کیا گیا ہے۔ کافی سے زیادہ ہے۔

اب ہم پھر مسلمانانِ اہل ایمان سے مخاطب ہوتے ہیں اور انکی خدشات میں ناسخ و اتماس کرتے ہیں کہ وہ مصیبتِ خدا سے تائب ہو کر خدا کی طرفِ ذاتِ حق تبارک و تعالیٰ سے کنا ہوں سے بچیں اور اپنے متعلقین کو بچائیں۔ تاکہ ان پر رحم ہو اور نئے دن کے عذابوں اور بلاؤں سے آزاد بنات ہو۔

اس مقام میں اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ بعض مقامات میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس قسم کے گناہ نہیں کرتے۔ جن کی سزا اس قسم کے عذاب میں خصوصاً نابالغ بچے اور عورتیں اور ایسے سیدھے سادے لوگ ہیں جنہیں اس قسم کے گناہ سرزد نہیں ہوتے۔ پھر ان مقامات میں زلزلہ کیوں آیا۔ جس سے انکی جانوں کو نقصان پہنچا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ پروردگار کی عادتِ قدیم ہے کہ جس قوم کے اکثر لوگ سرکش ہو جائیں۔ اور انہیں گناہ کی خباثت کثرت سے پھیل جائے اور وہ قوم لائقِ عذاب ٹھہر چکے۔ تو اس قوم کے عام لوگوں پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

علاوہ پر اس ایک اور حدیث میں نوکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت کسی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہے وہ بھی افزاؤ قوم پر نازل ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی نیت پر ہاتھ لگاتے جاتے ہیں۔ یعنی جو صالح ہوتا ہے وہ آخرت میں ابراہیم اور ابراہیم پاتا ہے۔ اور جو بد عمل ہو وہ عذاب پاتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو عذاب سے محفوظ رکھا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو عذاب سے محفوظ رکھا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو عذاب سے محفوظ رکھا ہے۔

وعزایہ ہریرۃ انہ سمع رجلاً یقول  
ان الظالم لا یصل لا نفسه فقال ابو ہریرۃ  
بلی واللہ حتی السجاری لقوت فی وکرھا  
ھذا لا یظلم الظالم رواہ البیہقی فی  
شعب الایمان (مشکوۃ ص ۲۷)  
واقفوا فتنۃ لا تصیبن الذین  
ظالموا منکم خاصہ واعلموا ان اللہ  
شدید العقاب۔ (انفال ۳۶)

ایک اور حدیث میں ذکر ہے کہ حضرت  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا  
کہ ظالم بجز اپنی جان کے کسی کو ضرر نہیں  
پہنچاتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ  
نہیں۔ بخدا ظالم کے سبب جزر (جانور)  
اپنے گھونسلے میں بھوک سے دبلا ہو کر  
مر جاتا ہے۔ یعنی اسکی شامت ظلم ہے۔  
اسکو بھی کہا نے کو نہیں ملتا۔ اس قول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق اس قول خداوندی سے ہوتی ہے کہ مومنو! اس خدا  
سے بچو جو خاص کر ظلم کرنے والوں کو ہی نہیں پہنچاتا اور واقعات دنیا ہی اس پر ظاہر ہیں  
دنیا میں عام عذاب نازل ہو رہا ہے جس کی وجہ سے لوگ ہلکے ہو رہے ہیں۔ کہیں خشکسالی ہے۔  
کہیں زلزلے ہیں اور کہیں وبائے ہضیہ ہے۔ کہیں بارش کی کثرت اور برف باری  
سے ہزاروں جائیں تلف ہوتی نظر آرہی ہیں۔ یہ سہی آفات ظالموں کی شامت  
اعمال کا نتیجہ ہیں۔ آج کل اور اس سے کئی سال پیشتر جو کوشن قباویاں سے ظلم (کذب  
واقرا علی اللہ) سرزد ہو رہا ہے۔ اس میں بہت لوگ مستوجب سزا ہیں۔ جو لوگ اسکو  
عقائد اور اقوال و اعمال پر کے حامی ہیں انکا مستوجب سزا ہونا تو ظاہر ہی ہے اور  
جو لوگ ان عقائد و اقوال کے مخالف ہیں وہ اسوجہ سے مستوجب سزا ہیں کہ وہ ان  
عقائد و اقوال ظالمانہ پر واقف اور مطلع ہو کر اپنی غیرت نہیں کرتے اور قلمی قدم  
سنجنے والے ان اقوال و عقائد ظالمانہ کے رد میں اپنی غیرت کو مدد نہیں دیتے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ علی محمد بنی

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک قوم  
کی نسبت خدا تعالیٰ کا جبریل کو حکم ہوا

الی جبریل علیہ السلام اقلب من نیتہ کذا و کذا باہلہا فقال یا رب انہم جبارک فلا تالم یعصیک طرفہ عین فقال اقلبہا علیہ و علیہم فان وجعہ لم یحصر فی ساعۃ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوۃ)	کہ انکی بستیوں کو ساکنین سمیت پٹ دے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ اسیں ایک شخص ایسا نیک ہے کہ اس نے کبھی کبھار گناہ نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس پر اور ان سب پر انساوے کیونکہ وہ میرے دین کی خیرت میں
---	--

ایک ساعت چیں بجیں نہیں ہوا تھا۔

گورنمنٹ بھی خدا کے (جو تمام دنیا کا شاہان شام ہے) نزدیک کرشن جی کے نظام  
کی جواب دہ اور قصور دار ہے کہ باوجود قدرتِ تام و خستیاں عام اس ظلم پر اس کو  
تہمت دی جاتی ہے۔ اور اس پر مواخذہ نہیں کرتی اسی قصور کا یہ بدلہ ہے جو اس زلزلے  
کے سبب گورنمنٹ کو ضلع کا گمبڑہ و دہرم سال میں نقصان پہنچا اور بہت سارے پیسہ  
ضائع ہوا اور بہت سے جوشیل اور ملٹری آفسروں اور ملازموں کی جائیں تلف ہوئیں  
گورنمنٹ اب بھی خدا سے ڈرے اور اس کے منقرضہ و عموں کو جس سے ہزاروں فائدہ گارا  
خدا کا نقصان ہوا ہے۔ روکے بیٹھے ناوان جو کہ تہمت استناد و ایام اللہ سے  
واقف ہیں اور نہ یقینات دنیا سے خبر رکھتے ہیں۔ انکا یہ خیال ہے کہ خدا تعالیٰ  
گورنمنٹ پر ہمیشہ نظر عنایت اور مہربانی رکھتا ہے۔

اسی واسطے کوئی انگریز متہملاتے بلار طاعون وغیرہ نہیں ہوا۔ انکو واضح ہو کہ اس  
زلزلہ ۴۔ اپریل سے بڑے بڑے انگریز بھی ہلاک ہوئے ہیں۔ اور طاعون مدت  
ہوئی انگریزوں کے ملک میں اپنا ہاتھ دکھا چکی ہے۔ چنانچہ ۱۳۵۴ء میں ایک نغمہ نگار  
طاعون جس کو بلیک ڈیٹھ کھتے ہیں برعظم سے انگلستان میں آئی اور شہروں کے  
بھر بھر کو چوں اور ملک کی چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں میں لوگ ہفتہ جلدی مر گئے۔ کہ

انکو دفن کرنا مشکل تھا۔ آخر کار انگلستان کی آبادی کی ایک تہائی سے زیادہ لوگ تباہ ہوئے اور ابھی انہیں وہ لوگ جو لڑائی میں مرے تھے نہیں شمار کیے گئے۔  
(تاریخ انگلستان تصنیف اریلانی پگلی صفحہ ۹۵)

۱۶۵۷ء میں ایک سخت زلزلے نے لندن کو چھوڑ دیا اس زلزلے کے پھر بھور شہروں میں طاعون ایک معمولی بات تھی۔ اور لندن کے تنگ کوچوں میں جہاں گھروں کی اوپر کی منزلیں آپس میں تقریباً چھوڑتی تھیں اور مٹی کے فرش پر الی۔ خوراک اور غلات سے ڈھکے ہوئے تھے۔ موسم گرما ہمیشہ تھوڑی بہت وبالایا۔

۱۶۶۵ء کا موسم گرما تمام پچھلے مشاہدہ سے گرم تھا۔ ماہ مئی میں بلیک جو تہ عظیم پر بڑے زور شور میں تھی۔ لندن میں نمودار ہوئی اور تمام موسم گرما میں بڑھتی گئی یہاں تک ماہ ستمبر میں صرف ایک دن بھی پندرہ سو آدمی مر گئے۔ اور مین ہتھوں میں چوبیس ہزار دروازہ بدروازہ سرخ کو اس بیچے نشان (X) گھر کے اندر بلیک ظاہر کرنے کی غرض سے نمودار ہوا اور مردوں والی گاڑی بندہ بچتے ہوئے گھنٹے کے رات کو گزرتی تھی۔ اور یہ صدا آتی تھی کہ اپنا مردہ باہر لاؤ۔ بادشاہ درباری۔ پارلیمنٹ کے ممبر اور ڈاکٹر اور پادری شہر سے بھاگ گئے۔ موسم سرما کے آتے ہی طاعون دفع ہو گئی۔ اور ایک لاکھ آدمی مر گئے اور ۱۶۶۷ء میں لندن میں آگ لگ گئی اور تین دن تک برابر جلتی رہی۔ ۱۳۴۰ گھر ۸۹ گرجے اور بہت سے کمپنی کے ہال اور تھیٹر گرا س گئے اور بڑی بکری شہر سے آگ مکانوں کے بیچ میں فاصلے کر کے بھائی گئی۔ اسکی وجہ سے بہت نقصان ہوا۔  
(تاریخ انگلستان تصنیف اریلانی پگلی صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰)

چند سال کا عرصہ گزرے کہ یورپ کے بڑے بڑے شہروں کے بڑے بڑے اباکین کو انفلوئنزا بیماری نے خاک میں ملا دیا تھا۔ جس کی تفصیل اخباروں میں آہوتی تھی۔ الغرض یہ خیال خام اور نادانی کا خیال ہے کہ خداوند تعالیٰ بادشاہوں کا دشمن



یہ وہ بین گورنٹھول پر ہمیشہ نظر عنایت رکھتا ہے۔ اس وجہ سے ان پر کسی گناہ کے عوف کوئی بلا نہیں آتی۔ یہ سب سے ہر ایک ملک ہر ایک قوم ہر ایک کلاس اقوام کے لیے نصیب العین کر رکھنا واجب ہے۔

”توشیحہ“ دربرِ حلیم خدا

دیر گیر و سخت گیر و مر تر

جو لوگ خدا تعالیٰ اور اس کو کلام کو نہیں ملتے اور وہ نیچرلسٹ (یعنی نیچر خدا ماننے والے) یا میٹرلسٹ (یعنی مادہ کو خدا ماننے والے ہیں) وہ ہمارے اس بیان کو ایک بازو کیچہ سمجھیں گے۔

اگر صد باب حکمت پیش نماواں

بخوانی آید شش بازو کیچہ در گوش

اور وہ ہماری قوم تمام تقریر کے (جواب سوال اہل ایمان تحریر میں آئی ہے) جواب میں یہ کہہ دینگے کہ زلزلہ جن طبعی اسباب بخارات زمین یا مادہ آتشین سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ خواہ مخواہ اپنے وقت پر ظہور کرتا ہے اور وہ کبھی ٹل نہیں سکتا۔ گو ہندو مسلمان و عیسائی و اور تمام مذاہب دنیا کے لوگ روبرو خدا کو پکاریں اور دعا و زاری کریں اور صدقہ و خیرات نکالیں۔

ان لوگوں کا پورا اور علمی جواب تو خدا تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے وہ اپنے آسمان سے کوئی بلا نازل کرے۔ طاعون بھیجے یا زلزلہ سے ان پر کسی مکان کی چھت یا پہاڑ ٹوٹ پڑے تو اس وقت وہ بے اختیار خدا خدا پکاراٹھیں انکی پکار اور تو استغفار سحر وہ بلا ٹلے تب وہ مانیں کہ خدا تعالیٰ کا ناز و کاف (سبب اسباب)۔ وہ ان اسباب میں جو چاہے تبدیل و تصرف کر سکتا ہے۔ بہت سے مخلوق اور بہت کام حال و کھیا اور سنگا گیا ہے۔ کہ جب انکی جان پر آ پڑتی ہے اور کسی سبب اور علاج سے

نمبر ۱۰

جانبرہ

پس

تو

الوجود

مقتضی

انکی ذرا

تسیر

میں لا

و جیکو

ہی میں

کہ وہ ذرا

چاہے

پہاڑ و

پہاڑ کی

جہ

جگہ

پہاڑ

چڑھ

)

جانبر نہیں ہو سکتے۔ تو آخر خدا خدا یا گاڈ او مائی گاڈ پکارتے ہیں اور خدا کی طرف التجا کرتے ہیں۔

علیٰ جواب ہم اس مقام ترغیب و ترہیب اہل ایمان میں استفادہ کر سکتے ہیں کہ طبیعت یا مادہ اور جو اس کے اندر خواص و اسباب پایا جاتے ہیں اور وہ آتشاً فوقاً صورت پذیر ہوتے ہیں۔ وہ سب کے سب ممکن الوجود ہیں نہ وجوب الوجود اور تہجد و وحدت ان کے لئے لازم و مشاہدہ فرمائیے۔ یہ امکان وحدت تجلّی مقتضی ہے اور قطعی فیصلہ کرتا ہے کہ جو کچھ ان سے ظہور میں آتا ہے۔ وہ صرف انکی ذات کو سرزد نہیں ہوتا بلکہ اسے خارج ایک ذات سے ہوتا ہے۔ وہ ذات خارج تب ہی انکی اصل حقیقہ کو رفع کر سکتی ہے اور انکی حالت ممکنہ الوجود کو قطعیت میں لاسکتی ہے۔ جبکہ وہ انہیں کُلّی تصرف کا اختیار رکھتی ہو فعل ماضی کا۔

و جبکہ مابین کامصدق ہو۔ وہ ذات ایسی نہ ہوتی تو عالم (مادہ و مادیات) وجود ہی میں نہ آتا۔ عالم وجود میں آگیا ہے۔ تو اس سے صاف اور قطعاً و یقیناً ثابت ہے کہ وہ ذات ایسی ہی ہے۔ وہ ایسی ہی ہے تو وہ عالم کو جو بطرح چاہے بدل سکتی ہے چاہے تو ایک ان میں آگ کو ہوا کر دے۔ ہوا کو آگ بنا دے۔ زمین کے بخارات اور پہاڑوں کے مادہ آتش کو چشمے پانی کی طرح بہا دے جیسا کہ جزیرہ ہوا میں کلاب پہاڑ کی بجلی کی چیل میں ہورہا ہے۔

۱۱ جزائر ہوا میں ملکاؤ کہ آتش فشاں کی پہاڑی میں ایک جھیل تین میل چوڑی ہے جہاں ہمیشہ بجلاؤ مادہ یعنی لاوار تھا ہے اور بعض دفعہ زیادہ گرمی کی وجہ سے وہ جھیل بجلی کی دیواروں پر پہنچاتی ہے۔ لیکن ابلتا ہوا آتش تو وہ کہی منجھ نہیں ہوتا۔ یہ جھیل جو تقریباً تین میل چوڑی ہے۔ آتش لہروں میں بہتی ہے۔

(میزیل آتش جغرافیہ صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸)۔

یا لطیف ہوا کر کے سمات زمین لگا کر اڑا دے۔ اس اجمال کی تفصیل ہم ریویو رسٹ  
نعمانی کے الکلام میں کرینگے جو عنقریب شائع ہوگا بنو فیک اللہ تعالیٰ۔

## النساء من وک السماء

اس نام و عنوان کا تفسیر اشتہار کرشن جی کا مضمون سابق کے کاپی ہو جانے کے  
بعد ہمارے پاس پہنچا۔ اس عنوان کی شرح و تفسیر کرشن جی ہمارے ان الفاظ سے کی  
ہے جیسے ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوم وحی الہی سے۔ اس تفسیر کو دیکھ کر  
ہم نے یہ سمجھا تھا کہ شاید اس زلزلہ کی نسبت صاف الفاظ میں پیشگوئی ہو اور اس اشتہار  
کو اول سے آخر تک پڑھا ختم کیا تو اس میں بھی بحر پرانی لاف زنی بہیودہ گوئی جھل  
سازی۔ فقر اور داری۔ دھوکہ دہی اور دوبارہ بازی کچھ نہ پایا۔ ہمارے مضمون سابق  
کو پڑھ کر اس اشتہار کی فقر اور داریوں کو ناظرین خود بخود سمجھ جائینگے۔ تاہم ہر نظر فرم  
تائید اس اشتہار کی چند دھوکہ دہی و فقر اور داریوں کو تین نمبروں میں بیان کیا جاتا ہے  
نمبر اول۔ اس اشتہار میں جہاں راج کرشن جی نے کہا ہے۔ ایک ایک فرد بھی ہماری  
جماعت میں سے طاعون سے نہیں مر جائے علی حالت کو محبت کاملہ اور قوت ایمان  
اور پورے صدق و صفا اور دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہوا اور جس کو میں نے  
ان علامات کے ساتھ شناخت کر لیا ہو۔ یا جھکول کے مرتبہ کی خبر دی گئی ہو۔ \* \* \*  
اصل الہام جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کامل الایمان اور  
کامل العمل کو جو ہماری جماعت میں سے ہوگا۔ طاعون کی موت سے بچائے گا  
یہ ہے۔ الذین امنوا و عملوا الصالحات لنغفر لهم ذلک و لنمکن لهم الامن و ہم محسنون  
\* \* \* میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اسی جماعت میں داخل ہوئے اور  
پھر وہ مرتد ہو گئے۔

نمبر ۱۰  
وہ  
آپ  
العمل  
کے  
رسالہ  
کے  
ثابت  
یا مسیح  
کے  
جو کہ کرشنا  
سیورک  
میں آ  
نفرت  
دے نو  
کا جوار  
کیوں  
طاعون

ناظرین اس قول میں جو کرشن جی نے افتر پردازی اور دھوکہ بازی کی ہے وہ آپ کو جلد ہذا کے رسالہ نمبر ۱۸ صفحہ ۱۸ سے اور نمبر ۲ کے صفحہ ۳۹ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ اس تمام میل س کے متعلق دو سوال کرشن جی سے کیے جاتے ہیں۔ انکا جواب آپ دینگے۔ اس سے آپ کی دھوکہ بازی و افتر پردازی اور بھی وضاحت سے ثابت ہوگی۔

سوال اول۔ یہ الہام جس سے آپ نے طاعون سے بچنے کے لیے کامل الایمان و العمل ہونے کی قید لگائی ہے۔ آپ کو کب ہوا اور اس کو کب شائع کیا۔ اشتہار، فروغ و شہرت کے ساتھ یا اسکے چار سال بعد؟ تینتہ میں جب قادیان میں طاعون کا وقوع ہو گیا اور اپنے رسالہ دفع البداء و کشتی نوح کو شائع کیا۔ اس کا جواب اگر آپ باختیار شق اول میں تو اس الہام کے محل بیان کی نشان دہی کریں۔ اور اگر جواب باختیار شق ثانی دیں تو اس سے صاف ثابت ہوگا جو ہم نے نمبر اول و دوم کے صفحات مذکورہ بالا میں کہا ہے۔ کہ آپ کا لہم ٹرلہ یا مسند ہے جو آپ کو واقعات اور مواقع دیکھ کر الہامات کے معنی گھڑ لینا سکھاتا ہے۔

دوسرا سوال۔ یہ کہ منجملہ بہت سے سیوکان مہاراج کرشن (یعنی مریدان خاص) کے جنکی فرست شائع ہو چکی ہے۔ مولوی جمال الدین صاحب ساکن ستید والدہ ضلع منٹگری جو کہ کرشن مہاراج کے بڑے بہاری چیلے تھے۔ اور ضلع منٹگری میں انہوں نے آپ کے بہت سیوک (مرید) بنادیتے۔ جو ان کے دھانے کے بعد ہی مہاراج کے مدشن کرشن کو قادیان میں آئے اور اس خاکسار سے بھی ملے تھے۔ اور مٹگر محمد فضل اڈیٹر البداء جو آپ کی نفرت و حسادت و اشاعت الہامات میں بڑے سرگرم تھے۔ یہ تینوں کامل الایمان و العمل تھے یا منافق تھے۔ اور مرتد ہو کر مرے۔ اس سوال کا جواب اگر آپ باختیار شق اول دیں تو پھر آپ پھر یہ سوال ہے کہ یہ دونو طاعون سے کیوں مرے اور انکی موت سے آپ کے اس دعوے کا کہ میری جماعت کا ایک شخص بھی طاعون سے نہیں ملا۔ کذب ظاہر ہوا۔ یا کچھ کسر رہی ہے۔ اور اگر اس سوال کا جواب

باختیار شوق ثانی دیں تو براہ مہربانی اس جواب کو شائع و شتم کر دیں۔ اس جواب سے لوگ آپ ہی نتیجہ نکال لینگے کہ آپ کون ہیں اور کیسے رستہ باز ہیں۔ اور مولوی جمال الدین کے پھنسائے ہوئے سیوک (مرید) آپ کے سیوک بننے چاہیے یا آخر وہ ہی آپ کو مرتد ہونے کا خطاب پائیں یا وہ مسلمان رہنے کے لیے اپنی اندوخت چھوڑ دیں۔

نمبر دوم۔ اس شہتہ میں کرشن جی نے دعویٰ تو یہ کیا ہے کہ ۹۔ اپریل کو خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے۔ اور اس کے ثبوت میں اپنے حاشیہ صفحہ میں سورۃ التازعات کی آیت ترجف الارحفة تتبعها الرادفة کو دلیل ٹھہرایا ہے۔ اور پھر متن صفحہ ۱ میں لکھا ہے۔ اس بارے میں جو عربی میں مجھے وحی الہی ہوئی ہے اسکو انجمن مع ترجمہ لکھ کر شہتہ کو ختم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

بجز انچہ ترا بخور نام۔ لك درجة في السماء و  
الذين هم يجمعون نزلت لك نوى  
آيات و هلم ما يجمعون ه قل عندى  
شهادة من الله فصل انتم مؤمنون كففت  
عن بنى اسرائيل ان فرعون وهامان وجنود  
هما كانوا خاطئين ان مع الافواج ايتك بغت

یعنی جو کچھ میں تجھے کھلاتوں وہ کھتا ہے۔ تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے۔ اور نیز انہیں ایک درجہ ہے جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور میں تیرے لیڈرین پر تردید لگاتا ہوں اپنے نشان دکھلاؤں ہم تیرے لیے زلزلہ کا نشان دکھلائینگے اور بجز شاید اس تفسیر و معنی یہ ہوں کہ قوتِ باء کی یا قوتیاں اور بادامِ ردغن میں پکا ہوا پلاؤ۔ جو آپ کے دلی استحال میں آتے ہیں۔

وہ عمارتیں جن کو غافل انسان بناتے ہیں۔ یا آئندہ بنائیں گے۔ گرا دیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہونگے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گرائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤں گا۔ اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا۔ اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اسطرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہری۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کروں گا۔ کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں۔ اور ان کے ساتھ کے لوگ جو انکا لشکر ہیں۔ یہ سب خطبہ اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھانے کے لیے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ یعنی اسوقت جب اکثر لوگ باہر نہیں کریں گے اور ٹھٹھے اور منہسی میں مشغول ہونگے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہوں گے۔ تب میں اس نشان کو ظاہر کروں گا کہ جس سے زمین کانپ اٹھیں گی تب وہ روزِ دنیا کے لیے ایک ہاتھ کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو دہریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آئے۔ تو برہمنے اسکو راضی کر لیں۔ کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور بخشنے والا ہے۔ جیسا کہ وہ شہید القضا بھی ہوئے۔ ناظرین اس قول میں کوشش نہ کریں۔ عجیب رو بہ بازی اور ہو کہ وہی کی ہے۔ پہلے ناواقف مسلمانوں کے سامنے آیت قرآن حسین زلزلہ زمین یا نفخۃ فناء کا ذکر ہے اور مسلمانوں کو اس پر یقین و اعتقاد ہے۔ پیش کی اور وقوع زلزلہ سو ڈرایا پھر اسکے ساتھ اپنا من گہرٹ الہام ملا دیا۔ تاکہ قرآن مجید کی خبر سے خوف زدہ نہ رہے اسی خوف سے اسکے الہام سے بھی ڈر جائیں۔ اور اس کے الہام کو موافق قرآن سمجھ کر مان لیں۔ پھر اس الہام کا نام تو عربی الہام رکھا ہے۔ مگر اسمیں ایک فقرہ فارسی بھی چڑھ دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوشش جی کا ملہم عربی میں کچا اور نوآموز ہے

جیسے ہند یا فارس کے نو آموز عربی دان عربی بولتے بولتے ہندی یا فارسی بھی بول  
جڑ دیتے ہیں۔ اور پھر وہ عربی بھی ایسی بنائی ہے۔ کہ جس کے معنی عربی کے عربی دن  
کچھ نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ آپ کے ترجمہ یا تفسیر کو سامنے نہ رکھ لیں۔

اور اس طرفہ پر طرہ یہ کہ جو مطلب اس الہام کا بنایا گیا ہے۔ وہ اس کے فارسی  
و عربی الفاظ سے نہیں نکلتا۔ اور زلزلہ عظیمہ پر جس کے واسطے دوبارہ پیشگوئی (یا دیل)  
ہمیں کہ دروغ گوئی (کی) ہے۔ تصریح نہیں بائی جاتی۔ اس میں صرف ایک ہدم عمارت کا  
لفظ ہے جس کا مضمون کم و بیش ہر زمانہ میں ہر ملک میں وقوع میں آتا رہتا ہے۔  
اور اس کو کوئی عاقل و باالضاف و باجیا انسان پیشگوئی قرار نہیں دے سکتا۔ پھر اس  
ہدم عمارت سے عنوان اشتہار میں ایک زلزلہ عظیمہ مراد ٹھہرایا ہے اور ترجمہ اور  
تفسیر الہام میں ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے مراد لیے ہیں یہ ایک دوسری رو باہ  
باندی یا شتر مرغی ہے۔ پھر اسکے عربی الفاظ دیکھو تو یہ الہام ایک مجنون کی بڑ معلوم  
ہوتی ہے جملہ لفظ نری لیت کے بعد لفظ و بھدم یا بھرون کوئی محل ترکیب و آخر  
نہیں رکھتا۔ نہ واو کا محل عطف پیدا ہوتا ہے نہ ب کا محل تعلق۔ ایسی نامعقول  
کلام کو الہام الہی کہنا خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنا ہے۔

نمبر سونم اس اشتہار میں آپکا یہ دعویٰ ہے کہ اس سے ایک سال پہلے (جبرک)  
اشتہار الدعوت والا نذر میں غلطی سے پانچ جہینے لکھا گیا ہے (الہام عفت الیہ)  
محلہا و مقامہا اور الہام زلزلہ کا وہکہ شائع ہو چکا ہے۔ اور کتاب یرا میں احمدیہ میں ۲۵  
برس پہلے ان دو زلزلوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۹۷ میں پہلی پیشگوئی  
موجود ہے جسکی عبارت یہ ہے قبراہ اللہ ممّا قالوا کان عند اللہ وجیہا  
الیس اللہ بکاف عبدک فلما تجلّٰ ذبہ للجبیل جملہ دکا واللہ موہن کید  
الکفرین ہ یعنی اپنے اس بندے کو تہمتوں اور بہتانوں سے بری کر لگا۔ جو آپ

لگائے جائیں گے وہ خود اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔ پس جب خدا پہاڑ پر تجلی کرے گا۔ تو اسکو پارہ پارہ کر دیگا۔ اور جو کچھ مخالف لوگ تاختی کے الزاموں میں مبتلا کرنا چاہیں گے۔ ان کے سب مکڑست کر دیگا۔ اور اس کے صفحہ ۵۵ میں دوسری پیش گوئی زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔ میں اپنی جگہ رکھاؤں گا اور انکا اپنی قدرت نمائی سے تھکواٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک مذہب آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا سے قبول کر لیا۔ اور بڑے زور اور محول سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنۃ ہمہنا فاصبر کما صبر اولو العزم فلما تخلص ربه للجل جلالہ دگا قوۃ الرحمن لعبید اللہ الصمد۔ عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جائیگا۔ پس خدا تجھے بری کرنے کے لئے ایک نشان دکھائیگا۔ اور وہ یہ کہ پہاڑ پر اس کی تجلی ہوگی اور وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیگا۔ یہ خدا کی قوت سے ہوگا۔ تا وہ اپنے بندے کے لئے نشان دکھاوے۔

ناظرین اس نمبر میں جو کرشن جی نے دروغ گوئی اور دھوکہ دہی کی ہے اسکا بیان ہمارے سابق کلام میں ہو چکا ہے۔ کہ نہ تو الہام عفت الدیارات میں زلزلہ کا صحیح بیان ہے اور نہ لفظ زلزلہ یاد حکم سے زلزلہ میں تفسیر تاء مراد ہو سکتا ہے اس امر کا آؤ کوئی کب یقین کر سکتا ہے جبکہ خود کرشن جی جہاراج کو اس سے یقین نہیں ہوا۔ چنانچہ اشتہار الانذار میں وہ فرما چکے ہیں کہ مجھے علم نہیں رہا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے۔ اس مقام میں صرف کرشن جی کی اس افسر پر وازی کا جواب دینا ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہی اپنی پیش گوئیوں میں ایسی غلط بیان کرتے تھے۔ جو آپ کر رہے ہیں۔ کبریت کلمہ فخر من افواہہم ان یقولون الا کذباً۔ سو جواب یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسا کہنا کفر ہے۔ اور اپنے خبیث دل سے ملنے پر انبیاء کے



1986

کارِ پا کاں را قیاس از خود بگیر  
گرچه آید در نوشتن شیر شیر

حضرات انبیاء علیہم السلام نے کبھی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں کی جسکے معنے سالہا سال تک اپنے حریف سے ہوں۔ اور اسوجہ سے انہوں نے جیسا موقع دیکھا تو سچے معنے کر لیتے ہوں۔ جو شخص انبیاء کی نسبت اس امر کو تجویز کرتا ہے۔ وہ انبیاء کو اپنی طرح جھوٹا جانتا ہے۔ ہے کرشن مہاراج اگر آپ بحوالہ کتاب و سنت کوئی ایک پیشگوئی ایسی بتاویں تو ہم سے ہماری حیثیت کے موافق جو چاہیں۔ انعام یا تاوان لیں۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ اگر حدیث ذہبِ ہلے پیش کریں گے تو سنہ کی کھائینگے۔ جیسا کہ مناظرہ لودمانہ میں کھا چکے ہیں۔ اور نمبر ۹ جلد ۱۳ میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اور اگر قرآن و حدیث کوئی پیشگوئی تو رست یا انجیل پیش کریں گے تو یہودی یا عیسائی کھائینگے جو شمال پیش کریں ایسی یہ دونوں ملحوظ رکھیں۔

کرسن جی کے اس شہتار رسوم اور اس سے پہلے شہتار الدعوت لاء اور الانڈیا میں یہ دعویٰ کر لوگوں نے میری رسالت اور سیحانیت اور جہد و ست سواکار کیا تو پھر زلزلہ آیا اور کانگرہ۔ بھاگسو۔ یالم پور سو جا پنور۔ کلو۔ رلیو وغیرہ تیرہ مقامات کی مخلوقات کو تباہ کیا۔ اس سوال کا بھی محل ہے کہ ان سب مقامات میں اور ان سب لوگوں کو جو انہیں تباہ ہوئے۔ آپ کی دعوت و نبوت و رسالت و سیحانیت و جہد و ست پہنچ چکی تھی یا نہیں۔ اگر آپ اسکا جواب بشرقی اثبات دیں تو اس کی دلیل اس تفصیل سے بتا دیں کہ فلاں فلاں مقامات میں اور فلاں فلاں شخصاً کو جو ہلاک ہوئے۔ فلاں فلاں رسولوں یا خلیفوں کے ذریعہ میری دعوت پہنچ چکی تھی۔ اور انہوں نے میری دعوت قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ آپ یہ تفصیل

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

بتا دیں تو اسامی دار فہرست پیش کرنا آپ پر لازم ہوگا۔ اور اگر جواب بستی نفی میں  
تو پھر آپ ہی خود سوچیں کہ جس قوم یا بستی میں کسی نبی و مامور کی دعوت نہیں  
پہنچتی اور اس قوم یا بستی سے انکار قبولیت و دعوت نہیں پایا جاتا۔ وہ قوم یا  
بستی عذاب الہی سے کب ہلاک کی جاتی ہے اور آیت و ما کنا معدن حشر  
نہت سر ہوگا اور اس مضمون کی چند آیتیں جن کے معنی یہ ہیں کہ ہم کسی قوم یا  
بستی کو عذاب سے ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ ہمیں رسول نہ بھیجیں اور آپ بھی  
ان آیات کو مان چکے ہیں اس امر کو کب جائز رکھتی ہیں۔ کیا خداوند تعالیٰ رحیم  
اور عادل کا انصاف اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ کرشن جی کی دعوت سے  
انکار تو ظاہر ہو۔ امرتسر بر مثال وغیرہ کے لوگ کریں۔ اور پھر بھی وہ ان بلاؤں  
سے مامون و مصلون رہیں اور اس انکار کے بے عذاب الہی ٹکڑا اور ریلو میں  
نازل ہو اور اس سے وہ لوگ ہلاک ہو جائیں جنہوں نے کرشن جی کی دعوت  
کی دعوت کو کجا نام بھی نہ سنا ہو۔ کیا اس سزا دہی پر وہ اردو مثل صادق  
نہ آئے گی کہ اسے مونچوں والہ اور کپڑا جاوے واٹری والہ۔ یا وہ پنجابی ش  
کر نانی ختم کرے دھوئے (نواسہ) توڑ کو بچتی۔

کرشن جی تو گتہ یوں کے دہن میں شرار ہیں اور ان سے لہو و لب  
میں مشغول۔ وہ ان سوالوں کو گتہ سنتے ہیں۔ اور ان کا جواب کب دیتے ہیں۔  
جو لوگ خدا تعالیٰ کا کچھ خوف رکھتے ہیں اور وہ دھوکہ میں اگر کرشن جی  
کے چیلوں اور سیوکوں میں آپھنسے ہیں وہ خدا کے لئے داد و انصاف دیکر  
ان سوالات کو سوچیں اور انصاف سے ان کے جوابات میں غور کریں کہ  
نزلہ یا طاعون وغیرہ آسمانی بلاؤں کا روحانی سبب کرشن جی کی دعوت سے انکار  
ہے۔ یا وہ سبب ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ جس کو کسی مذہب سے کوئی خصوصیت

نہیں ہے۔ اور اس میں پارٹی فیلنگز کا (اپنی قوم یا جماعت کے خیالات) کچھ دخل نہیں ہے کہ ہر ایک مذہب کے اکثر افراد نے اپنے مذہب کی ہدایات و اعتقادات و احکام کو پس و پیش ڈال دیا ہے۔ اکثر ہندو ہندو نہیں ہے اور مسلمان مسلمان نہیں عیسائی عیسائی نہیں ہے ہندو نئے نئے ہیں مسلمان نئے نئے اور اس جرم سے نیکلو کے ہلاک شدہ لوگ بری نہیں اور غم زدہ یا اور مقامات کے جہاں کسی کیسی مذہب کی دعوت پہنچ چکی ہے اور پھر وہ اس مذہب سے سرکش ہیں اور گناہوں میں مبتلا۔

## اس روحانی علاج کا خلاف اور اس پر عذاب کا خوف

مضامین سابقہ میں جو زلزلے اور طاعون کا روحانی علاج بتایا گیا ہے اکثر لوگوں سے اس کے خلاف ہو رہا ہے اور وہ ان گناہوں پر جو ان عذابوں کی اسباب ہیں۔ ویسے ہی مبصر ہیں جیسے پہلے تھے۔ بلکہ پہلے سے ہی بڑھ کر ان سے پیش قدم و تیز رفتار چاراج کرشن قادیان ہیں۔ جو لوگوں کو عذاب سے ڈراتے اور جھوٹ و غیرہ گناہوں سے توبہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ مگر خود جھوٹ اور افرا علی اللہ سے توبہ نہیں کرتے۔ ۲۹ اپریل ۱۹۵۸ء کو انہوں نے ایک آکر شہنشاہ بنوان پرنسز کے کی خبر بار سوم اس مضمون کا شائع کیا ہے۔ کہ یہ زلزلہ مجھے نشانے کا درجہ پہنچانے کے سبب سزا گیا ہے۔ اور آئندہ بھی آئیگا۔ جب کا وقت غالباً صبح کا وقت ہوگا۔ یا اس سے قریب۔ اس میں یہ بھی کہا ہے کہ اگر لوگ بڑے

نمبر احید

مکانوں

ظاہر ہے

چار دیو

مخلص

آسکا

لوگوں

جمع

پکڑا

علوم

میں

اور

اس

پکڑا

پہلے

کو

نہ

مکانوں سے جو دو منزلیں۔ ستر منزلیں ہوتے ہیں۔ اجتماع کریں تو آپس رعایت ظاہر ہے۔ اور خود بھی ہمارا ج نے اسی علاج پر عمل کیا ہے۔ چھپنے بچنے مکان اور چار دیواری دارالامان کو چھوڑ کر باغ کے میدان میں خیمہ لگایا ہے۔ اور ایسا ہی آپ کے مفلس حواریوں اور سیوکوں اور پوجاریوں نے عمل اختیار کیا ہے۔

اسکا پہلے تو اپنے استہاروں میں صرف روحانی علاج تو بہ و متفقہ کی طرف لوگوں کو توجہ دلانا اور پھر خود اس جسمانی علاج کی طرف رجوع کرنا اور لوگوں سے رجوع کرنا صاف اور قطعی دلیل ہے کہ جو کچھ وہ پیشگوئی زلزلہ کے متعلق کہتا کرتا ہے۔ اس میں ان انگریزوں کی جنہوں نے علم طبی و طبقات الارض و نجوم وغیرہ علوم پر اعتماد کر کے یہ پیشگوئی کی تھی۔ تقلید و تصدیق کر رہا ہے اور انہوں کو دام میں لانے اور ٹکے کھانے کے لیے اسکو الہامی پیشگوئی بنا کر خدا پرست کا مرتکب ہوا ہے اور اگر وہ الہام الہی سے یہ پیشگوئی کرتا۔ اور اس عذاب کا موجب گناہوں کو اور اس سے بچنے کا سبب صرف تو یہ کہ جانتا۔ تو ہرگز خود اس جسمانی علاج کی طرف رجوع نہ کرتا۔ اور یقین رکھتا کہ خدا کے عذاب کو تو یہی ہٹا سکتی ہے۔ (اگر زلزلہ عذاب ہے پہلے عمل میں آوے) دنیاوی و جسمانی علاج و تدبیر اس کو ہرگز نہیں روک سکتی۔

ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ کیا وہ منزلیں مکانات گرانے سے خدا تعالیٰ نہ نکالے گا کو ہٹا کر سکتا ہے اور اگر وہ جیموں یا میدانوں میں جا پڑیں تو اپنے آسمان سے آگ نہیں برسا سکتا۔ اور زمین کو شق کر کے اسیں انکو نہیں دھسا سکتا۔ جیسا کہ یہ دونوں امر نیو یارک وغیرہ میں وقوع میں آچکے ہیں۔

اسے ناوا ان کرشن قادیان اور انکے ناما قبت اندیش مقلدان کیسوکاں فیض الکاظم کو لپٹنے دارالامان کی چار دیواری میں آلو۔ اور اگر خدا کی رحمت اور اس کو عذاب سے نجات چاہتے ہو تو اپنے گھروں میں رہ کر دعویٰ الہام و سبجائیت و ہدایت سے

دست بردار ہو کر اعدائے ہر روز کی افتراید پر داندہوں سے بچی تو بہت سیار کرو۔ خدا  
قادر مطلق عالم السر و بر الامر و مقلب و متصرف الدہر تمہاری سبھی تو بہت دیکھ گیا۔ تو  
کو اور اس گاؤں کو جہاں تم ہو گے۔ زلزلے سے بچا لے گا۔

ہے مہاراج کرشن بزبان خود زود ہر گو پال آپ اپنا وہ بچن  
بھی بھول گئے (اور کیوں نہ بھولتے۔ دروغ گو را حافظ نباشد کہ کہات  
پر کہی ہوئی مثل ہے) چور سالہ واقع الیٹا کے صفحہ ۵۶۵ و ۵۶۶ میں آپ نے  
کہے کہ خدا تعالیٰ اس بلا سے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا۔ جب تک لوگ خدا کے  
رسول کو نہ مان لیں۔ اور قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھا  
سمجھو قادیان اسی لیے محفوظ رکھی گئی ہے کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ  
میں تھا۔ آج دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پر  
یہی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف  
کہ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلے پر طاعون کا زور ہو رہا  
قادیان طاعون سے پاک ہے۔ سیکہ آج تک جو شخص طاعون زدو باہر سے  
آیا۔ وہ بھی اچھا ہو گیا (مشہور) جب تک طاعون دنیا میں رہے۔ گو مستر  
قادیان کو وہ (خدا) اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھ گیا۔ کیونکہ یہ اسکے  
کائنات گاہ ہے (منہ) وہ عروج و فرات ہے۔ ماکان اللہ لیحد بھم وانہ  
(ترجمہ) خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو خدا سے کو۔ حالانکہ تو انہیں رہتا۔  
اور اس سے پہلے آئندہ طاعون عروج و فرات ہے۔ میں بچن آ  
چکے ہیں۔ یہی سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں جیسے مثلاً دس لاکھ  
ہو۔ ایک بھی کامل رستہ نہ ہو گا تب بھی یہ بلا شہر سے دفع کی جائے گی  
ہے مہاراج کرشن جی منہ سے تو اچکے یہ بچن نکل چکے ہیں۔ اور

آپ کے اس کے برخلاف ہیں۔ آپ بچتہ مکان اور دارالامان کو چھوڑ کر گاؤں سے باہر نکل گئے ہیں۔ یہ عمل ایسا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ جو کہتے ہیں۔ خدا کی طرف سے نہیں کہتے ہیں۔ اس پر انکو خود شیبا (اتید) اور آئندہ (خوشی و طمانیت) نہیں ہے اور آپ کا دعویٰ الہام محض کذب و افتراء ہے۔

کوشش قادیان سے تو ہم کو امید نہیں کہ وہ اس افتراء پر داری اور خلق خدا کو ایذا رسانی سے توبہ کرے۔ کیونکہ اسی میں اسکی گندان ہے۔ اور یہی اسکی دکان کا اثاث اور سان ہے۔

ہم اس مقام میں گورنمنٹ کو رجوع (حکم الحاکمین اور شاہان شاہ روئے زمین کی طرف سے عامہ خلائق کی جان و مال کے امن و حفاظت کی ذمہ داری واجب وہ ہے) باادب و انکسار اس ایذا رسانی خلائق کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اگر گورنمنٹ کے نزدیک بھی اس پیشگوئی میں وہ شخص دروغ گوئی کا ادعا عامہ خلائق کو دہو رہی اور ایذا رسانی کا مرتکب ہوا ہے (جیسا کہ چلک کا خیال ہے) اور رہا یا بند کی بھاری اسی طرف ہے) تو گورنمنٹ اس سے عدالت کے ذریعے جواب طلب کرے۔

پھر اگر الزام جرم تخلف مجرمانہ یا نقص امن عامہ خلائق اس پر ثابت ہو تو ان اجرام کی ہکو سزا دے تاکہ ملک میں امن قائم ہو۔ اور جس کم جہاں پاک کی مثل صادقی آوے اگر وہ ان الزاموں سے قانونی طور سے جبرورہ رکھتا ہے کیونکہ یہی ہونے سے پہلے نما موری سیالکوٹ محکمہ میرا برہیم علی صاحب میں بارہ مختاری کا امتحان دے چکا ہے گواہیں نقل ہے۔ یا جو اس کے مرید پیڈرہ کہتے ہیں۔ بری ہو جائے تو پھر جہ دوم گورنمنٹ اسکے آوار تار ۲۴ فروری ۱۹۷۱ء کے (جو مسٹر ڈوٹی صاحب بہادر بمطرح جگ گورد اسپورہ حال کنٹرینڈ رست پنجا کے اجلاس میں اسنے مکہ دیا تھا) اس کے دفعہ اول دسم میں اختاری پیشگوئیاں نہ کرنے کا وعدہ وہ چکا ہے۔ جن کے

الفاظ یہ ہیں (آ) میں ایسی پیشگوئیوں کو شائع کرنے سے پرہیز کرے گا جسکے معنی یہ ہوں یا  
 ایسے خیال کیے جاسکیں کہ کسی شخص کو یا اشخاص کو مسلمان ہوں خواہ ہندو خواہ عیسائی  
 وغیرہ (ب) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الہی ہوگا۔ (۲) میں کسی چیز کا الہام جتا کر شائع  
 کرنے سے محتسب رہوں گا۔ جسکا یہ منشا ہو۔ یا ایسا منشا رکھنے کی وجہ معقول رکھتا ہو کہ  
 فلاں شخص (یا اشخاص خواہ مسلمان ہوں خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت اٹھائیگا  
 یا مورد عتاب الہی ہوگا یا دست آورے ایسی اندازی پیشگوئیوں سے اسکو روکے۔  
 اور اگر اس اقرار نامہ کو بھی وہ اور اس کے پلیڈر مرید قانونی زور سے بے اثر  
 ثابت کر دیں اور مشرعوئی کا کیا کرایا اکارت (دیکھ کر) کے دکھا دیں تو پھر  
 بدرجہ سوم گورنٹ پریس کیل مصلح علی ہی کی نظر سے اسکو ایسی فتنہ انگیز پیشگوئیوں  
 سے روک دے۔

اور اگر پولیٹیکل کارروائی کو بھی وہ لوگ چلنے دیں تو بدرجہ چہارم گورنٹ  
 مینٹ وغیرہ سے کام لے۔ اور گڑاہ پر شہاد (حلوے) کا چڑنا وہ چڑنا کہ ہمارا ج کرشن  
 کو پرست (خوش) کرے۔ اور آئندہ کے واسطے اس سے شفقت و رحمت عامہ خلاق نکال  
 عمدے۔ اگر گورنٹ سے یہ بھی نہ ہو سکا تو پھر ہمارا ج کرشن جی کی پانچوں گہی میں  
 ہی جو جا ہیں سو کریں۔ ہمارا جو کام تھا ہم نے پورا کر دیا۔ ہمکو یہ خیال نہ چاہیے کہ ہمارا  
 کہنا کسی نہیں سنا۔ ہم اس شعر ماقظ کو پیش نظر رکھتے ہیں

حافظ و حلیفہ تو دعا کر دن ست بس ۴۰ مد بند آل مباحش کہ نفعید یا تنفید

کرشن جی کو چاہیے کہ اپنی تقدیر پر خوشیاں منائیں اور یہ شعر پڑھ سنائیں

در کوئے نیک نامی مارا گزرتا دند

مگر تو نے بندہ کی تعمیر کن قفس را

ایک مسلمان نے (شاید کوئی نیچری ہوگا) سراج الاخبار آخر پر بل ص ۱۹۰ پر

زولہ کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں بھی اس روحانی علاج کے خلاف کیا اور یہ کہا ہے کہ زولہ قدرتی اسباب (زمین میں تیش میں مادہ اور تھوڑا میٹر پیدا ہو کر وقوعیں آتے ہیں۔ اور توبہ و استغفار صدقہ و حسنات سے کب ٹل سکتے ہیں سبک جواب ہم جلد ہذا کے نمبر ۳۰۳ صفحہ ۳۰۳ میں دیکھئے ہیں۔ ناظرین اس نمبر کی طرف رجوع کریں اور ڈیڑھ سراج الاخبار سے امید ہے کہ وہ ہمارے مضمون اپنے نامہ نگار کے پاس پہنچانگے یا اسکو ہدایت کریں گے۔ کہ وہ دفتر اشاعت السنہ لاہور یا ہمالہ سے طلب کرے۔

## کرشن فاویانی کی گورنمنٹ اور سبک کو دہو کہ وہی

۱۱ مئی ۱۹۵۵ء کو کرشن فاویانی نے ایک اور اشتہار شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان یہ ہے: ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ: یہ اشتہار بقایا بلہ پیسہ خیال لاہور لگا ہے اور اس میں کرشن جی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ پیشگوئی زولہ کی اشاعت سے میری غرض اور مقصود لوگوں کو آزار پہنچانا۔ ڈراتا اور دھمکانا اور اس ذریعہ سے انکو اپنے دام میں لانا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں کی بہرہ رسی و خیر خواہی کرنا اور انکو زولہ کے نقصان سے بچانا میرا مقصود ہے۔ یہی مقصود اسے گورنمنٹ پنجاب و گورنمنٹ ہند کے نام چٹیاں روانہ کرنے سے بتایا ہے۔ ان چٹیاں کے اخیر میں اس نے یہ کہا ہے۔ (چنانچہ اسکے آرگن ریلوی آف انڈیا نمبر ۵ جلد ۴ کے صفحہ ۲۰۳ میں کہا ہے) کہ ہر کسی و خیر خواہی نے مجھے مجبور کیا ہے۔ کہ میں قبل اسکے کہ وہ دن آوے۔ گورنمنٹ کو اطلاع دوں۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کو کوئی ایسی تجویز کرنی چاہیے۔ جس سے گورنمنٹ کے حکام خطرہ کی حالت میں پہاڑوں میں نہ رہیں۔ جو ذریعہ ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء تک پہاڑوں سے اجتناب کیا چاہیے۔



از انجا کہ یہ خاکسار گورنٹ کا مسلم خیر خواہ ہے اور قوم کا فیدہ قل ایڈوکیٹ  
(مخلص و وفادار وکیل) ہے اور اسکی تحقیق میں کرشن قادیانی کا یہ دعویٰ محض غلط  
و مخالف (دہر کہہ دی) ہے اور درحقیقت اسکا مقصد اس پیشگوئی اور ان چٹھیات  
سے پبلک اور گورنٹ کو دہر کہہ دینا ہے۔ لہذا یہ خاکسار اپنے اس خیال کو گورنٹ اور  
پبلک پر ظاہر اور ثابت کرتا ہے۔ اور اس اشتہار کے تیرہ فقرے نقل کر کے الٹا کذب بنٹا  
ہونا اسکے اپنی کلام و الفاظ سے ثابت کر دکھاتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ جادو وہ ہے جو سر  
چڑھ بولے بجائے اسکے خاکسار کہتا ہے کہ حق وہ ہے جو اپنے آپ بول اٹھے۔  
آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ گردلیل بایت زور و متاب  
گورنٹ اور پبلک خاکسار کے بیان و اظہار مخالطات کرشن قادیانی میں ایسے  
آفتابی (آفتاب جیسے روشن) دلائل پائیں تو داد انصاف دیں۔

ان فقرات سے پہلا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں اس زلزلے  
کی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ پہاڑ پھٹ جائیں گے۔ خار کسا کہتا ہے یہ ایک ایسا چوٹ  
و مخالف ہے کہ اسکے کذب ہونے پر براہین احمدیہ خود ہی گواہ ہے۔ جن جن صفحات  
(۱۶۸) براہین احمدیہ کا کرشن جی نے اس زلزلے کے متعلق اپنے اشتہار النذار من وحی  
السماء کے صفحہ ۴ میں حوالہ دیا ہے۔ انیس نہ زلزلے کا نام و نشان ہے نہ زلزلے  
سے پہاڑوں کے پھٹ جانے کا ذکر ہے۔ اور طرفہ یہ کہ وقوع زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۸۸۱ء  
سے پہلے کہی کرشن جی کے دل و دماغ میں اس زلزلے کا خواب خیال بھی نہ گذرا تھا۔ زلزلہ  
کا خیال تو وقوع زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۸۸۱ء کے بعد آپکو پیدا ہوا۔ اس امر کا اقبال کرشن جی  
خود اپنے اشتہار النذار من وحی السماء کے صفحہ ۴ میں کیا ہے چنانچہ کہا ہے۔

یاد رہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود  
ہے۔ جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک میں شائع کی گئی تھی۔ اگرچہ اس وقت اس

نمبر  
خا  
پر  
پیش  
ان  
فیدہ  
را  
دکھ  
قبو  
کر  
د  
کن  
احمد  
احمد  
قوم

خارق عادت بات کی طرف ذہن منتقل نہ ہو سکا۔ لیکن اب ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیش گوئیاں تھیں۔ جو اس وقت نظر سے مخفی رہ گئیں چنانچہ پہلی پیشگوئی انہیں سے براہین احمدیہ کے صفحہ ۱۶ میں موجود ہے۔ جسکی عبارت یہ ہے

فِیْہِ اللّٰہُ مَمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَحِیُّہَا اَلِیْسَ لَہٗ بِکَافٍ عَبْدٌ فَلَمَّا تَحَلَّی رَّبُّہٗ لِلْجِبْلِ جَعَلْہٗ دُکَّاً وَاللّٰہُ مَوھِنٌ کِیْدَ الْکَافِرِیْنَ۔

دوسری پیشگوئی براہین احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔ میں اپنی جگہ دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نامی سے جھکواٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا ہے پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا سے قبول کر لیا۔ اور بڑے زور آور مخلوق سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔

الْفِتْنَةُ هُمْ مَنَّا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعِزِّ فَلَمَّا تَحَلَّی رَّبُّہٗ لِلْجِبْلِ جَعَلْہٗ دُکَّاً قَوَّتِ السَّجُنُیْنَ لِعِیْدِ اللّٰہِ الْقَمَدِ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۔

گورنمنٹ اور پبلک براہین احمدیہ کے عنفات مذکورہ ملاحظہ فرمادیں۔ اس وہو کا بازو و مجلسازی کرشن قادیانی کی مزید تشریح الہامیہ منالطیات و کذب و بہ ۲۰۲ کے ضمن میں بھی ہوگی۔

دوسرا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے کہ نہزلے کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ اپنے بڑا گناہ کیا کہ حبیب اکبر شائع کرنے کا تھا۔ اپنے اس پیشگوئی کو شائع نہ کیا۔

تیسرا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے کہ یہ ہی نزول گشت ہوئی کہ عربی پیشگوئی ذمہ دار براہین احمدیہ کا ترجمہ بھی ہوا۔

چوتھا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے۔ اگرچہ میں اس وقت (بوقت عربی پیشگوئی براہین احمدیہ) جاتا تھا کہ میرا کہنا دلوں کو ایک درجہ احتیاط کی طرف مصروف نہیں کر لیا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے۔ اور ہر ایک پہلائی کی بات جو میں پیش کرتا

ہوں۔ بجز گالیاں سننے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا۔ تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا۔ کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدا کے عظیم و حکیم کی طرف سے ملی تھی۔ اسکی میں نے پورے طور سے اشاعت نہ کی۔

خاکسار کہتا ہے۔ ان تینوں فقروں میں کرشن قادیانی نے ایسا دلیرانہ چوٹ بولا ہے۔ جو مصرعہ ۷

ہے۔ اور مہندہ اس سے یہ حماقت بھی عمل میں آئی ہے کہ اسنے اپنی اس دیری پر یہ حکایت یا کھاوت بھی صادق کر دکھائی۔ کہ کسی نے پرانی بدشگونئی کے لیے اپنی ناک کاٹ لی تھی، عام لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اپنی پیشگوئی کی سچائی ظاہر کی اور اسیں ایک بڑے گناہ کے ارتکاب سے اپنی گنہگاری مان لی۔ جس سے اصل اپنے دعویٰ نبوت کی جڑ کاٹ دی کیونکہ وہ پیشگوئی براہین احمدیہ کو بچھا بنانے اور اسپرزلز کے کارنگ چڑھانے اور اس ذریعہ سے اپنی غیب دانی و نبوت کا سکھانے کی غرض سے اسی بات کا مدعی ہو گیا ہے۔ مگر براہین احمدیہ کی پیشگوئی سے مجھے بہت صفائی سے خدا کی طرف سے یہ خبر مل چکی تھی کہ اس سے زلزلہ مراد ہے۔ تاہم مینے قوم کی بدگوئی اور بدظنی کے خوف سے اس مراد کو چھپایا۔ اور ہندی زبان میں عربی الفاظ کا ترجمہ کر کے لوگوں میں شائع نہ کیا۔ اور میں اس فعل سے خدا کے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ اور پچیس برس تک اس گناہ پر قائم و مصر رہا۔

پس اگر اس دعویٰ میں کرشن کو مان لیا جاوے تو اس سے گو اس کی پیشگوئی سچی ہو جاتی ہے (جیسا کہ کاہنوں منجموں جیا لوچی (علم طبقات الارض) کے عاملوں کے اس قسم کی پیشگوئیاں سچی جاتی ہیں۔ مگر اس سے صہل سکا دعویٰ الہام و نبوت (جسکی خاطر پیشگوئی کی تھی) باطل ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی سچے نبی یا ہام کی یہ شان نہیں۔ کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا تعالیٰ اسکو حکم دے۔ وہ اس بات کو

دیدہ و دانستہ عمدہ و ارادہ بچپن برس تک چھپائی رکھے۔ اور اسکی کماحقہ تبلیغ نہ کرے  
اس کتمان اور عدم تبلیغ سے تو مانی سنائی ہوئی نبوت باطل ہو جاتی ہے۔ اور عہدہ  
نبوت سے نبی کی معزونی عمل میں آ جاتی ہے۔

پہلے قرآن مجید میں نمسب الانبیاء رسید المرسلین کے خطاب میں ارشاد  
یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک  
من ربک فان لم تفعل فما یبغث  
ربک لئلا یصلی من الناس  
ان الله لا یهدی الکفرین  
(سورہ مائدہ ع ۹)

اور اگر اس تبلیغ میں تجھے لوگوں کی اندک خوف ہو تو (خدا تعالیٰ تجھے لوگوں سے  
بچالے گا۔ خدا کا فردگی (جو دیدہ دانستہ خدا کی گناہ (عدم تبلیغ وحی کے سبب ہمارے  
مکتب رہتے ہیں۔ یا ان حکام کی تصدیق و تسلیم سے انکاری ہیں۔ پہنائی نہیں کرتا۔  
لیجئے اس کتمان وحی عرصہ پچیس سال کے اقبالی جرم و گناہ میں آپ کی فوت  
(جسکو منوانے اور اسکے ذریعہ لوگوں کو دام میں پھنسانے کے) لہو وہ پیشگوئی بھی باطل  
ہوئی۔ اور آپ پر علاوہ اس مثل ہندی (ناک کشائی) فارسی مثل ہی صادق آئی ہے  
مرا خواندی و خود بدام آمدی

اس اقبالی جرم و کتمان وحی میں اچکایہ عذر خام خوف بدگوئی و دشنام جناب باری  
میں لائق پذیرائی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر قوم اہل اسلام کے بعض افراد آپ پر برہمن  
تھے۔ اور وہ آپکی خیر خواہی کے صلہ میں آپکو گالیاں دیتے تھے۔ تو بعض افراد قوم (جس  
تعداد آپ لاکھوں تک بتاتے ہیں) اس عرصہ پچیس سال میں آپ کے مرید و مستند  
ہو چکے تھے۔ اور بعض تو انہیں ایسے تھے۔ جو مال و جان و دین و ایمان سب کچھ آپ پر

خدا کر چکے تھے۔ اور مصرعہ اگر یام خرمیاری فروشم دین و ایمان راہ پر عمل  
تھے اور اپنے اہلک و اوطان و جاہ و مکان چھوڑ کر آپ کے دارالامان قادیان  
میں ڈیرے لگا چکے تھے۔ آپ اور ہمیں تو ان ہی میں سے کسی ایک یا دوسرے  
حکیم الامت مولوی نور الدین خلیفہ اول یا فاضل بہت مولوی محمد حسن صاحب  
ثانی یا عثمان زمان خالص صاحب معروف بنو اب محمد علی خاں خلیفہ سوم یا مصباح  
عسل مصفی مرزا خد بخش شہسخت خلیفہ سوم کان میں اس پیشگوئی عربی کے  
زلزلہ کی تائید تبلیغ کر دیتے اور اسل قبالی جرم کے ارتکاب سے بچ جاتے  
نبوت پر بحال رہتے اور اگر ایجو یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے ان چاروں خلفاء کے  
میں کہہ دیا تھا کہ پیش گوئی عربی سے زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء یا اسکے بعد آ  
زالا زلزلہ مراد ہے۔ تو آپ اسی امر کا کسی شہسوار یا اخبار میں اعلان کر دیں  
صحاب کبار سکارسے صرف دو صاحبوں آخر الذکر کو منتخب کرینگے۔ اور ایک  
مجلس خیار میں انکی شہادت لینگے۔ انہوں نے یہ شہادت ادا کی۔ تو ہر مضہ  
اس پیشگوئی کے سچی ہو جانے کی ایجو دگری دیجائیگی۔ یہ اس قسم کی سچائی ہوگی  
سچوئیوں کا ہنوں جیا لوجی والوں کی پیشگوئیوں میں اتفاقی سچائی پائی جائے  
مگر یہ یاد اور ملحوظ خاطر ہے کہ اس سچائی کی دگری میں آپ کی اصل نبوت باط  
اور اقبالی جرم کتمان سے عہدہ نبوت سے آپ کی معزولی عمل میں آئیگی۔  
در صورت سچائی دعویٰ علم معنی پیشگوئی عربی کی آپ پر دروغگوئی کا الزام ہے  
اور اگر اس دعویٰ میں کچھ سچا نہ مانا جائے اور تسلیم کیا جائے کہ کہیں بوز  
جو اپنے معنی مراد پیشگوئی عربی (یعنی خیر زلزلہ) کو شائع نہ کیا تو اسکا موجب  
کہ آپ نے اس پیشگوئی کے معنی مراد کو نہ سمجھا تھا۔ اور ایسا ہی آپ کے اعتقاد  
اور بنیاد سے ظہور میں آتا ہے کہ وہ بعض پیشگوئیوں کے معنی سمجھنے میں غلطی کر

رہے ہر  
پیشگوئی  
کی نسبت  
آپ فرما  
بعض اوقات  
کے وقت  
کبھی کسی  
اصول  
مردوں  
دہی کا الزام  
پیشگوئی  
کے معنی  
ہم اس پیش  
برس تک  
اور گناہ بک  
یا بجلہ  
کالم ہو تاس  
دعویٰ نبوت  
صحت درو  
بغیر و دہو  
کا مصداق

رہے ہیں۔ چنانچہ اشتہار النہاد من وحی السماء کے صفحہ ۷ میں صاف کہا ہے۔ ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے یہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیشگوئیاں تھیں جو اسوقت نظر سے مخفی رہ گئیں۔ آخری صفحہ ۱۰ میں آپ فرما چکے ہیں کہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے معنے کرنے میں عوام تو ایک طرف بعض اوقات انبیاء بھی اجتہاد ہی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ گو بعد اسکے پیشگوئی کے وقوع کے وقت معنے کھل جاتے ہیں۔ اور ایسا ہی آپ کے اکثر تحریرات میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ کبھی کسی پیشگوئی کے جھوٹے ہونے کا الزام آپ پر قائم ہوتا ہے تو اس الزام کو اسی اصول سے اٹھایا جاتا ہے اور یہ اصول بطور قاعدہ کلیہ آپ کے مذہب میں اور آپ کے مریدوں اور حامیوں میں برتا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں آپ پر دروغ گوئی اور دہرہ دہی کا الزام بہت صاف اور خوب ظاہر ہے۔ کہ دلیس تو آپ کے یہ ہے کہ ہم وقوع کی پیشگوئی سے پہلے زلزلہ کے معنے نہ سمجھتے تھے۔ جیسے کہ ہم سے پہلے انبیاء اپنی پیشگوئیوں کے معنے نہ سمجھا کرتے تھے اور زبان سے آپ اسکے برخلاف یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس پیشگوئی کے معنے تو یہی سمجھتے تھے۔ کہ اس سے زلزلہ مراد ہے۔ مگر کچھ نہیں اس تک اس معنے کو چھپاتے رہے۔ اور قوم کی ہدایت اور دشنام دہی سے ڈرتے رہے اور گناہ بکیر کے ترکیب رہے۔

بالجملہ اس دعوے میں آپ کو سچا کہیں۔ تو آپ پر اقبالی گناہ کتمان وحی کا الزام قائم ہوتا ہے۔ اور اس سے اس کا اصل دعویٰ انہام وثبوت باطل ہوتا ہے۔ اور اس کا دعویٰ نبوت میں آپ کا کذب ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر جھوٹا کہیں۔ تو اس سے آپ کی ہمت و دروغ گوئی۔ دہرہ دہی ثابت ہوتی ہے۔ بہر حال دونوں صورتوں میں آپ کا الزام ثابت و دہرہ دہی سے نہیں بچ سکتے۔ یہی یہ دلیل مصرعہ آفتاب آمد دلیل آفتاب ہے۔ گورنمنٹ انصاف کرنے اور سبیک داد دینی دے۔

پانچواں نمبر ایک یہ فقرہ ہے کہ جب قدر سیری جماعت میں سے دہرم سالانہ کانگریز اور کٹو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے۔ ایک ہی انیس سے ضابطہ نہیں ہوا۔ اسکی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلے کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہوئے تھے۔ حتیٰ الوسع اپنی باطنی صلاح بھی کی ہوگی۔

خاکسار کہتا ہے کہ اس نمبر میں آپ نے ایک تو یہ جھوٹ بولا ہے کہ ان مقامات میں جو بچا ہے وہ میرا مرید تھا۔ وہ اسلئے بچ گیا۔ کہ وہ اس زلزلے سے خیردار تھا زلزلے کے وقت وہ گرنے والے مکانوں سے بچ گیا تھا۔ اور اگر بچ میں رہا بچا تو صلاح باطنی کے سبب بچ گیا۔ یہ کذب لوگوں پر اور گورنمنٹ پر ظاہر ہو سکتا کہ مرزا بچ جانے والوں مریدوں کی فہرست شائع کرے۔ اور گورنمنٹ اسکی پرتا کرے۔ کہ وہ مرزا کے مرید ہی تھے۔ یا انیس ہندو عیسائی بھی تھے۔ اور دور دور پر وہ یہ دہوکہ دیا ہے۔ کہ اگر آئندہ بھی کوئی بچنا چاہے تو میری جماعت میں داخل ہوجائے۔ ورنہ اسکا بچنا محال ہے۔

چھٹا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے کہ میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا۔ کہ میں زلزلے پہلے خبر کو محققہ شائع نہ کیا۔ اور کہیں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلے کی خبر یا کہ میرا دل اس بات کے لیے بے اختیار ہو گیا کہ پہلے فرو گذاشت کہ اب تدارک کروں۔ اس غرض سے میں تین شہر شائع کیے ہیں۔ بلکہ اس اطلاع کے لیے ایک چٹھی بخدا مت جناب لفٹنٹ گورنر اور ایک چٹھی بخدا مت جناب لارڈ کرزن بھیجی گئی تھیں۔

خاکسار کہتا ہے۔ اس فقرہ کے مضمون میں بھی آپ نے محض کذب اور دہی سے کام لیا۔ زلزلے آئندہ کے وقوع کا انکو خود ہر وقت تحریک شہتار اور ۱۹۰۵ء تک علم یقین نہیں ہے۔ چنانچہ شہتار الانڈا سورضہ مدیا پر ۱۹۰۵ء

میں خود کچھ چکے ہیں۔ کہ مجھے یہ علم نہیں دیا گیا کہ زلزلے سے مراد زلزلہ ہے۔ یا کوئی اور شدید آفت ہے۔ پھر اس شہتہار ۱۱ مئی کے صفحہ ۲ کے حاشیہ آخری سطروں میں آپ کہتے ہیں کہ مجھے اتنا تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلے سے درحقیقت زلزلہ مراد ہے۔ یا کوئی شدید آفت ہے۔ یہ کہہ کر ممکن و قابل تسلیم ہے۔ کہ گذشتہ زلزلے کی کما حقہ اشاعت کرنے سے شرمندہ ہو کر آئندہ زلزلے کے نقصان سے بچاؤ کی غرض سے اپنی پیجاں اور گورنمنٹ کو اطلاع دی ہو۔ جس چیز کا انسان کو خود علم و یقین نہ ہو۔ وہ دوسروں کو اس کا علم و یقین کیونکر دلا سکتا ہے۔ اور اس یقین دلانے یا نقصان یا نفع بتانے میں استغناء کو شش اتمام کب کر سکتا ہے۔ اس شہتہار بازی اور گورنمنٹ کی خدمت میں اطلاع دہی سے آپ کی غرض صرف وہی اور وہ کہ وہی اور اس پالیسی کی چال بازی ہو کہ اگر گورنمنٹ اور یہ ایک نے میری تحریف و وہابی کو گورنمنٹ اور لاشی محض قرار دیا۔ اور اس کا کوئی نوٹس نہ لیا اور مجھے کچھ نہ بچھا اور نہ کچھ خود اس پر کوئی عمل کیا۔ تو میں میرا کیا حرج ہو گا۔ صرف چند فلوں چہ پانی آشتہارات اور محض لٹاک میں صرف ہو گئے۔ اور وہ جیسے جانور دیکھیں سے وصول کیے جاتے ہیں وہ یہی ناجائز میں صرف ہو گا اور شش سے مال حرام پود جائے حرام رفت

کے مصداق بن گئے اور اگر میری ان دیکھیں نے گورنمنٹ پر کچھ اثر کر دیا اور ہر آخر لفت گورنروں نے اس میں نے قیام شدہ موقوفہ کر کے خادیاں یا اسکے قریب جنوری ۱۹ تک قیام اختیار فرمایا تو میری داری خیری میں تمام چند ہستان میرا میرا ہو جائے گا۔ اور مدد نے چاندی سے میرا گھر بھر جائے گا۔

کرنشن جی مہاراج آپ کی ان پالیسیوں کو دانا خوب سمجھتے تھے اللہ علیہ السلام اور وہ آپ کے خطاب میں یہ کہہ رہے ہیں



پہرنگے کے آئی شہنشاہ من اندر خدمت خوب دامن  
آپ کی یہ پالیسی پہلی اور نئی پالیسی نہیں ہے۔ آپ ہمیشہ یہی پالیسیاں عمل میں  
لائے ہیں اور گورنٹ کی ٹیچ نیوٹرٹی یا عدم توجہی و سہل نگاری سے آپ کامیاب  
ہوتے ہیں۔ مدت ہوئی آپ نے ایک شہنشاہ جسکی ایک طرف انگریزی تھی۔ اور دوسری  
جانب اردو تھا شائع کیا۔ اور وہ یوروپ کے بڑے اراکین سلطنت کے جیسے کہ  
برٹش آف ویلز کے (جو اس وقت قیصر ہند ہیں) پاس پہنچا دیا تھا اسکا نوٹس اہل  
یوروپ سے کسی نہ لیا۔ (اور اس امر کا آپکو پہلے سے یقین تھا) تو یہی ہندوستان کا  
احتمول میں آپکا سکہ دلاوری و بہادری جم گیا۔ آپ کی ان شخصیات کا بھی گورنٹ  
نوٹس نہ لیا۔ بلکہ آپکو جواب رسید تک نہ بھیجی گی۔ تاہم اس سے حقا ہندوستان  
کی نظروں میں آپکی دلاوری اور بہادری بڑھ جائیگی جسکے جواب وہ احکم الحاکمشع  
شاہان روسے زمین کے حضور گورنٹ ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔

ہاں اگر گورنٹ نے احکم الحاکمین سے ڈر کر اور عام لوگوں کی ضرر پانے کو نظر  
رکھ کر ان شخصیات اور شہنشاہات کا نوٹس لیا اور شائع اساتہ کے شہنشاہات اور  
اقبال و لائل کو پیش نظر رکھ کر آپ سے ان دیکھیوں کا جواب طلب کیا۔ تو پچھلی جیلی  
اور بناوٹی شہنشاہی کی جگہ آئندہ واقعی اور اصلی شہنشاہی آپکو حاصل ہوگی۔  
مسا تو ان نمبر اسکا یہ فقرہ ہے۔ کہ اب میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں  
یا تو خدا اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال دے اور مجھے اطلاع دے۔ اور یا پھر  
طور پر بعینہ تاریخ اور روزانہ وقت اس آنے والے حادثہ کے مطلع فرما دے۔

خاکسار کہتا ہے۔ یہ بھی کرشن جی کی محض دہر کہ دہی اور جیلہ جوتی ہے چنانچہ  
رزلے آئندہ کی وہ تاریخیں جو بعض انگریزوں نے علم طبقات الارض یا خواصر  
نجوم سے کی تھیں اور وہ اخباروں میں شائع ہوئیں۔ مل گئی ہیں (اور ان

انگریزوں کی تقلید سے خدا کے الہام سے اپنے یہ پیشگوئی کی تھی۔ مگر ہمیں یہ عقلندی و پیش بندی کر کے کہ تعین تاریخ کو اور دیا اور وقوع زلزلہ کو ایسا ہی کر دیا۔ کہ اگر وہ آپ کے تمام زمانہ زندگی میں وقوع میں نہ آوے تب بھی ایچ کوئی جھوٹا نہ کر کے اور اگر کوئی اعتراض کرے ہی تو آپ یہ کہیں کہ میں نے اسکا وقت کب مقرر کیا تھا۔ اور پھر موسم کی گرمی اور خیموں کی تپش سے آپ کے نازک بدن پیاری جا بر آفت آئی تو آپ کو یہ فکر پڑی ہے کہ ادھر خیموں کی گرمی ستانی ہو اور لوگوں کی طرف سے مزین و کنیز کا خوف و انگیز ہے۔ اس فکر سے آپ کی توجہ اس طرف منحرف ہوئی ہے۔ کہ اس پیشگوئی کو منسوخ کرنے کے لیے (جو آج تک کسی سچے علم سے نہیں ہوا۔ کیونکہ نسخ صرف احکام میں ہوتا ہے نہ اخبار و پیشگوئیوں میں۔ اخبار میں نسخ ہو تو اس سے خبر کا کذب ثابت ہوتا ہے) کوئی الہام گھڑنا چاہے (جیسا کہ عبد الشاکر کی تاریخ موت ثل جانے کے بعد یہ الہام گھڑا گیا تھا۔ اطلع الله علی ہمد و غمہ ج الشہد ہمد (بہر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۱ منقول ہے) سوہن جلد تازہ بہ تازہ گرما گرم الہام گھڑ کر ستیا لیکھا جسکے الفاظ یا مضمون یہ ہوگا۔ اطلع الله علی ہک یا کرشن وغملک فاجاب دعاءک و تقبل شفاعتک فارفع عن الحائط حیامک و اختر فی دار الامان القادیان قیامک و اعلم الحکامان یلار موالیجہ ولا یفر و امنیما غافہ الخبال والنروال والکمال نہق الزکزل و جاء الامان۔ یعنی ہے ہمارا کرشن لادھر گوبال خدا تعالیٰ تیرے غم پر اطلاع پائی ہے۔ اور تیری دعا رفع زلزلے کے باب میں اسے قبول فرمائی ہے۔ اور تیری شفاعت سبک اور گرفتاری کے حق میں اسے منظور کر لی ہے۔ اب باغ سے خیمے اٹھالے۔ اور دار الامان قادیان میں قیام فرما کر گرفتاری کو یہ اطلاع کر دے کہ وہ پہاڑوں میں رہیں۔ اور خوف نقصان و ہلاکت زوال دہل سے بھاگ نہ جاویں۔ زلزلے دور ہوئے اور امن آگیا۔

آٹھواں نمبر اسکا یہ فقرہ ہے کہ جس آنے والے زلزلے سے سینے دوسرے کو ڈرایا  
 اس سے پہلے میں آپ ڈرا۔ اور ایک مادے سے میرے خیمے باغ میں گئے ہوتے ہیں۔ چنبر ہمارا  
 ایک ہزار رہیہ خیمہ ہوا۔ میں قادیان میں واپس نہیں گیا۔ اور جنگل میں موابلی خیال اور اپنی  
 تمام جماعت کے بڑا تکلیف اٹھا رہا ہوں۔ میری نیک نیتی براس سے بڑھ کر کون گواہ ہو سکتا ہے  
 خاکسار کہتا ہے۔ یہ بھی ایک بڑا لیرہ جھوٹ ہے۔ اور باغیں خیر زنی اس جھوٹ کو  
 سچا کر دکھانے کی غرض سے ہے۔ آپ مہالاج کرشن زلزلے سے خود نہیں ڈرتے۔ صرف دوسرے  
 کو ڈرانے اور اپنے اپنی پیشگوئی کا اثر جانے اور اس ذریعہ سے خلوس کمانے کے لیے یہ خیر زنی  
 ہوتی ہے اور جنگل کی تکلیف برداشت کرنا بھی اسی وجہ ہے کہ اس تکلیف کا انجام دھت  
 ہے کہ بہت لوگ دارم سریر شیشیہ گئے اور دوسرا شریفوں سے گھر بربت گئے۔ لیکن ماقبل سے  
 رنج راحت شدہ چوٹ طلب شدہ بزرگ یہ گرد کہ تو تیا نی چشم گرگ  
 اس بہ نیتی پر اس سے بڑھ کر آمد کو شیشیہ قادیانی (آفتاب کی طرح روشن) دلیل ہو سکتی ہے  
 کہ آپ کا اس پیشگوئی سوڈرنا حکم عقل نامکمل و محال امر ہے۔ جسکے محال ہونے پر یہ  
 عقلی دلیل ہے جو حصر عقل پر مبنی ہے۔ کہ اگر کسی پیشگوئی دو محال سے خالی نہیں۔ یا تو  
 خدا تیرے کی طرف ہی ہوگی۔ یا خدا کی طرف سے نہ ہوگی۔ بلکہ اپنی یا کسی اور کی من گھڑت  
 ہوگی۔ اگر آپ شق اول اختیار کریں۔ اور اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے کہیں۔ اور اپنے  
 آپ کو ملہم ربانی اور مخاطب الہی قرار دیں تو پھر آپ کو اور آپ کی غلط جماعت کو اس سے  
 ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ جس خدا نے آپ کو خطاب اس پیشگوئی سے فرمایا ہے  
 اسے ساتھ ہی اسکے آپ کو یہ بشارت بھی دی ہوئی ہے۔ کہ خدا کا فضل تمہارے حال پر  
 شامل ہے۔ تم تو ہمارے فرزند ہو جس قوم یا جہتی میں تمہارا قدم ہو گا۔ اس قوم یا جہتی  
 پر عذاب نہ آئے گا۔ آپ تو آپ ہیں آپ کے نام لیوا اور بیوک (مرد) خدا سے ہم خطے  
 ہیں۔ کہہ کر گنگوہہ دہر سال میں سخت تر لالہ ہوا اگر ہمیں تمہارے مریدوں سے

کوئی خدا  
 سطر ۱۰  
 نیک چلو  
 چلن کی  
 و متصور  
 دیں چہ  
 کریں اور  
 میں بھی  
 کو خیالی  
 ہرگز نہیں  
 کی تھی۔  
 اور انھوں  
 سارا تا تا  
 کرے اور  
 میں لاویہ  
 کیا یہ  
 اور آپ کو  
 پہنچی ہے  
 خیموں  
 پیشگوئی  
 نواں

کوئی ضائع نہ ہوا۔ جسکو تم اس شہتہار میں بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی تم اس شہتہار میں لکھو۔  
 سطر ۱۰۔ کہ چکے ہو۔ کہ یہ زلزلے کی پیشگوئی قطعی نہیں۔ بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو  
 نیک چلنی اختیار کرے گا۔ وہ بچایا جائے گا۔ میں ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال  
 چلن کی درستی رکھتا ہے۔ پیران بشارات و خطابات کے ساتھ آپکا ڈر جانا کیونکر ممکن  
 و متصور ہے۔ پھر اس حالت کے کہ آپ بد چلنی اختیار کریں اور اپنے آپکو بد چلن قرار  
 دیں جس سے آپکا دعویٰ نبوت و امامت باطل ہوتا ہے۔ اور اگر آپ شق ثانی اختیار  
 کریں اور یہ کہیں کہ یہ پیشگوئی ہماری سن گھڑت ہے۔ تو پھر اس سے ڈرنا کسی حد  
 میں بھی (آپ نیک ہوں یا بد چلن بن جائیں) ممکن نہیں۔ پھر شخص کسی نادان بچے  
 کو خیالی ہوتے سے ڈرانا ہے کیا وہ خود بھی اس ہوتے سے ڈر جاتا ہے۔ نہیں نہیں  
 ہرگز نہیں۔ اور اگر شق دوم اختیار کرنے پر یہ اقبال کریں کہ یہ پیشگوئی انگریزوں نے  
 کی تھی۔ اسنے ہکو ڈرایا تھا۔ جیسا کہ اکثر بہت لوگوں کو لاہور و امرتسر میں ڈرایا تھا  
 اور انھوں نے اپنے گھر چھوڑ کر خیوں میں رہنا اختیار کر لیا تھا۔ تو اس صورت میں آپکا  
 مارا تانا بانا مکمل جاتا ہے۔ اور یہ قریب اور وہ کہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ پیشگوئی کوئی  
 اسے۔ اور آپ اسکو اپنی الہامی پیشگوئی بنالیں اور لوگوں کو ڈرا دھکا کر اپنے دام  
 میں لادیں۔

کیا یہ آفتابی دلیل سنکر بھی گورنمنٹ اور پبلک آپکے وقتی ڈر جانے کو تسلیم کرے گی  
 اور آپ کو وہ کھڑا جلسہ از قرار ندیگی اور مخلوق خدا یوں بھی آپکے دام زدیر میں  
 نہیں پڑے گی۔ اور گورنمنٹ خدا تعالیٰ احکم الحاکمین کے حضور میں جوابدہ نہ ہوگی۔  
 خیوں کی آپکا ٹیڑھ لگانا ایک آمد وجہ سے بھی اس امر کی دلیل ہو سکتا ہے۔ کہ یہ  
 پیشگوئی ایکی الہامی نہیں۔ اسکا مفصل بیان فقرہ فیرو کے اظہار مغالطہ میں ہوگا  
 نوائے غیر اسکا یہ فقرہ ہے۔ کہ جو لوگ مقدرت رکھتے ہیں۔ وہ خیوں میں پڑیں

اور جو بے قدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں۔

خاکسار کہتا ہے کہ یہاں تو آپ اس تدبیر جسمانی خیمہ میں پناہ گزینی کی ہوتی فرماتے ہیں۔ اور بہت جگہ شہادتِ زلزلہ میں اسکا روحانی علاج صرف دعا و توبہ بتا چکے ہیں۔ پس اگر زلزلہ کو عذابِ آسمانی جانتے ہیں اور اسکا علاج اسی روحانی کو دل پر مانتے ہیں تو پھر تدبیر جسمانی فضول ہے۔ آسمانی عذاب کو خیمے ہرگز نہیں ٹلا سکتے۔ خیمے والے لائق عذاب ہونگے۔ تو آسمان سے آگ بر سے گی اور وہ زمین و ہوائی جائے گی۔ اگر اس عذاب کو صرف طبعی اسباب کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ (جیسے حمالو جی والے سمجھتے ہیں) تو پھر اسکو آسمانی عذاب بتانا اور لوگوں کو دعا و توبہ غیبت دلانا (حیر) سے آپکا مقصود اپنی نبوت تسلیم کرنا ہے۔ چنانچہ نمبر ۳۳ کے اظہارِ مخالط میں ثابت کیا جاوے گا) دھوکہ دی نہیں۔ تو اؤڑ کیا ہے۔

دسواں نمبر آپکا یہ فقرہ ہے کہ اسکے واسطے میں کوئی تاریخ مقرر نہیں کی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمایا۔

خاکسار کہتا ہے کہ تاریخ مقرر کرنے کی وجہ وہ عقلمندی اور پیش بندی ہے جسکا بیان اظہارِ مخالط فقرہ نمبر ۳ میں گذرا ہے۔ مگر بحکمِ آئندہ دروغ گو را حافلہ نباشد اور شہادتِ آیت ولو کان من عند غیر اللہ لوجہ وافیہ اختلافاً کثیراً۔ آپ کو اس عقلمندی پیش بندی کا اسقدر خلاف بھی ہو گیا کہ چھٹی سہمی گورنٹ میں تاریخ نہیں تو سال مقرر کر دیا۔ اور یہ کہا ہے۔ جنوری ۱۸۸۷ء تک پہاڑوں سے جتنا ب کیا جائے۔ جسکا صاف منشا ہے کہ زلزلہ آیا۔ تو جنوری ۱۸۸۷ء تک آویگا۔ اس کے بعد نہ آویگا اس شہتار میں اسنے ایک قسم کی یہ تعیین بھی کر دی ہے۔ کہ زلزلہ موسم بہار میں آویگا۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہہ دیا ہے۔ کہ ممکن ہے کہ پہاڑ سے کچھ اور مراد جو مختلف بیانیوں اور روایات میں اس امر کی دلیل ہیں کہ یہ پیشگوئیاں خدا

عند شہتار الرصیت میں جس میں طاعون کی خبر تھی۔ اور اب آپ اسکو خبر زلزلہ بتاتے ہیں۔ آپ صحت فرما چکے (چنانچہ بعض ۱۹۱۱ منعزل ہوا ہے کہ اس دریا سے پار ہونے کے لیے بھڑکھڑکی کوئی کشتی نہیں۔

کی طرف سے انہیں ہیں صرف من گھڑت دھوکے ہیں۔ جسے لوگوں کو ڈرایا اور ہنسایا جاتا ہے۔

گیا یہ ہوا ان کا یہ فقرہ ہے کہ میں یہ پیشگوئی کسی کمزور بنا پر نہیں کی۔ بلکہ اگر حکام کی طرف سے میرے اس دعویٰ کی پڑتال ہو تو کم سے کم ایک ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو سچی نکلیں۔

خاکسار کہتا ہے۔ حکام وقت ہی نے خلقت خدا کا بیڑا ڈوبوایا ہے۔ وہ کسی پیشگوئی کی پڑتال کرتے تو خلقت خدا کو یہ دن کیوں دیکھنا پڑتا۔

اب کرشن جہا راج کے اس جیلینج پر اور گورنمنٹ کو چٹھیاں خاص میں مخاطب کرنے پر گورنمنٹ نے پڑتال کی طرف توجہ نہ کی تو اس سے کرشن مہاراج کا بانی بہت چڑھ جائے گا۔ اور وہ یہ لن ترانیاں لکھیں گے کہ اگر میں اپنی پیشگوئیوں میں سچا نہیں تو گورنمنٹ مجھے کیوں نہیں پکڑتی۔ گورنمنٹ تو اسکی ایسی لن ترانیاں کو فضول جان کر ساکت ہے۔ یا اسکے ٹوچ نیٹو ٹرٹی اس توجہ سے مانع ہے اور اس سوا اسکی بہت سے رعایا کے

اخلاق و احوال تباہ ہو رہے ہیں۔ اس کا اپیل مختبر خدا تعالیٰ جو تمام گورنمنٹوں کا اعلیٰ حاکم ہے کس کے آگے کریں۔ آئے خدا شاہان شاہ تو گورنمنٹ ہی کو ہدایت کر اور مظلوم رعایا کی باتوں کو سننے والے کان۔ انکو دیکھنے والی آنکھ۔ انکی حالت کو دیکھنے والا دل عطا فرما۔

میں آئیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ کرے۔ تو میں اسلام و مسلمانوں کی طرف سے وکیل ہو کر اس امر کو ثابت کرنے کے واسطے تیار ہوں کہ کرشن قاریاں کی ایک پیشگوئی بھی سچی نہیں نکلی مجھے بلانے میں گورنمنٹ کو کسی وجہ سے تامل ہو تو میرا سالہ اشاعتی استہ طلب ہو اور ہر جن مقامات کا میں حوالہ اسمضمون میں اور اس سے پہلے تین مضمونوں میں دے چکا ہوں۔ یا آئندہ دونوں مقامات کی تراجم گورنمنٹ ملاحظہ میں گذرے۔

بارہواں نمبر اسکا یہ فقرہ ہے کہ مجھے ختم ہونے کا دعویٰ نہیں علم جیالوجی۔

(طبیقات الارض) اکامیں دعویٰ نہیں۔ صرف وحی والہام سے پیشگوئی کرتا ہوں۔ پھر جو لوگ مجھے اس دعویٰ الہام میں جھوٹا جانتے ہیں۔ انکا میری پیشگوئیوں سے ڈرنا اور تسلیوٹر میں پڑنا کیا منہ رکھتا ہے۔

خاکسار کہتا ہے۔ جو لوگ کہو اس دعویٰ الہام میں چھوٹا جانتے ہیں۔ وہ تو آپ کی ان پیشگوئیوں کو گزشتہ سے زیادہ وقت نہیں دیتے۔ انکا ان پیشگوئیوں سے ڈرنے والی واقعہ اور ہلکا شک کوئی سمجھنے نہیں رکھتا مگر کیا دنیا میں اور رعایا کو گزشتہ میں سبھی لوگ ایسے ہی ہیں۔ ایسا کوئی نہیں۔ جو ان پیشگوئیوں سے ڈرتا ہو۔ اور اس ڈر سے اسکو نقصان پہنچا ہو۔ بچے شک ایسے لوگ بہت ہیں۔ اور وہ دو قسم ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو انکو مسیح و عہدی و ولیم۔ پیغمبران چکے ہیں۔ وہ اس قسم کی پیشگوئیوں سے ڈرتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جو نہ آپ کے پیغمبروں سے متفقہ ہیں اور نہ منکر و مخالف وہ آپ کی پیشگوئیاں سنکر یوں ہی دیکھا دیکھی ڈرتے اور تشویش میں پڑتے ہیں۔ انہیں بعض عقلمند اپنے ڈر کی وجہ یہ شعر پڑھتے ہیں۔

گاہ باشد کہ کوہک ناماں پہ جھلٹا برہنہ نہ تیرے  
اور چونکہ وہ دو قسم گورنٹ کے ویسے ہی تھایا میں جیسا کہ اول الذکر (قسم سوم)  
میں گورنٹ تھایا ہوا ہے گورنٹ کا خسروانہ فرض ہے کہ انچی دیکھوں سے انکو بچا ہے  
اصحاب کے دام میں سے قسم اول کو نکالے۔ اور قسم دوم کو پیشے نہ کے۔ ان ہی دو  
قسموں کی نسبت اصحاب واولوں نے گورنٹ میں اپیل کیا ہے۔ جسکے جواب میں انہی  
قسم سوم (مسکروں) کو پیش کر دیا ہے۔ اور گورنٹ کو مدعو کر دیا ہے۔  
تیسرے حوالے میں ایک ایسا فقرہ ہے کہ تو یہ صلاح نفس سے میری مراد اس جگہ  
یہیں کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے۔

خاکسار کہتا ہے۔ اس فقرہ میں جو اپنے گورنمنٹ اور پبلک کوڈ ہو کا دیا ہے۔  
وہ تمام مضمون اس اشتہار زریعہ کے بلکہ دیگر اشتہارات متعلقہ زریعہ کے اکاذیب و  
مغالطات کا لب لباب و پتھر ہے۔ لہذا ہم بھی اس فقرہ کے اظہار کذب و مغالطہ  
میں اس کے جملہ اشتہارات کے فقرات نقل کر کے گورنمنٹ اور پبلک کوڈ پر ثابت کر  
دیتے ہیں کہ ان چیزوں کیوں (یا روٹوں کیوں) سے کرشن جی کا مطلب  
بجھنے کے اور کچھ نہیں ہے کہ ہندو مسلمان اور عیسائی کے سب اپنا فرض  
چھوڑ کر کرشن کے پتھر میں داخل ہو جائیں اور اس کے سیوک و مرید بن جاویں  
اور سونے چاندی سے اسکا گھر بھر دیں۔ اس مدعا کے اثبات کے لیے ہم اسکا  
اشتہارات متعلقہ زریعہ کے اصل فقرات و عبارات نقل کر دیتے ہیں۔ گورنمنٹ  
اور پبلک کوڈ سے لے کر ان اشتہارات سے اسکا مطلب و مقصود کیا  
ثابت ہو تا ہے۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ شک کہ تمہارا خود بخود کہہ دے گا کہ غلط ہے۔ ان فقرات  
کا مفہور غلط خاص تو جس کے لئے ہیں۔

اس کا سب سے پہلا اشتہار متعلق زریعہ کا یہ ہے جو کہ ۱۹۰۵ء میں  
پر شائع ہوا ہے۔ اس میں چار فقرات نقل کر کے گورنمنٹ اور پبلک کوڈ ہیں:-

(۱) دنیا میں ایک نئے سرے پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا سے قبول  
کر لیا اور پھر سے زور آور مخلوق سے اسکی بچائی ظاہر کر دے گا۔

(۲) میں دوبارہ ظاہر کرتا ہوں۔ اور میں قسم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہ اگر کرشنا  
ہو کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے۔ کہ میرا مقصد زمین  
پر کھڑے ہو کر اس زمانہ میں اکثر لوگ سعادت اور دنیا پرستی میں ایسے غرق ہو گئے  
ہیں کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں دیا۔ اور وہ جو اسکی طرف سے ہدایہ خلق کے لیے  
بجایا گیا ہے۔ اس سے سمجھا گیا جانتے ہیں۔



(۳۴) اتوری پرانا فقرہ انجیل جسکو مانوینا یا تھا۔ دنیا میں ایک مذہب آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا سے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور اور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔

(۳۵) مینے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا میرے منہ پر یہ الہام الہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور مجھے دکھایا گیا کہ مکمل عذاب الہی سے مرٹ جانے کو ہے یہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی۔ نہ عارضی سکونت مقاموں پر اور عارضی سکونت گا ہوں پر آفت آئے گی۔ اور پھر باج کے جہت میں خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذلوں کو ایک نشان دیکھایا جائے گا۔

اسکا دوسرا شہار الانذار ہے جو ۹ اپریل ۱۹۱۷ء کو شائع ہوا۔ اس میں باج فقرے لائق توجہ ہیں۔

(۱) اتوری پرانا انجیل سے چورایا ہوا فقرہ۔ دنیا میں ایک مذہب آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا سے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور اور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرے گا۔

(۲) اور پھر اسے نیچے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا مینے وہ وقت آگیا کہ تو کمالی طعنہ پرست ساخت کیا جاوے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ (۳) اور محل مطلب ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا۔ اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کر لیں۔

(۴) ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بیزبانی سے یاد کرتا ہے اور یار نہیں آتا وہ پکڑا جائے گا۔

(۵) یہ کاش میں انکی نظر میں کاذب نہ سمجھتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔  
اسکا تیسرا شہنشاہ النادر من وحی السما ہے جو ۶۱۔ اپریل ۱۹۵۷ء کو شائع  
ہوا۔ اس میں پانچ فقرے لائق توجہ ہیں۔

(۱) خدا عزوجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونوں زلے تیری سچائی ظاہر کرنے  
کے لیے دو نشان ہیں انہیں نشان کی طرح جو دو سٹے نے فرعوں کے سامنے دکھلاؤ  
تھے اور اس نشان کی طرح جو فوج نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا۔

(۲) خدا نے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھائیگی  
اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹائیگی۔ سو آخر ہر دیکھ لینا چاہیے کہ کس کی پٹی  
سچی نکلی۔ یا جھوٹی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب جو کیا گیا، اور طاعون  
کے نشان کو دیکھ کر لوگ ہنسی سے پیش آئے یہ دوسرا نشان زلزلہ کا ظاہر ہوا۔

(۳) صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے قہری عذاب کے نازل ہونے سے پہلے خدا کی  
طرف سے کوئی رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے۔ جو خلقت کو آنے والے عذاب سے ڈراتا  
ہے۔ اور یہ عذاب اسکی تصدیق کے واسطے قہری نشانات ہوتے ہیں۔ اس  
وقت بھی خدا کا ایک رسول تمہارے درمیان ہے۔ جو مدت سے تمکو ان عذابوں

کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔ پس شوخو اور ایمان لاؤ۔ تاکہ نجات پاؤ۔

(۴) میں سچ کہتا ہوں کہ اس آنے والے نشان کے بعد جو جھوکو قبول کرے گا۔  
اسکا ایمان قابل عزت نہیں جسکے کان ہیں۔ سنے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میرا  
زمین پر بھڑکا ہے۔ کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔

(۵) اور پھر فرمایا۔ کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو منکص ہیں اور بیٹوں کا حکم  
دیتے ہیں۔ سچاؤں گے۔

اسکا چوتھا شہنشاہ زلزلے کی خبر بار سوم ہے جو ۲۹ اپریل ۱۹۵۷ء

شائع ہوا۔ اس میں دو فقرے لائق توجہ ہیں۔

(۱)۔ وہی پورا ناچو رایا ہوا فقرہ دنیا میں ایک نذر آیا۔ یہ دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسکو قبول کرے گا۔ اور پڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔

(۲)۔ زیادہ رہے کہ خدا کا عجب نہایت حقیق و عینی ہوتا ہے۔ بہ خیر ان خدا کے مرسلوں کے جو جناب الہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں۔ اگر کسی پر نہیں کھلتا۔ اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہیں دیکھاتی۔ پس مجھے خدا تو اگلے نے اطلاع دے۔ تا وہ جو خدا تو اگلے کو شناخت نہیں کرتے اور نہ جھکوتا۔ نہ کو پتہ لگ جائے۔ ان فقرات کو نظر سری سے دیکھنے والا ہی یقین کرے گا۔ اور سمجھ لے گا۔ اس زلزلے کی خبر دینے سے کرشن قادیانی کا مقصد کیا ہے۔ اب دیکھئے بارگاہ بین گورنٹ اور انصاف پسند ایک ان فقرات سے کیا مطلب نکالتے ہیں۔ اور کرشن جی کو کیسے سمجھتے ہیں۔

## کیا گورنٹ اب بھی دروغگوئی و دھوکہ دہی کرشن قادیانی کا نوٹس نہ لے لی

کرشن قادیانی کی اندازہ پیشگوئیوں اور دھمکیوں کی طرف ملکی اخباروں (پیشہ اخبار وغیرہ) نے گورنٹ کو توجہ دلائی تو کرشن جی کو کس قدر ہوش آئی اور فکر پڑی کہ شاید گورنٹ کو اپنی مظلوم و نادان رعایا پر رحم آجائے اور وہ ان پیشگوئیوں کی طرف توجہ فرما کر مجھ سے یہ سوال کرے کہ کیوں تھنہ بھادی نہاد رعایا کو کبھی طاعون سے کبھی زلزلہ سے لاکھ اپنی تائید و تصدیق کا نشانہ نہ کرے؟

ڈرایا اور  
از  
بہت بچہ  
جان کو  
ان  
میں خود  
چوڑ کر  
میں خود  
کو بھی  
بیشمار  
کریا  
پیشگو  
واسطے  
سے  
نہیں  
ڈرایا  
بروز  
احسن  
جسپ

ڈرایا اور وہ ہلکایا اور ان دھکیوں سے انکو دام میں پہنچایا اور انکا مال دبا یا ہے۔  
 اس فکر نے اسکو اشتہار الرشی شفاء کی اشاعت پر مجبور کیا جس میں اسنے  
 بہت کچھ جھوٹ بول کر اور گورنمنٹ کو دھوکے دیکر گورنمنٹ کے سوال مذکور سے اپنی  
 جان کو چھوڑنا چاہا ہے۔

ازاں جملہ ایک جھوٹ دہو کہ اس اشتہار کا یہ فقرہ ہے کہ آنیوالے زلزلے سے  
 میں خود ڈر گیا ہوں۔ اس واسطے میں اپنے کنبہ اور مخلص مریدوں سمیت اپنے پختہ مکان  
 چھوڑ کر میدان میں نہیں لگا کر پڑا ہوں اور دھوپ کی شدت برداشت کر رہا ہوں۔  
 میں خود ڈر گیا تو میں نے محض ہمدردی سے نہ کسی خود غرضی سے گورنمنٹ اور پبلک  
 کو بھی ڈرایا۔ اور زلزلے آئندہ کے نقصان سے انکو بچانا چاہا۔

خاکسار گورنمنٹ کے خیر خواہ اور پبلک کے خادم نے اپنے مشعرن سابق میں  
 بعض ای ظہار کلاب فقرہ شہتم اشتہار الرشی کرشن قادیان گورنمنٹ پر خوب ظاہر اور بجا  
 کر دیا تھا کہ پیشگوئی زلزلے سے کرشن جی کا ڈر جانا بحکم عقل ناممکن ہے کیونکہ اگر ہم  
 پیشگوئی الہامی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور کرشن جی کی تائید و تصدیق کے  
 واسطے کوئی زلزلہ آنے والا ہے۔ تو اس سے کرشن کا بچ جانا یقینی امر ہے نہ پراس  
 ہے انکا ڈر جانا کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ اور اگر وہ الہام و پیشگوئی خدا کی طرف سے  
 نہیں من گھڑت دھوکہ دہا اور انکا غرضی و جعلی ہوا ہے تو ایسے ہوتے ہیں۔ انکا  
 ڈر جانا کیونکر ممکن ہے۔ لہذا کرشن جی کا میدان میں نہ جانا اور دھوپ کی شدت  
 برداشت کرنا کسی نیک نیتی اور ہمدردی پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ اس خود غرضی پر کہ  
 احسن لوگ اسکو زلزلے سے ڈرتا ہوا دیکھ کر ڈر جائیں باور سکھام میں انہیں  
 جیسے اشتہارات اور یہ سابقہ کے فقرہ شہار نا طاق ہیں۔

ہمارے اس بیان کی تصدیق ہمارے کرشن جی نے اپنے اس فعل سے کر دی ہے

کہ میدان سے اپنے ڈیرہ اٹھالیا ہے اور اپنے بچتہ مکانوں میں سکونت کو اختیار کر رہا ہے۔ جس سے صاف اور قطعی ثبوت ملتا ہے کہ درحقیقت ایکوڈر وکچہ نہ تھا۔ جو تھا لوگوں کو ڈرانے کا جیلہ دوسیلہ تھا۔ پھر جب آپ نے دیکھا کہ جو لوگ ہمارے اس جیلہ سے بچنے والے تھے۔ وہ پہنچ چکے ہیں اور باقی ماندہ لوگوں کو اخبار والے بے ڈر کر رہے ہیں۔ اور ہماری اس شہر کو چلنے اور پھرنے نہ دیں گے۔ تو آپ نے میدان سے ڈیرہ اٹھالیا اور اگر واقعی آپ کے دلیں زلزلہ کا ڈر ہوتا تو جنوری ۱۹۷۹ء تک جسکو آپ چاہی اسی گورنمنٹ میں سیاد زلزلے شہر اچکرتے۔ آپ میدان سے ڈیرہ نہ اٹھاتے۔ اور بچتہ مکانوں کی سکونت اختیار نہ فرماتے۔

اور اگر آپ اسکے جواب میں یہ بات بتا دیں گے کہ الہام یا پیشگوئی زلزلہ مسونہ ہو چکی ہے۔ اور ہکو خدا کی طرف سے وہ الہام (جو ہمارے رسالہ کے صفحہ ۳۷۷ پر منقول ہے) یا اس مضمون کا اور الہام ہو چکا ہے۔ یا اسکی تاریخ بدل گئی ہے تو اس سے اولاً کرشن جی ہمارے اس بیان کی جو انکے اشتہار الرمی کے فقرہ نمبر ۷ کے متعلق ہم کہہ چکے ہیں۔ تائید و تصدیق کریں گے۔ اور دعویٰ الہام میں اپنی رد و غلطی کا خود اقرار کرنے والے شہر بنیں گے۔ اور ثانیاً وہ اس سوال کے مورخ کہ جب آپ نے میدان سے ضیہ اٹھالیا۔ تو اس الہام کی مسونہ یا تبدیلی تاریخ کو کیوں شہر نہ کیا۔ آپ اس زلزلے سے بیڈر ہو گئے تھے۔ تو اور وکچہ چکڑا چکے تھے کیوں بے ڈر نہ کیا۔ کیا آپکی اس میں بدعتی اور دھوکہ دہی نہیں پائی جاتی کہ لوگ اس ڈر میں مبتلا رہ کر آپکی سیوا کرتے رہیں۔ بیڈر ہو کر آپکی سیوا وڈ ڈ پھوڑ دیں۔ گورنمنٹ کا عادلانہ و جہانہ فرض ہے کہ وہ آپ سے اس کا جواب طلب کرے۔ اور آپ بھی گورنمنٹ کرشن جی کی دھوکہ دہی اور رعایا کو ایذا رسانی کا نوٹس نہ لیں گے۔ تو پھر ہم شاہان شاہ عالم کی جناب میں

نمبر ۱۱ جلد

وویا کر

اسکی

ایک کہ

مضمون

حصہ

وویرا

کے

سے

۵

مسی

مضمون

گذشتہ

۱-۱

انسا

اپنے

ہے

ہذا

دو حکم کرینگے۔ کہ وہ احکم الحاکمین گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلا دے۔ اور اسکی تاوان بنیٹروڈ (رعایا) کو اس میٹریے سے چھوڑا دے۔ ذیل میں ہم ایک کھلی چٹھی گورنمنٹ کے نام کی شائع کرتے ہیں۔

### کھلی چٹھی

محضو۔ نواب محلہ القاب ہزار اکیسین فی وائبرائے و گورنر جنرل  
ہندوستان ہزار اٹھ سو نو پینچاب

حضور وانا میں نہایت ادب سے اور خیر خواہی سلطنت و ملک اور اپنے فرہنگ و دیگر ذرا ہر یکے اشخاص سے ایمانی و انسانی ہمدردی کی نظر سے آپ دو فرمانروا کے حضور میں (جنکو مرزا غلام احمد کرشن قادیاں نے اپنی چٹھیا و اشتہارات سے دھوکہ دینا چاہا ہے) اس دھوکہ کو ظاہر کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ حضور وانا ان چٹھیا کا مضمون کرشن قادیاں نے اپنے اشتہار اور می میں جس میں رو انکی چٹھیا کی اطلاع مشہور کی ہے تو پورے نقل نہیں کیا۔ مگر مضمون اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چٹھیا کا مضمون یہ ہوگا کہ جو تینے گزشتہ زلزلہ ۱۴۰۴۔ اپریل ۱۹۱۷ء یا آئندہ زلزلے کی نسبت اشتہار تاربعہ مورخہ ۱۔ اپریل ۱۹۱۷ء میں بیٹنگوئی کی تھی اس سے میرا مقصود صرف انسانی ہمدردی ہے۔ نہ لوگوں کو ڈرانا اور دھمکانا اور اس ذریعہ سے ان کو اپنے مذہب میں لانا۔

حضور وانا۔ اگر ان چٹھیا کا بھی مضمون ہے تو یہ اسکی سراسر دھوکہ ہے۔ اسکا مقصود جو اسکی صریح عبارات میں پایا جاتا ہے۔ صرف دھمکانا اور ڈرانا اور جبراً لوگوں کو اپنے مذہب میں لانا ہے۔ اس امر کا ثبوت خاک رے

مضمون ذکرشن قادیانی کی گورنمنٹ اور پیکیب کو دہوکہ دہی اور اس سے پہلے  
مضامین (مضامین) میں کافی موجود ہے۔ گورنمنٹ ان مضامین کا پورا ترجمہ ملاحظہ میں  
لائے اور اگر اس میں کوئی امر دریافت طلب باقی رہ گیا ہو تو خاکسار سے ہتھ  
فرما کر ذکرشن قادیانی سے جواب طلب کرے۔ اور اگر گورنمنٹ اس کی دہوکہ دہی  
تحقیقات جوڈیشل طور پر ذریعہ عدالت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے مقابلہ میں ہر  
ثبوت پیش کرنے کے لیے پیکیب اور خاص کر اہل اسلام کی طرف سے خاک  
حاضر ہونے کے لیے تیار و مستعد ہے۔ اور اگر گورنمنٹ نے اس کی پیش گوئی کو  
لغو سمجھ کر اس کا کچھ نوٹس نہ لیا جیسا کہ عام خیال ہے تو اس سے بہت ناگوار  
اور بے علموں میں اس کی پیش گوئی کا اعتبار بڑھ جاوے گا اور اس سے عام رعایا  
اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچے گا۔

خاکسار غور خواہ سلطنت و دعا گو پیکیب ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر آف انجمن

## کرشن قادیانی کی دہوکہ دہی میں اس کے پیکیب کی تیز قدمی کی پیروی

قادیانی (یہ نیم بھیدہ خیر سلطان تم روادار وہ زندہ شکر یا فتنہ ہزار مرغ پرست  
رشن پنجابی) گوردینہا ند سے پٹے چلیے جان اچھتہ  
کرشن جی مہاراج زلزلے کے متعلق چوٹ بولتے بولتے اور گورنمنٹ اور پیکیب  
کو دہوکہ دیتے ٹھاک گئے اور آنے والے زلزلے سے ناامید و نادم ہو کر  
میدان سے خیمہ اٹھا کر قادیان میں آ گئے۔ اور اس عربی نڈار دلف غیبی  
الاهل وجد و ما فقد و ابل یسوا فاققبوا کے مصداق بن گئے اور اس پر

کو اٹھ

دیا کر

کو آ کر

گورو

آ

یہ ہے

اکلت

پیکہ

دعویٰ

کیا تھا

دھکا

کہا ہے

ایسی

ا

گرو جی

ا

کسی

بہت

تباہی

ہے

خدا سے

کو اٹھانے اور الزام دروغگوئی سے جان چھوڑنے کے لیے بھینساوشی کوئی جیلہ و سبیل نہ پا کر خاموشی اختیار کر بیٹھے تو جیلوں کا دل ٹھہرانے اور آنسو پوچھنے کے لیے اس کوئی کو آپ کے ایک چیلے (ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنس) نے اپنے دمہ لے لیا۔ اور اس میں گورو جی کو پیچھے چھوڑ کر تیز قدمی و سبقت کا حیرت انگیز ثبوت دیا۔

آپسے پرچہ نمبر ۶ جلد ۴ بابت ۱۱ ماہ اگست ۱۹۱۱ میں ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان یہ ہے: زلزلہ کی پیشگوئیاں گورو اسکے ذیل میں یہ کہا ہے۔ ولایت کے میگنیزین اکلٹ ریویو میں ایک مضمون ۲۴ اپریل والے زلزلہ کے متعلق شائع ہوا ہے جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ زلزلے عموماً چاند گرہن یا سورج گرہن کے بعد آتے ہیں۔ چنانچہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ایسی بنا کر زلیل کیل جیتری ہیں جو اکتوبر کو شائع ہوئی تھی۔ یہ لکھا گیا تھا کہ ۴۴ درجہ طول بلد کے قریب پارچ کے اخیر یا اپریل کے ابتدا میں ایک دھک زلزلہ کا محسوس ہوگا۔ اسکے بعد جیلہ جی نے بقدر ایک صفحہ کے اپنا مضمون لکھا ہے جس میں گورو جی کی دہو کہ وہی و دروغگوئی کی تقلید و پیروی کے ساتھ اس پر ایسی تیز قدمی و سبقت اختیار کی ہے۔ کہ اس میں گورو جی کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ اس مقام میں اس مضمون کے چار فقرے نقل کرتے ہیں۔ اور اس دروغگوئی گورو جی جیلہ جی کی پیروی اور اس پر سبقت دونوں کا ثبوت ہر ذہن ناظرین کرتے ہیں۔

**فقہہ اول** زلیل کیل کی جیتری اکتوبر ۱۹۱۱ء کو شائع ہوئی۔ اور اس میں کسی ملک کا نام نہیں۔ کہ فلاں ملک میں زلزلہ آئے گا۔ اس طول جلد ۴۴ درجہ پر بہت ممالک واقع ہیں اور یہ عجیب بات یہ ہے کہ اصل مرکز زلزلے کا جہان اسیکی تباہی سب سے زیادہ ہوئی ہے۔ کا ٹکڑا ہے جو ۴۴ و ۴۴ درجہ طول کے درمیان واقع ہے۔ اس جیتری کی اشاعت سے دس ماہ پہلے ایک شخص (آپ کے گورو جی نے) خدا سے الہام پا کر یہ اخبار میں شائع کیا تھا۔ کہ ایک دہکان زلزلہ کا اس ملک میں محسوس



ہونے والا ہے۔

پھر اس اشاعت سے ۵ ماہ بعد یعنی اس جستری سے ۵ ماہ پہلے یہ پھر کیا۔ کہ اس ملک کے ایک بڑے حصہ میں مکانات بالکل زمین سے مل جاویں جیسا کہ ابہام عفت الذیاد محلہ او صفا محلہ سے پایا جاتا ہے۔

اس فقرہ میں چیلہ جی کا یہ کہنا۔ کہ اشاعت جستری زید کیل کے پہلے گور نے زلزلہ کی پیشگوئی کر دی تھی۔ گور جی کی تقلید ادبیری وی ہے۔ جس کا جواب اہل چکا ہے۔ کہ زلزلہ ۲۴ اپریل سے پہلے زلزلہ کا وجود آپ کے خواب خیال میں آیا تھا۔ جو کچھ آپ نے کہا تھا طاعون کے متعلق کہا تھا۔ اور اس امر کا اعتراف آشتہارات الوصیت اور الزما میں موجود ہے۔ آند اس دروغگوئی میں جو چیلہ کو پیش قدمی ہوئی ہے۔ وہ انکا یہ کہتا ہے۔ کہ زید کیل نے وقوعہ زلزلہ کا علم نہیں بتلایا تھا۔ اور ہمارے گور جی نے محل بنادیا تھا کہ وہ یہ کہہ بیٹے پنجاب اور اسکے ایک بڑے حصہ میں مکانات زمین سے مل جائیں گے۔

ناظرین اس قدر زاید کا درجہ ہوتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان الفاظ اور ملک و اس ملک کے بڑے حصہ کا نام و نشان زلزلہ کے متعلق گور جی کے کہ اشتہار یا انکے کسی اخبار میں پایا نہیں جاتا۔ چیلہ جی اس دعوئی میں سچے ہیں تو کسی اخبار یا اشتہار کا حوالہ دیکر اسکی عبارت نقل کریں۔ اور اس پرتاری حیثیت کے موافق ہم سے انعام لیں۔ یہ نہ ہو سکے تو اس دروغگوئی اور دہوکہ دہی کا نائب ہوں۔ بلکہ گور جی کے سینوک ہونے سے جسکا پہل یہ دروغگوئی ہے دست بردار ہو جائیں۔

فقرہ ۲۰ و ۲۱۔ کیا ابہام ابھی میں قبل اسکے کہ سیاروں کا اجتماع ہوا ہو سکے یا جستری میں شائع ہو زلزلہ کی خبر نہیں دی گئی۔ اور پھر زید کیل جستری کر

خبر ہی یہی پہل کیونکہ اس میں صرف اس قدر کہا گیا ہے کہ تیز دہکے کا زلزلہ محسوس ہو گا۔ مگر تیز دہکے دنیا میں ہمیشہ اور ہر ملک میں کم و بیش رہتے ہیں۔ نیوز لینڈ بند غبار سیونیر لینڈ فرانس۔ اٹلی۔ ویلنیر ترکی وغیرہ میں محسوس ہوتے۔ لہذا تیز دہکے کہنا کوئی علم نہیں دیتا۔ مگر خدا تعالیٰ عالم الغیب نے جو وحی کی (یعنی آپ کے گورو جی کو) اس میں نہ صرف تیز دہکے ہی بتلایا گیا ہے۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بتلایا گیا ہے کہ اس قسم کا زلزلہ ہو گا۔ کہ ایسا زلزلہ پنجاب میں پہلے کہی نہیں ہوا۔ جس سے ایک حصہ ملک پنجاب میں غارتیں بھی نسبت و نابود ہو جاویں گی۔ اس لیے یہ وہ بات ہے کہ جس پر انسانی عقل احاطہ نہیں کر سکتی۔ اس فقرہ کے پہلے حصہ میں تو وہی گورو جی کی معمولی دروغ گوئی میں پیروی ہے۔ (جس کا جواب ابی دیا گیا ہے)۔ اس کے بعد جو کہا ہے وہ اس جھوٹ میں چیلہ جی کی پیش قدمی ہے اور نہایت دلیرانہ دروغ گوئی۔ چیلہ جی کو اس کی سچائی کا دعویٰ ہے۔ تو وہ گورو جی کے زلزلہ ۳۔ اپریل سے پہلے کسی اشتہار یا اخبار سے یہ الفاظ نقل کر کے دکھلا دیں۔ اور ہم سے جو چاہیں انعام لیں۔ یہ نہ ہو سکے تو اس دروغ گوئی اور دہوکہ ہی سے بلکہ گورو جی کی سیوکی سے جو اس دروغ گوئی کا پہل لائی ہے قوبہ کرے۔

**فقرہ سووم**۔ خالی تیز دہکے کہنا ایک مبہم لفظ ہے۔ مگر وحی الہی نے کوئی ابہام باقی نہیں چھوڑا۔

**فقرہ چھپکارم**۔ بلکہ ایسے صاف الفاظ میں زلزلہ کی کیفیت کو بیان کر دیا ہے جس سے بڑے بڑے منافق ممکن نہیں۔

ان دونوں فقروں میں چیلہ جی نے دروغ گوئی اور دہوکہ دہی کو درج نہ کیا بلکہ یونیا دیا ہے اور گورو جی کو بہت سیچھے چوڑھ دیا ہے۔ اور مصحح چہ دلاوت اس کے کہ بکف چراغ داروہ کا مصداق بن کر دکھلا دیا ہے۔ اصل ابہام اردو کرشن جی

میں جو انکے اخبار جنوری ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا ہے۔ صرف زلزلہ کا ذکر ہے۔ اور اسکے ساتھ کوئی بیان و تشریح نہیں۔ بلکہ اسکے بعد ایسا ہی کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیش گوئی نہیں ہے۔ کسی واقعہ کی حکایت ہے۔ اور وہ یہ فقرہ ہے کہ میں کوئی زلزلہ محسوس نہ پاتا ہوں اور اصل عربی الہام جو انکے اخبارات مئی ۱۹۷۱ء اور اکتوبر میں شائع ہوئی ہیں۔ صرف یہ الفاظ ہیں۔ عفت الدیار علیہا۔ اور اسکی بھی کوئی تشریح و تبیین اخباروں میں نہیں ہوئی۔ صرف (معلقہ طاعون) خطوط و حدانی میں لگایا گیا ہے۔ اور اکتوبر ۱۹۷۱ء میں اس کی تبیین یا تشریح ہوئی ہے تو طاعون سے ہوئی ہے۔ اسطرح کا اس ملک میں ظاہر ہوتا۔ اور اسی طاعون سے اس ملک کا مٹ جانا چاہیے۔ اور اسی طاعون کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ جب سے دنیا پر ایسی سختی کے دن کبھی نہیں آئے۔ ان تشریحات کے ساتھ کرشن جی۔ کسی الہام یا کلام میں جو زلزلہ ۲۔ اپریل کے پہلے شائع ہوا ہو۔ زلزلہ کا نشان نہیں پایا جاتا۔ باایں ہمہ زلزلہ کے دھکے کو چیلنجی کا مقصد اور مقصد قرار دینا۔ اور اسکے مقابلہ میں زید کیل خستری کے تیز دھکے کو بہم قرار دینا۔ سرے کی دروغ گوئی نہیں تو اور کیا ہے۔

ناظرین ہم نے صرف اپنی تحقیقات و معلومات متعلقہ تصانیف اشتہار کرشن جی پر اکتفا کر کے کرشن جی کے بہت سے چیلوں سے بولا ہو رہے ہیں۔ اور انکا مکان کرشن جی کالہوڑ میں ہیڈ کوارٹر یا گورنمنٹ ہاؤس کہلا ہے۔ اور انہیں سے لائق ذکر اور کرشن پنٹیوں میں مشہور دو شخص ہیں ایک کارخانہ مرہم عیسے و مالک اخبار البدر قادیان چیلنج کیا اور یہ کہہ کر

آپ لوگ زلزلہ ۴۔ اپریل سے کسی پہلی تحریرہ داشتہ ہمارے کرشن جی میں زلزلہ کے متعلق یہ چار تشریحاتیں والفاظ جو ایڈیٹر ریویو آف ریلیجیئرس نے بیان کی ہیں کہ وہ زلزلہ اس ملک میں ہو گا۔ اور ملک پنجاب میں ہو گا۔ اور اس ملک کے بڑے حصہ کے مکانات اس سے زمین میں بل جائیں گے۔ اور وہ ایسا زلزلہ ہو گا کہ اس سے پہلے کوئی زلزلہ پنجاب میں نہیں ہوا۔ تو اسکے ضلع میں آپکو وعدہ دیتا ہوں کہ میں آئندہ مرزا کا تقاب چھوڑ دوں گا۔ اور اگر آپ لوگ نقد انعام چاہیں تو ایک سو سے پانچ سو روپیہ تک دینے کو حاضر ہوں۔ اور اگر ان تشریحات کا زلزلہ کے متعلق کہیں وجود نظر نہ آیا۔ تو آپکو کرشن جی کی پیروی کا چھوڑنا لازم ہو گا۔ اسپر ان لوگوں نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے اور اخباروں کے فائل ڈھونڈ ڈالے مگر انکو کہیں ان تشریحات کا نام و نشان متعلق زلزلہ نظر نہ آیا۔

یہ نہیں ان سے کہا گیا ہے کہ آپ لوگ تاہم بیان سے مراد ہیں۔ جبکو چاہیں۔ مگر اس امر وہی وحکم نور الدین پیروی کو بلا کر ان سے تشریحات کی نشان دہی لا دیں۔ اس امر کا بھی ان سے حوصلہ نہ ہو سکا۔ آخر انہوں نے صاف کہہ دیا کہ اوٹیر کی یہ تشریحات غلط ہیں۔ ہم انکی نشان دہی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ جس سے کس و ناکس کو یقین ہو سکتا ہے۔ کہ ان تشریحات کے دعوے میں جیلہ جی نے بعض دروغگوئی سے کام لیا۔ اور کرشن جی کا الہام (زلزلہ کا دیکھ) زیڈ کیل کی پیشگوئی تیر دھکے کا زلزلہ سے زیادہ بہم و مہمل ہے۔ کرشن جی کی پیشگوئی کا زیڈ کیل کی پیشگوئی سے بڑھ کر بہم و مہمل ہونا ثابت ہوا۔ تو اب ناظرین پر ایک اور دروغگوئی دھوکہ دہی ان لوگوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور وہ انکی دروغگوئی دھوکہ دہی پر ایک بڑی قوی دلیل اور سخت الزامی حجت ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کا اپنی ان بہم و مہمل پیشگوئیوں پر عذاب

الہی یعنی طاعون سے ملک مٹ جانے کو تیار نہ ہے اور دروناک موتی  
عجیب شور برپا ہے۔ اور موتا موتی لگ رہا ہے اور زلزلہ کا دہکے عین  
الزلا کو جنہیں اصل الہامات میں کوئی تشریح نہیں کہ وہ عذاب زلزلہ  
یا طاعون اور وہ کس وقت اور کس ملک میں آئے گا۔ اور وہ کس  
ہوگا۔ تو آسمانی نشان بنایا ہے اور انکو اپنی نبوت اور صداقت کی  
دلیل ٹھہرایا۔ مگر حضرت مسیح ع کی اس قسم کی پیشگوئیوں کا خوب ہی خاک  
ہے۔ انکی تحقیر و توہین کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ چنانچہ الزلزلہ اور  
صفحہ ۶۷ میں کہا ہے: مسیح کے معجزات و پیشگوئیوں پر جب قدر اعتراض  
شکوہ پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا  
خبروں میں کبھی ایسے شہادت پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قحط  
کے معجزات کی رونق کو دور نہیں کرتا۔ اور پیشگوئیوں کا حال اس  
زیادہ تر اہتر ہے۔ کیا یہ بھی کوئی پیشگویاں ہیں۔ کہ زلزلے آئیں گے  
پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی۔ قحط پڑیں گے؟

ناظرین! حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی مبہم پیشگوئیوں کی نسبت  
توہین و تحقیر کے کلمات کہتے۔ اور اپنی اس قسم کی پیشگوئیوں کو بالشر  
چھڑاتا اور انکو مبہن اور مشح قرار دیکر اپنی صداقت کی دلیل ٹھہرا  
دہو کہ وہی اور دروغگوئی نہیں تو پھر دنیا میں دروغگوئی کس کا نام۔  
انصاف!۔ انصاف!۔ انصاف!۔

اس سے بھی بڑھ کر سنو۔ چیلہ جی کی کتوت تو یہ ہے اور اس پر دعویٰ یہ کہ ہم ایسے  
جو اسلام کو مدد دیں۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنس میں شائع کر کے دین اسلام کو مدد پہنچا رہے  
اور اس مدد پہنچانے میں ہم جو مادہ گریہ نیست یا کے مدعی ہیں۔ ریویو کو جلد ۴ نمبر ۲۰

انگ  
وال  
پیدا  
جیہ  
پہنچا  
رہا  
نقصہ

کی شہا  
و کتابت  
بہلہ خطہ  
کتاب نہ  
شمارہ  
کوئی کتاب  
اس کے  
مسلکی خبر  
نبوتی۔ جہ  
سنبال لینا

فرماتے ہیں۔  
**سلسلہ احمدیہ کی سچائی پر ایک ہی دلیل کافی ہو**

پہر اسکے ثبوت میں فرماتے ہیں۔ اسکی ایک ہی مثال یہ ہے کہ کہنے پر کوشش کی کہ انگریزی زبان میں صرف مذہب اسلام کی سچائی نظر برزے کے لیے بودپ اور امریکہ کے ہندو والوں تک یہ پاک پیغام پہنچائے کہ سب عظیموں سے بڑی داشتہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والا اور سچا روحانی مذہب صرف ایک ہی ہے یعنی اسلام۔ پھر کس قوم نے کوشش کی جیسی کہ ہماری قوم نے کہ ان رسالوں کی سینکڑوں کاپیاں مفت ان لوگوں کے گھروں میں پہنچا سکے یہ جوش سچائی کی حمایت کا اعلیٰ باطل کی ترویج کی کسی کا ذہن دل میں بھی ہو سکتا ہو۔ رنگہ ایک تازہ شہادت بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ کی تحریروں کو ایک نقشب سے پاک دل کس وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اس سے پہلے امریکہ میں مشرب۔ آسٹریلیا میں مشرب۔ سہارٹ اور مشرب۔ بھارت میں مشرب۔ بھارت میں مشرب۔ بھارت میں مشرب۔

کی شہادت کا کہی وقت اشتہارات وغیرہ میں ذکر آئے۔ بہتہ حال میں ایک انگریزی خط کتابت ہمارے ساتھ شروع ہے۔ جسکے نام کو یہ ہے۔ ہنی صاحبہ ظاہر نہیں کرتا۔ وہ پلان خط حضرت اقدس (کرشن جی مہاراجا) کے نام لکھتا ہے۔ میں اب تک ایک ہی ایسی کتاب نہیں پڑھی جو جہل اسلام کی حمایت اس قدر زور کے ساتھ کی گئی ہو جیسی آپ کے شاندار پرچے میں۔ یہ دو سر خط میں جو میرے نام تھا۔ وہ صاحب کچھ تو ہیں۔ میں اب تک کوئی کتاب یا پرچہ نہیں پڑھا جس میں اسلام کی حمایت اس قدر زور بردست مانتہ ہو گئی ہو۔ اس کے جواب میں ہر طرف ہندو کہنا چاہتا ہوں کہ بے شک آپ کو یوں میں بعض مضامین سے آگاہ ہوئے۔ فریڈ اسلام کی تائید میں لکھتے ہیں۔ مگر اس نکتے میں زہر کی آمیزش بہت بدلی ہے۔ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کو قبل از وقت ذات مار کر اٹکی جگہ خود غصہ کیے۔ ہمالیہ لینا۔ پھر اس غصہ و ملاحت سے یہاں صبر کھانا لگنا۔ بلکہ انکو ہمیشہ تحریرات میں

[illegible]

فیروز احمد  
 (اسی  
 کچھ  
 اہل  
 حدیث میں  
 بزرگ مرتب  
 بیعت تو یہ کہو  
 ایک  
 اسکو ممنوع  
 اسکو عام گمراہ  
 اور فقیری اور  
 نامصداق پر  
 اول ان  
 میں فتاک  
 سن ظنی  
 عبداللہ لبر  
 مقل کا بیجا

[illegible]